بمناسبت چہار صد مین سال وصال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ انتشار یافت

رسائل در دفاع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

یعنی

مجموعہ رسائل ہدیہ مجددیہ، انوار احمدیہ و الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی



تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ/ ۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجددی



شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور



بمناسبت چہار صد مین سال وصال حضرت مجدد الف ثانیؒ انتشار یافت

رسائل در دفاع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

اعنی

مجموعۂ رسائل ہدیۂ مجددیہ، انوار احمدیہ و الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ/۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجددی

شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۸

نام کتاب	رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
تالیف	مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ
مقدمہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
زیرنگرانی	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
صفحات	۵۷۶
اشاعت	صفر المظفر ۱۴۳۳ھ/دسمبر ۲۰۱۱ء
تعداد	۳۰۰
ناشر	شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر (شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور)

فون آفس 042-7571809 موبائل: 0300-4299321

297.4 . رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ... ، محمد اقبال مجددی، پروفیسر

رس ا

لاہور شیر ربانی پبلیکیشنز، 2012

576 ص

1۔ تصوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے جہاں مختلف شعبہ جات تبلیغ دین کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہیں وہاں دینی لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے شعبہ نشرواشاعت سال ہاسال سے خدمت کا عظیم فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

''شیر ربانی پبلی کیشنز'' کا قیام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم روحانی وعبقری شخصیت سرورملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ عمل میں لائے۔ آپ نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے روحانی نسبت قائم ہونے کے بعد نشرواشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا جس کو دنیا بھر کے اہل علم تسلیم کرتے ہیں۔

شیر ربانی پبلی کیشنز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کتب کی امتیازی حیثیت کو قائم رکھتے ہوئے مفید لٹریچر کی اشاعت میں مصروف عمل ہے اور یہ ادارہ خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے معیاری کتب کو منظر عام پر لانے کے لیے حسب حیثیت کردار ادا کر رہا ہے زیر نظر کتاب کی اشاعت ان شاء اللہ دنیا بھر کے محققین کے لیے انتہائی نفع بخش ثابت ہوگی۔

ملک بھر کی معروف جامعات کے نامور محققین اس ادارے کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ خادمین سرورملت جملہ احباب کے تعاون پر تہہ دل سے مشکور وممنون ہیں ان شاء اللہ مستقبل میں بھی ہم اپنے قارئین کرام کو نافع لٹریچر کی فراہمی میں سعی کرتے رہیں گے۔

طالب دعا   محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

مولانا وکیل احمد سکندر پوری

مولانا وکیل احمد سکندر پوری تیرھویں صدی ہجری / انیسویں صدی عیسوی کے نامور عالم، صوفی، مؤلف کتب کثیرہ اور شاعر تھے۔

مولانا وکیل احمد کی ولادت ۹ ذی الحج ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء کو موضع دلپت پور ضلع سارن[1] میں ہوئی جو ان دنوں اتر پردیش کے مشرقی اضلاع کے سرحدی ضلع بلیا کا ایک قصبہ ہے ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء کو حیدر آباد دکن میں انتقال ہوا[2] اور وہیں آسودۂ خاک ہیں۔

مولانا سکندر پوری نسباً فاروقی تھے۔ آپ کے اجداد میں شیخ مبارک مدنی چشتی فاروقی (ف ۱۰۱۶ھ) نے ہندوستان آکر قصبہ سکندر پور میں قیام فرمایا وہیں آباد ہو گئے، ان کی ساری اولاد نے وہیں بود و باش اختیار کر لی، مولانا وکیل احمد نے یہیں سکندر پور میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولوی ولی الحسنین سے حاصل کی ۱۲ سال کی عمر میں جونپور چلے گئے جہاں خانقاہ رشیدیہ کے سجادہ نشین شاہ غلام معین الدین[3] (ف ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، اس کے بعد مولانا محمد عبد العلیم آسی[4] (۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۴-۱۹۱۶ء) سے جو مولانا وکیل احمد کے چچا زاد بھائی بھی تھے، جونپور ہی کے مدرسہ منشی محمد امام بخش میں داخل ہوئے جہاں کے صدر مدرس مشہور عالم دین مولانا محمد عبد الحلیم فرنگی محلی (ف ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۷ء) کی خدمت میں درس نظامیہ کی بعمر ۱۹ سال تکمیل کی، مولانا عبد الحلیم مذکور نے اپنے اس ہونہار متعلم کے لیے ملا جیون امیٹھوی (ف ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۷ء) کی اصول فقہ پر کتاب "نور الانوار" شرح منار پر "قمر الاقمار" کے نام سے ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء کو حاشیہ لکھا اس وقت مولانا سکندر پوری کی عمر ۱۸ سال تھی، یہ حاشیہ یہاں کے

---

[1] محمد ادریس نگرامی: تذکرہ نمائے حال ۹۷، سید الحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۱۷/۸)

[2] نزہۃ الخواطر ۵۱۸/۸، امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی جنوری ۱۹۶۷ء ص ۴۷

[3] شاہ غلام معین الدین کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: سمات الاخیار ۱۳۵-۱۶۴

[4] مولانا عبد العلیم آسی کے حالات کے لیے دیکھیے: سمات الاخیار ۱۷۲-۱۰۴، کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۴ء

متعدد مطابع سے چھپنے کے علاوہ مصر سے بھی طبع ہو چکا ہے۔ مولانا فرنگی محلی فرماتے ہیں:

عنلقرانلفطین الامحدلمولوی وکیل احملمن سُکّانِ اسکندرفور

صانہا اللہ عن الشرور ذالک الشرح علی وترددوہ الّی ۔ ۱

مولانا عبدالحلیم کے فرزند گرامی اور معروف عالم و محقق مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے مولانا سکندر پوری کو اپنے والد کے شاگردوں میں سب سے بہتر، سب سے افضل پرکھ رکھنے والے، علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع قرار دیا ہے۔ ۲

ان اساتذہ کے علاوہ مولانا سکندر پوری نے مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی، مولوی معین الدین کڑوی سے علم دین اور علم طب کی مولوی حکیم نور کریم دریابادی اور مولوی سید انور علی سے تحصیل کی ان کے علاوہ مولوی رحمت اللہ، مولانا محمد نعیم لکھنوی اور مولوی امام الدین لاہوری سے بھی اسناد فراغت حاصل کیں۔ ۳ جون پور میں کچھ عرصہ مطب کیا، لیکن جلد ہی اسے ترک کر کے حیدر آباد دکن روانہ ہو گئے۔ حسن اتفاق سے آپ کے استاد گرامی مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی ان دنوں وہاں مدرسہ نظامیہ میں فرائض تدریس وافتا پر فائز تھے۔ مولانا وکیل احمد ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء کو جب حیدر آباد گئے تو سیدھے اپنے استاد کی خدمت میں پہنچے وہیں قیام کر لیا۔ ۴ اس وقت نواب افضل الدولہ بہادر دکن کے حکمران تھے۔ مولانا سکندر پوری نے ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ سے ملازمت کا آغاز کیا اور عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے جج کے منصب سے سبکدوش ہو کر وظیفہ یاب ہوئے ملازمت تقریباً ۲۹-۳۰ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ ۵

مولانا وکیل احمد سکندر پوری جتنے بڑے عالم و متکلم تھے اتنے ہی عظیم صوفی بھی تھے۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے معروف بزرگ مولانا میر اشرف علی بن میر سلطان علی سے بیعت تھے، شیخ اشرف علی فن ادب و تصوف، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں ید طولیٰ رکھتے

۱۔ عبدالحلیم فرنگی محلی: نورالانوار حاشیہ قمرالاقمار ۴

۲۔ محمد رضا انصاری: ''ایک ذہین مصنف'' مقالہ مشمولہ نذر مقبول ۷

۳۔ تذکرہ علمائے حال ۹۷

۴۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف ۶-۷

۵۔ ایضاً امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری (محولہ سابقہ) ۵۸

تھے۔ ان کے والد گرامی معروف مجاہد ٹیپو سلطان شہید کے ہاں ملازم تھے۔ اسی طرح میر اشرف علی بھی فن سپاہ گری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آخر دنیا ترک کر کے سلوک و معرفت حاصل کی، طبیعت میں استغنا حد درجہ کا تھا حیدر آباد دکن کے نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس ملقب بہ مغفرت مکان جو سخاوت اور فقراء نوازی میں مشہور تھے۔ کئی بار ان سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن انہوں نے اپنے توکل کے باعث انکار کر دیا، جب حیدر آباد میں وبا پھوٹی تو مولانا وکیل احمد سکندر پوری ان سے ملنے کے لیے گئے۔ پہلے ان کے چہرہ پر پریشانی کے آثار تھے پھر اطمینان قلب نصیب ہوا، موصوف کوئی کام اپنے شیخ حضرت شاہ سعد اللہ حیدر آبادی نقشبندی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ مولانا میر اشرف علی حضرت شاہ سعد اللہ (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کے خلیفہ تھے۔ جو علوم ظاہری و باطنی کے عالم اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے تھے پھر انہیں حیدر آباد دکن میں مامور کیا گیا، موصوف سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں مجاز تھے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع غفران منزل ان کا معتقد تھا۔ بارہا ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن آپ نے اجازت نہ دی، ان کے خلفاء میں سے مولانا میر اشرف علی کے علاوہ مولوی محمد عثمان، مولوی نیاز محمد بدخشانی، مولوی حسن علی، مولوی عبدالرحیم واعظ، میر عبدالوہاب، میر رفعت علی، شاہ محمد مسکین اور محمد نواز، قابل ذکر ہیں جن سے ان سلاسل کے فیوض و برکات دکن کے علاوہ کئی دوسرے علاقوں میں بھی پہنچے (ہدیہ مجددیہ ۳۳۱) حاجی سعد اللہ کا مدفن حیدر آباد دکن میں مرجع خلائق ہے۔ آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جو حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے مشہور جانشین تھے۔ (مقامات مظہری ۵۵۲، ۵۸۲)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے چچازاد بھائی محمد عبدالعلیم آسی (تاریخی نام ظہورالحق) (۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ/۱۸۳۴-۱۹۱۶ء) بھی ایک ذی علم بزرگ اور اردو کے شاعر تھے ان کا تخلص آسی تھا، وہ خانقاہ رشیدیہ جونپور کے سجادہ نشین رہے، ان کا عارفانہ مجموعہ کلام ''عین المعارف'' کے نام سے سید شاہد علی رشیدی سجادہ نشین درگاہ رشیدیہ جونپور نے مرتب کیا جو کراچی سے ادارہ یادگار آسی غازی پوری سے ۱۹۸۸ء کو طبع ہوا، آسی کی حیات اور شاعری پر کاظم ہاشمی کی کتاب پٹنہ سے ۱۹۸۴ء کو شائع ہوئی تھی۔ نیز دیکھیے علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات (۱۰۵-۱۶۱)

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک واصل ہوتا ہے اور آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے جد اعلیٰ ناصر ابن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن حضرت عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں یعنی مولانا وکیل احمد سکندر پوری بن مولانا قلندر حسین بن محمد وسیم بن محمد عطاء بن محمد بزرگ بن......۲ گویا شجرہ یوں ہے:

محمد بزرگ
محمد عطاء
محمد وسیم
قلندر حسین (...)
قمر حسین
حکیم الطاف حسین
ولی الحسنین
وصی الحسنین
وکیل احمد سکندر پوری (...)
حکیم عبدالقدوس
محمد خلیل احمد
محمد وحید
محمد اسعد
محمد سلیم
عبدالقادر
عبدالعزیز
محمد ظہور
مولوی محمد احمد
مولوی محمد جمیل
احمد احمد فاروقی (مقیم کراچی)
نورالحسنین
عبدالاحد
واجدہ بی بی
محمد عبدالعلیم ظہور الحق آسی (۱۳۵۰-۱۳۳۵ھ)
عبدالصمد
مولوی محمود
مولوی حامد
عبدالسلام
دختر (منسوب بہ قاضی عبدالرب)

مولانا سکندر پوری کی زندگی بہت ہی مصروفیت سے عبارت تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے تصنیف وتالیف کا شغل جو علماء کا بنیادی فریضہ ہے ترک نہ کیا اور موصوف تقریباً ایک سو کتابوں کے مولف قرار پائے۔

مولانا وکیل احمد کا عہد علمی واعتقادی سیاسی اور تمدنی اعتبار سے انقلابی اور ہنگامہ خیز تھا وہ قدیم مسائل جو کتابوں کی زینت تھے ان کے عہد میں ہندوستان کی علمی محفلوں کی جان بن گئے اس کے علاوہ بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے جن سے مذہبی ذہنوں میں ہیجان برپا ہو گیا جس سے عام ذہنوں کے لیے اضطراب کی کیفیت نے جنم لے لیا تھا۔ اس عہد کا سب سے بڑا مسئلہ اختلافات کا تھا جس پر اتنی بحثیں ہوئیں کہ ملک مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ کا اکھاڑہ بن کر رہ گیا۔

گزشتہ گیارہ صدیوں سے عالم اسلام حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلکوں میں تقسیم ہوتا رہا

---

۱ ... حضرت مجدد الف ثانی نے ... ناصر بن عبداللہ کو براہ راست حضرت عبداللہ بن حضرت عمر سے منسوب کر دیا حالانکہ ناصر کے بعد ... کا سبب ہے (مقالات معصومی ۱۰۹/۴)



۲ نزہۃ الخواطر ...

یعنی انہوں نے ائمہ اربعہ کی تقلید کو اپنا دستور حیات بنائے رکھا، لیکن ان آخری صدیوں میں نئے مبلغین نے تقلید اور عدم تقلید کی بحثیں چھیڑ دیں۔

ایک بہت بڑی لہر عدم تقلید کے ماننے والوں کی جو اپنے آپ کو اہل حدیث سے تعبیر کرتے تھے۔ اس دور میں اٹھی اور یہ دعویٰ کیا کہ ائمہ اربعہ اور خاص طور پر امام ابو حنیفہ کے فقہی مسلک کو جس کے ہندوستان میں ننانوے فیصد مسلمان پیروکار تھے بری طرح متاثر کیا۔ اب دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے رد میں اتنی کتابیں لکھیں کہ دور آخر میں غیر مقلدین کے ملجا وماویٰ اور ترجمان وہابیہ کے مولف نواب محمد صدیق حسن خان (۱۸۳۲-۱۸۹۰ء) کو بھی اپنی خود نوشت سوانح میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس معاملہ میں دونوں فریقوں نے زیادتی کی ہے۔ ۱ علماء تعمیری وتحقیقی کام چھوڑ کر اس رد وقبول کے سیلاب میں بہ گئے اور تحقیقی کام جاتا رہا۔ مولانا فضل رسول بدایونی (ف ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کو تادم واپسین رد وہابیہ میں مصروف رہنا پڑا، نزع کے عالم میں اپنے فرزند مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا اعداء دین (وہابیہ) کا کوئی رسالہ ایسا تو باقی نہیں رہا جس کا ہم نے جواب نہ لکھا ہو اور ہمارے بعد عوام اہل اسلام کو باعث تشویش ہو تو اس کا جواب لفی میں دیا گیا۔ ۲

بھلا ان حالات میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری جیسا حساس دل ودماغ کا عالم اپنے دامن کو کیسے بچا سکتا تھا۔ مولانا نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور غیر مقلدین کی خوب خبر لی اس سلسلہ میں ان کے ایک معاصر مولانا عبدالحی حسنی کا بیان قابل توجہ ہے کہ مولانا سکندر پوری اہل حدیث اور سید احمد شہید بریلوی کے اصحاب "نکیر" تھے لکھتے ہیں:

> شدید الرغبة الی المباحثه، کثیر النکیر علی اهل حدیث وعلی الفئة الصالحة من اصحاب سیدنا الامام الشهید السید احمد بن عرفان الحسنی البریلوی ۳

مولانا سکندر پوری کی اکثر تصانیف انہی اختلافی مسائل پر مشتمل ہیں اور بہت ہی حسن وخوبی کے ساتھ آپ نے ان موضوعات پر عمدہ تحقیقات پیش کی ہیں ان کتب میں سے رسالہ ابطال

---

۱ ابقاء المنن ۶۳ رد تقلید پر کمر ہمت باندھی تحریر وتقریر میں استعمال سب وشتم بلکہ لعن طعن کا ہوا، میں نے رد تقلید میں بہت کچھ لکھا (ایضاً ۶۵) ۲ ضیاء محمد یعقوب: اکمل التاریخ ۱۳۰/۲ ۳ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۱۷/۸

(بجواب ابطال الاباطیل بردالتاویل العلیل لنواب صدیق حسن خان) عربی، عقدالدرر (ردوہابیہ) عربی، فتح الاسلام علی المعلہ (عربی) وہابی نامہ (فارسی) معین الطالبین (ردوہابیت) فارسی، اصباح الحق المصرح من احکام الحدث الحسن الصحیح (بجواب ایضاح الحق تالیف مولانا محمد اسماعیل دہلوی) اردو، تبصرہ (تحریک وہابیت کا پس منظر مع مسلک اہل سنت) سبحہ رضیہ (درجواز محفل میلاد)، صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان (دراثبات میلاد) اردو، ناصح مشفق (مثنوی درردوہابیہ) اردو، نصرۃ المجتہدین بردہفوات غیر المقلدین (اردو)، نتیجہ (ردوہابیہ بزبان اردو) کا موضوع ہی ردوہابیہ ہے۔ اسی طرح فکر جدید کے علم بردار سر سید احمد خان کے خلاف بھی مولانا سکندر پوری نے عربی میں ارشاد المرتاد الی مسلک جحۃ اخبار الآحاد (سرسید کی تہذیب الاخلاق کا جواب) اس کے علاوہ فارسی میں افادہ علی جرح العبادۃ (یہ بھی سرسید احمد خان کے تہذیب الاخلاق کے رد میں ہے) تہذیب الاخلاق ہی کے جواب میں مولانا سکندر پوری نے اردو میں محدد لجہات الحجد دتالیف کی تھی یہ تینوں کتابیں کئی بار طبع ہو چکی ہیں۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں صامت (بجواب میر باقر داماد)، شمس الضحیٰ (نعت) مراۃ الساری بشرح الاقراری شرح بوجہ اقراری، ازالۃ الحزن عن اکسیرالبدن، قلع المامون بدفع الطاعون، نور العینین فی تفسیر ذی القرنین، فارسی زبان میں مساق الاطباء بیرہ تنبول، تذکرۃ اللبیب فیما یتعلق بالطب والطبیب، تریاق فاروق، دافع الوبا، یاقوتی، ماقوتی، کتاب اسرار، گنج شائیگان، لذت الوصال، رسالہ انبہ، تقریر دلپذیر، خاتم سلیمانی، معیار الصرف، مغفرت نامہ (جواب اعتراضات مولانا محمد باقر آگاہ بسلسلہ اعتراضات بر مولانا عبدالعلی بحر العلوم) مناجات، مکاتبہ حاشیہ کشف المکتوم، (مولانا سعد اللہ لکھنوی اور مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے مابین تصوف کے موضوع پر مباحث)

اردو زبان میں مولانا سکندر پوری نے مندرجہ ذیل کتب یادگار چھوڑی ہیں آئینہ چینی (ترجمہ تاریخ یمینی) اخبار نجات، اعتقاد بخطای اجتہاد، تحقیق (درمسئلہ ایمان یزید) تذکرۃ العشائر (مولانا سکندر پوری نے اپنے اجداد کے حالات لکھے ہیں) جلاء العیون ترجمہ الشفاء العیون، شمائم عنبریہ درمدح خیر البریہ، رسالہ چیچک، دستور العمل، عماد الاسلام در ذکر امیر شام، لمعہ

نور، مہر انور رفقہ اکبر، مقدمہ مہر انور (اس میں بہ تحقیق ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ دوسرے ابوحنیفہ بخاری کی تصنیف ہے)۔ نقل مجلس (روداد مناظرہ مابین مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی و مولانا مفتی اسد اللہ الٰہ آبادی) وسیلہ جلیلہ (توسل کے جواز میں بہترین کتاب ہے) ہدایا (ترجمہ وصایائے امام ابوحنیفہؒ) یاقوت الرمانی شرح مقامات بدیع الزمان ہمدانی، فیصلہ عدالت شرعی فتاوی عالمگیری، مرانجہ (معانقہ اور مصافحہ کا اسلامی طریقہ) عمدۃ المطالب (در بحث ایمان حضرت ابوطالب) تنبیہ مخالفین (مسائل اہل سنت اور طریقہ حنفی کے مطابق نماز کے موضوع پر ہے)۔

تنقیح البیان (درحمایت تعلیم نسواں) علم النفس، سوانح حیات (مولانا سکندر پوری نے اس میں اپنے خود نوشت حالات لکھے ہیں) طبع نہیں ہو سکی۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں حد العرفان (فلسفۂ تصوف)، حدیقۃ العرفان تخریج احادیث گلستان و بوستان، شرح فقہ الاکبر، عقد الدرر (وہابی تحریک کے خلاف) تبصرۃ الشیخ والشاب (انکار شیخ اکبر ابن عربی پر تبصرہ) اردو کتب میں سے رسالہ تحقیق (درمسئلہ طعن بر یزید) بھی آپ کی تالیفات میں سے ہیں۔

آپ شاعر بھی تھے فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے آپ کا فارسی دیوان ۱۳۰۶ھ کو لکھنو سے طبع ہوا تھا جو دراصل نواب صدیق حسن خان کے دیوان گل الطیب کے جواب میں ہے نواب صاحب کے دیوان کا موضوع عربی و فارسی ادب کے بجائے رائے، خرد، اجماع اور تقلید کی مذمت میں ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے ہر نظم کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے اور بہت ہی مزے لے لے کر طنز و مزاح کیا ہے ان کے بعض دیگر منظوم رسائل کے علاوہ فارسی میں خوان یغما (مثنوی بجواب من وسلویٰ مصنفہ مفتی عباس شوستری) بھی طبع ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ عمدۃ الکلام بجواز کلام الملوک ملوک الکلام، ازالۃ الحزن عن اکسیرالبدن، ارشاد العوداتی طریق ادب عمل المولود، الکلام المعقول فی اثبات اسلام آباء الرسول، تشیید المبانی بالنکاح الثانی، دافع الشقاق عن اعجاز الانشقاق، ادحاضات شرح ایماضات، ازوجار بجواب اشتہار، بصائر ترجمۃ الاشباح والنظائر کا ذکر صاحب نزہۃ الخواطر (۵۱۸/۸) نے

کیا ہے اور آپ کے معاصر مولانا محمد ادریس نگرامی نے آپ کی سب سے زیادہ تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کے نام بھی لکھے ہیں۔

تقویم الاسلام، تنقیح البیان بجواز تعلیم کتابت النسوان، تصحیح فتاوی علماء زمان بجواز تعلیم کتابت النسوان، رسالہ اذان، زبدۃ التحریر، (تذکرۂ علمائے حال ۹۷۔۹۸)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے دفاع میں تین ضخیم اور معرکہ آرا کتابیں تصنیف کی تھیں اول ہدیہ مجددیہ دوم انوار احمدیہ اور سوم الکلام المنجی بردایرادات البرزنجی جن کی تفصیل اس طرح ہے

ہدیہ مجددیہ ، یہ کتاب دراصل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف آپ کے معاصر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاشفات وعرفانی مندرجات پر شکوک وشبہات پیدا ہو گئے وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن خان افغان کسی بات پر آپ سے ناراض ہو گیا اور آپ کے مکتوبات کے بعض اجزاء اپنے ساتھ لے گیا اس نے قصداً ان میں تحریف کر کے اس وقت کے اکابر علماء کے پاس بھیجے وہ دہلی بھی آیا اور نقشبندی سلسلہ کی مرکزی خانقاہ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ) کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) اور حضرت شیخ محدث کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ محرف مکتوبات دکھائے یہ دونوں بزرگ بغیر تحقیق احوال کے حضرت مجدد الف ثانی سے کبیدہ خاطر ہو گئے، حضرت شیخ محدث نے باقاعدہ ایک طویل مکتوب بصورت اعتراضات لکھا جسے اس وقت مخالفین نے خوب شہرت دی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی نے اصل مکتوبات ان حضرات کو ارسال کیے تو ان کے شکوک وشبہات رفع ہو گئے اور آپ نے اپنے خیالات سے رجوع کر لیا، اور صفائی باطن پر باقاعدہ اظہار کیا آپ کا یہ مکتوب آپ کی کتاب اخبار الاخیار کے آخر میں شامل ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی نے خواجہ حسام الدین احمد مذکور کو ایک خط جلد سوم۔ مکتوب نمبر ۱۲۱ لکھ کر باقاعدہ [illegible] شکوہ کیا ہے کہ شیخ محدث نے مجھے خط لکھنے کے بجائے میری بدنامی کی اور اس قسم کا [illegible] حضرت شیخ محدث کی صفائی باطن اور رجوع کے باوجود کئی اصحاب نے اس رسالہ

کے اعتراضات کے جواب میں مدلل رسائل لکھے جن میں ملا معین ٹھٹھوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ غلام علی دہلوی اور آخری رسالہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا ہدیہ مجددیہ ہے۔ جس کا پس منظر اس طرح ہے:

مخالفین کی مخالفت کا ہر دور میں ہر مخلص محب دین اسلام کو سامنا کرنا پڑا ہے سوال یہاں یہ تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے ذی علم بزرگ جو حضرت مجدد الف ثانی کے برادر طریقت بھی تھے کیوں کر مخالف بنے؟

یقیناً حضرت شیخ محدث کی خدمت میں سب مخالفین نے مکاتیب محرفہ ارسال کیے اور خود بھی حاضر ہوئے اور شیخ ان سے متاثر ہو گئے دراصل اس وقت شکست خوردہ ذہنیت کا آپ کے خلاف پروپیگنڈہ اس قسم کا تھا کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ نے بھی تحقیق احوال نہ فرمائی اور مذکورہ مکتوب لکھ دیا جب اس کے جواب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے حضرت شیخ کی خدمت میں اپنے اصل مکاتیب ارسال فرمائے تو شیخ کو اطمینان ہوا، غور فرمایئے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کے جواب میں کوئی تردیدی رسالہ خود تالیف نہیں کیا کیوں کہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ کو جب حقیقت حال کا علم ہو گا تو وہ اپنے خیالات سے رجوع کر لیں گے۔

حضرت شیخ محدث کے مکتوب اعتراضات کو مخالفین نے اتنی شہرت دی کہ ملک کے دور دراز علاقوں تک اہل علم وعرفان کو حیرت ہوئی اہل صدق ویقین نے اس مکتوب کو شیخ محدث کی اپنی تحریر ماننے سے انکار کر دیا، سندھ کے معروف عالم ملا معین ٹھٹھوی نے جب شیخ محدث کے اعتراضات کے جواب میں رسالہ لکھا تو اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس امر کے قائل نہیں تھے کہ یہ واقعی شیخ محدث کی تحریر ہے، تاہم اس رسالہ اعتراضات کے جواب میں عہد شیخ محدث سے لے کر حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰/۱۸۲۴ء) بلکہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری تک رسائل لکھے گئے، سب نے شیخ محدث کے ان خیالات سے رجوع کرنے اور اپنا مکتوب اعتراضات واپس لینے کا ذکر کیا ہے، حضرت شیخ محدث نے اپنے مجموعہ مکاتیب میں بھی اس مکتوب کو شامل نہیں کیا۔

جب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں صفائی حاصل ہو گئی اور یہ صفاء باطن الہامی طور پر بھی تھا تو آپ نے ایک خط حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے جانشین اور سلسلہ نقشبندیہ کی مرکزی شخصیت حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) کو ایک مکتوب کے ذریعہ اپنی اس صفائی کے بارے اطلاع دی' فرماتے ہیں:

> آج کل میاں شیخ احمد سلمہٗ (مجدد الف ثانی) سے اس فقیر کی صفائی حد سے بڑھی ہوئی ہے ہمارے مابین کوئی پردہ بشریت یا کوئی غبار جبلت باقی نہیں رہا اس امر سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ طریقہ شریفہ کی رعایت اور عقل وانصاف کے تقاضوں کی رو سے ایسے عزیزوں اور بزرگوں سے بد ظن نہ ہونا چاہیے میں کہتا ہوں کہ اب جو کچھ بطریق ذوق ووجدان وغلبہ کے میرے دل میں آیا ہے اس کے بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا، ظاہر بین افراد شاید اس بات کو بعید سمجھیں میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کیا کیفیت ہے۔ (اخبار الاخیار ۳۲۶، مقامات خیر ۴۸)

رجوع کی روایت نقشبندی اور دیگر سلاسل کے مشائخ میں مشہور ہو چکی تھی، حضرت شیخ کے ایک معاصر چشتی بزرگ شیخ فتح محمد فتح پوری نے "مناقب العارفین" میں اس رجوع کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت احوال سے آگہی کیلیے خود دہلی آئے اور حضرت شیخ کے فرزند رشید شیخ نور الحق مشرقی سے ملے اور مل کر حضرت شیخ کے حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں اپنے خیالات سے رجوع کا ذکر کیا (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ۱۴۱)

ان دونوں حضرات کے خانوادوں میں بھی آپس کے مراسم یہی ثابت کرتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا تھا حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحیٰ نے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حدیث کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لی تھی (مقامات معصومی ۴/۲۶۳)

خود شیخ نور الحق مشرقی بن شیخ محدث آگرہ میں حضرت مجدد الف ثانی سے ملے تھے (زبدۃ المقامات ۳۰۷)' معاصر مولف خواجہ محمد ہاشم کشمی نے براہ راست شیخ محدث سے روایت کی ہے کہ شیخ محدث نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مخالف کو قرآن مجید کی ایک آیت کی دلیل سے مخالفت سے روکا اور منع کیا (زبدۃ المقامات ۳۵۶)

حضرت شیخ نور الحق مشرقی بن حضرت شیخ محدث بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کے تربیت یافتہ اور مجاز تھے اسی طرح خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ حضرت شیخ محدث کے شاگرد تھے (زاد المعاد از خواجہ کلاں ۲۰۲) جو اس امر کا ثبوت ہے کہ ان حضرات کے مابین وقتی نزاع ختم ہو چکا تھا پھر حضرت شیخ محدث کی دختری اولاد میں سے مولانا محسن دہلوی (ف ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۰ء) حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے (مقامات معصومی ۴/۴۹۸، ۴/۴۱۷) حضرت میرزا مظہر جان جاناں جن کی ساری زندگی دہلی میں دعوت وارشاد میں بسر ہوئی جو حضرت شیخ محدث کے رجوع کے قائل تھے (مقامات مظہری' ۴۳۸-۴۴۲) حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) جنہوں نے ۴۵ سال تک دہلی میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا درس دیا تھا ان تک رجوع کی روایت پہنچی تھی اور انہوں نے شیخ محدث کے رسالہ ء اعتراضات کے جواب میں ایک رسالہ لکھ کر اس رجوع کا نہ صرف تذکرہ کیا بلکہ دونوں حضرات کے مابین رشتہ مودت واخوت کا بھی ذکر کیا ہے۔

خود حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب (۲/۲۹) میں حضرت شیخ محدث کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"وجود شریف ایشان دریں غربت اسلام واہل اسلام مغتنم است"

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایام حیات میں خواجہ حسام الدین احمد کو جو خطوط لکھے تھے ان میں سے ایک مکتوب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نام لیے بغیر یہ برادرانہ شکوہ کیا ہے کہ انہوں نے مجھے براہ راست لکھنے کی بجائے محض شبہہ (بہ مجرد اشتباہ) کی بنا پر مجھ پر اعتراضات کر کے مشتہر کیا اور اس کی "شہر شہر منادی" کرائی۔ یہ کہاں کی دین داری ہے؟ میں نے کوئی بات بھی ایسی نہیں لکھی جس کی ابتداء واختراع اس فقیر نے کی ہو۔۔۔۔ اس لیے یہ سارا "شور

"دغوغا" کیسا ہے اگر کوئی ایسا لفظ مجھ سے صادر ہو گیا تھا جو ظاہر علوم شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا تھا تو تھوڑی سے توجہ سے اس کی شریعت کے مطابق تاویل کر لیتے، اسی مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے کہ آپ کے مکتوب سے یہ مفہوم بھی ہوتا ہے کہ اس عزیز (مکتوب الیہ مولانا محمد صالح کولابی) سے میرا مکتوب (۸۷/۱۳) سن کر آپ کے خادموں میں بھی "اشتباہ وانحراف" پیدا ہوا۔۔۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مشتبہ مقامات کو آپ خود حل کر لیتے اور اس فقیر پر نہ چھوڑتے اور فتنہ کو ختم کر دیتے دوسرے دوستوں سے کیا شکایت کی جائے کہ ان میں سے بعض نے شبہ دور کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود ایسا نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کر لی[1]

جب مخالفین کی یہ شورش بڑھ گئی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے معارف کے اصل مسودات حضرت شیخ محدث کی خدمت میں ارسال کیے جنھیں پڑھ کر آپ مطمئن ہو گئے اور اپنے اعتراضات سے رجوع کر لیا شیخ محدث نے رجوع کے سلسلے کا ایک مکتوب بھی ان اختلافات میں سب سے زیادہ نشانہ بننے والی شخصیت خواجہ حسام الدین احمد کے نام ارسال کیا تھا[2]

شیخ محدث علیہ الرحمۃ کا یہ مکتوب پڑھ کر خواجہ حسام الدین احمد کا "غبار ملال" تو جاتا رہا لیکن حاسدین و مخالفین کی کارروائیاں جاری رہیں، حضرت مجدد الف ثانی کے معارف کے خلاف کئی رسائل لکھے گئے اور معاندین کے جواب میں مخلصین نے بھی کئی کتابیں لکھیں[3]

ہر مخالف نے شیخ محدث کے رسالہ کو آڑ بنایا گویا حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کے مابین اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آپ نے ثابت قدمی کے ساتھ حالات و معاملات پر غور فرمایا اور تعلقات معمول پر آ گئے۔

حضرت خواجہ کے دونوں فرزندان گرامی ابتدائی تعلیم کے بعد تکمیل کیلیے خواجہ حسام الدین احمد کی اجازت و تحریک پر سرہند گئے اور فراغت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے

---

[1] مکتوبات ۵۶۶/۱۲۱/۳۔ [2] یہ مکتوب اخبار الاخیار کے مجتبائی ایڈیشن کے آخر میں خاتمہ کے طور پر شامل ہے، مخالفین کا الزام ہے کہ یہ مکتوب معتقدین کا خود ساختہ ہے آپ کے مجموعہ مکاتیب میں موجود نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ رجوع کے معاملہ کا یہ مکتوب کلیات خواجہ کلاں میں موجود ہے (روضۃ القیومیہ ۲۱۱/۱) جس سے مخالفین واقف نہیں ہیں [3] "حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں"، مقالہ بشمولہ جہان امام ربانی (جلد پنجم)

خلیفہ کی حیثیت سے خانقاہ حضرت خواجہ میں تاحیات دعوت وارشاد میں معروف رہے، خواجہ حسام الدین احمد کے فرزند بزرگ خواجہ جمال الدین حسین بھی حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحییٰ کا عقد مبارک خواجہ کلاں کی صاحبزادی سے ہوا[1] گویا ان حضرات کے مابین وہ تمام اختلافات مخالفین و معاندین کے پیدا کیے ہوئے تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رفع ہو گئے[2]

مولانا سکندر پوری کی دوسری اہم کتاب انوار احمدیہ فارسی میں ہے اس کتاب کی تالیف کے اسباب بیان کرتے ہوئے مولف لکھتے ہیں۔

> ایک شخص گجراتی نے جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے کلام معارف نظام کا انکار کرتے ہوئے لب کشائی کی اور اپنے خرافات کے ذریعہ آپ پر سب وشتم کی۔ وہ اتنا مجہول اور غیر معروف آدمی ہے کہ اس کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے اور نہ کسی عالم کی زبان سے سننے میں آئے، اس نے اپنی شہرت کی بنیاد اولیاء کاملین کی تنقیص پر رکھی ہے گجراتی نے بارہ ہزار روپے بطور نذرانہ مدینہ منورہ کے ایک عالم سید محمد برزنجی کی خدمت میں ارسال کیے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی بعض عبارات کا عربی ترجمہ کر کے برزنجی صاحب سے فتویٰ طلب کیا کہ ایسی باتیں لکھنے والے کے بارے میں اپنی رائے تحریر کریں، برزنجی نے اس عطیہ کو بہت غنیمت جانا اور قدح الزند کے نام سے بہت جدوجہد کے بعد ایک کتاب لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی کی توہین وتکفیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جب برزنجی نے مدینہ طیبہ کے قاضی ومفتی سے اس پر مہر تصدیق کی درخواست کی تو وہ ان کی منت سماجت کے باوجود راضی نہ ہوئے تو پھر برزنجی مکہ مکرمہ پہنچے اور

---

[1] زاد المعاد قلمی، ہدیہ احمدیہ ۸۷ [2] حضرت شیخ محدث کا اعتراضات سے رجوع کرنا اور اس قسم کے دیگر امور کی تفصیلات کیلیے دیکھیے ہمارا مقالہ مشمولہ فکر امام ربانی مجدد الف ثانی

وہاں کے حرم محترم کے مفتی وقاضی سے اس پر تصدیق کے لیے التجا کی تو ان میں سے کسی ایک نے بھی مہر ودستخط نہ کیے اب ناچار انہوں نے غیر معروف "سوقیوں" سے اس رسالہ پر مہریں لگوا کر گجراتی کو بھیج دیں۔ اس نے ان شبہات کا ترجمہ کیا اور چند امور کا اس پر اضافہ کر کے خود ایک کتاب مکاشف الاسرار کے نام سے لکھ کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر "زشت وتکفیر وتفسیق واضلال سے اپنے لب ودہان کو آلودہ کیا اس پر طرفہ یہ ہے کہ گجراتی موصوف تصوف سے واقف ہی نہیں تھا مگر وہ اپنے آپ کو عارف سمجھتا تھا وہ صوفیہ کرام کی اصطلاحات سے بھی واقف نہیں تھا ۔ چونکہ مولف (مولانا وکیل احمد سکندر پوری) خود نقشبندی ہے اس لیے اس قسم کے بہتان تضلیل وتکفیر کے خلاف لکھنے پر تیار ہوا (انوار احمدیہ ص ۲۔۶)

ہمارا قیاس ہے کہ کاشف الاسرار کے مولف گجراتی نے اپنا نام اس لیے ظاہر نہیں کیا کہ اس وقت کا حاکم اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ/۱۶۵۸۔۱۷۰۷ء) خانوادہ نقشبندیہ کا معتقد خاص بلکہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ (ف ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) کا مرید مخلص تھا اگر گجراتی اپنا نام بتاتا تو اس پر حکومت کی طرف سے گرفت کا قوی امکان تھا۔

بہرحال اس وقت یعنی گیارھویں صدی ہجری میں گجرات اور اورنگ آباد (دکن) میں سلسلہ مجددیہ کی مخالفت اپنے پورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ جس کے اسباب اس سلسلہ کے بزرگ افراد کی معاشرہ میں بے حد توقیر واحترام تھے پھر حکومت کی طرف سے ان کے اعزاز واکرام نے دیگر علماء ومشائخ کو حسد کا شکار کر دیا تھا۔

شیخ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی (۱۰۴۰۔۱۱۰۳ھ/۱۶۳۰۔۱۶۹۱ء) جو سلسلہ مجددیہ کے عرب مخالفین میں پیش پیش تھے کی اولاد اورنگ آباد آ کر مقیم ہو گئی تھی۔ محمد بن حسن بن عبدالکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی مذکور کا پڑپوتا عرصہ دراز تک اورنگ آباد میں مقیم رہا، اس نے اپنے دادا کے رسائل کی نقول کر کے انہیں یہاں مشتہر کیا جن کے خطی نسخے اس وقت کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

میں ہیں (فہرست بعضی کتب نفیسہ قلمیہ جلد دوم ص ۳۴۷۔۳۵۰۔۳۵۶۔۳۶۳)۔

علامہ برزنجی نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف ایک مستقل رسالہ الناشرۃ الناجرہ للفرقۃ الفاجرہ عربی میں لکھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت مجدد الف ثانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (فہرست محولہ بالا ۳۶۳/۲۔۲۲۳ فن کلام)۔

یہ ساری مخالفت جو عربستان میں ہوئی کے محرک سید محمد برزنجی تھے جن کا پورا نام سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید حسنی برزنجی ہے فقہائے شافعیہ میں سے تھے۔ شہر زور میں ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء کو متولد ہوئے ہمدان، بغداد، دمشق، قسطنطنیہ اور مصر میں رہے آخر میں مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء کو فوت ہوئے، کئی کتابوں کے مؤلف تھے۔ ان میں سے حل مشکلات ابن العربی بھی ہے۔ جو انہوں نے فارسی سے عربی میں ترجمہ کی تھی (الاعلام ۲۰۴/۶) اس کتاب سے موصوف کے صوفیانہ رجحان کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں شیخ اکبر ابن عربی کے مکتبہ فکر سے قریبی لگاؤ تھا۔ ہمارا یہ بھی قیاس ہے کہ جب مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی میں شیخ ابن عربی کے مکشوفات اور ان کے نظریہ وحدت الوجود کے خلاف مواد نظر آیا تو وہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حرمین الشریفین میں ان کے شاگرد سے تحصیل کر چکے تھے انہی سید محمد برزنجی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے مزاج میں کسی قدر خشکی موجود تھی (انفاس العارفین ۱۸۴)

حرمین الشریفین میں انکار حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف یہ مہم حدود ۱۰۹۰۔۱۰۹۶ھ میں ہوئی علامہ محمد بیگ مذکور کا رسالہ عطیۃ الوہاب ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۳ء میں تالیف ہوا (مقامات مظہری ۲۷۴ طبع دوم) مذکورہ سنین کے دوران اس مخالفت کے آثار ہندوستان میں بھی نمایاں ہوئے اور اورنگ آباد اس کا مرکز بنا رہا۔ سید محمد برزنجی کی اولاد ان دنوں اورنگ آباد میں مقیم اور برزنجی کی تصانیف کی نقول کرنے میں مصروف تھی۔ ان میں سے محمد بن حسن بن عبدالکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی کا پڑپوتا اپنے پردادا کے رسائل کی کتابت اور اشاعت پر مامور تھا اس نے "النصب الہندی لاستیصال کفریات احمد سرہندی" تالیف ابوعلی حسن علی مکی عجیمی (تالیف بسال ۱۰۹۴ھ) کی کتابت ۱۱۵۷ھ کو یہیں اورنگ آباد میں کی تھی اس کا خطی نسخہ کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے (فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۴۷/۲)

سید محمد برزنجی کی اپنی تصنیف "قدح الزند وقدح الرند فی رد جہالات اہل سرہند" کی کتابت بھی اسی مذکورہ پڑپوتے نے ۱۱۷۷ھ کو یہیں کی جس کا خطی نسخہ مذکورہ کتبخانہ میں ہے (ایضاً ۳۵۰/۲)

الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے علامہ سید محمد البرزنجی کے رسالہ قدح الزند کا عربی میں رد لکھا مؤلف بزرگ اس کے دیباچہ میں وضاحت فرماتے ہیں۔

محمد صالح اورنگ آبادی اور گجراتی اور ان کے متبعین محمد عارف اور عبداللہ سورتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاتیب کا عربی ترجمہ کیا جو انصاف سے بہت دور اور محرف تھا انہوں نے یہ ترجمہ سید محمد البرزنجی کو مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے ان افکار وخیالات کے حامل شخص کے بارے میں جواب طلب کیا انہوں نے اس کے ساتھ کچھ رقم بھی ارسال کی، جس کے جواب میں علامہ برزنجی نے ایک رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے خیالات کے رد میں لکھا جس میں آپ کو فاسق اور کافر قرار دیا۔ اس رسالہ پر انہوں نے مدینہ منورہ کے قاضی اور مفتیوں سے تصدیق کروانے کے لیے ان سے مہر لگانے کی استدعا کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر وہ وہاں سے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں بھی یہی معاملہ در پیش ہوا ...اس دوران شیخ نورالدین محمد بیگ[1] (ترک عالم) اس امر کی تحقیق کے لیے حرمین الشریفین آئے...انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی اصل عبارتوں کے تراجم عربی میں کیے اور بعض علماء کو جب یہ دکھائے گئے تو وہ حیران بھی ہوئے اور اپنے خیالات سے رجوع کرتے ہوئے اپنے

[1] شیخ محمد بیگ بن یار محمد بن خواجہ محمد بن موہب بخاری ثم برہانپوری حنفی نقشبندی کی ولادت ۱۰۴۱ھ اور وفات ۱۱۱۰ھ کو ہوئی ،کئی کتابوں کے مولف تھے عطیۃ الوہاب مذکورہ کے علاوہ ملحق خلاصۃ السیر (مرتبہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۶۳/۲) طبع ہو چکی ہے (ہدیۃ العارفین ۲۸۲/۲، ایضاح المکنون ۲۸۲/۱ وبعد، معجم المولفین ۲۹۷/۱۱)

فتوے واپس لے گئے۔ شیخ محمد بیگ مذکور نے اس ساری صورت حال میں وہ تمام عبارات مکتوبات صحیح عربی میں منتقل کیں اور بہ شکل استفتاء اسے حرمین کے تمام اکابر علماء کی خدمت میں بھیج کر تصویب کروائی۔ شیخ محمد بیگ کا یہ رسالہ "عطیۃ الوہاب بین الخطاء والصواب" کے نام سے طبع ہو چکا ہے اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قازانی مکی رحری کے حاشیہ پر یہ پورا رسالہ بھی طبع ہوا تھا......

سید محمد برزنجی کی اس کتاب کا رد مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے الکلام المنجی کے نام سے کیا جو اس وقت قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ وہ نبیرۂ برزنجی اس کتاب کے ترقیمہ میں مذکورہ کتاب عصب الہندی کے مطالعہ کی باقاعدہ دعوت دیتا ہے۔ سید محمد برزنجی کی ایک اور کتاب الناشرۃ الناجرۃ للفرقۃ الفاجرۃ بھی ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو تصنیف ہوئی تھی۔ اس کے مندرجات بھی بہت ہی پست اخلاقی اور غیر علمی خیالات پر مبنی ہیں۔ کہ ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو ہندوستان سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خیالات یہاں عرب میں پہنچے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے رسالت کا دعوی کیا تھا۔

"در ۱۰۹۳ھ از ہندوستان ضلالات وخیالات شیخ احمد سرہندی بطور استفتاء در دیار عرب رسید کہ او دعوئ رسالت کردہ (فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۶۳/۲)

گویا ان حضرات کی مخالفت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تھی اور غیبت کرنے والوں نے "مجدد الف ثانی" کے مبارک لقب کو "دعوئ رسالت" بنا کر پیش کیا تھا۔ اسی کتاب میں سید برزنجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے شیخ احمد سرہندی آپ کی اولاد اور خلفاء کے رد میں نو رسالے تصنیف کر چکے ہیں۔ یہ ان کا دسواں رسالہ ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے برزنجی کے ساتھ ہی محمد صالح اورنگ آبادی کی مخالفت کا بھی ذکر فرمایا ہے برزنجی نے خود لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے محمد صالح مذکور شیخ احمد سرہندی کے رد میں کئی رسائل لکھ چکا ہے۔ (الناشرۃ، مذکورہ، خطی بحوالہ فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۶۳/۲) ہم نے اورنگ آباد کی مذکورہ سنین کی اس مخالفانہ فضا کا قدرے تفصیل سے تذکرہ اپنی کتاب احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری میں کیا ہے (۱۵۹۔۱۶۴)

ہمیں ان بہت سے مخالفانہ رسائل کے رد میں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع میں لکھے جانے والے رسائل کی ایک مفصل اور طویل فہرست بنانے کی سعادت بھی نصیب ہو چکی ہے یہ فہرست رسالہ نور اسلام شرقپور کے حضرت مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم میں شامل ہے۔

پیش نظر کتاب الکلام المنجی ایک مقدمہ پانچ مقالات (ابواب) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ حضرت مولف نے مقدمہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مناقب آپ کی تصانیف اور خلفاء کا مختصر مگر بہت ہی جامع تعارف کروایا ہے اس کے بعد گجرات اور دکن وغیرہ میں جو مخالفانہ سرگرمیاں ہوئیں ان کا ذکر ہے پھر کس طرح ایک غیر معروف و مجہول گجراتی نے بارہ ہزار روپے کی رقم جمع کر کے سید محمد برزنجی کے پاس بھیجی اور انہوں نے اس رقم کو غنیمت جانتے ہوئے اس کے سہارے کس طرح حرمین الشریفین میں مخالفت کا آغاز کیا۔ پھر اس دوران ایک ترکستانی عالم شیخ نور الدین محمد بیگ وہاں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس مکدر فضا کو کس طرح بدلا اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی اصل عبارات کا کامل ترجمہ عربی میں کر کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا اور فتوی طلب کیا جس کے بعد اس مخالفت میں کمی واقع ہوئی۔

مولانا سکندر پوری نے باقی پانچ ابواب میں سید محمد برزنجی کے مخالفانہ اقوال کی بہت ہی بھرپور طریقہ سے تردید کی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو جدید عربی ٹائپ میں کمپوز کر کے ایک مفصل عربی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

عزیز دوست جناب محمد عالم مختار حق نے میرے اس مقدمہ کے مواد کو ترتیب دیا اور اس کی پروف ریڈنگ کر کے اسے آسان بنا دیا۔ اس کے لیے راقم ان کا شکر گزار ہے۔

حوزہ نقشبندیہ کے صدر جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ نے مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم کی تینوں کتب در دفاع حضرت مجدد الف ثانی اپنے اسی ادارہ سے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن آپ کی علالت کے باعث یہ کام رُک گیا جسے اب حضرت صوفی غلام سرور مرحوم کے ادارہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

دار المورخین، لاہور

۲۵ را کتوبر ۲۰۱۱ء　　　　محمد اقبال مجددی

مآخذ مقدمہ

۱۔ محمد ادریس نگرامی: تذکرہ علمائے حال (تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان) لکھنو ۱۸۹۷ء

۲۔ عبد الحی حسنی: نزہۃ الخواطر، ج ۸ طبع عکسی کراچی

۳۔ امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی، جنوری ۱۹۶۷ء

۴۔ عبد المجید کاتب: سمات الاخیار، جونپور ۱۳۳۳ھ

۵۔ کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۴ء

۶۔ آسی، عبد العلیم ظہور الحق غازی پوری: عین المعارف مرتبہ شاہد علی رشیدی، کراچی ۱۹۸۸ء

۷۔ عبد الحلیم فرنگی محلی: نور الانوار حاشیہ قمر الاقمار، دہلی ۱۳۲۳ھ

۸۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف، مقالہ مشمولہ نذر مقبول، جونپور، ۱۹۷۰ء

۹۔ وکیل احمد سکندر پوری: انوار احمدیہ، ہدیہ مجددیہ، الکلام المنجی، دہلی ۱۳۱۱ھ

۱۰۔ صفر احمد معصومی: مقامات معصومی تحقیق و تعلیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور ۲۰۰۴ء

۱۱۔ غلام علی دہلوی، شاہ: مقامات مظہری تحقیق و تعلیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی لاہور ۲۰۰۱ء (طبع دوم)

۱۲۔ فہرست مشروح بعضی کتب نفیسہ قلمیہ کتابخانہ آصفیہ، حیدر آباد دکن ۱۳۵۷ھ

۱۳۔ صدیق حسن خان، نواب: ابقاء المنن بالقاء المحن، بھوپال ۱۳۰۵ھ

۱۴۔ ضیاء محمد یعقوب: اکمل التاریخ، بدایوں، ۱۹۱۶ء

۱۵۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین، دہلی ۱۳۳۳ھ

۱۶۔ زرکلی، خیر الدین: الاعلام، بیروت ۲۰۰۵ء

۱۷۔ محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبد اللہ خویشگی قصوری، لاہور ۱۹۷۲ء

۱۸۔ علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات، غازی پور، ۱۹۹۸ء

الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

دربیان حمد و ثنا شار بارگاه کبریا که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب

انوار احمدی

هدیهٔ مجددی

عرف مسمی

الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

از افادات علیه حضرت مولانا حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری دام فیوضه بماه ذی الحجه ۱۳۱۲ھ

در مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

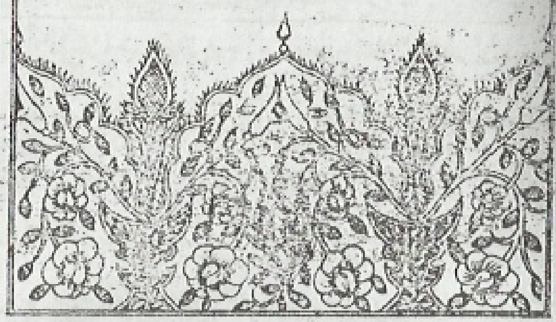
الله یجتبی الیه من یشاء و یهدی الیه من ینیب

هدیه‌ایست محمدی نثار بارگاه کبریا که در بیان طریقهٔ عالی ... این کتاب مستطاب گلزار احمدیه ...



از افادات ... حضرت خواجگان نقشبندیه جناب ... محمد ... المجددیه ...

در مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد



بسم الله الرحمن الرحیم

حمد ذاتیکه مظاهر کونی را آئینهٔ تجلیات حقیقت محمدیه ساخته و شکر معبودیکه شارق ذرات عالم ناسوت را از خورشید لاهوت حقیقت احمدیه تافته جلوهٔ عروس غیب هویت از پردهٔ قاب منصهٔ تجلی کشیده و نثار خفای اتحاد را به پیرایهٔ عالم شهادت بخشیده ازل پرده ایست از جلوهٔ نخستین گنجینهٔ ذات او و ابد منزلیست از لا انتهای مدارج صفات او و حال تجلیات از نثار شکدهٔ ظهور او و مقام جلوه ایست از تجلی کدهٔ نور او و فنای بحت فقر حقیقی ست و سواد الوجه فی الدارین رجوع بسوی عدم اصلی در بارگاه فیض بکر انبساط آرزو و محو بعینیت و زوال احساس عارف را بالتمام احساس او و غیبت آئینه ایست از تجلیات انوار او و قبض و بسط نزهتکده ایست از گلستان اسرار او تا تجلیات بطون را در آئینه های ارواح کشیده ... رسیده ...

سپاس بی منتهای توبر زبان خویش نمی آرم بکمال عجز و فراوان نیاز ثنای توبر تو می سپارم

بیت انجا که کمال کبریای تو بود — عالم نمی از بحر عطای تو بود
مارا چه حد حمد و ثنای تو بود — هم حمد و ثنای تو سزای تو بود

و نعت مر رسولی که دریای حقیقت قطره ایست از توجه شهودش و تجلی گاه معرفت ذره ایست از صیقل طرازی وجودش پیکرش ظهوریست در مظاهر حقائق امکانی و ذاتش جوهریست از گنجینهٔ نهانی خلوت سرمدی نغمه ایست از ارغنون حقیقتش و نوای کن اشاریست از عشرتکدهٔ معرفتش نهال وجود آرائش بوستان کائنات و گل شهود او پیرایهٔ گلزار تجلیات بشارت کمالش شهادت گاه شاهد اطلاق و تماشاگاه بازار ظهورش تجلی فروشش جواهر اشراق صیقلگری لمعات انظارش جوهر نمای شمشیر امکانی و آئینه خیزی اشعات توجهاتش خورشید بار مطلع اکوانی گوهریست که مینای کن بجوهر نمائش باریده و مشرقیست که آفتاب احدیه از منظرش درخشیده عالم اجمال خلوتگاه شاهد کمال اوست و عالم تفصیل جلوت کدهٔ ظهور جمال او و از آثار امتیاناتش در هر صدی شخصی پدید آید که تجدید دین متین فرماید و گرهی از احوال پر اختلال عالم و عالمیان کشاید نفوس آل اطهارش در انجمن گاه ملکوت چندان گوشهٔ کلاه شکسته اند که سیمای نورانیان جبین سای بارگاه شان نتوان گردید و ذوات اصحاب کبارش در تجلی گاه تقدیس آن قدر سر کشیده اند که دیر روحانیان راغبار کف پای این بزرگواران جلا نخواهد بخشید اما بعد فقیر حقیر وکیل احمد سکندرپوری نقشبندی مجددی عفا عنه ربه بطلعته انسرمدی می گوید که بر مرایای ضمائر اولو الابصار و متتبعین اشراقات علم و کمال انتفی نخواهد بود که آفتاب درخشان مسندهٔ فیاض تا اید نجم

سعادت قلوب انسانی گردیده هر جوهر بمقتضای صفا طینتی خویش در بازار کمال تابیده آنرا که درنگارستان ازل نورنیش داده اند از لمعات آن آفتاب عالم تاب درخشید و کسی را که در میثاق اتفاقی کرده اند از ضیائی مهر انجلائی باطنش آفاق منور گردید مصداق این روایات تمثیل تابش کمالیت انتساب سلطان طریقت برهان حقیقت مهبط انوار الهی مورد برکات نامتناهی امام ربانی حضرت شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی علیه الرحمة است که از ظهور انکشاف صبح شهودش در اقتباس انوار تقدیس بوده و هر جلوه انوار قدس که در دیدهٔ تکوین مخفی بود از آئینهٔ خویش وا نمود

قصیده

زهی خیال تو مرآت قدس نورانی — زهی جمال تو مصباح نور یزدانی
لوامع دل تو نور بار صبح وجود — سواطع رخ تو آفتاب عرفانی
نگار صورت تو کارنامهٔ ایجاد — صریر خامهٔ تو نقشبند اکوانی
خمیر مایهٔ تو آب و رنگ نور بقا — ضمیر پاک تو مرآت راز حقانی
دقائق تو هم آواز لوح محفوظ است — حقائق تو هم آهنگ راز قرآنی
و میکه نور ضمیر تو لمعه ریزان شد — خرد چو دیدهٔ خفاش گشت ظلمانی
هوای مقدم تو صبح جنت فردوس — درآی محمل تو عندلیب رضوانی
نسیم گلشن فیض تو مایهٔ اشباح — شمیم گیسوی خلق تو طبع روحانی
شهود از رخ تو راز دان نقطه کی — وجود از دل تو محو سر وحدانی
ثبات کون ز تکوین تو بقا پایه — ابد شکوه ز نظم تو جوهر فانی
زهی جمال تو لامع آفتاب قدیم — خهی جلال تو اشراق نور رحمانی

تکلم تو نواسنج از ترانهٔ کن — تبسم تو شکرخند صبح امکانی
رموز لوحهٔ غیبی عیان ز فیض دمش — خطاب تو ز حق آمد الهام [illegible]
لموع نیر فیض تو لمعهٔ اشراق — سطوع اختر تخلیق تو [illegible]
بآن [illegible] — [illegible] ذات شرف روحانی
[illegible] اشراق [illegible] — که کارگاه جهان [illegible] نورانی
به سطح باطن و قعر محدب افلاک — که سقف گشته باوج خیام اکوانی
بعقل نقش طرازی که بر صفائح خاک — کشید از قلم صنع نقش بلدانی
بصانعی که کشد بر لوائح اصلاب — شیون منقلبات طباع ولدانی
بجوش تلبیهٔ محرمان بیت الله — بزم بطلبی عاکفان لبنانی
بگرمی لمعات شرار سوزش عشق — بشوخی ازلی جمال نورانی
که ذات تست ز مشکوة احمد مرسل — فروغ بخش دل کائنات امکانی
مقام پاک تو اورنگ کعبهٔ دیدار — مسیر قدس تو افزون ز بزم یزدانی
مقاصد تو تحیر ده مزاج عقول — مطالب تو فائق فروش یونانی
نگاه فیض تو اشراق آفتاب کمال — فروغ روی تو خورشید نور سبحانی
نکات تو که رموز کتاب محفوظ است — بکرد طبع خرد خون ز فکر معانی
معاقدت همگی عقدهای لاینحل — غوامض تو تحیر فروش لقمانی
کسی که از تو ولی می برد بعالم کون — که گشت مرشناس رموز قرآنی
شها به بین بدل من که نسخهٔ عصیان — بود ظهور علامات لوح پیشانی
دمی نگاه بکن بر غبار سینهٔ من — که تا بدان رخ پر نور ضوء عرفانی

گداز جوهرم از بارقات الهامی — تتاب سینه ام از ساطعات عرفانی
مطالع تن من ساز محو جلوهٔ ذات — طوالع دل من کن ز شروق سبحانی
شوارق ازلی از دلم درخشان کن — بوارق ابدی از تنم بتابانی
بواطن طلبم جلوه گاه موکب تو — بواطن دل من با تو در قدم رانی
امید هست که از فروغ لمعهٔ خویش — رخم بدهشت قیامت چو خور درخشانی
برین فسانهٔ عاجز ز التفات ببین — کشا بروی دلش باب ملک عرفانی

از انجا که بعض اعیان مشار الیهم بالبنان بسبب غشاوت بشری ایرادی چند
بر کلام حضرت مجدد علیه الرحمة نگاشته با هنر از نسیم توفیق یزدی ازان رجوع آورده
آن را قابل تلف انگاشتند فاما دیر بخ(?) ان به تمسک همان کلمات مرجوع عنها
بعضی حضرات بر صبح طرازی جوهر وجودش التفات نکرده زبان بهجی گوهرے
ذاتش کشادند و حجب نکوهش امانع سواطع آفتاب کمالاتش گردانیدند صفای
طینتش را نه دریافته اند که بچه مرتبه درخشیده است و کلام معجز نظامش را ندانسته اند
که بچه پایه رسیده اشارت پر معنیش را نه سنجیده اند که چه بلاغت دران صرف کرده
و مجازات عبارتش را نه فهمیده اند تا چه حقائق دران ودیعت نهاده لهذا بندهٔ مسکین که
جادهٔ حقیقت شناسان را بپای دل پیموده است و عقدهای غوامض عبارات
شان بناخن خرد خرده دان کشوده خواست که ترهات مزخرفات از لوحهٔ اعتبار برانداز
و جادهٔ این نگارستان با صفا را از خس و خاشاک بپردازد بس بعون الله و کرمه درین
رساله که به **هدیه مجددیه** نامیده شد در حل غوامض کنایات مکتوبات
شریف متوجه گردیده و طریق را چنان از خارستان اشکال پاک کرد که سالکان بی هی

پای فکرت بمنزل معنی تواند رسید اللّٰهم احفظنا من الاستعغال بالملاهی
و ارنا حقائق الاشیاء کما هی

یارب دل پاک و جان آگاهم ده	آه شب و گریهٔ سحرگاهم ده
در راه خود اول ز خودم بیخود کن	آنگه بی خود ز خود بخود راهم ده

مقدمه دربیان بعض امور ضروریه

امر اول علم حقیقت طلبیست کز ان به اسرار علوم شرعیه پی می برند چه این علم باطن ست مر علوم ظاهر را و تا آنکه از آب زلال فیض الٰهی سیراب نگردند قطرهٔ ازین بکام احدی نه ریزند کار هر کس نیست که گامی درین گلشن جاوید بهار نهد یا درین بحر ناپیدا کنار غوطه زند پس افضل علوم باشد و عن الحسن قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل آیة ظهر و بطن مراد این ست که برای هر آیت ظهریست که ارباب علم ظاهر از معانیش ظاهر گردد و اسراریست که بران ارباب حقائق مطلع شوند اخرج ابو نعیم عن ابن مسعود قال ان القرآن انزل علی سبعة احرف ما فیها حرف الا له ظهر و بطن و ان علی بن ابی طالب عنده من علم الظاهر و الباطن و اخرج الدیلمی فی مسند الفردوس بسند مسلسل من طریق احمد بن غسان عن عبد الواحد بن زید عن الحسن عن حذیفة مرفوعا سألت جبریل عن علم الباطن ما هو فقال قال الله هو سرٌّ بینی و بین احبائی

او دعته فی قلوبهم هرگاه علم باطن این چنین سرّی باشد پس فضیلت او تا بحدیست باید سنجید تا آنکه طلب یا دتی علم باطنی از فرائض آمده قال الله تعالیٰ و قل رّبِّ زِدْنِی عِلْمًا ابوطالب مکی رحمه الله تعالیٰ در قوت القلوب می فرماید علمای ظاهر زینت ارض و ملک هستند و علمای باطن زینت آسمان و ملکوت و علمای ظاهر اهل جر و لسان هستند و علمای باطن ارباب قلوب و عیان بعضے عارفین گویند علم ظاهر محکوم ست و علم باطن حاکم و محکوم موقوف ست تا آنکه حاکم در انجا آید بعضے عارفین گویند که چون بر علمای ظاهر بسبب اختلاف دلائل مسئله مشکل افتد ایشان از اهل علم باطن سوال کنند زیرا که ایشان قریب تر اند بسوی توفیق و بعید تر اند از هوا احمد بن حنبل و یحیی بن معین بیشتر بخدمت حضرت معروف کرخی رح حاضر می شدند با آنکه علم ظاهر ایشان بنسبت کرخی رح هزاران درجه زائد بود از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم از بر و اثم سوال کردند فرمودا استفت قلبک و ان افتاک المفتون یعنے مفتیین بر تاویل و ترخیص اعتماد کنند و قلبی که از ایمان منورست از الله تعالیٰ فتوی حاصل کند پس اگر علم قلب اصل حقیقت فقه نمی بود سرور عالم صلی الله علیه وسلم سائل را از فتوای اهل ظاهر بسوی قلب رجوع نمی فرمود و آن را قاضی تر انمی داد پس علم باطن اصل علم و علم العلم باشد و عالم باطن عالم اصل و عالم العلما باشد اگر قلب فقیه به علم باطن حاکم بر علم ظاهر نمی بود سرور عالم صلی الله علیه وسلم هدایت بسوے علم باطن که علم قلوب ست نمی فرمود و قال ابن مسعود کنا ما نت عمر انّی لاحسب انه قد ذهب بتسعة اعشار العلم فقیل له تقول هذا و فینا جملة من الصحابة قال انی اعنی العلم

الَّذِی تُرِیدُونَ وَاِنَّمَا الْعِلْمُ الْعِلْمُ بِاللّٰهِ تَعَالیٰ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَیْسَ الْعِلْمُ بِکَثْرَةِ
الرِّوَایَةِ اِنَّمَا الْعِلْمُ الْخَشْیَةُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا الْعِلْمُ نُورٌ یَقْذِفُهُ اللّٰهُ فِی الْقُلُوبِ
علمای باطن علم باطن را بر کتاب و سنت عرض کنند زیرا که نزد اهل حقائق و ارباب ولایات در
شریعت و حقیقت منافات نیست آن پیشینیان یعنی ارباب صدق و صفا جامع حقیقت و
طریقت گذشته اند مثل جنید بغدادی و شیخ عبدالقادر جیلانی و ابن فارض
و شمس الدین لباطی (؟) مالکی و علی بن [illegible] شاذلی و شیخ محی الدین بن عربی و شیخ شهاب الدین
سهروردی و خواجه محمد پارسا نقشبندی و شیخ مجدد الف ثانی و دیگر اکابر رحمة الله
علیهم که ذکر شان موجب اطناب است در حدیث وارد است اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ
معنایش اینست که علمای ظاهر و عارف وارث انبیا بوده اند زیرا که وراثت نبوة بر دو
قسم است **اول** وراثت ظاهری **دوم** وراثت باطنی پس اهل شریعت صاحب
علوم سبعیه ظاهریه اند و اهل حقیقت وارث علوم و سبعیه باطنیه شریعت منبع عبارات
ظاهره است و حقیقت منبع اشارات باطنه زیر هر عبارات شرعیه مِنْ حَیْثُ الْاِشَارَاتِ
احکام و معارف و حقائق بوده اند که حق تعالی جل شانه اصفیا و صدیقین را بر آن اطلاع داد
پس از باطن عبارت اشارات لائح شود نه از ظاهر عبارت در حدیث وارد است فَضْلُ
الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِی عَلیٰ اُمَّتِی درین حدیث مراد از علم علم بیع و شراء و طلاق
و عتاق وغیره نیست بلکه علم بالله تعالی و قوت یقین است امام شافعی با وصف جلالت و شرف
با شیبان راعی می نشست و از وی مسائل می پرسید از امام شافعی پرسیدند که مثل شما
ازین بدوی سوال کند امام فرمود اِنَّهُ اَوْفَقُ لِمَا عَلِمْنَاهُ و شیبان بدوی رضی الله عنه
امی بود و چون امامی مثل شافعی امام الائمه سوال کرد پس عظمت شان اهل تصوف معلوم گشت

ابن تیمیه حنبلی انکار این اجتماع وارد می گوید که شیبان بعهد شافعی نبود مگر این انکار قابل
اعتداد نیست زیرا که ائمه اسلام مثل قشیری و ابن جوزی قائل باجتماع بوده اند چنانچه
ابن جوزی نقل کرده که امام احمد و شافعی بر شیبان گذشتند امام احمد گفت که ازین راعی
سوالی می کنم ببینم چه جواب میدهد شافعی منع کرد امام احمد باز نیامد و پرسید که اگر شخصی
چار رکعت نماز گزارد و در سجدات اربعه سهو کند پس کدام امر او را لازم می شود شیبان گفت
بر مذهب من یا بر مذهب ایشان امام احمد گفت که این هر دو یک مذهب بوده اند شیبان
گفت که نزد شما لازم است که دو رکعت نماز گذارد و سجده سهو کند و نزد من این شخصیست که قلب او
غافل است بر وی واجب است که قلب خود را عتاب کند تا مرتکب این غفلت نشود امام احمد
پرسید که اگر کسی مالک چهل گوسفند گردید و بر وی حول گذشت پس چه کند شیبان فرمود
که نزد شما بر وی یک گوسفند لازم آید و نزد من بنده با وجود مالک نیست مالک کدام شی نمی شود
از استماع این کلام امام احمد از هوش رفت هر گاه به هوش آمد امام احمد و امام شافعی راه
خود گرفتند ائمه مجتهدین مثل شافعی وغیره برین معنی اعتراف دارند که علمای باطن را بر علمای
ظاهر فضل است **امر دوم** تابعین رضی الله عنهم چنانکه جمیع علوم را از صحابه آموختند و فنون را
به تبع تابعین تعلیم کردند همچنان علم زهد و معامله و احوال اجتهاد و عبادات را حسن بصری
و مالک بن دینار و ثابت بنانی و مطرف بن عبدالله و اویس قرنی و ربیع بن خثیم رحمهم الله
از ائمه زهد و عبادات و حافظ طریق معاملت بودند حسن بصری امام الائمه بود و بر وی
علوم اختصاص و خصوص و محبت غالب بود و بر مذهب تصوف باشارات و عبارات
شاهد بود و برای علم باطن تصوف و سلک اصحاب خاص داشت مثل عبدالواحد بن زید
و مالک بن دینار وغیره بعد حسن بصری در علوم خصوص و محبت و وجد و [illegible] انکار

اسرار و استتار عبدالواحد بن زید بر دیگران گوی سبقت ربوده و عتبة الغلام و رباح قیسی
و حبان حریری و موسی الاشج و احمد بن عطاء الهجیمی و غیره متصوفین بناک اقتداء ایش
فرموده اند ازین بزرگواران در علوم محبت و تصوف اخبار و حکایات بر زبانها مشهور و معروف
است بعد عبدالواحد بن زید احمد بن عطاء هجیمی بر مسند تصوف نشست و استاذ این فن
گردیده و در احوال تصوف تکلم فرموده و در هجیم خانقاهی وقف کرد که در و متعبدین مریدین منقطعین
عن الدنیا گرد آمدند و مذهب تصوف مذهب متفرد برسومه و احواله و حقائقه و ظاهره و باطنه
گردید و طرق تصوف از طرق دیگر علوم و مرسومات متباین گشت پس متصوفین در جمیع هم
و انواع توحید و معامله و اسرار و حضور و اذکار و شواهد و انوار و وجود تکلم فرمودند پس
مذهب تصوف از وقت تابعین رواج یافت و مریدین آن را دست بدست گرفتند و در صدد
ترویج و اعتقاد شدند پس حقائق تصوف طبقةً بعد طبقةٍ و عصراً بعد عصرٍ و وقتاً بعد وقتٍ
هل من مزید در امصار و دیار رواج کلی یافت بعد احمد بن عطاء احمد بن غسان بر سجاده
تصوف نشست متصوفین بناک دست بیعت و اتباع دادند احمد بن غسان از احمد بن
عطاء در حسن عبارت و رقت معنی گوی سبقت ربوده و ذات مقدس خود را به مذهب
تصوف نصب کرده و مکانی که خانقاه گویندش بر مریدین وقف کرد و بر ایشان مذهب تصوف
بیان می فرمود خلیفه معتصم حضرت ایشان را طلب داشت تا بخلق قرآن لب کشاید دیگر حضرت
ایشان انکار فرمودند پس به بغداد محبوس کرد او با احمد بن حنبل و ابی یعقوب بویطی و حسن بود
در زمان احمد بن غسان در بصره جماعتی از متصوفین بوده شبل حمویه و ابی بکر عطشی و ابی عبدالله
الجمال و غیره که خود را غسانیه می گویانیدند نسبة الی الغسان و ابو حاتم عطار در بصره در آن وقت
و بعد ایشان بوده و در عبارت تصوف و اشارت توحید کلام حسن بر زبان می آورد و مشهور بود

مَنْ ذَكَرَ نِعْمَةَ اللهِ وَقَدِيمَ مِنَّتِهِ نَسِيَ عَمَلَهُ وَمَنْ ذَكَرَ اللهَ
هر که یاد کرد نعمت الله تعالی و منت ایشان سابقه او را یاد کند عمل خود را فراموش کند و هر که الله تعالی را
نَسِيَ نَفْسَهُ می خواند يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ
یاد کند نفس خود را فراموش کند ای اهل کتاب بیائید بسوئی کلمه که میان
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ بعد احمد غسان حسن مسوحی در بغداد بود
ما و شما برابر است پرستش نکنیم مگر خدای تعالی را ✢ ✢ ✢ ✢
که در حسن کلام و تصوف و تعبد ید طولانی داشت درین وقت سری سقطی و اسحاق
ابان و حداد کبیر و ابو حمزه بغدادی و حارث بن اسد المحاسبی و احمد بن مسروق
و ابو الحسن نوری و ابن ابی الورد و نصر بن رجاء و حسن بن المثنی و احمد بن عمرو بن ابی عاصم
و شاخی و ابن حلیمه رحمهم الله بوده اند که هر یکی از ایشان در سماء تصوف آفتابی بود
و بسبب صحت مذهب و حقائق تصوف قبولیتی در خاص و عام می داشتند و جنید
بن محمد رح درین وقت از مریدین به مجالس حسن مسوحی رح بود و بعد مسوحی ابو حمزه
که از شاگردان حسن مسوحی بود و مسوحی ابو حمزه را استاد می گفت ابو حمزه مقبول و
معروف در تصوف بود و او را حلقه در جامع بود که در آن متصوفین جمع می شدند و
اهل این مذاهب بگرد می آمدند و ابا حمزه را امام بن حنبل در مسالت باین طور خطاب
می کرد يَا صُوفِي مَا تَقُولُ فِي مَسْئَلَةِ كَذَا وَكَذَا الحال
تصوف و غرائب امور درین وقت بشر بن حارث و معروف کرخی و سری سقطی
و محمد بن منصور طوسی و حسن مسوحی را بود و هر گاه ابو حمزه در جامع نشست در مجالس
او حارث بن اسد محاسبی و احمد بن مسروق و جنید بن محمد و غیره رحمهم الله

جمع می شدند و تصوف در کمال بود و ابو حمزه در بسط علوم معارف از استاد
خود که حسن مسوحی بود قدمی بیش داشت بعد وفات ابو حمزه ابو القاسم
جنید بن محمد در جامع مجالس نشست تمامی متصوفین در حلقه اتباعش در آمدند
کلامش اجمع و اعرف و احسن از کلام استاد و استاد استادش بود و بر
اقران خود گوی سبقت بود معاصرین بر امامت و جلالت او در فن تصوف
نهادند درین وقت بر صوفیه از دست فرقه طاغیه که قصه اش
طویل ست حیفی رفت تا آنکه گروهی از متصوفین محبوس گردیدند این سانحه در
سنه ۲۶۴ هجری اتفاق افتاد و درین فتنه محنتی عظیم بر اصحاب بشر بن الحارث
و معروف کرخی و سری سقطی و غیره افتاد چون فتنه فرو نشست جنید بن
محمد مذهب وی مسند مذاکره مذهب تصوف گردید بقیه مشائخ پروانه وار
گردش جمع آمدند مثل ابی العباس بن مسروق و اسمعیل بن بکر السکری و موسی النخاس
و ابی جعفر الحائک و ابراهیم القباد و ابی جعفر بن وهب و ابی محمد الحریری و ابی
احمد القلانسی و یعقوب الزیات و ابی العباس بن عطا و غیرهم رحمهم الله ایشان
افصح مشائخین در علم تصوف بودند و صفائی احوال و توحید و مواجید و موارید و مشاهد
و حضور کلام کردند و در علوم خود اشارات نیز وضع کردند تا بجز ایشان کسی دیگر
نشناسد و حقائق تصوف از نااهل محفوظ ماند این وقت سرامی دنیا از ائمه متصوفین
و مشائخ کبری معمور بود و آفتاب علم تصوف بر دائره نصف النهار تابان بود
طالبین در اکتساب تجرد و اخلاص و توکل و زهد و صبر و اجتهاد فی الخدمة
و المجاهدة جهد بلیغ [illegible] تام حاصل شد

اشارات دقیق در توحید و معرفت بیان فرمودند تا آنکه در غرائب علوم تصوف یکی
بر دیگرے مے افزود و در اندک زمان علم تصوف به رموز و اشارات مثل سائر
علوم بلکه ادق و اخفی و اعز از آن گردید و این علم مخصوص متصوفین گشت پس
ایشان در جمع و تفریق و فرق اول و فرق ثانی و فنا و بقا و صحو و سکر و مشاهده
و حضور و مراقبه و خفا و کشف و موارید و مواجید و شواهد و طوالع و احوال
کثیره که متعلق بمعانی قلوب و اسباب غیوب ست کتب و رسائل مدون فرمودند
و این علم در بلاد و امصار شائع گشت و کثرت جماعت مشائخ تصوف گردید و مکاتبات
و رسائل میان عارفین تحریر یافتند و هر یکی از ایشان بر دیگرے در تفوق با اظهار
دقائق اشارات تصوف جهد بلیغ می نمود تا آنکه العبد فیض محمد ز جنید بن محمد
شرقا و غربا و جنوبا و شمالا از انوار تصوف منور گردید تقریبا تا سنه [illegible] هجری
ربع بسیط رشک مطالع شمس بود مگر چون هر کمالی را زوالی است اکثری از
مشائخ قبل و بعد سنه مذکور بسیر روضه رضوان تشریف فرما شدند ؛
امر سوم علمای باطن که ایشان را حق تعالی جل شانه بر حقائق و معارف و حکم
اطلاع داده گاهی تصنیفی کنند که بر سر بعض مقالاتش سوای اهل باطن هیچ یکے
از اهل ظاهر نرسد چه در ظاهر عبارتش اشکالات و رموز مغلقه باشد که بجز ناخن
علمای باطن دیگرے آن را نه کشاید مثل غنیة الطالبین و بعض قصائد حضرت
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رض و مصنفات شیخ محی الدین بن عربی و ابن فارض
و ابن سبعین و ابن جلال و عفیف تلمسانی و مهلکات احیاء غزالی و منقذ و نفخ
تسویه و مصنونه [illegible] غیر اهلها و خفیة [illegible]

از رسائل غزالی و آداب المریدین شیخ نجیب الدین سهروردی و قوت القلوب ابی طالب مکی و بعض مکتوبات جلد ثالث حضرت مجدد الف ثانی و دیگر ائمه سلوک رح امام شعرانی در الیواقیت والجواهر این بیان را بکمال وضاحت نگاشته چنانچه از شیخ محی الدین عربی نقل می کند اِعْلَمُوْا اَنَّ اَهْلَ اللّٰهِ لَمْ یَضَعُوا الْاِشَارَاتِ الَّتِیْ اصْطَلَحُوْا عَلَیْهَا فِیْمَا بَیْنَهُمْ لِاَنْفُسِهِمْ فَاِنَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ الصَّرِیْحَ فِیْ ذٰلِکَ وَاِنَّمَا وَضَعُوْهَا مَنْعًا لِّلدَّخِیْلِ بَیْنَهُمْ حَتّٰی لَا یَعْرِفَ مَا فِیْهِ شَفَقَةً عَلَیْهِ اَنْ یَّسْمَعَ شَیْئًا لَّمْ یَصِلْ اِلَیْهِ فَیُنْکِرَهٗ عَلٰی اَهْلِ اللّٰهِ فَیُعَاقَبُ بِحِرْمَانِهٖ فَلَا یَنَالُهٗ بَعْدَ ذٰلِکَ اَحَدًا اطرفه اینست که هر که در زمرهٔ صوفیه نشسته مختفی می کشد آن اصطلاحات خود بخود بداهةً مکشوف می گردد حتّٰی کَاَنَّهُ الْوَاضِعُ لِذٰلِکَ الْاِصْطِلَاحِ

ــه از اہل ہر علم ... ارباب ہر صناعتے را اصطلاحے ... اسرار خود و عبارات ... کلماتیکه بجز ایشان معنی آن نداند ... ازوضع آن عبارات دو چیز باشد یکی ... تفہیم و تسہیل ... دیگر کتمان سرّ از کسانیکه اہل آن علم نباشند ... [illegible]

بخلاف دیگر علوم مثل نحو و منطق و حکمت که بر وی زحمت تعلیم و تعلم مجبور بر اصطلاحات آن امکانے ندارد اگر اہل انکار از جادهٔ حسد برآیند و طریق اہل الله بر گزینند این انکار و حسد دور شود و همان اصطلاح بر زبان حال و قال ایشان جاری گردد که بر زبان این طائفه جاری ست آنچه این قوم می گویند همه از تعلیم الٰهی ست که بر قلوب شان از مبدء فیاض مطابق شریعت می ریزد حق جل شانه فرموده عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کما اینکه زهد را گذاشته مدار علم بر ظاهر حال داشته اند در ایشان استعداد این معنی نیست که از مبدء فیاض الکتاب الوارد علوم نمایند فکر هر کس بقدر همت اوست **اشتباه** اگر علوم صوفیه مقصود می بود پس ائمه مجتهدین درین باب توجه می کردند لیکن از ائمه مجتهدین هیچ یکے در تصوف رساله نه نگاشته **انتباه** ائمه مجتهدین به دو وجه التفات باشاعت علم تصوف نکردند **اوّل** امراض قلوب در زمن ائمه شائع نشده بود تا ضرورت بیان طرق علاج داعی باشد چون ریا و حسد و کبر و عجب و غل و حقد ظاهر شد درین باب رسائل مستقله مدون کرده شد **دوم** ائمه مجتهدین بامر عظیم متوجه بودند ازان فرصتی نیافتند تا بامرے دیگر متوجه شوند همچون جمع ادلهٔ شریعت و بیان ناسخ و منسوخ و مفصل و مجمل و تمهید قواعد تا مردم بآن متوجه شوند اگر قواعد فقه که آنرا مجتهدین ممهد کردند نمی بود کسے اعمال ظاهره و باطنه را نمی شناخت پس اشتغال ائمه مجتهدین باین سو اهم بود بنسبت تالیف رسائل بعلم تصوف **اشتباه** صوفیه بظاهر کتاب و سنت چرا متوجه نشدند آیا این امر ایشان را کافی نه بود **انتباه** چون صوفیه تمام فیه بتحصیل علم باطن پرداختند لهذا توجه این طائفه

باطن کتاب و سنت گردید ؎ هر کسے را بهر کارے ساختند * میل او در خاطر کس
انداختند * مگر شریعت و حقیقت باهم مثل شیر و شکر اند حقیقة بلا شریعة
باطلة و شریعة بلا حقیقة عاطلة یعنی ناقصة **اشتباه** چرا قوم
رمزها گفتند که ورائے ارباب تصوف کسی نه فهمد تا آنکه از ایشان نه شنود و چرا
مطالب ابعبارات واضح بیان نکردند **اشتباه** برائے رفق خلق و بمقتضای
رحمت و شفقت بر ایشان چه فهم ظاهر پرستان بآن نرسد ازینجاست که حسن بصری
و جنید و شبلی علیهم الرحمة علم توحید برملا نمی گفتند بلکه در خانه بسته پیش کسانیکه
در ایشان اهلیت و لیاقت مے یافتند بیان می فرمودند تا آنکه قلب صافی از
کدورت بود و دران میل شهوات و آثام نباشد زینهار این مدارک درو نگنجد
لیکن چون سنت برین جاری ست و تجربه در آمده که کُلُّ عِلْمٍ لَیْسَ فِی
الْقِرْطَاسِ ضَاعَ اهل تصوف به تدوین آن متوجه شدند و بعض امور را برمز
گذاشتند تا نا اهل بسبب تصوفهم از جادهٔ اعتدال برنگردد و اگر صاف صاف
بیان می شد در مسائل نامفهوم اهل الله نااهلان خوض می کردند و بسبب نااهلی خود گمراه
می شدند و دیگران را در ورطهٔ ضلالت می افگندند حضرت امام زین العابدین
رحمة الله علیه فرماید ؎

إِنِّي لَأَكْتُمُ مِنْ عِلْمِي جَوَاهِرَهُ	كَيْلَا يَرَى الْحَقَّ ذُو جَهْلٍ فَيَفْتَتِنَا
وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي هٰذَا أَبُو حَسَنٍ	إِلَى الْحُسَيْنِ وَوَصَّى قَبْلَهُ الْحَسَنَا
يَا رُبَّ جَوْهَرِ عِلْمٍ لَوْ أَبُوحُ بِهِ	لَقِيلَ لِي أَنْتَ مِمَّنْ يَعْبُدُ الْوَثَنَا
وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُسْلِمُونَ دَمِي	يَرَوْنَ أَقْبَحَ مَا يَأْتُونَهُ حَسَنَا

شیخ عبد القادر جیلانی رح فرماید ؎

فِي بَاطِنِي مِنْ نُورِ ذِكْرِكُمْ قَالُوا بِهِ	أَفْتَى بِسَفْكِ دَمِي الَّذِي لَا يَعْلَمُ
لَوْ أَنَّنِي أُبْدِي سَرَائِرَ وُدِّكُمْ	قَالَ الْعَوَاذِلُ لَيْسَ هٰذَا مُسْلِمُ

امر چهارم هر ولی را اظهار کرامت ضرور نیست فرق درمیان معجزه و کرامت آنست
که نبی را واجب ست تا معجزه را ظاهر فرماید و هر ولی ضرور ست که کرامت را مخفی و
مستتر دارد مگر بوقت ضرورت یا اذن یا حال غالب که درو اختیار نباشد یا
برای تقویة یقین بعض مریدین و غیره امور حضرت شیخ عبد الرشید جونپوری
قدس سره در رساله محکم مربوط فرموده که اصل کرامت و اعظم آنها لذت گرفتن
است بطاعت و در خلوت و از جمله کرامات ست رعایت انفاس مع الله تا
بغفلت نگذارد و از انجمله راضی بودن از خدا در هر حال و از انجمله اطلاع بر عیوب جسمیه
و روحانیه و معنویه هر یک ازین مذکور کرامات خاصه است مگر کشف حسی چنانکه
دیدن مکانها و شهرها بعید المسافت که این از برائے خلق ست بدانکه کراماتی که
عطا می کند الله تعالی اهل احوال را بسیار اند و لکن ضابطه که جامع کل باشد این ست
کسی که خرق عادت نفس خود کند ازان چیزها که نفوس خلق بران معتاد ست
خرق کند الله تعالی او را عادت خود مشتمل آنکه در کون ست و این را در عامه کرامت
می نامند و اما خواص پس کرامت عنایت الهی را می گویند که موجب استقامت
بر احوال سنیه و اعمال صالحه باشد و ازین خوارق که عالم آن را کرامت نامند دران
خدا ننگ می کنند از برائے آنکه اهل استدراج اندران مشارکت دارند و از آنکه عارف
بقدر سے که حظ نفس و دنیا می یابد در آخرت همان قدر کم می ماند مگر آنکه مقربان باشد یا به اختیار

یا آنکه خارق زائد ست تا محض تمکین خدا قرب آن هنگام او را کرامت نامند انتهی
بهرحال خرق عادات از لوازم ولایت نیست بعضی مردان اولیاء الله اند و مقربان
درگاه و خرق عادات از ایشان ظاهر نشده چنانکه از اکثر اصحاب رسول الله صلی الله
علیه و سلم خرق عادت مروی نیست حال آنکه ادنی اصحاب از دیگر اولیاء الله
افضل اند پس معلوم شد که فضیلت بعضے اولیا بر بعضے بکثرت خوارق نیست چه
فضل عبارت ست از کثرت ثواب و خوارق از حظوظ ست مناط ثواب نیست مگر
عبارت و قرب الٰهی و لهذا محدثین کرامات اصحاب او مناقب کرده اند بلکه کرامات
را بابی علیحده آورده اند بعد ذکر معجزات و خرق عادات و جوگیان هم می باشد

ف ۱ — اندرین معنی حکایتی آرند از ابراهیم خواص رحمة الله علیه که گفت اندر فور بودم ... [illegible]

خوش گفت آنکه گفت ۵

ز ابلیس لعین بے شهادت ❊ گه از دیوار آید گاه از بام
شود پیدا هزاران خرق عادت ❊ گهی بر دل نشیند گه بر اندام
کرامات تو اندر حق پرستی ست ❊ کرامات تو گر در خودنمائی ست
جز آن کبر و ریا و عجب و مستی ست ❊ تو فرعونی و این دعوی خدائی ست
همه روی تو در خلق ست زنهار ❊ تمن خود را درین تهلکت گرفتار

حضرت مخدوم الملک بهاری رح در مکتوب هشتم می فرماید کسے که او در محل
ولایت باشد با کرامت آرام نگیرد و خود را اهل کرامت نشناسد از بهر آنکه ضد اند
هر دو چیز و هر چیز که ضدین باشد روا نباشد که حکم این یکے حکم آن
دیگرے باشد تحقیق ضدیت را بزرگان بکرامات بدین چشم نگرند و یکے
از ایشان گفته است که بت اندر عالم بسیار ست یکی از آن کرامت ست تا
کافران به بت تعلق کنند اعدا باشند چون از بت تبرا کنند اولیا گردند بت
عارفان را کرامات ست اگر با کرامات بیارایند محجوب و معزول گردند و اگر از کرامات
تبرا کنند مقرب گردند و موصول گردند عزیزے گفته است قطعه

زاهدان را جنت الفردوس باید جلوه‌گاه ❊ عاشقان را لذت اندر قعر زندان ست و بس
لطف او را عام و خاص و نیک و بد یابند ❊ قهر او را پیش فرقت کار مردان ست و بس

ازینجاست که چون خدائے عز و جل مر ایشان را چیزے از کرامات پدید آرد اندر
دل ایشان خضوع و خشوع زیاده گردد و ذل و تواضع بیش ازان باشد که بود و ترس
و خوف زیاده ازان گردد ... [illegible]

در سفر خویش بر لب آبی رسید و کشتی نداشت در خاطرش گذشت که بی
کشتی چون گذرم در حال ماهی در میان آب پدید آمد فریاد بر آورد که المکر المکر
و باز گشت و اینجا سریست لطیف و آن آنست که صحت ولایت متعلق ست
باعراض از غیر دوست و ترک ما دون الحبیب و ترک واخذ ضد اند و اقبال و اعراض
مخالف یکدیگر اند چون بکرامات اقبال کرد و کرامات دید و بران اعتماد کرد و از
اکرم اعراض نمود و بغیر دوست اقبال کرد و لا و لا یذ مع الاعراض ولایت
باعراض هرگز نبود در مکتوب دهم مذکورست در معجزه اظهار شرط ست
و در کرامت کتمان شرط ست و دیگر آنکه ابدانند که این معجزات ست و پیش از
آمدن خبر دهند از معجزات اما اولیا ندانند که این کرامات ست و از رفتن کرامات خبر
ندارند و پیش از آمدن کرامات خبر نه دهند و این همان اصل ست که ولی را محل
ولایت ثابت نگردد تا خویشتن را کمترین همه خلق نداند چون خویشتن را چنین داند
او را دعوی کرامت کی بود و چون دعوی نباشد از آمدن و رفتن کرامت چه
خبر دارد و گفته اند هر کرا از حق جز حق چیزی باید او را مقام ولایت نیست چون
دعوی کرامت کند از دوست غیر دوست خواست پس این نفی ولایت باشد
نه ثبوت ولایت باز در همان مکتوب می فرماید اما اتفاق کرده اند مشائخ این طائفه
و جمله اهل سنت و جماعت بر آنکه روا باشد که فعلی ناقض عادت مانند معجزهٔ انبیا
و کرامات اولیا پدید آید بر دست کافری و کسی را اندر کذب وی شک نیفتد
و این چنان بود که فرعون چهار صد سال عمر یافت که وی را اندران میان
هیچ بیماری نبود و آب از پس وی بالا رسید و چون او بایستاد آب

بایستاد و چون او برفت آب برفت و هیچ عاقل را اینجا شبه نیفتد در آنکه او دعوی
خدائی می کرد زیرا که همه عقلا متفق و مقر اند که خداوند جسم و جوهر و خورنده و خسپنده
و رونده و آینده و گوشت و پوست نیست و اگر چنین افعال ناقض بروی بسیار
پدید آمدی هیچ عاقل را بر کذب دعوی او شک نبودی و شبه نیفتادی
زیرا که اگر چنین چیز از خلاف عادت که بروی پدید آمد کسی را شبه خواهد افگند
هزار چیز ظاهر که بروی پدید آمده است شاهد ست بر کذابی وی آن شبه را
دفع کند و مانند این را حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم که سر عباد ما نست
خبر داده است که اندر آخر الزمان دجال خواهد آمد و دعوی خدائی خواهد کرد و کوه
انگبینه یکی بر راست وی و یکی بر چپ وی می رود و آن کوه که بر راست بود
جایگاه نعیم بود و آنکه بر چپ وی بود جایگاه عذاب بود گوید این بهشت و آن
دوزخ هر که بمن ایمان بیارد او را اندرین بهشت اندازم و هر که بمن ایمان نیارد او را
اندرین دوزخ اندازم و حق تعالی بدست وی یکی را بمیراند و یکی را بزیاند
این همه که یاد کردیم مانند معجزه و کرامات ست و حق تعالی همه مردم را بدیه
از بهر آنکه اینجا شبه نیفتد که هر که هست داند که هر که بر خر نشیند خدائی نبود و اعور
خدای نبود و خورنده و خسپنده خدای نبود پس این استدراج و مکر بود و معنی استدراج
آن بود که ایشان هر چند بی حرمتی کنند ایشان را آسانی و مراد گزارد تا در
بی حرمتی و تمردی خویش هلاک شوند چنانکه با فرعون کرد اگر او در آب روان
نگردی از دعوی خدائی باز گشتی و معنی مکر آن باشد که نجات نماید و هلاک آرد
و عز نماید ذل آرد و هدی نماید و ضلال آرد با عدا این صفت باشد یعنی هر که دشمن را

چیزے ازین معنی بدہند ہمہ استدراج و مکر باشد پس این سہ گونہ اند آنبیا را دہند و اولیا را دہند و اعدا را دہند اما انبیا را معجزات باشد و اولیا را کرامات باشد و اعدا را مکر و استدراج باشد باز در ہمین مکتوب تحریر می فرمایند تا یکے از مشائخ چنین گفتہ است رحمۃ اللہ علیہ کہ بت اندر عالم بسیار ست یکی از آنہا این طائفہ کراماتست تا کافران را با بت تعلق بود اعدا باشند چون از بت روے گردانند و تبرا کنند اولیا گردند ہمچنین بت عارفان کراماتست اگر با کرامات سکون گیرند محجوب گردند و اگر از کرامات اعراض نمایند و تبرا کنند مقرب و مکشوف گردند ~

ہرگز نشود اے بت بگزیدہ من	مہرت ز دل و خیالت از دیدہ من
گر از پس مرگ من بجوئے یابی	آن ذوق در استخوان بوسیدہ من

و این سر آنست کہ در مکتوبے تحریر افتادہ است کہ صحت ولایت متعلق باعراض از غیر دوست و ترک ما دون الحبیب و ترک و اخذ ہر دو ضد اند چون بکرامات اقبال کرد و کرامات دید و بر کرامات اعتماد کرد از دوست اعراض کرد و بغیر دوست اقبال نمود وَلَا بَقَاءَ لِلْوِلَايَۃِ مَعَ الْاِعْرَاضِ عَنِ الْحَبِیْبِ وَالْاِقْبَالِ اِلٰی غَیْرِ الْحَبِیْبِ نقل ست کہ وقتی سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی را در سفر آبی پیش آمد کہ بکشتی باید گذشت و کشتی حاضر نبود در خاطرش آمد کہ چگونہ گذرم در حال بدید کہ در میان آب راہ پدید آمد فریاد برآمد و گفت المکر المکر و باز گشت و گفت ~

من بگرہائی قیامت خون خرم بر باد دوست	جوی شیر آنرا کہ تشنہ کوثر بود

و دیگرے برین معنی اشارت کردہ است ~

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد	یا با کسی دیگر آشنا خواہد شد

از مہر تو بگسلد کرا دارد دوست	وز کوے تو بگریزد کجا خواہد شد

اے برادر آخر شنیدہ کہ اِنَّ الْحُبَّ اَوَّلُہٗ حَیٰوۃٌ وَاٰخِرُہٗ مَمَاتٌ وَاَوَّلُہٗ خَتْلٌ وَاٰخِرُہٗ قَتْلٌ اول محبت حیوۃ ست و آخرش ممات و اول محبت مکر ست و آخرش قتل وَاَوَّلُہٗ کَرَامَۃٌ وَاٰخِرُہٗ غَرَامَۃٌ و اولش کرامت ست و آخرش غرامت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این مسئلہ را در مکتوب صد و ہفتم از جلد اول کہ بہ محمد صادق کشمیری صدور یافتہ و در صد و شانزدہم از جلد اول کہ بمرزا حسام الدین شرف تحریر یافتہ بکمال بسط تحریر فرمودہ اند بآن رجوع آوردہ شود کہ حل بسیارے از شبہات کند در باب ہشتاد و پنج از فتوحات مکیہ[1] مذکور ست کَمَا اَنَّ الْاٰیَاتِ وَالْکَرَامَاتِ وَجَبَ عَلَی الرَّسُوْلِ اِظْہَارُہَا مِنْ اَصْلِ دَعْوَاہُ کَذٰلِکَ یَجِبُ عَلَی الْوَلِیِّ التَّابِعِ سَتْرُہَا ھٰذَا مَذْھَبُ الْجَمَاعَۃِ لِاَنَّہٗ غَیْرُ مُدَّعٍ لَا یَنْبَغِیْ لَہُ الدَّعْوٰی

فَاِنَّہٗ لَیْسَ بِمُشَرِّعٍ

[1] فتوحات مکیہ فی اسرار المالکیۃ والملکیۃ از عمدہ و اواخر تصانیف شیخ محی الدین بن عربی المتوفی سنہ ۶۳۸ است و شیخ فرماید کہ ہرگاہ برای حج و عمرہ رفتم در دلم گذشت کہ کتابے در معارف نگارم و دران آنچہ حق تعالی بر اطلاع دادہ بر نگارم تا ابواب [illegible] ترتیب ابواب [illegible] فکر و نظر نیست بلکہ بہدایت ملک الہام ست گاہی کلامی [illegible] شود کہ آنرا علاقہ از قبل یا بعد نے باشد و این مشابہ است بقول حق تعالی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی کہ در آن آیات طلاق و نکاح و عدت وفات ذکر فرمودہ در سنہ ۶۲۹ از تحریر فتوحات فراغ دست دادہ افسوس کہ بعضے نادانان در فتوحات [illegible] خلاف مسلک اہل سنت و جماعت درج کردہ اند [illegible] انکار [illegible] امام شعرانی [illegible] فتوحات [illegible] فتوحات یافتہ کہ این عبارات پاک و صاف بودہ است

بعد ازان می طراز و ثم اعلم اِنّ تَرْکَ الْکَرَامَةِ قَدْ یَکُوْنُ اِبْتِدَاءً مِّنَ اللّٰهِ
وَهُوَ اَنَّ الْحَقَّ سُبْحَانَهُ تَعَالٰی لَا یُمَکِّنُ هٰذَا الْوَلِیَّ فِیْ نَفْسِهٖ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ
جُمْلَةً وَّاحِدَةً مَعَ کَوْنِهٖ عِنْدَهٗ مِنْ اَکَابِرِ عِبَادِ اللّٰهِ وَ اَغْنٰی
خَرْقَ الْعَوَائِدِ الظَّاهِرَةِ بِاللّٰهِ وَقَدْ یَکُوْنُ هٰذَا الْوَلِیُّ قَدْ اَعْطَاهُ
اللّٰهُ فِیْ نَفْسِهِ التَّمَکُّنَ مِنْ ذٰلِكَ فَیَتْرُكُ ذٰلِكَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ فَلَا یَظْهَرُ
عَلَیْهِ مِنْهُ مِنْ شَیْءٍ اَصْلًا بعد ازان شیخ فرقہ ملامتیہ تارک کرامت تحریر فرمودہ می طراز
وَ اَمَّا الصُّوْفِیَّةُ فَیُظْهِرُوْنَ بِهَا وَهِیَ عِنْدَ الْاَکَابِرِ مِنْ رُعُوْنَاتِ النُّفُوْسِ
اِلَّا عَلٰی حَدِّ مَا ذَکَرْنَا **پنجم** تحدّث بنعمة اللّٰه علی تفاوت
حالات گاہے مستحسن باشد گاہی واجب حق تعالےٰ جل شانہ فرماید وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ درین لفظ دلیل ست برانکہ نعمتہاے خدا را کہ برخود باشد
بیان کردن مستحب ست لیکن وقتیکہ غرض صحیح درمیان باشد مثل اشاعت
شکر پروردگار بزبان یا حصول اقتدا مردم دیگر باشد شیخ سلیمان جمل عه در حاشیہ
جلالین می نگارد وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ اِذَا عَمِلْتَ خَیْرًا فَحَدِّثْ بِهٖ
اَخَاكَ لِیَقْتَدُوْا بِكَ یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرمودہ کہ ھرگاہ
نیکو کاری کنی برادران خود ازان اطلاع کن تا بتو اقتدا کنند ازین تقریر نمایان
است کہ در اظہار نعمہاے الٰہی نہ صرف تادیہ شکر مقصود می باشد بلکہ گاہی
اقتدا المحفوظ می باشد تا دیگران بوے اقتدا کنند علامہ جلال الدین سیوطی در
تفسیر در عه منثور درین باب احادیث کثیرہ آوردہ چند احادیث درین محل
مذکور مے شود

عه از نعمت پروردگار خود ذکر کن ۱۲

عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یَرَوْنَ اَنَّ
مِنْ شُکْرِ النِّعْمَةِ اَنْ یُّحَدَّثَ بِهَا ہرگاہ نزد اہل حل و عقد ذکر نعمت شکر نعمت
باشد پس چرا نعم الٰہی بر زبان نرود وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ
الْقَلِیْلَ لَمْ یَشْکُرِ الْکَثِیْرَ وَمَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ وَالتَّحَدُّثُ
بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُکْرٌ وَتَرْکُهَا کُفْرٌ وَالْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم بر سر منبر فرمودہ ہر کہ شکر قلیل نکرد شکر کثیر نکرد و ھر کہ شکر ان نکرد
شکر خدا نکرد و تحدث بنعمة اللہ شکر ست و ترک آن کفر و جماعت رحمت ست
ازین حدیث صریح ظاہر ست کہ نعماے باری تعالی را مخفی داشتن فی نفسہ کفر ست
پس تحدث بنعمة اللہ کہ شکر ست امری باشد ضروری اگرچہ این حدیث ضعیف
ست مگر چون درین باب احادیث کثیرہ وارد اند و نیز در فضائل اعمال عمل بحدیث
ضعیف صحیح ست لہذا لائق احتجاج باشد امام شعرانی در لطائف المنن والاخلاق
فی بیان وجوب التحدث بنعمة اللہ علی الاطلاق می طرازد وَقَدْ رَوَی
الطَّبْرَانِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَغَیْرُهُمَا مَرْفُوْعًا اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُکْرٌ زَادَ فِیْ
رِوَایَةِ الْبَیْهَقِیِّ وَتَرْکُهُ یعنی الشکر کُفْرٌ یعنی تحدث بنعمت اللہ
شکر ست و ترک آن کفر وَ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِهٖ وَغَیْرُهٗ عَنْ اَبِیْ
نَضْرَةَ الْغِفَارِیِّ قَالَ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یَرَوْنَ اَنَّ مِنْ شُکْرِ النِّعْمَةِ
اِظْهَارُهَا وَالتَّحَدُّثُ بِهَا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ
وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ فَتَوَعَّدَهُمْ عَلٰی کُفْرِهِمْ

بالنعمة بالعذاب الشدید یعنی طریقه مسلمانان آن بود که اظهار نعمت را شکر می دانستند
حق تعالی فرماید لئن شکرتم الآیه درین آیه کفران نعمت را به عذاب شدید
وعده می فرماید هرگاه شکر نعمت اظهار نعمت باشد مامور به باشد ازهمین جاست
که حضرات انبیاء علیهم الصلوة والسلام و اولیاء الله و علمای کرام رضی الله عنه تحدیث
به نعم کرده اند بلکه فرشتگان نیز وازتحدیث فرشتگان ست ونحن نسبح
بحمدك ونقدس لك ونیز انا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون
واز تحدیث انبیاء الله قول حضرت یوسف علیهم السلام ست اجعلنی علی
خزائن الارض انی حفیظ علیم و قول حضرت داؤد و سلیمان علیهما
السلام ست الحمد لله الذی فضلنا علی کثیر من عباده المؤمنین و قول
سلیمان علیه السلام ست علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان هذا
لهو الفضل المبین و قول عیسی علیه السلام انی عبد الله اتانی الکتاب
وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت الآیه و قول حضرت نبینا
صلی الله علیه وسلم انا اول شافع واول مشفع وانا اول من تنشق عنه
الارض وانا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر آنحضرت صلی
الله علیه وسلم که سیادت خود را مخصوص به یوم حشر فرمود منشا آن اینست
که بروز قیامت مجمع اولین و آخرین خواهد بود پس سیادت وی صلی الله علیه
وسلم بر تمامی اولین و آخرین متحقق خواهد گشت چون علو آنحضرت صلی الله علیه وسلم
از سیادت ولد آدم نبود بلکه فخر از عبودیت می باشد فرمود ولا فخر در لطائف المنن
مذکور ست قال بعض العارفین لم یبلغنا ان احدا من العارفین زکی

نفسه ریاء وسمعة وانما زکاها لغرض صحیح شرعی کما قال
صلی الله علیه وسلم انا سید ولد آدم الحدیث یعنی نمی دانم که کدامی از عارفین
تزکیه نفس خویش از ریا کرده باشد بلکه هر که چنین کند بغرض صحیح شرعی کند نه از ریا
سرور عالم صلی الله علیه وسلم فرماید من سردار اولاد آدم هستم اما تحدیث اولیاء الله رضی الله
عنهم پس شنیدنی ست که از دیلمی و ابونعیم مروی ست ان عمر بن الخطاب رضی الله
عنه صعد المنبر یوما فقال الحمد لله الذی صیرنی لیس فوقی احد
ثم نزل فقیل له فی ذلك فقال انما قلت ذلك اظهارا للشکر
یعنی عمر رضی الله عنه روزے بر منبر آمد و فرمود که شکر مر خدای است که مرا بوجهی گردانید
که فوق من کسی نیست پس از منبر فرود آمد صحابه درین باب پرسیدند حضرت عمر
رضی الله عنه فرمود که برائے اظهار شکر گفته ام ملاحظه فرمودنی ست که این
چنین جمله تعلی را برائی اظهار شکر گفته قیصری علیه الرحمة در شرح فصوص از امیر المؤمنین
علی علیه السلام نقل کرده که در خطبه فرموده انا نقطة باء بسم الله انا جنب
الله الذی فرطتم به وانا القلم وانا اللوح المحفوظ وانا العرش وانا
الکرسی وانا السموات السبع والارضون الی آخر ما قال حضرت
شیخ ابوالحسن شاذلی فرماید لا یکمل شکر العبد حتی یری نعمة ملوك الدنیا
دون نعمه یعنی شکر عبد تا وقتی کامل نمی شود که نعمت ملوک دنیا را از نعمتی که بوے
عطا شده کمتر نداند حضرت سری سقطی فرماید لا فرق بین قول العبد ان
الله خلقنی ورزقنی وصورنی وعلمنی العلم والقرآن وجعلنی
مبارکا وبین ان یقول انا ولی الله وانا من العلماء العاملین

وَنَحْوُ ذٰلِكَ چون بخیال مردم میان این الفاظ فرق ہاست ذوقی وصوفی باکے
ندارند فاما بر قائل انا ولی اللہ لب بلعنت کشایند مگر اندک تأمل آشکار اگر دد که انا
ولی اللہ گفتن باکی ندارد اللہ تعالیٰ ہر مومن را ولی گفته می فرماید اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
پس ہرگاہ اللہ تعالیٰ ولی مومنان باشد مومنان ولی باری تعالیٰ باشند پس در انا
ولی اللہ گفتن باکی نخواہد بود شیخ علی شاذلی ربیب شیخ ابی المواہب می گوید که چون
شاذلیہ بثنائے نفوس خود لب می کشادند از شیخ ابی المواہب که مریدش بودم
می گفتم که بفقیر کی روا بود که زبان خود را بثنا کشاید تا آنکه بمقامی رسیدم که
بعد فوز آن مقام شاذلیہ ثنائی خود می کردند پس دیدم که بعد رسیدن آن مقام
بر فقیر واجب ست مدح خود کردن و شکر قلبی درین مقام کافی نمی باشد بلکه
بر اظہارش مجبور می شود تا عام و خاص بران اطلاع یابند امام شعرانی در لطف
می نگارد فَاِیَّاكَ یَا اَخِیْ اَنْ تُبَادِرَ الْاِنْكَارَ عَلٰی اَحَدٍ مِنَ الْعَارِفِیْنَ
اِذَا امْتَدَحَ نَفْسَهٗ وَتَحْمِلَهٗ عَلَی الْاَغْرَاضِ النَّفْسَانِیَّةِ بَعْدَ اِطِّلَاعِكَ
عَلٰی هٰذِهِ الْاَدِلَّةِ وَالنُّقُوْلِ الَّتِیْ ذَكَرْنَاهَا وَعَلَیْكَ اَنْ تَحْمِلَهُمْ
عَلٰی اَحْسَنِ الْمَحَامِلِ یعنی اگر کسی از عرفا مدح سرائی کند بران انکار نشاید و بر اغراض
نفسانی محمول نباید کرد بلکه آن را بر احسن محامل حمل باید کرد و بیشتری از علمای اعلام
مناقب و مدائح خود در کتب و رسائل تحریر کرده اند چنانچه نام نامی شان مذکور میشود
شیخ امام فقیه محدث عبد الغفار الفارسی علامه عماد کاتب اصفہانی شیخ امام مقری
الفقیه یاقوت الحموی شیخ علامه لسان الدین بن الخطیب شیخ ابو عبد اللہ القرشی
شیخ ابو الربیع المالکی شیخ صفی الدین بن ابی المنصور شیخ ابو شامه شیخ حافظ

تقی الدین فارسی شیخ ابو حیان حافظ ابن حجر شیخ جلال الدین سیوطی
عبد الوہاب شعرانی وغیرہم در لطائف المنن مذکور ست وَكَانَ الْحَسَنُ
الْبَصْرِیُّ یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ اَیْ
بَعْدَ الْمَصَائِبِ الَّتِیْ یُصِیْبُهٗ وَیَنْسَی التَّحَدُّثَ بِالنِّعَمِ یعنی حسن بصری رح
در تفسیر آیه که ترجمه اش اینست بتحقیق انسان برائے رب خود ناشناس
ست می فرمود که صورتش اینست که چون از انسان مصیبت دور شود و رنج
براحت مبدل گردد و روی آسائش بیند و او تحدث نعمت را فراموش کند
وَرَوٰی اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ سَبَبِ
سَلْبِ بَلْعَامِ بَاعُوْرَ بَعْدَ تِلْكَ الْاٰیَاتِ وَالْكَرَامَاتِ فَقَالَ اِنَّ بَعْضَ
الْاَنْبِیَاءِ سَاَلَ رَبَّهٗ عَنْ سَبَبِ ذٰلِكَ فَاَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَمْ یَشْكُرْنِیْ
یَوْمًا قَطُّ عَلٰی مَا اَعْطَیْتُهٗ وَلَوْ شَكَرَنِیْ عَلٰی ذٰلِكَ مَرَّةً وَّاحِدَةً لَمَا
سَلَبْتُهٗ نِعْمَتِیْ وَلٰكِنْ جَرٰی بِذٰلِكَ قَضَائِیْ وَتَمَّتْ فِیْهِ اِرَادَتِیْ وَمَشِیَّتِیْ
یعنی از وہب بن منبه سوال کرده شد که بعد این چنین آیات و کرامات از
بلعم باعور چرا نعمت سلب کرده شد گفت که بعض انبیا علیهم السلام از
حق تعالے جل شانہ از سببش سوال کردند وحی آمد که او گاہے شکر نعمای
الٰہی نکرد اگر یکبار شکر می کرد از و سلب نعمت من نمی شد منشائی قضا و قدر
ہمین بود ہر گاه بسبب عدم تحدث نعمة اللہ محنت سابقه را اُلٰہ گان و مردم از
حظیرۂ قدس دور افگنده شود پس چرا تحدیث نه کنند بہجة الاسرار از ذکر
نعمائے حضرت غوث الاعظم رحمة اللہ ست روزے بعد ذکر نعمائے کثیره فرمود

یَا عَزِیْزُ اَنْتَ وَاحِدٌ فِی السَّمَاءِ وَاَنَا وَاحِدٌ فِی الْاَرْضِ یعنی تو در آسمان
یکتا ہستی و من در زمین و در مرض موت بہ اولاد خود فرمودہ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ
وَبَیْنَ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ بُعْدُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا تَقِیْسُوْنِیْ بِاَحَدٍ
وَلَا تَقِیْسُوْا عَلَیَّ اَحَدًا یعنی درمیان ما و شما و خلق فرق میان آسمان و
زمین ست مارا بر کسی و کسی را برما قیاس نکنید روزے فرمودہ مَا مِنْ نَبِیٍّ
خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا وَلِیٍّ اِلَّا قَدْ حَضَرَ مَجْلِسِیْ ھٰذَا الْاَحْیَاءُ بِاَبْدَانِھِمْ
وَالْاَمْوَاتُ بِاَرْوَاحِھِمْ یعنی تمام انبیاء و اولیاء در مجلس ما حاضر شدہ اند
زندہ بذات خود و مردہ با رواح خویش روزی ارشاد فرمودہ وَکُلُّ
رِجَالِ الْحَقِّ اِذَا وَصَلُوْا اِلَی الْقَدَرِ اَمْسَکُوْا اِلَّا اَنَا وَصَلْتُ اِلَیْہِ وَفُتِحَ لِیْ
فِیْہِ رَوْزَنَۃٌ فَوَلَجْتُ فِیْھَا وَنَازَعْتُ اَقْدَارَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ لِلْحَقِّ فَالرَّجُلُ
ھُوَ الْمُنَازِعُ لِلْقَدَرِ لَا الْمُوَافِقُ لَہٗ یعنی دستور تمامی اولیاء اللہ این ست
کہ چون بقدر رسند خود را بازدارند مگر من کہ بقدر رسیدم و برائے من روزنے
کشادہ شد پس در آمدم و در آن کشیدم اقدار حق را مرد ہمانست کہ منازعت
با قدر کند نہ آنکہ با قدر موافق باشد درین مقام دو تا شبہ عویص اردی شود
اول خلاف قضاء مبرم چون واقع شود جوابش آنست کہ حضرت مجدد رح در
مکتوب دو صد و ہفدہم از جلد اول کہ بملا طاہر قدسی صدور یافتہ چنان
تحریر فرمودہ اند کہ قضائی معلق بر دو گونہ است قضائیست کہ تعلیق او در لوح
محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بران اطلاع دادہ و قضائیکہ تعلیق او نزد خدا ست
جل شانہ و بس و در لوح محفوظ صورت قضائی مبرم دارد این قسم اخیر از قضائے

معلق نیز احتمال تبدیل دارد و در رنگ قسم اول ازینجا معلوم شد کہ سخن سید
معروف باین قسم آخر ست کہ صورت قضائی مبرم دارد نہ بقضائے
بحقیقت مبرم ست کہ تصرف و تبدل در آن محال ست عقلا و شرعا کما لا یخفی
والحق کہ کم کسی را بر حقیقت آن قضا اطلاع ست تکلیف کہ درینجا تصرف نماید انتہی
دوم آنکہ در باب سی و نہم از فتوحات مکیہ مذکور ست فَکُلُّ صَاحِبِ
الْاِدْلَالِ فِیْ ھٰذِہِ الدَّارِ فَقَدْ نَقَصَ مِنَ الْمَعْرِفَۃِ بِاللّٰہِ عَلٰی قَدْرِ اِدْلَالِہٖ
وَلَا یَبْلُغُ دَرَجَۃَ غَیْرِہٖ مِمَّنْ لَّمْ یَکُنْ ذَا اِدْلَالٍ اَبَدًا اَفَاِنَّہٗ فَاتَتْہُ اَنْفَاسٌ
کَثِیْرَۃٌ فِیْ حَالِ اِدْلَالِہٖ غَابَ عَمَّا یَجِبُ عَلَیْہِ فِیْھَا مِنَ التَّکَلُّفِ الَّذِیْ یُنَاقِضُ
الْاِشْتِغَالَ بِہٖ اِدْلَالٌ فَلَیْسَتِ الدُّنْیَا بِدَارِ اِدْلَالٍ اَلَا تَرٰی عَبْدَ الْقَادِرِ
الْجِیْلِیَّ مَعَ اِدْلَالِہٖ لَمَّا حَضَرَہُ الْوَفَاۃُ وَبَقِیَ عَلَیْہِ مِنْ اَنْفَاسِہٖ فِیْ ھٰذِہِ
الدَّارِ ذٰلِکَ الْقَدْرُ الزَّمَانِیُّ وَضَعَ خَدَّہٗ فِی الْاَرْضِ وَاعْتَرَفَ
بِاَنَّ الَّذِیْ ھُوَ فِیْہِ الْاٰنَ ھُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْعَبْدُ
عَلَیْہِ فِیْ ھٰذِہِ الدَّارِ وَسَبَبُ ذٰلِکَ اَنَّہٗ کَانَ فِیْ اَوْقَاتٍ صَاحِبَ
اِدْلَالٍ فَمَا کَانَ الْحَقُّ یُعَرِّفُ بِہٖ مِنْ حَوَادِثِ الْاَکْوَانِ
این شبہ را دو تا جواب بخیال می گزرد **جواب اول** ہر ادلالے کہ از ان
شکر باری مقصود نباشد موجب نقص معرفت ست و ادلالے کہ ازو شکر
باری مطلوب باشد نقص نیست بلکہ مامور بہ است کما فصلنا و حکایت حضرت
غوث پاک رضی اللہ عنہ بطور شکر ست **جواب دوم** ادلالے کہ از مقام
انس باشد منقصت نیست آیمعنی ادلال از انبیاء السد و خاصان خداوند تعالے

بیم شده است حضرت خواجه محمد پارسا رحمه الله تعالی در فصل الخطاب می فرماید
باید دانست که چنین گفته اند که توسعات در عبارات و تجوزات در کلمات بطریق
رخص اہل معرفت را بیشتر در سه حالت ست استغراق فنا و سکر حال و انس
ادلال وقد انشد وافی وصف المستانسین من المحبوب ؎

قوم تخالجهم زهو لسیدهم	والعبد یزهی علی مقدار ادلاله

وقال بعض العارفین الحبیب لا یحاسب والعدو لا یحتسب له ولا
یحب الله هذا النوع من الادلال الا لمن اقامه مقام الانس ولا
یحسن ذلک الا منه انچه سبب وضع خد تحریر فرموده شد امریست قیاسی
چه حضرت غوث پاک این را بیان نفرمودند و کیفیت ادلال که در مرض موت
خود فرموده و در بهجة الاسرار مذکور ست پیش ازین بیان کرده شد شنیدنی
است که تزکیه نفس و اظهار نعمت در صورت باهم التباس دارند لیکن در حقیقت متغایر
اند اگر کمالات را بنفس خود نسبت کند و نسبت آن را بخالق فراموش نماید آن
تزکیه نفس ست حق تعالی فرماید لا تزکوا انفسکم یعنی نفس خود را به پاکی یاد
مکنید این چنین تزکیه تکبر و مذموم ست و اگر آن را نسبت بخدائی تعالی کند
و خود را فی نفسه نشاهد و داند و اتصاف خود بوجه رعایت بحول و قوت الٰهی بآن
کمالات دانسته شکر الٰهی بجا آرد و آن را اظهار نعمت گویند این معنی هر چند در نظر
عوام التباس دارد لیکن نزد خدائے تعالی التباس ندارد والله یعلم المفسد
من المصلح حق تعالی می داند مفسد را جدا از مصلح آزاد اولیاء الله که از رذائل نفس
پاک اند متصور نیست مگر اظهار نعمت پس این امر اگر از انقیاء بظهور آید بر او اعتراض نشاید که

حسن ظن با مور بوده است و درین شبه نیست که اولیاء الله بحالت احتضار انوارے ببینند
که بملاحظه آن کیفیت وصل دنیاوی را که مناط عبادت می دانستند هیچ انگارند و این
معنی را بزبان حال و قال آرند پس ضرورست که برای وی محملی صحیح برآورده شود
تا مورث منقصت کبار اولیاء الله نگردد و حضرت سید آدم بنوری رح در خلاصة المعارف
می طرازد که حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی در آخر حیات خود نزدیک با احتضار
در آخر وقت در مناجات خود فرموده اند الٰهی ما ذکرتک الا عن غفلة و
ما خدمتک الا عن فترة چون معلوم ست که ذکر و حضور اہل وصل
عبارت از شهود و حضور آنهاست نزد ایشان در حالت کانک تراه است
خواه وصل اہل ظل باشد خواه وصل اصل زیرا که وصل اہل هر مرتبه خود را وصل نفس
ذات می دانند و اگر چنین نمی دانند زعم بود و در دانش خود هم صاحب تمکین بود
پس حضرت شیخ بایزید در آن وقت آخر حضورهای سابق خود را که شهودی
بوده باشند اگر مجهول الکیفیت باشند هم غفلت دانست که حضور اصل مطلوب
نبود فلا جرم از واجب تعالی خود را غافل گفت که گفت ما ذکرتک الا عن غفلة

انتهی ؎ گفتگوی عاشقان در کار رب	جوشش عشق ست نی ترک ادب

امر ششم شطح در لغت حرکت را گویند و طا حونه را شطاح خوانند بکثرت تحرک
وی چون آب غلبه کند و در نهر نگنجد گویند شطح الماء فی النهر فالحرکت اسرار
واجدین را گویند چون با ایشان قوت گیرد و بجوشے که بر نزد از اناء استعداد
ایشان بمیاه معارف و اسرار الٰهی بعبارتے که عقل از ادراک آن عاجز باشد کذا
فی اللطائف در کواکب می نگارد اعلم ان الشطح من جملة ما اثمرته ابواب

فصد رعنهم امتثالا لامر ویکون ذلک الامر تنویها لفضلهم
وبیانا لعلو شأنهم وتعریفا للغافل بکبیر قدرهم وارشادا الی
التعلق لهم والتوسل برفیع جاههم وسببا لمصالح العباد ونفعهم امام یافعی
در نشر می فرماید که امر باعلام الله بالهام شود یا کشف یا سماع خطاب یا غیر آن لیعنی
شطح تاویل وحمل کنند چنانچه برائے ملاقات ابی الغیث بن جمیل رح جماعت فقها
آمدند ابی الغیث بمعائنه حال ایشان فرمود مرحبا بالعبیدی فقها ازو خوش
نشدند واز اسمعیل محمد حضرمی شکایت آوردند حضرمی جواب داد راست گفت
انتم عبید الهوی والهوی عبیده یافعی گوید

وبعض له التأویل فی الشطح ظاهر	وبعض لتعریف ونصح لیعقت سے

شیخ ابی الغیث ابن جمیل گوید الارض ارضی والسماء سمائی لعدة بھال
زمین بوے نگاشتند

جزت الصفوف الی الحروف الی الهبا	حتی انتهیت مراتب الابداع

یعنی مقامات اولیا یا ملائکه را تجاوز کردی وبسوی علم حروف واسماء واطلاع
علی الاسرار شدی تا آنکه بمقام تکوین خلق واختراع شدی ابوالغیث بجوابش
فرموده

وحیانی الملک المهیمن واجتبی	فالارض ارضی والسماء سمائی

تخریب بالشطح آن را گویند که حالی عظیم بیان کند تا از قلوب مردم اعتقادش
زائل شود وبا وسوء ظن کنند ومقصودش که عدم التفات مردم ست حاصل شود
شیخ محی الدین بن عربی فرماید

ومن شاطح لم یلتفت لحقیقة	قد ازله دعواه منزلة الهبا

ابراہیم خواص رضی الله عنه بکلامی شنهر بسبب خوف شهرت زیاده قیام نمیکرد
چون در شهری داخل شد وذکرش بر زبانها رفت بر طبعش ناگوار گذشت وخواست
تا ضررے دریابد پس در حمام داخل شد دیدکه لباس فاخره شاهزاده نهاده است
که بحامی تفویض بود وحامی غافل ست پس آن لباس را پوشیده وبرد لباس خود
پوشیده وبسرعت آمد تا آنکه او را گرفتند ولباس از تنش برآوردند وبضربوه فی
تلک البلدة لص الحمام فقال لنفسه هنا طاب المقام
اشتباه آیا برائے این فعل دلیل فقهی ست انتباه بلی هرگاه دوائے
امراض جسمانی به محرمات جائز ست پس تداوی قلوب که محل معرفت ونور نسبت الٰہی
محظور ببدرجه اولی جائز باشد با آنکه در هر دو مرض فرقی بین ست مرض اجسام رحمت
حسنات ست ومرض قلوب نقمت وهلکات واین هذا من الابدان من هذه
الادیان امام یافعی فرماید

وبعض الی التخریب مال تسترا	لکیلا یری فیه الصلاح ویحمدا
یداوی لقلب فی حرام مخفف	لجسم وهل اولی جوازا موکدا
لان سقام الجسم اجر ورحمة	وبالضد سقم القلب للدین مفسدا
کما فعل الخواص فی لبس خلعة	ابن ملک فی حمام لغسل تجردا
لیدعوه لصا ثم تذهب شهرة	فلا وقط یدعی صالحا متعبدا

قید حرام مخفف از ان ست که علاج بحرام مغلظ جائز نیست واقدام بر حرام وقتی جائز
خواهد بود که بنور معرفت دریابد که اگر مرتکب حرام نشود او را ضرری از ارتکاب

حرام زیاده تر خواهد رسید متعهد از تلافی گناه استغفار کرده می شود تا وقتیکه کار از
ارتکاب بمکروه برآید ارتکاب حرام جائز نیست درین مقام چند اقوال شطح نگاشته
می شود الولایة افضل من النبوة توجیهاتے دارد **اول آنکه**
عموماً ولایت از نبوت افضل باشد زیرا که ولایت نسبت مع العبد و استفاضه
از حضرت تقدس و تعالی ست پس در آن رو بحق باشد و نبوت اخبار بخلق
و افاضت برکت بر ایشان ست که در ان رو بخلق باشد و رو بحق افضل ست از
رو بخلق پس ولایت افضل باشد از نبوت این کلام منافی شرع ست زیرا که
بالاتفاق انبیاء افضل اند از اولیا اگرچه نبوت اقصی مراتب بشر ست درین
جهان مرتبه بالاتر از ان نیست هر درجه و مرتبه که ولی رسید ابد لا محاله نبی را
حاصل ست و نبوت صرف رو بخلق نیست که توهم مفضولیت نبوت از ولایت
گردد بلکه در نبوت رو بخلق ست و هم رو بحق ظاهرش با خلق ست و باطنش با حق
پس انبیا جامع و شامل هر دو نسبت مذکوره اند چه ولایت جزو نبوت ست و نبوت
کل و وجود نبوت بدون وجود ولایت غیر ممکن که الکل اعظم من الجزء
پس نبوت افضل باشد از ولایت **دوم** آنکه ولایت افضل ست بعد از نبوت
درین فقره من بمعنی بعد ست چنانکه در اطعمهم من جوع گوییم که این توجیه خلاف
قواعد ادب ست زیرا که در فقره الولایة افضل من النبوة من تفضیلیه است
و من تفضیلیه بمعنی بعد نمی باشد پس چگونه استعمالش بمعنی بعد جائز خواهد بود سوم آنکه
ولایت نبی افضل از نبوت تشریعی و رسالت اوست همین ست مسلک شیخ
محی الدین بن عربی رح ولایت عام ست مر جمله موجودات کامله را تا آنکه هر مومن من وجه

ولی ست اگر بسبب دنو رتبه عرفا هر مومن را ولی نخوانند همچنان هر نبی ولی اند
اگرچه عرفا نبی را ولی نه گویند و حق تعالی جل شانه خود را ولی خوانده چنانچه می فرماید
اللّٰه ولی الذین آمنوا و جامی می فرماید هو الولی الحمید پس ولایت منقطع نه شود
زیرا که کمالات عموماً منتفی نه شوند اگرچه نبوت بمعنی تشریع بعد ختم الانبیاء
منقطع گردید مگر نبوت عامه و ولایت عامه باقی ماند چون ایشان ثبوت احکام
بقوت اجتهادیه نمایند و تشریع با ایشان وراثت حاصل شد در حدیث ست العلماء
ورثة الانبیاء وراثت احکام منصوصه ظاهر ست اما در احکام اجتهادیه هر
مسئله را که مجتهد بقوت اجتهاد استخراج نماید مجتهد را بران فتوی و عمل
واجب باشد هرگاه نبی کلامی کند که از قبیل تشریع نباشد یعنی آن کلام از قبیل
احکام فرعیه و اصلیه که عامه را بران اعتقاد واجب ست نباشد بلکه غیر آن
باشد مثل ذکر احوال صوفیه و مقامات ایشان و غیر آن این چنین ذکر به حیثیت
نبوت تشریعی نباشد بلکه بحیثیت ولایت و عرفان باشد و مقام او من حیث
هو عالم و ولی اتم و اکمل باشد از ولایت من حیث هو رسول و ذو تشریع
و در فص عزیزیه در شرح داؤد قیصری مذکور ست الولایة جهة حقانیة
فهی ابدیة والنبوة جهة خلقیة فهی منقطعة غیر ابدیة فاذا
سمعت احدا من اهل الله تعالی یقول او ینقل الیک عنه
انه قال الولایة اعلی من النبوة فلیس یرید ذلک القائل
الا ما ذکرناه من ان الولایة اعلی من نبوته لان ولایة
الولی اعلی من نبوة النبی وذلک کما نقول فیمن یکون عالما

تاجراً خياطاً هو من حيث انه عالم اعلى مرتبة من حيث انه تاجر وخياط ومن حيث انه تاجر اشرف من حيث انه خياط او يقول ان الولي فوق النبي والرسول فانه يعني بذلك في شخص واحد وهو ان الرسول من حيث انه ولي اتم منه من حيث هو نبي ورسول لان الولي تابع اى للرسول ما اعلى منه فان التابع لا يدرك المتبوع ابداً فيما هو تابع له فيه اذ لو ادركه لم يكن تابعاً امام شعرانی در الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر طرازد انما قال الشیخ اختلف الناس فی نبوة النبی وولایته ایهما افضل والذی اقول له ان ولایته افضل بشرف المتعلق ودوامها فی الدنیا والاخرة بخلاف الرسالة فانها متعلق بالخلق وتنقضی بانقضاء التکلیف انتهی ووافقه علی ذلک الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی الکلام فی رسالة النبی مع ولایته لا فی رسالته ونبوته مع ولایة غیره شیخ علاء الدین قونوی در شرح تعرف می نگارند که در ولایت ونبوت عموم خصوص مطلق ست هر نبی ولی ست ولا عکس پس مطلب این ست که النبی من حیث کونه ولیاً افضل من حیث کونه نبیاً وازین محظور لازم نمی آید زیرا که تفضیل ولی بر نبی وقتی قابل تسلیم بود که کدامی نبی ولی نبی بود پس در نبی ولایت ست ونیز نبوت که اجل واشرف ست علامه عز الدین بن عبد السلام گوید که مقام نبوت افضل از مقام رسالت

است چنانکه ابن الجاهد در شرح جمع الجوامع حکایت کرده زیرا که نبوت مقام علم است پس این از طرفین متعلق بالله تعالی ست ورسالت مقام تبلیغ ست پس این متعلق بخلق ست ازین مقاله تفضیل نبی بر رسول لازم نمی آید زیرا که هیچ رسول غیر نبی نباشد شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب مقام القرب در تحقیق قول الولایة هی النبوة الکبری والولی العارف مرتبته فوق مرتبة الرسول می نگارد و درینجا اعتبار اشخاص من حیث هو انسان نیست وفضل وشرف در جنس نیست بلکه تفاضل بمراتب ست انبیاء صلوات الله علیهم وسلام بر خلق تفضیل بمراتب ست پس برای نبی صلے الله علیه وسلم مرتبه ولایت ومعرفت ورسالت بوده است ومرتبه ولایت ومعرفت همیشه باشد ومرتبه رسالت بسبب انقطاع تبلیغ منقطع گردد وفضل دائم باقی ست والولی العارف مقیم عنده والرسول خارج وحالة الاقامة اعلی من حالة الخروج فهو صلی الله علیه وسلم من کونه ولیاً وعارفاً اعلی واشرف من کونه رسولاً وهو الشخص بعینه واختلف مراتبه لا ان الولی منا ارفع من الرسول نعوذ بالله من الخذلان چهارم آنکه این کلام از شطحیات ست همین ست مسلک حضرت مجدد علیه الرحمة در مکتوب صد وهشتم از جلد اول مذکور ست بعضی از مشائخ در سکر وقت گفته اند که ولایت افضل از نبوت ست وبعضی دیگر ازین ولایت ولایت نبی خواسته اند تا وهم فضیلت ولی بر نبی رفع شود اما فی الحقیقت کار بر عکس ست زیرا که نبوت نبی از ولایت او افضل ست ودر ولایت از تنگی سینه رو بخلق نمی توانند آورد ودر نبوت او کمال انشراح صوری شد توجه حق سبحانه مانع توجه خلق ست

ونه توجه خلق مانع توجه حق تعالی در نبوت تنها رو بخلق نیست تا ولایت اگر رو بحق دارد
ترجیح برو ی بد هند عیاذًا بالله سبحانه رو بخلق تنها مر بعوام کالانعام ست
شان نبوت ازان برترست فهم این معنی ارباب سکر را دشوارست اکابر مستقیم الاحوال
باین معرفت ممتاز اند هَنِیْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُهَا حضرت بایزید بسطامی قدس سره
فرموده خیمه بر پهلوی عرش زده ایم یعنی مراد از عرش قلب مومن باشد یعنی متعارج عرش
هستیم حضرت بایزید فرماید لوائی ارفع من لواء محمد برای تصحیح این کلام
چند توجیهات کرده اند توجیه اول آنست که لوای محمد جبرئیل بود ولوای
بایزید محمد صلی الله علیه وسلم پس لوای بایزید از لوای محمد برتر باشد این قول بقول
حضرت موسی علیه السلام می ماند که در مناجات خود فرموده است الهی انچه در کلبه گدائی
هست در خزانه خسروی تو نیست ندا شنید که ای موسی آن چیست که تو داری
من ندارم عرض نمود الهی همچو توئی دارم و تو همچو خودی نداری می گویم که این توجیه
صحیح نیست زیرا که جبرئیل علیه السلام بلسان شرع یا عرف معتبر بلوا محمد نیست توجیه
دوم آنکه این احکایه عن الحق سبحانه تعالی گفته همچو ظهور کلمه اِنِّیْ اَنَا اللهُ از
درخت بر موسی علیه السلام توجیه سوم من بمعنی بعد ست چنانکه اَطْعَمَهُمْ مِنْ
جُوْعٍ یعنی طعام داد ایشان را بعد از جوع نزد راقم این توجیه نیز راست نمی آید زیرا که
من بمعنی بعد در کتب نحو و تفاسیر موجوده از نظر نگذشته و این من تفضیلیه است
و درین محل نیز باین معنی بعد صحیح نخواهد بود توجیه چهارم ولایت افضل ست از
نبوت پس معنی چنین باشد که لوای ولایت من افضل ست از لوای نبوت این توجیه
هم صریح البطلان است زیرا که ولایت هیچ ولی بر نبوت فاضل نیست در لقاء غرفی

مذکورست اَمَّا قَوْلُهٗ یَکُوْنُ النَّاسُ تَحْتَ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِمُحَمَّدٍ
عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ یَکُوْنُ تَحْتَ لِوَائِنَا وَقَوْلُهٗ لِوَائِیْ اَعْظَمُ
مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا قِیْلَ لِاَبِیْ یَزِیْدَ یَکُوْنُ النَّاسُ
تَحْتَ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَهٗ وَهُوَ فِیْ غَلَبَةِ
الْحَالِ وَقُوَّةِ السُّکْرِ فَاَجْرَاهَا اللهُ تَعَالٰی عَلٰی لِسَانِهٖ مِنْ غَیْرِ قَصْدِهٖ فَیَکُوْنُ
مُضَافًا اِلَی اللهِ تَعَالٰی لَا اِلٰی اَبِیْ یَزِیْدَ وَقَالَ الْجَامِعُ اللِّوَاءُ عَلٰی نَوْعَیْنِ لِوَاءٌ
یَکُوْنُ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَهُوَ لِوَاءُ الْخَاصِّ وَهُمُ الْفُقَرَاءُ وَالْعَارِفُوْنَ وَلِوَاءٌ
یَکُوْنُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لِوَاءُ الْعَوَامِّ فَهُمْ یَکُوْنُوْنَ تَحْتَ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمُحَمَّدٌ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَعَ الْخَوَاصِّ یَکُوْنُ تَحْتَ
لِوَاءِ اللهِ تَعَالٰی وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ عَلٰی سَبِیْلِ التَّوَاضُعِ فَقَوْلُ
اَبِیْ یَزِیْدَ لِوَائُنَا وَلِوَائِیْ اَرَادَ بِهِ اللهَ تَعَالٰی اِلَّا اَنَّهٗ اَضَافَ اِلٰی نَفْسِهٖ بِسَبَبِ
الْاِخْتِصَاصِ لِاَجْلِ الْفَقْرِ وَالْمَعْرِفَةِ وَقَدْ یُضَافُ الشَّیْءُ اِلَی الشَّیْءِ بِاَدْنٰی مُلَابَسَةٍ
بَیْنَهُمَا حضرت بایزید بسطامی فرموده سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ علامه
قطب الدین قسطلانی گوید وَتَکَلَّمَ اَهْلُ الطَّرِیْقِ فِی الشَّطْحِیَّةِ فَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْ شَرْحِ
مَعْنَاهُ الْجُنَیْدُ وَسِوَاهُ فَنُقِلَ عَنِ الْجُنَیْدِ اَنَّهٗ قَالَ فِیْهِ جَرَتْ عَلَیْهِ اَوْقَاتُ
الْغَفْلَةِ ثُمَّ صَحَا فَقَالَ ذٰلِکَ یَعْنِیْ حَیْثُ صَحَوْتُ بِرَبِّیْ وَقِیْلَ نَظَرَ اِلٰی ذِکْرِ اللهِ
تَعَالَی الْقَدِیْمِ لَهٗ فَغَابَ بِذٰلِکَ عَنْ حُدُوْثِهٖ وَصِفَاتِهٖ فَقَالَ سُبْحَانِیْ اِذْ کُنْتُ
مَذْکُوْرًا فِی الذِّکْرِ الْمُقَدَّسِ وَلَا مَاءَ وَلَا طِیْنَ قَالَ الْقُسْطَلَانِیُّ قُلْتُ وَیُحْتَمَلُ
اَنْ یَکُوْنَ قَامَتْ بِهٖ فِیْ ذَاتِهٖ صِفَةٌ مِنَ الْعَظَمَةِ وَالْجَلَالِ فَلَا شَیْءَ مَعَهَا

عنده وجود ذاته فتشهد تلك الصفة وتغني عن وجوده فتنطق معبرا عن تلك الصفة
المشاهدة منزها لها بعظمة شانها فظن السامع انه يعني نفسه وهو
لم يرد لها وجودا فيكون معبرا عنها بل عبر عن تلك الصفة القائمة فيه

شعر

خواجه بگو که من منم من نه منم نه من منم	جان من او ست در تنم من نه منم نه من منم
فاش و نهان او منم گنج و روان او منم	گوهر کان او منم من نه منم نه من منم

بایزید بسطامی فرماید لا اله الا انا فاعبدون در تاویل این کلام
مولوی معنوی رح در مثنوی می فرماید شعر ❁ ❁ ❁ ❁

با مریدان آن فقیر محتشم	بایزید آمد که یزدان نک منم
گفت مستانه عیان آن ذوفنون	لا اله الا انا ها فاعبدون
چون گذشت آن حال گفتندش صباح	تو چنین گفتی و نبود آن صلاح
گفت این بار ار کنم این مشغله	تیغها بر من زنید آندم هله
حق منزه از تن و من با تنم	چون چنین گویم ببایدکشتنم
چون وصیت کرد آن آزاده مرد	هر مریدی کاردی آماده کرد
مست گشت او باز از استغراق رفت	آن وصیتهاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل او آواره شد	صبح آمد شمع او بیچاره شد
عقل چون شحنه است چون سلطان رسید	شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید
عقل سایه حق بود حق آفتاب	سایه را با آفتاب او چه تاب
چون پری غالب بود بر آدمی	گم شود از مرد وصف مردمی ❁

هرچه گوید آن پری گفته بود	زین سرے زان سرے گفته بود
چون پری را این دم و قانون بود	کردگار آن پری خود چون بود
اوی او رفته پری خود او شده	ترک بی الهام تازی گو شده
چون به خود آید نداند یک لغت	چون پری را هست این ذات و صفت
پس خداوندی پری و آدمی	از پری کی باشدش آخر کمی
شیرگیر از شیر کے ترسد بگو	شرح راه از گور کے پرسد بگو
شیرگیر ار خون نره شیر خورد (قتل کرد)	تو بگویی او نکرد آن باده کرد
ور سخن پرداز از زر کهن	تو بگویی باده گفتست آن سخن
باده را چون بود این شر و شور	نور حق را نیست آن فرهنگ و زور
گر ترا از تو بکل خالی کند	تو شوی پست (استفهام) او سخن عالی کند
گرچه قرآن از لب پیغمبرست	هر که گوید حق نگفت او کافرست
چون همای بی خودی پرواز کرد	آن سخن را بایزید آغاز کرد
عقل را سیل تحیر در ربود	زان قوی تر گفت کاول گفته بود
نیست اندر جبه ام الا خدا	چند جویی در زمین و در سما
آن مریدان جمله در هم آمدند	تیغها بر جسم پاکش میزدند
هر یکی چون ملحدان در گرده کوه	کارد می زد پیر خود را بی ستوه
هر که اندر شیخ تیغی می خلید	باژگونه از تن خود می درید
وانکه او را زخم اندر سینه زد	سینه اش بشگافت شد مرده ابد
یک اثر نی بر تن آن ذوفنون	وان مریدان خسته و غرقاب خون

هر که او سوی گلویش زخم برد	حلق خود ببریده و بیزار مرد
وانکه آگه بود زان صاحبقران	دل نداد ش که زند زخم گران
نیم دانش دست او البته کرد	جان به برد الا که او را خسته کرد
روز گشت و آن مریدان کاسته	نوجها از جان شان برخاسته
پیش او آمد هزاران مرد و زن	کرد دو عالم درج در یک پیرهن
این تن تو گر تن مردم بدی	چون تن مردم ز خنجر گم شدی
با خودی یا بیخودی دو چار زد	با خود اندر دیده خود خار زد
ای زده بر بیخودان تو ذوالفقار	بر تن خود میزنی آن هوشدار
زانکه بیخود فانی ست و ایمن ست	تا ابد در ایمنی او ساکن ست
نقش او فانی و او شد آینه	غیر نقش روی غیران جای نه
گر کنی تف سوی روی خود کنی	ور زنی بر آینه بر خود زنی
ور ببینی روی زشت آن هم تویی	ور ببینی عیسی مریم تویی
او نه اینست و نه آن او ساده است	نقش تو در پیش تو بنهاده است
چون رسید اینجا سخن لب دربست	چون رسید اینجا قلم در هم شکست
لب ببند ارچه فصاحت دست داد	دم مزن والله اعلم بالرشاد
بر لب بامی تو ای مست مدام	پست بنشین یا فرود آ والسلام
هر زمانی که شوی تو کامران	آن دم خوش را کنار بام دان
بر زمان خود هراسان باش تو	همچو گنجش خفیه کن نی فاش تو

همه اقوال اند بر نفی خودی و بی اطلاعی حضرت سلطان العارفین

ابو یزید بسطامی رحمة الله علیه و بر گویائی حضرت حق از زبان او حضرت خواجه پارسا در فصل الخطاب می فرماید که بایزید گفته سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی یعنی جریٰ ذٰلِكَ عَلٰى لِسَانِهٖ فِيْ مَعْرِضِ الْحِكَايَةِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ سُكْرٍ وَغَلَبَاتِ حَالٍ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ خَبَرًا عَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فَبِيْ يَنْطِقُ وَبِيْ يَعْقِلُ وَبِيْ يَسْمَعُ وَبِيْ يُبْصِرُ در آداب المریدین شیخ ابو النجیب عبد القاهر بن محمد السهروردی مذکور ست وَاَمَّا الشَّطَحِيَّاتُ الْمَحْكِيَّاتُ عَنْ اَبِيْ يَزِيْدَ وَغَيْرِهٖ فَذٰلِكَ عَنْ غَلَبَةِ الْحَالِ وَقُوَّةِ السُّكْرِ وَغَلَبَاتِ الْوَجْدِ فَلَا قُبُوْلَ لَهَا وَلَا رَدَّ امام غزالی در مشکوة الانوار می فرماید الْعَارِفُوْنَ بَعْدَ الْعُرُوْجِ اِلٰى سَمَاءِ الْحَقِيْقَةِ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا فِي الْوُجُوْدِ اِلَّا الْوَاحِدَ الْحَقَّ لٰكِنْ مِنْهُمْ مَنْ لَهٗ هٰذِهِ الْحَالُ عِرْفَانًا عِلْمِيًّا وَمِنْهُمْ مَنْ صَارَ لَهٗ ذٰلِكَ حَالًا وَذَوْقًا وَانْتَفَتْ عَنْهُمُ الْكَثْرَةُ بِالْكُلِّيَّةِ وَاسْتَغْرَقُوْا بِالْيَزْدَانِيَّةِ الْمَحْضَةِ فَاسْتُوْفِيَتْ فِيْهَا عُقُوْلُهُمْ فَصَارُوْا كَالْمَبْهُوْتِيْنَ فِيْهِ وَلَمْ يَبْقَ فِيْهِمْ مُتَّسَعٌ لِذِكْرِ غَيْرِ اللّٰهِ وَلَا لِذِكْرِ اَنْفُسِهِمْ

ایضاً فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ اِلَّا اللّٰهُ فَسَكِرُوْا سُكْرًا رَفَعَ دُوْنَهٗ سُلْطَانُ عُقُوْلِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَنَا الْحَقُّ وَقَالَ الْاٰخَرُ سُبْحَانِيْ مَا اَعْظَمَ شَانِيْ وَقَالَ الْاٰخَرُ مَا فِيْ جُبَّتِيْ اِلَّا اللّٰهُ وَكَلَامُ الْعُشَّاقِ فِيْ حَالِ السُّكْرِ يُطْوٰى

ولا يحكى فلما خف عنهم سكرهم وردوا إلى سلطان العقل
الذي هو ميزان الله في أرضه عرفوا أن ذلك لم يكن
حقيقة الاتحاد مثل قول العاشق في وقت فرط عشقه أنا من
أهوى ومن أهوى أنا ولا يبعد أن يرى الإنسان مرآة
فينظر فيها ولم ير المرآة قط فيظن أن الصورة التي رآها هي
صورة المرآة متحدة بها ويرى الخمر في زجاجة فيظن
أن الخمر لون الزجاج فإذا صار ذلك عنده مألوفا ورسخ
فيه قدمه استغرقه وقال ع

رق الزجاج ورقت الخمر	فتشابها فتشاكل الأمر
فكأنه خمر ولا قدح	وكأنها قدح ولا خمر

وفرق بين أن يقول الخمر قدح وبين أن يقول كأنه
قدح وهذه الحالة إذا غلبت سميت بالإضافة
إلى صاحب الحالة فناء الفناء لأنه فني عن نفسه
وفني عن فنائه فإنه ليس يشعر بنفسه في تلك الحال
ولا بعدم شعوره بنفسه ولو شعر بعدم شعوره بنفسه
لكان قد شعر بنفسه ويسمى هذه الحالة بالإضافة
إلى المستغرق به بلسان المجاز اتحادا وبلسان الحقيقة
توحيدا ووراء هذه الحقائق أسرار يطول الخوض
فيها حضرت بايزيد بسطامي عليه الرحمة گويد

خضت بحرا وقف الأنبياء بساحله در شرح المحاسن مذكورست
كيف يقال عنه أنه قال خضت بحرا وقف الأنبياء بساحله فإن
صح هذا القول عنه فينبغي أن يحمل على صدوره عنه في حال
السكر أو على أنهم وقفوا ليعبروا في ذلك البحر من رأى
فيه أهلية العبور ويمنعوا من ليس فيه أهلية أو لئلا يركبوا
من رآه أشرف على الغرق أو نحو ذلك مما فيه نفع الغير
كما يقف الأفضل يشفع في دخول الجنة ويدخل المفضول
أو ما قال بعضهم أن وقوفهم وقوف صدور لا وقوف
ورود و در جواب حافظ ابن حجر سوال كردند كه ازين قول بايزيد نقص انبياء لازم
آيد جواب داد هذا القول لم يصح عنه وإن صح فمعناه جميع بالنسبة
الأولياء مما أعطي الأولياء كزق ملئ عسلا فرشحت
منه رشحات هي ما أعطي الأولياء وما في باطن الزق هو
ما أعطي الأنبياء ووقوفهم بساحله ليعبروا من رأوا فيه
أهلية أو ليركبوا من رأوه أشرف على الغرق فهذا
القول إن لم يكن صدر منه حال السكر يتعين تأويله
بما يليق بجلالة الأنبياء بمثل ما ذكرت مما فيه نفع
للغير كما يقف الأفضل يشفع في دخول الجنة ويدخل
المفضول حافظ سيوطي در رساله تنبيه الغبي بتبرئة ابن عربي مي نگارد

ان القصد في وحكى لي بانه ذكر للشيخ تقي الدين بن تيمية ان في دمشق
انا يعرف كلام ابن عربي بالتاويل الى ظاهر الشرع فقد راتيه
جي به فقال له بلغني عنك كذا وكذا فقال نعم
فقال كيف تعمل في قوله خضت لجة بحر والانبياء وقوف
على ساحله فقال ما في ذا شي يعني انهم واقفون لا ينقاد
من تغرق فيه من اممهم فقال وهذا بعيد فقال والامر الذي
تفهمه انت ما هو المقصود فقير حقير گويد كه جواب بر تقدير تسليم بود والا انچه
ابن تيميه اين كلام را منسوب بشيخ محي الدين ابن عربي كرده غلط ست اصل كلام
بايزيد ست رحمه الله تعالى در كواكب زاهره مذكور ست قال قطب الدائرة
الشيخ ابو العباس المرسي مراده ان الانبياء خاضوا بحر التوحيد
ووقفوا من الجانب الاخر على ساحل الغرق يدعون الخلق
الى الخوض اي فلو كنت كاملا لوقفت حيث وقفوا
قال الشيخ تاج بن عطاء الله في لطائف المنن وهذا الذي
فسر به الشيخ كلام ابي يزيد هو اللائق بمقام ابي يزيد
نيز شيخ بايزيد بسطامي رح گويد اراد موسى ان يرى الله
تعالى وانا ما اردت ان ارى الله بل هو الذي اراد ان يراني
سبحاني نيز شيخ ابو يزيد بسطامي قدس سره گويد حق برين فرمود
هر بنده اند جز تو نيز شيخ بايزيد گفته توبه مردم از گناهان ست
وتوبه من از قول لا اله الا الله ست وهم شيخ بايزيد گفته

لوح محفوظم در جواب شخصی که گفت حق تعالی را لوح محفوظ ست وهم شیخ
بایزید بسطامی از موذن شنید الله اکبر گفت انا اکبر وهم شیخ بایزید
بسطامی گفته برآدم از پوست بشریت چنانچه مار از پوست نو و برآید پس
دیدم که من اویم قال الجنید حین سئل عن المعرفة بالله والعارف
لون الماء لون انائه یعنی رنگ آب رنگ ظرف ست چه آب در حد ذات
خود رنگی مخصوص ندارد و برنگ ظرف ها ظاهر میشود انچنانکه ذات مطلقه
حق تعالی در حقیقت خود از جمیع قیود ولوازمی که از اذهان وافهام در تصور کرده
مطلق ست وحسب قابلیات اذهان افهام ادراک وتصور کرده اند آن حق ست
که ذات مطلقه ست ومبدأ آثار واحکام ذهنیه وخارجیه ست چه او عین جمیع
اشیا ست ابن عقیل گوید شیخ شبلی گوید ان محمدا یشفع في امته
وانا اشفع بعده في اهل النار حتى لا یبقى منها احد نیز
حضرت شبلی گوید لیس في الدار غیره دیار را سید الطائفه
جنید رحمه الله روزی وی را عتاب کرد که انچه ما در سردابها گفتیم
تو بر سر منبر گوئی شبلی رح گفت انا اقول وانا اسمع هل في الدارین
غیري از شبلی رح پرسیدند تصوف چیست گفت تصوف شرکست
از حضرت شبلی رح ابو محمد رویم قدس سره پرسید که توحید چیست گفت کسیکه
جواب از توحید دهد ملحد ست وکسیکه تعریف کند او مشرک ست وکسیکه
توحید را بداند کافر ست وکسیکه بتوحید اشارت کند بت پرست ست وکسی که از
توحید سوال کند جاهل ست حضرت ابو بکر شبلی رح سکر غالب داشت وبسیاری

ازین قبیل از وی صادر شد حضرت غوث الاعظم حکایةً عن الله تعالی فرماید اَنَا مُکَوِّنُ مَکَانِ الْمَکَانِ لَیْسَ لِیْ مَکَانٌ سِوٰی سِرِّ الْاِنْسَانِ فِیْ قَلْبِ الْاِنْسَانِ وَفِی الْغَوْثِیَّةِ نَاقِلاً عَنْهُ سُبْحَانَهٗ وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَکَ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ منصور حلاج رحمه الله گوید اَنَا الْحَقُّ و نیز گفته مَا فِی الْجُبَّةِ اِلَّا اللّٰهُ و بعضے این را منسوب به جنید رحمه الله کنند امام ابو حامد غزالی در مشکوة الانوار می نگارد هٰذَا مِنْ فَرْطِ الْمَحَبَّةِ وَشِدَّةِ الْوَجْدِ یعنی این کلام از کثرت محبت و شدت وجد ست چنانچه می گویند

اَنَا مَنْ اَهْوٰی وَمَنْ اَهْوٰی اَنَا	نَحْنُ رُوْحَانِ حَلَلْنَا بَدَنَا
فَاِذَا اَبْصَرْتَنِیْ اَبْصَرْتَهٗ	وَاِذَا اَبْصَرْتَهٗ اَبْصَرْتَنَا

درین شبهه نیست که حلاج را محویت محض استغراق تام بود ازین رو بے تحاشا این چنین کلمات از بانش سر می زد

ما ز دریائیم و دریا هم ز ماست	این سخن داند کسے کو آشناست

امام یافعی در نشر المحاسن از عوارف نقل می کند سُبْحَانِیْ حَاشَا اَنْ یُّعْتَقَدَ فِیْ اَبِیْ یَزِیْدَ اَنَّهٗ یَقُوْلُ ذٰلِكَ اِلَّا عَلٰی مَعْنَی الْحِکَایَةِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَهٰکَذَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّعْتَقَدَ فِی الْحَلَّاجِ قَوْلُهٗ اَنَا الْحَقُّ حضرت معین الدین چشتی رحمه الله فرماید

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو	چون نمی گویم مرا دلدار می گوید بگو

حسین بن منصور گوید مَا صَحَّتِ الْفُتُوَّةُ اِلَّا لِاَحْمَدَ وَاِبْلِیْسَ ابی طالب مکی گوید لَیْسَ عَلَی الْخَلْقِ اَضَرُّ مِنَ الْخَالِقِ

نیست بر خلق ضرر رسان زیاده از خالق ۱۲

چو خود کردند راز خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند

ابو سعید خراز رح گوید اَکْبَرُ ذُنُوْبِیْ اِلَیْهِ مَعْرِفَتِیْ اِیَّاهُ

گناه کبیره من همین ست که او را شناختم ۱۲

مشائخ طریقت و حقیقت در فتوت سخن بسیار گفته اند بعضے از ان یاد کرده میشود شیخ حسن بصری رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که دشمنی کنی با نفس خود از جهت حق جل و علا حارث محاسبی رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که انصاف بدهی از خود و طلب انصاف خود از کس نکنی فضیل عیاض رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که فرق نکنی که نعمت تو که میخورد یعنی در مقام خدمت و ایثار نعمت حق به بندگان در میان مومن و کافر تمیز نکنی و میان دوست و دشمن تفاوت نکنی ابو القاسم جنید قدس الله سره فرمود که فتوت دادن عطا است و باز داشتن ایذا است یعنی حقیقت فتوت آنست که چندانکه طاقت داری وجود خود را سبب خیر و احسان و واسطه راحت خلق گردانی و بساط احسان گسترانی شیخ سهل بن عبد الله تستری رحمة الله علیه فرمود که فتوت متابعت سنت است یعنی اخلاق و عادات که هیچ سنت از سنتهای رسول علیه السلام فرو نگذارد و بزرگترین فتوتی از سنتهای آنحضرت ... ابا یزید قدس الله سره العزیز فرمود که فتوت آنست که هر چه از تو بدیگران رسد آنرا اگرچه بسیار بود اندک شمری و هر چه از دیگران بتو رسد اگرچه اندک بود آنرا بسیار دانی یحیی بن معاذ رازی قدس الله سره فرمود که فتوت سه قسم ست خوبروئی با پارسائی و خوب سخنی با امانت داری و خوب ادبی کردن با بهاداری یعنی ... و حق تعالی بندگان ... گردانیده است ... جمال نعمت ست که ... نعمت دوم فصاحت و بلاغت است و این از جمله نعمتهای بے نهایت است نعمت سوم مال ست که آن ... معاش

(بقیه بصفحه ۵۳)

کتاب السر ابی سعید احمد بن عیسیٰ خراز از شطحیات مملوست جماعت علما بروز بان انکار کشادند نیز شیخ ابو سعید خراز قدس سره گفت مدتی او را می جستم خود را می یافتم اکنون خود را می جویم او را می یابم در نفحات مذکورست که امام احمد غزالی گوید که شیخ ابو القاسم گرگانی ابلیس را ابلیس نمی گفت بلکه خواجهٔ خواجگان سرور مهجوران می گفت عین القضاة همدانی از بزرگی حکایت می کند که فرمود جوان مردا آنجا که ابلیس ست ترا راه نیست و این دولت از کجا آوردی جبریل صفتی باید که دیدهٔ او در جمال ابلیس نظر نکند عبد الکریم جیلی در کتاب مناظر الٰهیه در بیان فرق میان غافر و غفور می نگارد

(بقیہ صفحہ ۵۲)

تا بدان جاه و معاد مشغول شود و سبب طاعت مهیا دارد پس ای اخی باید که این بهترین نعمت را مایهٔ سعادت ابدی و سرمایهٔ تجارت نعیم سرمدی سازد و در حال پارسائی و پاکدامنی بود و در فصاحت حق گوئی و هیچ و در برادری با بذل و وفا ابو حفص حداد رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که ایزد تعالیٰ اختیار کرده است در قرآن او برای پیغمبر خود فرموده که یا محمد بگیر یعنی نگهدار صفت حلم و در گذار از برادران خود گناه ایشان را و مکافات کن بنیکی و روگردان از جاهلان یعنی جهل ایشان را بجهل مقابله مکن ابو علی دقاق رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که بر دوام نزدیک باشی و میان ایشان غریب یعنی اخی باید که آمیزگار باشد بخلق و با همه بندگان حق بشفقت و نصیحت و مروت و احسان زندگانی کند و باطن از همه بریده بود و در سر پیوسته بحق مشغول شد ابو الحسن نوری قدس سره فرمود که فتوت گفت که تحمل کند بخوشی ولی آنچه ترا دشوار آید ندانم که درین مقام از فتوت کدام معنی مراد است که منصور بالمیشی شامت کرده،

اِنَّ الْغَافِرَ هُوَ الَّذِیْ یَغْفِرُ جَمِیْعَ الذُّنُوْبِ اِلَّا الشِّرْکَ وَالْغَفُوْرُ هُوَ الَّذِیْ یَغْفِرُ الشِّرْکَ

ایضاً

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ بَیَانُ حَالِ الْغَافِرِ وَاِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا بَیَانُ حَالِ الْغَفُوْرِ وَھٰذَا الْقَوْلُ نَاظِرٌ لِعَدَمِ خُلُوْدِ الْکُفَّارِ فِی النَّارِ شیخ روزبهان فضیلی در تفسیر العرائس تصریح بآن کرده چنانچه شیخ محی الدین عربی هم بآن قائل ست نیز شیخ عبد الکریم جیلی می گوید که جمیع عباد حق عبودیت ادا می کنند از انکه بمراد حق تمام احسانها برپا ایستاده همین ست معنی عبودیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ و این قول مبنی برآن ست که امر الٰهی تعالیٰ بمعنی اراده است و تخلف مراد از اراده محال ست پس همه طاعت امری نمایند و عصیان متحقق نیست شیخ محی الدین عربی نیز تصریح باین معنی کرده از مخدوم بهاء الدین ذکریا منقول است

دنیا چراگاه کمینه خران ماست	عقبیٰ شکارگاه شکاری سگان ماست
من عرش و لوح هیچم و زیر قلم نهم	اسلام و کفر سوزم این امتحان ماست
رسل نبی طفیل من انبیا شدند	موسیٰ و خضر و یونس از این روان ماست
جمله بشر کواکب و افلاک و انجمن	جبریل با ملائک از چاکران ماست

معبود خود بدیدم زان اولیا شدم	فرمان بشد که جنت تو لامکان ماست

فضیل عیاض قدس سره عرش و کرسی لوح و قلم منم جبرئیل و اسرافیل
و عزرائیل و میکائیل منم ابراهیم و موسی و عیسی و محمد علیه السلام منم +
از سهیل بن عبد الله تستری پرسیدند که مردے صوفی شود گفت
آنگاه که خونش حلال و مالش مباح گردد و هر چه بیند از حق بیند و رحمت خدای را
عز و جل بر همه خلق شامل داند ابو حمزه خراسانی آواز گوسفندی شنید
و در وجد آمد گفت لبیک جل جلاله حارث کاردی کشید که آنچه حالت است
اگر بیان نکنی ترا بکشم گفت بروید چندین سال خاکستر و سبوس با هم آمیخته بخور تا این
مسئله بر تو روشن شود ابو الحسن نوری قدس سره گوید الله تعالیٰ
چون نظر بر لطافت خود کند حق ماند و چون بر کثافت خود نظر کند خلق ماند —
شیخ ابو الحسن نوری رح روزی آواز موذن شنید گفت هلاکت باد ترا و در آن اثنا
آواز سگ شنید گفت لبیک و سعدیک گفتند ای شیخ این چه حالست گفت
موذن از سر غفلت برای مزد خود گفت و سگ بے غرض گفت وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ
إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ +

١ فضیل عیاض مرید و خلیفه خواجه عبد الواحد زید است چنین گویند که فضیل رهزنی می کرد و سر قوم دزدان بود و در بیابان با یاران [illegible] بسیار ماندی و یاران فضیل رهزنی می کردند و در بیابان نشسته قرآن خواندی و قرآن خواندن را دوست داشتی [illegible] توبه وی آن بود که شبی کاروانی می گذشت و حافظی [illegible] قرآن بخواند [illegible] شنیده بود که فضیل عیاض قرآن خواندن دوست دارد فضیل چون بر کاروان رسید حافظ این آیت می خواند أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ [illegible] فضیل [illegible] بی خود و بی قرار شده روی بخرابه نهاد و کاروانیان [illegible] یکی گفت کجا می رویم که فضیل با یاران [illegible] فضیل این سخن بشنید گفت ای کاروانیان بشارت باد شما را که فضیل توبه کرد [illegible] فضیل [illegible] می گریست [illegible] گفت الهی فضیل گنهگار [illegible] توبه کرد [illegible] قبول کن [illegible] فضیل [illegible] آنجا [illegible] خوشنود [illegible] فضیل گریه و زاری بسیار کرد [illegible]

فارس بن عیسی بغدادی قدس سره گفت لذت طاعت
و شرک برابرست و در تاویل کریمه وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ
مے گوید هر که معبود را دید از عبادت بگذشت و هر که از عبادت گذشت از
معبود گذشت عباس بن یوسف شکلی رحمة الله علیه گوید
هر که با خدا مشغول است از ایمان او نباید پرسید ٥

پستی و بلندی همه شد هموارم	من مذهب صفا و وفا ملت دارم

از مظفر کرمان شاهی پرسیدند که فقیر کیست گفت کسیکه حاجتش
بخدا نبود شیخ ابو الحسن خرقانی که غوث وقت خود بود قدس سره گفت من
بد و سال خردترم از پروردگار خود شیخ ابو سعید ابو الخیر گوید ٥

تا روے ترا ندیدم اے شمع طراز	نے کار کنم نه روزه دارم نه نماز
چون با تو بوم مجاز من جمله نماز	چون بے تو شوم نماز من جمله مجاز
٥ جسمم همه اشک گشت و چشمم بگریست	در عشق تو بی جسم همی باید زیست
از من اثری نماند این عشق از کیست	چون من همه معشوق شوم عاشق کیست

شیخ الاسلام عبد الله انصاری گوید زاهد بزهد خویش نازد و عالم
بعلم از صوفی چه گویم که او الله است و نیز عبد الله انصاری گفته
ربوبیت عین عبودیت ست امام محمد غزالی رح در رساله المضنون به على غير اهلها خلقيه
على اهلها نعیم جنت و عذاب قبر را از قبیل خیال قرار داده اند شیخ احمد غزالی
روزے در نیت نماز گفت کافر شدم زنار بستم الله اکبر شیخ برکه قدس سره
گفت هفت صد بار پیغمبر خدا صلى الله عليه وآله وسلم را بخواب دیدم امروز

الا بعد ان یکون بعض الاجسام الشاهدیه موضوعا لتخیل النفس بعد الموت ١٢ منه

معلوم شد کہ خود را مے دیدم۔

عین القضاۃ ہمدانی گوید ہر کہ خدای را شناخت عز و جل نمی گوید و ہر کہ الله گوید حق را نشناخت نیز عین القضات گفتہ از دیدن نور محمد صلی الله علیہ وسلم جملہ مومنان کافر شدندی ہیچکس را ازان خبر نیست

شیخ روزبہان بقلی گوید از ہر کہ مے پرسی جز تو کس نیست

شبحانے نے گوئی کہ ما را انا الحق بس نیست و نیز روزبہان رحمہ الله گفتہ عارف در معروف غائب ست و نیز روزبہان در تاویل آیہ کریمہ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ گفتہ است کہ حق تعالی کفر را خلق نکردہ است در روی زمین و راضی نیست کہ کسے کافر شود پس کافر موجود نباشد

شیخ سعد الدین حموی قدس سرہ گوید ؎

آنم کہ جہان چو حقہ در مشت منست ۔۔۔ این قوت حق ز قوت پشت منست
کونین و مکان ہر آنچہ در عالم ہست ۔۔۔ در قبضۂ قدرت دو انگشت منست

از سلطان المشائخ مشہور و معروف ست کہ گفت یاد دارم در روز میثاق کہ الله تعالے از من عہدی کہ گرفت در نغمۂ الست بربکم بود ازین جہت شیخ این نغمہ را فراوان دوست داشتی شیخ عبد الله بلبانی گوید خدا باشید و اگر خدا نباشید خود نباشید چون خود نباشید خدا باشید شرف الدین یحیی منیری در ارشاد الطالبین می آرد کہ اگر کسے وجود عالم ظاہر را منکر شود کہ این وجود وجود او تعالی نیست کافر شود زیرا کہ آن وجود حقیقی است کہ بہ کسوت وجود ظاہر پیدا شدہ است پس منکر چگونہ کافر نشود شیخ عبد الله گوید

با جملہ خدائے پاک پاکیم چو ۔۔۔ نہ ز آتش و باد و آب و خاکیم
تا حق بدو چشم سر نبینم ہر دم ۔۔۔ از پائے طلب نمی نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید ۔۔۔ آن ایشانند و من چنینم ہر دم

مولانای روم قدس سرہ در وحدت و اتحاد بسے اشعار دل پذیر و غزلیات موزون گفتہ است بیک بیت ازان اکتفا نمایم ؎

علم حق در علم صوفی گم بود ۔۔۔ این سخن کے باور مردم بود

شیخ شرف الدین پانی پتی بسے سکریات در غزلیات خود آوردہ است کہ ناظر را جز حیرت نمی افزاید از انجملہ این بیت ؎

چہ موسی چہ عیسی چہ میر رسلان احمد ۔۔۔ چہ ترسا و چہ مغ انجا ہمہ یکشتہ برابر بین

بالجملہ ازین جماعۂ کبار سے در ولولۂ عشق و سطوت ظہور وحدت حقیقی کہ از خود گذشتہ اند و غیر محبوب حقیقی ندیدہ کلمات شطحیہ فزون از شمار سر زدہ است و ہمچنین صوفیہ وجودیہ بخصوص از زبان شیخ محی الدین بن عربی جماعات و طبقاتے کہ خارج از احصا اند بر مسلک توحید رفتہ اند و سوائے آن کسانے نا نگاشتہ و این مشرب را بآب و تاب چہ در نظم و چہ در نثر بیان نمودہ اند کہ کتب و رسائل بے شمار ازان مملو است یک چندے ازان کلمات کہ نقل شد و بعضی اشعار دیگر را اینجا ایراد نمایم تا معلوم ہمگنان شود کہ ازین طائفہ علیہ صاحب تصرفات و خوارق عادات کہ عقل بر کنگرۂ مقام شان بلند پروازی نتواند کرد چہ سان الفاظ سخت کہ ظاہر شرع متین آن را بر نتابد صادر شدہ است تا قاصر نظرے جرأت و دراز نفسی نہ نماید و باز

جادهٔ مراعات آداب بیرون نبرد

غیر نقش غیر در جهان نگذاشت	لاجرم عین جمله اشیا شد
تا صومعه و مدرسه ویران نشود	این کار قلندری به سامان نشود
بت اینجا مظهر عشق ست و وحدت	بود زنار بستن عین خدمت
چو کفر و دین بود قائم بهستی	بود توحید عین بت پرستی
می گفت در بیابان رندی دریده	عارف خدا ندارد او نیست آفریده
گنجی که طلسم اوست عالم مائیم	ذاتی که صفات اوست آدم مائیم
ای آنکه توئی طالب اسم اعظم	از ما بگذر که اسم اعظم مائیم
چه غیر و کجا غیر کو نقش غیر	سوی الله والله ما فی الوجود

ملا اسمعیل صوفی اصفهانی می گوید

بشکستم هر بتی که در راهم بود + باقی ست بت خدا پرستیدن من

میر فخر الدین محمد تفرلیسی بنکوهش و سرزنش ملا متوجه شد ملا جواب داد که درین نثار از دنیا دست برداشته ایم در دنیا با تو انباز نگشتیم و همچنین در آخرت چون بزعم تو ملحدیم به دوزخ رویم به بهشت با تو در نیائیم پس باید تو از ما راضی و شاکر باشی که دنیا و آخرت را بتو باز گذاشتیم

زاهد سامان پرستان جنس انداز ما که ما +	خود شریک هیچ در دنیا و در عقبی نه ایم
دشمنی خیزد ز شرکت ما به قصد دوستی	آخرت را باختیم و در پی دنیا نه ایم

امر هفتم اتفاق جمهور بران ست که فضل جزئی معارض فضل کلی نمی تواند شد والفضل الجزئی عبارة عن زیادة وشئ قلیل مما ختص به الفرع

[illegible]

اعم من ان یترتب علیه الثواب اولا کالمباح والفضل الکلی عبارة عن کثرة الثواب وزیادته باید دانست که فضل کلی مر انبیاء علیهم السلام است و احدی از اولیائی کرام بجنب رتبهٔ انبیائی عالی مقام نتوان رسید زیرا که انبیاء علیهم السلام معصوم اند از جمیع معاصی و مامون اند از خوف خاتمه مکرم اند بوحی و مشاهدهٔ ملک و محکوم اند بارشاد انام و تبلیغ احکام بعد از اتصاف بکمالاتی که اولیائی عظام بآن متصف اند ملا علی قاری در شرح فقه اکبر میگوید اجماع العلماء علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء در شرح عقائد نسفی مذکورست لا تبلغ ولی درجة الانبیاء بالجمله فضیلت انبیاء علیهم السلام از اولیائی کرام از قطعیات دین ست هر که بخلاف آن اعتقاد دارد از دائرهٔ ایمان بیرون رود شیخ محی الدین عربی در طبقات صوفیه می طرازد غلطت فی النبوة والولایة وزعمت ان الولایة اعلی واتم وذلک انهم نظروا الی قصة موسی والخضر علیهما السلام فی قوله تعالی فوجدا عبدا من عبادنا الی قوله لن تستطیع معی صبرا او توهمت هذه الطبقة ان حال الولایة افضل من حال النبوة لرجوع موسی الیه ولم یعلموا ان الله یختص من یشاء بما یشاء خص الانبیاء بالمعجزات ثم خص مریم علیها السلام بقوله تعالی وهزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا ولم یکن هنا الا حد من الانبیاء ولم تکن هی نبیة وما هی افضل من نبی واصف بن

ایـن شرح مشهورست مگر فقه اکبر که حق می بود ست از امام [illegible] ... [illegible]

[illegible]

برخیا کَانَ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ فَاَتٰی بِعَرْشِ بِلْقِیْسَ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ
اِلٰی سُلَیْمَانَ طَرْفُهٗ وَ لَمْ یَکُنْ نَبِیًّا هٰذَا اَوْ لِاَنَّهٗ اَفْضَلُ مِنْ سُلَیْمَانَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ بِهٰذَا وَ ذَکَرُوْا اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ یُوْحٰی اِلَیْهِمْ بِوَاسِطَةٍ
وَالْاَوْلِیَاءُ یَتَلَقَّفُوْنَ مِنَ الْحَقِّ وَ ذٰلِکَ غَلَطٌ فَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ
لَهُمْ رِسَالَةٌ بِالْوَاسِطَةِ وَ التَّلَقُّفِ جَمِیْعًا وَ اِنَّهَا بَعِیْدَةٌ مِّنَ الْاِعْتِرَاضَاتِ
وَالْاِغْتِرَارَاتُ وَقَعَتْ فِیْ اَحْوَالِ الْاَوْلِیَاءِ فِیْ اَحْوَالِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْوِلَایَةُ
وَ الصِّدِّیْقِیَّةُ اِنَّمَا تَمَامُهُمَا وَ اِشْرَاقُهُمَا بِاَنْوَارِ النُّبُوَّةِ وَ لَوْ اُلْقِیَ عَلَی
الْخَضِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذَرَّةٌ مِّمَّا شَاهَدَ مُوْسٰی مِنْ سَمَاعِ الْکَلَامِ
اَوْ رُؤْیَةِ النُّوْرِ لَانْمَحَقَ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْهُ شَیْءٌ وَ صَحِبَ الْخَضِرُ عَنْ مُوْسٰی
تَهْذِیْبًا وَ تَادِیْبًا لَا تَعْلِیْمًا و لحسانا حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیرے
رحمة الله علیه در مکتوب بستم مے طرازند اندر همه اوقات و احوال بالاتفاق
جمله مشائخ طریقت رضوان الله علیهم اولیا متابعان پیغمبر اند و انبیاء
فاضلتر اند از اولیا از انچه نهایت ولایت بدایت نبوة است و جمله انبیا
ولی باشند اما از اولیا کسے نبی نباشد و هیچکس را از علماے اهل سنت
و جماعت محققان این طریقت اندرین مسئله خلافے نیست مگر گروهے
از ملحدان که گویند اولیا فاضلتر از انبیا اند و تمسک بدین کنند که گویند
اولیا همه وقت با خداوند تعالی مشغول اند و انبیاء بیشتر وقت بدعوت
خلق مشغول اند پس کسے که همه وقت بحق مشغول باشد فاضلتر بود
از کسیکه او در بعض وقت مشغول بود و گروهے از جهال که

دعوی محبت این طائفه کردند و بدیشان گمان نیکو کردند و ایشان را متابعت
کردند گفتند مقام ولایت برتر از مقام نبوة است و مر نبی را علم وحی باشد
و مر ولی را علم سر باشد و ولی بسر خبر داده اند که پیغامبران را از ان خبر نباشد
و مر آن علم را علم لدنی نام کردند و این لقب را اشتقاق از قصه موسی و خضر
کردند صلوة علیهما و گفته که خضر ولی بود و موسی نبی موسی دانائی وحی ظاهر بود تا او را
بوحی ظاهر خبر نکردندے ندانستی باز خضر علیه السلام را علم لدنی بود غیب
بدانستے بے وحی تا موسی را بشاگردی حاجت آمد و استاد فاضلتر از شاگرد بود
اما آنکه پیران این مذهب اند و بدین ایشان اعتماد ست ازین بیزار اند و روا ندارند
که هیچکس را مقام برتر از مقام انبیا باشد یا برابر مقام انبیا باشد
اما جواب آن شبهه کر ایشان گفتند آنست که خضر را فضل مقید بود و آن علم لدنی است
و موسی را فضل مطلق بود و فضل مقید مبطل فضل مطلق نیست چنانکه فضل مریم
پارسا رضی الله عنها و آن فرزند بے مساس بشریت باطل نکند فضل عائشه رض
و فاطمه رض را که ایشان را فضل مطلق بود بر جمله نساء عالم انتهی و فضل جزئی مجال
معارضه با فضل کلی بوجه کلی ندارد چه ظاهر ست که هر اهل حرفه مثل حائک و حجام
و خیاط و نجار و ملاح و صناعات خود ها فی الجمله زیادتی بر علماء دارند چه علما ازین فنون
و دستکاری واقف نباشند لیکن ایشان را فضلی بر عالم نباشد چه صرف
زیادات موجب شرف نمی باشد شیخ محی الدین ابن عربی رحمة الله علیه در باب
ثالث و سبعین از جزء ثانی فتوحات مکیه مے نگارد و فقد یزید
وَیَفْضُلُ بَعْضُ النَّاسِ غَیْرَهٗ بِشَیْءٍ مَّا فِیْهِ فَذٰلِکَ الْفَضْلُ فَاِنَّ الْفَضْلَ

فی هذا الوجه لا ینظر من حیث انه زیادة ولکن ینظر من حیث اعتبار زیادات لها شرف فی العرف والعقل کالعلم بالنجارة والخیاطة والعلم بالاحکام الشرعیة والعلم بما ینبغی بجلال الله وکل واحد منهم لا یعلم علم الآخر فیقال قد فضل النجار علی الموحد بالدلیل بالنجارة وهذا الایفضال علی جهة الفخر والمدح بل علی جهة الزیادة ویقال فضل العالم بالله علی النجار علی طریق الشرف والفخر فمثل هذه المفاضلة هی التی تعتبر وهی ان یزید کل واحد علی صاحبه برتبة تقتضی المجد والشرف ٥

آن یکی نحوی بکشتی در نشست	رو بکشتیبان نهاد و خود پرست
گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا	گفت نیمی عمر تو شد در فنا
دل شکسته گشت کشتیبان ز تاب	لیک آن دم گشت خامش از جواب
باد کشتی را بگردابے فگند	گفت کشتیبان بآن نحوی بلند
هیچ دانی آشنا کردن بگوی	گفت از من تو سیاحی مجوی
گفت کلی عمرت ای نحوی فناست	زانکه کشتی غرق این گردابهاست

از قصه حضرت موسی وحضرت خضر علیهما السلام که در کلام حضرت ملک العلام مذکورست نیک ظاهرست که با وصف نبوت حضرت موسے علیه السلام باکتساب بعضی از علوم از حضرت خضر محکوم ومامور شد قال سبحانه تعالی حکایة عن الخضر وموسی قال هل اتبعک

علی ان تعلمنی مما علمت رشدا وقال القاضی البیضاوی رحمه الله لا ینافی نبوته وکونه صاحب الشریعة ان یتعلم من غیره ما لم یکن شرطا فی ابواب الدین فان الرسول ینبغی ان یکون اعلم ممن ارسل الیه فیما بعث به من اصول الدین وفروعه لا مطلقا وقد راعی فی ذلک غایة التواضع والادب فاستجهل نفسه واستاذن ان یکون تابعا له وسأل منه ان یرشده ان ینعم علیه بتعلیم بعض ما انعم الله علیه واز حضرت سرور عالم صلے الله علیه وسلم منقولست که بعضے از درجات ظاهره وکمالات باهره در افراد امتان باشد که انبیاء علیهم السلام بآن غبطه کنند علامه شیخ جلال الدین سیوطی رحمة الله علیه در بدور سافره فی امور الآخره آورده عن معاذ بن جبل سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم المتحابون فی الله علی منابر من نور فی ظل العرش یوم لا ظل الا ظله یغبطهم بمکانهم النبیون والشهداء

این چنین احادیث بیشتر در جامع صغیر وغیره کتب حدیث مذکورست روز قیامت از صعقهٔ اولے تمامے انبیاء را حالت غشے طاری شود بجز حضرت موسے علیه السلام - در بدور سافره مذکورست وهذه الغشیة للانبیاء الا موسی فانه حصل فیه تردد فان لم یحصل له فیکون قد حوسب بصعقة الطور وهذه فضیلة عظیمة فی حقه ولکن لا یوجب افضلیته علی نبینا محمد صلی الله علیه وسلم لان الشیء الجزئی لا یوجب امرا کلیا

و در تفسیر ابو السعود رومی مذکور است یجوز تفضیل المفضول علی الفاضل
فضلاً جزئیاً آمدی در بدائع می آرد یجوز فضل الجزئی للولی علی النبی
ملا جامی در نفحات النصوص فی شرح الفصوص مے آرد الفاضل یجوز ان یکون
مفضولاً من وجہ علامہ دوانی رحمۃ اللہ علیہ در رسالۂ تشبیہ مے آرد
تفضیل الشئ علی الشئ قد یکون من بعض الوجوہ دون البعض
چون این امر ثابت شد کہ فضل کلی مر انبیا راست علیہم السلام پس دانستنی است
کہ بعد نبی فضل کلی مر صحابہ راست رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ بے واسطہ جمال
با کمال حضرت سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام بچشم سر دیدہ و با وے
صحبت داشتہ اند و دین و قرآن مبین از زبان فیض ترجمان وے شنیدہ اند
با مر و نہی الہی مخاطب گشتہ و صرف مال و جان در راہ وے بدون یا و سمع
نمودہ اند حضرت مجدد رحمۃ اللہ در مکتوب دو صد و ہفتم از جلد اول فرمایند ہیچ ولی
بمرتبۂ صحابہ نرسد اویس قرنی با آن رفعت شان کہ بشرف صحبت خیر البشر
علیہ و علی آلہ الصلوۃ والتسلیمات نرسیدہ بمرتبۂ ادنی صحابہ نرسد شخصی از عبد اللہ
بن المبارک رضی اللہ تعالی عنہ پرسید ایہما افضل معاویۃ ام
عمر بن عبد العزیز در جواب فرمود الغبار الذی دخل انف فرس
معاویۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خیر من عمر بن عبد
العزیز کذا مرۃ انتہی فاما فضل جزئی بدیگران ہم ثابت ست لیکن ازین فضل
جزئی غباری بفضل کلی صحابہ رضی اللہ عنہم نہ نشیند حق تعالی جل شانہ فرماید
یؤمنون بالغیب یعنی آن جماعت کہ ایمان مے آرند بہ غیب و مراد ازین اتباع اند

کہ غیبت حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والتحیۃ یعنی بعد وفات آن سرور کائنات
علیہ افضل الصلوۃ واکمل البرکات ایمان مے آرند و بدون مشاہدۂ معجزۂ ظاہرہ
مصدق بجمیع ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم می شوند و قلب ایشان
مطمئن بایمان مے گردد و از نور ایمان منور و روشن می شود و حاجت معاینہ
معجزات ظاہرہ و کرامات باہرہ نمی افتد از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوال
کردہ شد یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک قال
نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی ملا علی قاری
در شرح مشکوۃ می نگارد ولا یخفی ان الصحابۃ کانوا مؤمنین بالغیب
لکن باعتبار بعض المؤمن بہ مع مشافہۃ بعضہ بخلاف التابعین
فان ایمانہم بالغیب کلہ فمن ہذہ الحیثیۃ ایمانہم اعجب
وافضل شاہ عبد العزیز در تفسیر عزیزی می طرازند قدما صحابہ ایمان بالغیب را
درین آیہ بر معنی دیگر حمل فرمودہ اند از حضرت عبد اللہ بن مسعود بروایت امام احمد
در مسند خود بروایت حاکم و دیگر محدثان معتبر ثابت ست کہ حارث بن قیس
روزے با ایشان گفت کہ ما خیلے حسرت و افسوس می کنیم بر آنچہ از ما فوت شد
و شما را حاصل گشت ای یاران محمد کہ بدیدار آن ذات مشرف شدید
عبد اللہ ابن مسعود فرمودند کہ ما نیز افسوس و حسرت می کنیم بہ چیزے کہ از ما فوت شد
و شما را حاصل گشت کہ نادیدہ بہ محمد ایمان آوردید قسم بخدا کہ نبوت محمد نزد کسی
کہ او را دیدہ باشد از آفتاب ظاہر ترست ایمان ایمان شماست باز سورۂ
البقرہ را تلاوت آغاز نہادند تا آنکہ بمفلحون رسیدند و این مضمون ابن ابزی و ابو یعلی

وحاکم بروایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض آورده اند که ایشان فرموده اند که من روزے همراه آنحضرت نشسته بودم فرمودند که پیش من بگوئید که افضل انواع ایمان ایمان کدام مردم ست عرض کردند یا رسول الله ایمان فرشتگان آنحضرت فرمودند که ایشان را چه مانع ست منزلت فرشتگان را نزد خدا می دانید مردم عرض کردند یا رسول الله ایمان پیغمبران فرمودند از ایمان پیغمبران چه عجب که حق تعالے ایشان را برسالت ونبوت خود ممتاز فرموده است عرض کردند یا رسول الله ایمان کسانیکه همراه انبیا حاضر شدند و بر دین جان خود را نثار کرده شهادت یافتند فرمودند ایمان ایشان چه عجوبگی دارد که همراه انبیا صحبت داشته اطوار و اوضاع آنها را دیده یقین تام حاصل کرده اند مردم عرض کردند یا رسول الله پس بفرمائید که ایمان کدام فرقه افضل ست فرمودند که ایمان آن فرقه که هنوز در پشت پدر انند وبعد از من خواهند آمد و بر من ایمان خواهند آورد و مرا ندیده اند چند ورق سیاه کرده در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشته عمل نمودند این گروه در ایمان افضل اند از دیگران انتهی وشیخ عبد الحق دهلوی رحمه الله در تکمیل الایمان حکی از ابن مسعود رضی الله عنه فرموده است که امر محمد صلی الله علیه وسلم ظاهر وروشن بود بر هر که او را دیده است ایمانی فاضل تر از آن نباشد که در غیب بوی ایمان آرند وبعضے از مفسران یومنون بالغیب را هم برین معنی تفسیر کرده اند و نیز در حدیث آمده است که در آخر زمان چنان شود که تمسک بدین و سنت من مثل گرفتن اخگر سوزان باشد بدست هر که در آن زمان متمسک بسنت بود اجر وے مقدار اجر پنجاه کس باشد پرسیدند یا رسول الله پنجاه کس از ایشان یا از ما فرمودند بلکه از شما انتهی فقیر حقیر گوید که بر

واقفان غموض کلام و رموز مقام نیکو روشن ست که این حدیث اشارت به تفضیل جزئی می کند زیرا که فضل کلی مر صحابه راست رضی الله عنهم حق سبحانه تعالے ایشان را برای صحبت ونصرت و اعانت حضرت خاتمیت برگزیده و تقویت دین قدیم و ارائه صراط مستقیم از ایشان رض شده دیگران را چه یارا که بجنب ومقابل ایشان در آیند در اشعة اللمعات شرح مشکوة مذکور ست نزد جمهور آنست که فضل کلی ثابت ست صحابه را و این منافات ندارد به ثبوت فضل بوجه جزئیه مر دیگران را انتهی ونیز در تکمیل الایمان مے آرد وتحقیق ومختار همان ست که جمهور علما بر آنند ومراد باین خیریت که پیشان را اثبات کرده اند از وجه خاص ست که ایمان بغیب باشد ولیکن فضل کلی صحابه راست وفضل جزئی منافات بافضل کلی ندارد انتهی در رساله مبدا و معاد حضرت مجدد رحمه الله می فرماید اگر ولی را فضلے از فضائل جزئیه حاصل شود که نبی را حاصل نبود ودرجه خاص از درجات علیا میسر شده که نبی نداشته نبی را نیز از آن فضل جزئی و از آن درجه خاص نصیب کامل ست چه حصول آن کمال بواسطه متابعت نبی ست ونتیجه ایست از نتائج اتباع سنت او پس ناچار نبی را از آن کمال بهره تام باشد قال علیه الصلوة والسلام مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لیکن ولی در حصول این کمال سابق ست و در وصول باین درجه مقدم ست واین قسم فضل ولی بر نبی جائز داشته اند که جزئی ست که مجال معارضه بکلی ندارد انتهی یعنے اگرچه بنظر ظاهر در بعض فضیلت جزئیه سبقت وتقدم ولی بر نبی پیدا می شود که نا چار راجع بتفضیل جزئی ست فاما در حقیقت هیچ وجه فضل ولی بر نبی هرگز لازم نمی آید چه نبی را

ازان فضل خاص نصیب کامل و حظ وافر حاصل ست زیرا که فضل کلی که مناط فضلیت
و مدار محبوبیت ست این حضرات را حاصل ست و معهذا آن نبی را ازین کمال مخصوص
استغنا و تمام حاصل ست چه کمالیکه ارفع و اعلی ست حضرت ایشان را ثابت ست
لیکن با وصف این استغنا و بی پروائی از ثواب آن کمال از ثمرهٔ آن درجه
حضرت ایشان را نیز علیه السلام بهرهٔ کامل حاصل ست چه کمال امت در جریدهٔ
اعمال پیغمبر محسوب ست بدانکه واسطه دو قسم ست واسطه فی الثبوت و واسطه فی
العروض واسطه فی الثبوت عبارت ست از صفتیکه واسطه و ذی الواسطه هر دو
متصف شوند ولیکن اول سبب حصول ثانی شود لحرکة المفتاح بواسطة
الید فان هناك حرکتین احدهما قائمة بالید و ثانیهما
ثابتة فی المفتاح ناشیة عن حرکة الید و واسطه فی العروض
عبارت ست از صفتیکه واسطه متصف شود حقیقة و بالذات و ذوالواسطه متصف
گردد مجازاً و بالعرض لحرکة جالس السفینة بواسطة السفینة فان
حرکة واحدة قائمة بالسفینة حقیقة و ینسب الی جالسها
مجازاً و بهمین معنی در ماتحن بصدده مراد ست زیرا که کمال مذکور که موهم فضل جزئی
مسطور ست در حقیقت کسب آن از ولی و بواسطهٔ ایشان منسوب بجناب نبی می گردد محمد
بن نصیر الدین جعفر مکی در بحر المعانی فرماید جمیع شاهدان نبوت در درجه افضل اند

ـــــــــــــ

سلہ مثل حرکت کلید ست بواسطه دست وقت کشادن قفل و حرکت می باشد یکی از آن دست که کشاینده و قائم باوست دیگری بکلید که از حرکت دست پیدا می شود ۱۲
سلہ مثل حرکت کشتی نشیننده که بواسطه کشتی می شود و در ینجا یک حرکت ست که بسفینه قائم ست حقیقة و مجازاً به جالس سفینه منسوب می شود ۱۲
سلہ نصیر الدین جعفر مکی حسینی از اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود ست و تصانیف او در توحید
و تصوف وارد و از ولادت و از اولیا ست و از حالات ظاهر و باطن وی عقل حیران ست آنچه از احوال خود بیان کرده ست محقق می شود که عمری دراز
یافته بود از زمان سلطان محمد تغلق تا زمان سلطان بهلول در حیات بود و حسن شرطنش ... از مدد متجاوز بود و کار کرام ...

از شاهان ولایت باتفاق جمیع مشائخ قدس الله اسرارهم اما بعضے اولیا ء امت
حضرت رسالت علیه السلام که در مقام قربت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم اند
نزدیک حضرت عزت جلت قدرهٔ فضل مقید دارند بر انبیا دیگر چنانکه حضرت
علیه السلام رمزے ازین مقام اولیا رخود نموده است و گفته انی رأیت رجالاً
من امتی فی لیلة المعراج یراهم الله فی مقامی اینک قربت اولیا ء
حضرت رسالت علیه السلام از وجه تا به قربت معلوم ست پس مقام رویت الله تعالیٰ
که خواجه عالم علیه السلام دار و هیچ پیغامبرے را نیست هم در رویت مشاهدهٔ دنیاوی
ببین که رمزے نموده است و فرموده که لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك
مقرب و لا نبی مرسل اما و لا ولی نگفته زیرا که ایشان را در مقام و در وقت
خود مشاهده کرده و کلام خود که با حضرت خداوند اعلیٰ است باز نموده و هم درین معنی شیخ
شیوخ شهاب الدین سهروردی قدس الله سره نیز در رسالهٔ خویش نبشته
که یراه المؤمنون فی الآخرة کما یراه الاولیاء فی الدنیا
و یراه الاولیاء فی الآخرة کما یراه النبی علیه السلام فی الدنیا
و یراه النبی فی الآخرة و هو المقام المحمود الذی لا یشارکه
فیه له من الانبیاء و الرسل الا اولیاء امته پس چون قربت
خویش را مشاهده و معاینه خواهی کرد آنگاه معلوم ست خواهد شد که از درجه تا به قربت
چند مقدار تخصیص ست و دیگر ازین درخواست موسی و تمنائی عیسی مسیح علیه السلام کن
که هیچ کس نکرده است و آنکه سلف معلوم کرده اند و درین رسیده اند اما از ذهن
سقیم و عقل های عقیم پوشیده اند

اِعْلَمْ اَنَّ تِلْكَ الْوِلَايَةَ مَخْصُوصَةٌ لِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِمُحَمَّدِيِّيْنَ وَلِهٰذَا قَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا تَحْصُلُ لِيْ اِلَّا بِمُتَابَعَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ كَمَا قَالَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَنْزِلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ الرَّابِعِ اِلَى الْاَرْضِ لِاَجْلِ تِلْكَ الْوِلَايَةِ الَّتِيْ هِيَ مُعَائَنَةُ الْحَقِّ بِمُتَابَعَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمَا قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پس این خواستن موسے کلیم الله و تمنا بردن عیسی مسیح علیهما السلام همین ولایت حضرت رسالت علیه السلام است که خواجهٔ عالم علیه السلام فرموده است که اَلْوِلَايَةُ مِنِّيْ وای محبوب گمان نبری که اولیا را بر انبیا فضل می کنم گوش دار اَلْمِثَالُ مِصْبَاحُ الْاَقْوَالِ یعنی اگر تو درون خلوت با حضرت معشوق در قربت مشاهده در آن مقام مخصوص باشی برادران ترا معیشت نباشند لیکه محرمیت برگردن خود دارند ایشان درون محرم و برادران بیرون نامحرم پس خوش آمد و به آمد افضل بر برادران که در دهلیز اند کسے باشد و رسیده باشد همچنین همه انبیا علیهم السلام برادران حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم اند و اولیا به آمد و خوش آمد آن حضرت اند لا محال در مقام خواجهٔ عالم علیه السلام قربت مشاهده یابند بهترین معنی حضرت رسالت علیه السلام رمزے از قربت ایشان بیرون داده است که بریهم الله تعالی فِيْ مَقَامِيْ وانیک فرموده اَلْوِلَايَةُ مِنِّيْ يَعْنِيْ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ اَيِ الْوِلَايَةِ یعنے گفت من شهرستان ولایتم و علی بابها

یعنی دروازهٔ آن شهرستان علم پسر عم من است که علی ابن ابی طالب است کرم الله وجهه پس این مدینه شهرستان کدام است که دربان این شهرستان همچون علی کرم الله وجهه آمد اگر من این مدینه را بتمامی بر حلم مشاهده عیان کنم و اسرار علی را کرم الله وجهه بیان نے دهم کار نبوت همه انبیا ابر زبان رود آسے محبوب فضل مطلق مرا اهل محبت راست المقصود این تفاضیل نبوت وقتی است که ولایت و نبوت را در دو شخصی اعتبار کنی اما ای محبوب هر گاه که نبوت و ولایت در یک ذات باشد باتفاق جمیع مشایخ قدس الله اسرارهم ولایت را فضل است بر نبوت و لهٰذا قالوا اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ لِاَنَّ الْوِلَايَةَ عِنْدَهُمْ عِبَارَةٌ عَنْ شُهُوْدِ الْحَقِّ وَالنُّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَنْ دَعْوَةِ الْخَلْقِ پس از اعلام شهود افضل است درین کلمات من چند بن کسان چون در فهم قاصر بودند گمراه گردند چنانچه در کلام مجید و فرقان حمید عالمی ضلالت یافته اند که يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

هر که زلفش دید کافر شد بحکم
آفتاب هر دو عالم آشکار
چون تاریکی زلفش غوطه خورد
طالب درد الم چون شد بجان

هر که رویش دید ایمان باز یافت
زیر زلف دوست پنهان باز یافت
زنده گشت و آب حیوان باز یافت
کز میان درد درمان باز یافت

اگر عالمان عصر و شیخان دهر درین کلمات من سالها بسیار و قرنهاے بیشمار تامل شافی کنند و الله ذرهٔ مقصود این فقیر را در نیابند انتهے ❖ ❖ ❖

امر هشتم از زبان پاسبان هیچ یکے از حضرات انبیا و اولیا نگذشته اند که ایشان را از دست احد الف میمی نرسیده الا خطره و که برائے حضرت آدم علیه السلام

ابلیس بود و بہ حضرت نوح علیہ السلام حام کہ ایذا می رسانید و در پئے داؤد علیہ السلام جالوت اُفتادہ بود و برائے سلیمان علیہ السلام صخر بود حضرت عیسیٰ علیہ السلام را دو حیات ست یکے حیات اولے در آن وقت بخت نصر عدو بود و دیگرے حیات ثانی در آن دجال علم مخالفت خواہد برافراخت در پئے ایذا رسانی حضرت ابراہیم نمرود کمر بستہ بود و بحضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون چہا چہا ایذا ہا رسانید و بہ سرور صلی اللہ علیہ وسلم بوجہل دقیقہ از ایذا رسانی فرو نگذاشت فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا اُوْذِیَ اَحَدٌ مَا اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ چنانچہ سخاوی در مقاصد حسنہ نگاشتہ نماز عبد اللہ بن زبیر علیہ السلام را بریا و نفاق منسوب کردند و در حالت نماز وے آب گرم شدید الحرارت ریختند تا آنکہ چہرہ اش سوخت او را رضی اللہ عنہ بنہایت استغراق خبرے نہ شد و بعد سلام از نماز پرسید چون مطلع شد فرمود حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ و تا زمانہ دراز از درد سر ورود در ذاک بود سعد بن ابی وقاص اکہ از مشہود لہم بالجنۃ بود جہال کوفہ اذیت می دادند تا آنکہ گاہ پیش حضرت عمر رضی اللہ بردند کہ او نماز بوجہ حسن نمی گزارد و از ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ را تازیانہ زدند و حبس کردند بہ امام مالک جفاہائے رسید کہ تا بست و پنج سال برائے جمعہ و جماعت برنیامد بہ امام شافعی اہل عراق و مصر مکروہات رسانیدند و امام احمد حنبل را ضرب و حبس کردند و بخاری رحمہ اللہ را از بخارا خارج کردند حضرت بایزید بسطامی را بواسطہ جماعتے از علماء ہفت بار از بسطام خارج کردند حضرت ذوالنون مصری را مقید کردہ زنجیر انداختہ از مصر سوئے بغداد فرستادند و اہل مصر جوق جوق با وے بودند تا شہادت زندقہ او سازند

سمنون را از استخوان زدند و زنے را پول دادند تا بروے استغاثۂ زنا کرد سمنون یک سال مختفی ماند سہل بن عبد اللہ تستری را از تستر خارج کردند کہ بسوے بصرہ رفت و تکفیر کردند ابا سعید خراز را از استخوان زدند و علمائے عصرش از تصنیفاتش کہ در علم توحید بود کلمات چیدہ فتوے تکفیر دادند و جنید رحمۃ اللہ علیہ وقتے کہ درس علم توحید میگفت علی رؤس الاشہاد چند بار حکم بہ تکفیر دادند تا آنکہ در خانہ خود بیان مے فرمود از اشد منکرین حضرت ایشان سمنون و ابن عطا ابن انیال بود تا آنکہ پیش وے انیال اگر مذکور ایشان می شد رنگ چہرہ اش متغیر می شد حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ را مجلس حامد بن عباس وزیر مقتدر با قاضی ابی عمر اتفاق بحث افتاد قاضی فتوے بقتلش نگاشت و دستخط فقہا کہ در آن مجلس حاضر بودند برگرفت حلاج گفت چرا در پئے قتل من شدید من از اہل سنت و جماعت ہستم عقیدہ سنیان دارم تصانیف من موجود اند بنگرید این کلام را حلاج بار بار می گفت مگر ایشان اصغا نکردند و تکمیل جواب ہمان وقت حلاج محبوس شد وزیر فتوی پیش مقتدر فرستاد او حکم قتل در داد اولا حلاج را ہزار تازیانہ زدند پس دست و پایش را بریدہ سرش از تن جدا کردند و جسمش سوختہ خاکستر در دجلہ انداختند و سرش بر پل بغداد آویختند ابا عثمان مغربی را با وصف کثرت مجاہدات و علم و حال از مکہ خارج کردند و بسخت زد و کوب و مجروح نمودند تا آنکہ بہ بغداد اقامت ورزید و ہمدر انجا بحق پیوست و در شبلی چند بار شہادت کفر دادہ شد امام ابوبکر نابلسی از مغرب بسوے مصر خارج کردند و شہادت زندقہ دادند پس سلطان حکم کرد تا او را سرنگون کشیدہ پوستش برآوردند در حالیکہ پوستش برمی آوردند او قرآن بکمال تدبر و خشوع میخواند حتی قطع قلوب الناس

نُکادُوْاَن یّفتنُوْا بہ نسیمی را بہ حلب سلخ کردند معاملہ اش عجیب و غریب ست
چون منکرین را جواب قاطع میداد مخالفین حیلۂ ایذا رسانی چنین کردند کہ سورۂ اخلاص
نگاشتند و کفش دوز را مبلغے دادند تا در پاپوش دوختہ پس آن را خریدہ از
مقام بعیدہ بہ پیش وے بطور تحفہ فرستادند نسیمی کہ ازین معاملہ ناواقف بود
چون پاپوش در پا کرد بہ نائب حلب اطلاع کردند کہ نسیمی سورۂ اخلاص نوشتہ
در پاپوش دارد چون نعلین بہ حکم نائب حلب پارہ کردہ شد ازان سورۂ اخلاص
برآمد نسیمے ہیچ جوابش نداد پس حکم بہ سلخ وے دادند او در توحید اشعار بگفت
و پوستش رمی آوردند و او روے سلخ مے دید شیخ ابامدین را منسوب بہ زندقہ
نمودند و از بجایہ خارج کردند تا بہ سوے تلمسان رفت شیخ ابوالحسن شاذلی ہرگاہ
در دیار مغرب بود و صیت کمالاتش در اقصای مغرب افتاد مردمان آتش حسد
افروختند و از استخوانش زدند و در ایذائش دقیقہ نگذاشتند تا آنکہ مردمان را
از ملاقات وے باز داشتند و او را زندیق می گفتند ہرگاہ شیخ عزم مصر کرد
بہ سلطان مصر نگاشتند کہ از نادۂ مغرب شخصی عازم آن نواحی ست کہ او را از بلاد
خود خارج کردہ ام اعتقاد اہل اسلام را ضائع می کرد چنان نشود کہ از زبان درازی
خود سلطان را فریبد او از کبار ملحدین ست و قصہ اش بس دراز ست مختصر این ست
کہ خداوند کریم او را از کید ایشان محفوظ داشت بر شیخ عزالدین بن عبدالسلام
فتوی کفر دادند و برائے تنقیح عقیدۂ وے مجلسے قرار دادند بر شیخ تاج الدین
سبکی فتوے کفر دادند و شہادت دادند کہ او مبیح خمر ست و لواطت و در
زناری بند و او را زنجیر انداختہ از شام بہ مصر مقید آوردند عظیم شان و رفعت مکان

امام ابو حامد غزالی نہ چنان ست کہ درین ایام کسے لب بانکار او کشاید امام یافعی
در نشر المحاسن می فرماید وَمِمَّا حُكِيَ وَاشْتَهَرَ وَرُوِّيْنَا عَنِ الشَّيْخِ الْعَارِفِ
بِاللّٰهِ اَبِي الْحَسَنِ الشَّاذِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي النَّوْمِ بَاهَى مُوْسٰى وَعِيْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِالْاِمَامِ الْغَزَالِيِّ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ اَفِيْ اُمَّتِكُمَا حَبْرٌ كَهٰذَا قَالَا لَا شیخ ابن حوازم روزے
کتاب احیا را دیدہ گفت این بدعت مخالف سنت ست چون شیخ مذکور معتقد علیہ
تمامی سکان بلاد مغرب بود از جمیع مردمان کتاب احیا طلب داشت
و بہ سلطان آن زمان تحریص نمود سلطان مغرب منادی عام کنانید

ـہ احیاء علوم الدین کتابی ست مشہور در تصوف می گویند کہ احیا چنان حاوی ست کہ اگر [illegible]
کتب اسلام ضائع گردد و احیا باقی ماند کافی خواہد بود ابن جوزی در اغلاط احیا (اعلام الاحیا باغلاط الاحیا)
کتابی دارد و در تلبیس ابلیس ہم تعاقب نمودہ سبط ابن جوزی گوید کہ چون غزالی احیا را بہ مذہب صوفیہ تصنیف کردہ
و قانون فقہ را گذاشتہ و احادیث غیر صحیحہ آوردہ و ازین رو زبان انکار برو کشادند ابوالخیر گوید کہ ایراد این چنین احادیث در
ترغیب و ترہیب جائز ست صاحب کشاف فرماید بشرطیکہ حدیث موضوع نباشد حافظ زین الدین عراقی در تخریج احادیث
احیا دو کتاب دارد یکی ضخیم دیگری در چہار دہ جز احادیثی درج کردہ کہ از ضخیم متروک شدہ بود کبیر در ۷۵۱ھ تصنیف فرمودہ
صغیر کبعد ۷۶۰ھ تصنیف شدہ نامش المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار بودہ است چون بعض احادیث
متروک بود حافظ ابن حجر در تخریج احیا کتابی نگاشتہ نا حافظ ابن حجر در ۸۵۲ھ انتقال فرمودہ حافظ قطلوبغا حنفی المتوفی ۸۷۹ھ
تحفۃ الاحیاء فیما فات من تخاریج احادیث الاحیاء نگاشتہ غزالی کتابی دارد در حل مشکلات احیاء جمہور علماء
بسبب قبولیت احیا اختصار وے کردہ اند احیا در یک ہزار و بیست و پنج ایام تصنیف شدہ ۱۲

منہ سلّمہ اللہ تعالے

کہ بروے لعنت خداے تعالے باد کہ کتاب احیا پیش خود داشتہ حاضر نیارد
مردمان جوق جوق نسخ موجودہ بامتثال امر شیخ و سلطان حاضر آوردند بروز پنجشنبہ
مجلسے انعقاد یافت فقہائی وقت دیدہ فتوے باحراق دادند و چنان قرار یافت
کہ صباح آن بروز جمعہ سوختہ شود در شب جمعہ کہ میان بود شیخ ابو الحسن کہ مشہور
با بن حرازم ست بخواب می بیند کہ از باب جامع مسجد کہ ازان باب داخل مسجد
می شد بہ مسجد میرود و در رکن مسجد نورے دیدہ و دریافت کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم و ابوبکر و عمر نشستہ اند و پیش این حضرات غزالی کتاب احیا در دست
گرفتہ ایستادہ است و ابو الحسن را دیدہ گفت کہ خصم ماست پس غزالی ہر دو زانو
برزمین نہادہ و چون کودکان بزانو نزد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما رسید تا انکہ
نزد سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فائز گشت و کتاب احیا پیش کردہ عرض داشت
کہ ملاحظہ فرمودہ شود کہ اگر این بدعت و مخالف سنت ست چنانکہ ابو الحسن
می فہمد توبہ کردم و اگر شئے مستحسن ست ازان من برکتے حاصل کن و از خصم من
انصاف بفرما سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ورق ورق تا آخر ملاحظہ فرمودند
وارشاد فرمودند وَاللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ حَسَنٌ پس ابوبکر او را گرفت ہمچنان
معائنہ ساخت و بر زبان آورد وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنَّہٗ لَحَسَنٌ پس عمر گرفت و بعد معائنہ ہمچنان گفت پس سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم حکم کرد تا پارچہ از جسم ابو الحسن برآرند و بروے حد مفتری نافذ کنند چون حسب حکم
بعد تجرید از ثوب پنج تازیانہ زدہ شد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لب بہ شفاعت
کشادہ کہ ابو الحسن انچہ گفتہ بطریق اجتہاد و سنت و بہ تعظیم سنت گفتہ غزالی ہم

مغفرت ساخت کہ ابو الحسن بیدار شد و بہ صبح جمعے از اصحاب خود واقعہ
بیان ساخت و قریب یک ماہ باین درد مبتلا بود پس احیا را معاینہ کرد مطلبی
صافی موافق کتاب و سنت بہ بینش در آمد پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم را بخواب
دید کہ از دست مبارک خود بہ جائے ضرب مسح فرمود کہ درد زائل شد بعد بست و پنج روز
چاق شد امام یافعی بعد ذکر این حکایت می طرازد وَلَوْلَا اَنَّ ھٰذَا الشَّیْخَ
الْمَذْکُوْرَ اَدْرَکَہُ اللُّطْفُ بِالتَّوْبَۃِ وَالْھِدَایَۃِ وَشَفَعَ فِیْہِ
الصِّدِّیْقُ وَسَبَقَتْ لَہُ الْعِنَایَۃُ لَکَانَ یَمُوْتُ عَلٰی ذٰلِکَ الْحَالِ
وَیَلْقَی الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ وَالنَّکَالَ ۔ بینی کہ ابن جوزی کہ از حفاظ
و اکابر محدثین ست چہ قدر در تعصب حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ افتادہ
در تاریخ یافعی مذکور ست قَدْ سَمِعْتُ فِیْمَا مَضٰی اَنَّہٗ حُبِسَ بِسَبَبِ الشَّیْخِ
عَبْدِ الْقَادِرِ بِاَنَّہٗ کَانَ یُنْکِرُ عَلَیْہِ وَکَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ
اِبْنِہٖ عَدَاوَۃٌ بِسَبَبِ الْاِنْکَارِ الْمَذْکُوْرِ اَخْبَرَنِیْ مَنْ وَقَفَ
عَلٰی کِتَابٍ لَہٗ یُنْکِرُ فِیْہِ عَلٰی قُطْبِ الْاَوْلِیَاءِ وَتَاجِ الْمَفَاخِرِ الَّذِیْ
خَضَعَتْ بِقَدَمِہٖ رِقَابُ الْاَکَابِرِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ قَدَّسَ
سِرَّہٗ وَنَوَّرَ ضَرِیْحَہٗ و در تکفیر شیخ محی الدین بن عربی مردمان دقیقہ نگذاشتند

۱؎ اگر این شیخ را توبہ و ولایت نصیب نمی شد و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لب بہ شفاعت نمی کشادند عنایت بودی
متوجہ نمی شد [illegible] ۱۲ ۲؎ [illegible] ۳؎ [illegible]
[illegible]
[illegible] شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ [illegible]

شیخ کلیم الله جهان آبادی چشتی که از مشاهیر وقت خود بود در مکتوب نود و هشتم می طرازد که چون فقیرے شهرت پیدا می کند عیب جویان و عیب بینان برائے آزار خاطر او فکرها می کنند و می خواهند که رونق بازار او بکاهد و آن معززان کاوش این ها محقر شود این نمی دانند وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ سلطان نظام الدین اولیا را مردم بر سر منبر دشنام میدادند و حضرت سلطان چون بر آن مجلس حاضر مے بودند روزے کار از حد گذشت بعض یاران شکایت به خدمت حضرت آوردند که زیاده ازین تاب نداریم که ذم حضرت بر سر منبر بشنویم ما کشته خواهیم شد حضرت فرمودند که قوم بد ما را می گویند ما عفو کردیم شما طفیل عفو ما نیز عفو کنید و این رباعی بر زبان مبارک راندند

رباعی

هر که ما را رنجه سازد در حقش بسیار باد	هر که ما را یار نبود ایزد او را یار باد
هر که خاری افگند در راه ما از دشمنی	هر گلے کز باغ عمرش بشگفد بی خار باد

شیخ محی الدین بن عربی گوید که او در شهر فارس با قطب وقت ملاقی شد مردمان در پے انکار او بودند و دست راست او بریده بود چون قطب وقت را معلوم شد که شیخ او را شناخته حکم کرد تا راز بر کسے فاش نه کند شیخ قبول داشت و گفت که انچه بر شما از دست مردم جفا ها می رود بر ما خیلے شاق می گزرد قطب لب به پاسخ کشاد که اے محمد اگر تمامی مردم شهر شخص متمکن فی المقام را ایذا دهند حکمش آن است که جانورے کوه را به دمد تا از مکان خود حرکت کند امام شعرانی در لطائف المنن می نگارد و مِنْ هُنَا كَانَ سَيِّدِيْ

عَلِيُّ الْخَوَّاصُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَنَا كَثِيْرًا لَا يَكْمُلُ الْفَقِيْرُ حَتّٰى يَكُوْنَ قُطْبًا يَدُوْرُ عَلَيْهِ الْاَذٰى مِنْ اَهْلِ اِقْلِيْمِهٖ كُلِّهِمْ كَمَا تَدُوْرُ الرَّحٰى عَلٰى قُطْبِهَا شیخ ابو الحسن شاذلی فرماید که طریقه انبیا علیهم السلام و اولیا رحمهم الله چنان جاریست که در ابتدائے ارشان مردمان اذیت ها رسانند و از اوطان ایشان را خارج کنند و بهتان و زور بر بندند ایشان صبر کنند تا بدولت رسند نکته بس لطیف در ایذا اولیا رحمهم الله این ست که چون زمرهٔ اولیا الله به عبادت و زهد بسر برند و بر دست شان خوارق عادات ظاهر شود احتمال بود که مردمان بعبادت شان متوجه شوند چنانکه نصاری حضرت عیسی علیه السلام را پرستش می کردند پس حق سبحانه و تعالی منکرین را گماشت تا با ایشان ایذا رسانند و مورد مطاعن سازند تا مردمان نفور کنند نظیرش آن است که برای چشم زخم انواع حیل بکار می برند بر رخ اطفال حسین و شکیل نقطه سیاه می زنند در کشت زار جماجم عظام مے آویزند دیلمی مرفوعا روایت کرده اِجْعَلُوْا فِيْ زَرْعِكُمُ الْجَمَاجِمَ پس این مطاعن بطور رفع چشم زخم ست شیخ سراج الدین مخزومی که شیخ الاسلام شام بود در باب انکار شیخ محی الدین عربی می فرماید اِنَّ لُحُوْمَ الْاَوْلِيَاءِ مَسْمُوْمَةٌ وَهَلَاكُ اَدْيَانِ مُبْغِضِيْهِمْ مَعْلُوْمَةٌ وَبَعْضُهُمْ تَنَصَّرَ وَمَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ وَمَنْ اَطْلَقَ لِسَانَهٗ فِيْهِمْ بِالسَّبِّ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِمَوْتِ الْقَلْبِ ابو عبد الله المقرشی رضی الله عنه می فرماید مَنْ غَضَّ فِيْ وَلِيِّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ضَرَبَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ بِسَهْمٍ مَسْمُوْمٍ ابو تراب نخشبی گوید اِذَا اَلِفَ الْقَلْبُ الْاِعْرَاضَ عَنِ اللّٰهِ صَحِبَهُ الْوَقِيْعَةُ فِيْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ امام یافعی در نشر المحاسن الغالیه فی فضل

مشایخ الصوفیه اصحاب المقامات العالیه از اقوال مشایخ مے فرماید اقل عقوبة المنکر علی الصالحین ان یحرم برکتهم و قالوا ویخشی علیه سوء الخاتمة شیخ مجد الدین فیروزآبادی صاحب قاموس گوید که هیچکس را نمے رسد که انکار اولیاء کند به بادی الرای چه ایشان در فهم و کشف مراتب عالی دارند گاہے نه شنیده ام که کسے از اولیاء الله خللی کرده باشد که هادم دین باشد مثلاً وضو یا نماز یا دیگر فرائض و مستحبات راسخ کرده باشند البته ایشان کلام دقیق میگویند که فهمیدن آن دشوار باشد و نیز گفته که قوم گاہے بمقامات و درجات علوم مجهوله رسند که تصریحے از آن در کتاب و سنت نیست لیکن علماء عالمین گاہے بمقتضاے استنباط و حسن ظن ایشان بازمره صالحین آن را بر کتاب و سنت عرض کنند کار هر کس نیست که هر گاه کلامے بشنود که از دائرهٔ فهم او خارج باشد بآن خیال نیک پیدا کند بلکه برسخے از ایشان بر صاحب آن قول لب انکارے کشاید و خلق الانسان عجولا ابی العباس بن شریح که منکر صوفیه بود در مجلس ابے القاسم جنید آمد تا از و کلامے شنود که از صوفیه شائع گشته بعد سمع کلام هرگاه مراجعت کرد و تفتیش پرسید ند گفت من هیچ نه فهمیدم الا ان صوت الکلام لیست بصوت مبطل نیز گفته که چنان که به اولیاء الله کرامات عطا کردند که فرع معجزات است پس درین چه باک است که با ایشان عباراتے عطا فرموده که از فهم آن فحول علماء قاصر بوده آند شیخ الاسلام مخزومی گفته که هرگز جائز نیست هیچ عالمے را که بر صوفیه انکار کند تا آنکه بر طریقهٔ ایشان رود و افعال و اقوال ایشان را مخالف کتاب و سنت یابد صرف بر بنای کلامی که مردمان با ایشان منسوب کنند انکار ایشان روا نه بود و بر منکر ضرور است که اقل درجه هفتاد امر را نگهدارد پس از آن او را انکار میرسد

از انجمله آن است که در معجزات انبیاء الله علی اختلاف طبقاتهم و کرامات اولیاء علی اختلاف طبقاتهم غور نماید و بآن ایمان آرد و اعتقاد کند که اولیاء الله در جمیع معجزات باستثناء بعضے از آن وارث انبیاء بوده اند از انجمله آن است که بر کتب تفسیر سلفاً و خلفاً حاوی باشد تا اسرار کتاب و سنت و اختلاف ائمه مجتهدین و تفسیر و تاویل و شرائط و لغات عرب و محاورات و استعارات را دریابد از انجمله آن است که مقامات سلف و خلف در معنے آیات صفات و اخبار آن به فهمد و بشناسد که کدام معنے ظاهر گرفته و کدام راه تاویل بیهوده و دلیل کدام از ایشان راجح است از انجمله است تبحر در علم اصول و معرفت منازعات علم کلام و از انجمله است معرفت اصطلاحات قوم از تجلی ذاتی و صوری و ما هو الذات و ذات الذوات و معرفت حضرات الاسماء و الصفات و فرق میان حضرات و فرق میان احدیت و واحدیت و معرفت ظهور و بطون و ازل و ابد و عالم الغیب و اکوان و شهادت و شیون و عالم الماهیته و هویته و سکر و صحبت ومن هو الصادق فی السکر حتی یسامح ومن هو الکاذب حتی یواخذ وغیر ذلک پس هر شخصیکه از اصطلاحات قوم واقف نباشد چگونه بر حل کلام یا انکار بامری که مراد ایشان نیست قادر باشد شیخ ابن حجر[1] شرح بعض آیات ابن فارض رضی الله عنه کرده بشیخ ابی مدین فرستاد تا که اجازت نگارد و شیخ تحریر فرموده

سارت مشرقة و سرت مغربا	شتان بین مشرق و مغرب

[1] شیخ الاسلام شهاب الدین احمد عسقلانی ثم المصری در ۷۷۳ھ متولد شد اول به فن ادب متوجه شد پس در تکمیل فن حدیث مصروف شد امام حفاظ محدثین بود کتب نافعه در فن حدیث دارد و فتح الباری از جمله تصانیف حضرت ایشان است در ذی قعده ۸۵۲ھ انتقال فرموده ۱۲

ونزد حافظ ابن حجر فرستاد ابن حجر بر امرے که از و مخفی بود انتباہ گرفت و تا موت ملازمت شیخ اسبے مدین گزید ؛

امر نہم حضرت قطب الاقطاب شیخ احمد بن عبدالاحد[1] از خطۂ پاک سہرند خاسته که او شہری است میان دہلی و لاہور ؛

مثنوی

سوادش زلف رخسار فتوح است	غبارش توتیائے چشم روح است
از ان شہرے که نامش مضمر آمد	برائے ما عجب کانے بر آمد
چه معدن معدن قند مانے	به شکر او است این شکر فشانی
از و پیدا به ہر شہری دکانہا	روان در دشت جانہا کاروانہا

نسبت آن جناب به بست و ہشت واسطه بامیر المومنین سیدنا عمر رضی الله عنه می رسد در ۹۷۱ھ قدم بعالم شہود نہادہ در کمتر ایام از تحصیل علوم فراغ حاصل کردند جامع معقول و منقول بودند و حافظه قوی می داشتند به اندک زمان قران شریف یاد گرفتند بیشتر علوم از والد ماجد خود و برخی از علماء کبار آن زمان تحصیل کردند و بسیالکوٹ که شہری است از ملک پنجاب نزد مولانا کمال الدین[2] کشمیرے که از فحول دانشوران متورع بود و از باطن نیز بہرہ داشت بعضے کتب مشکله را چون عضدی و امثاله

۱؎ شیخ عبدالاحد رح در عنفوان جوانی بخدمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح حاضر شدند و چون ارادت در آمده تلقین اذکار و تعیین اطوار فرا گرفتند و طلب مصاحبت نمودند حکم شد که بعد تحصیل علوم بیا خطه کبر سن شیخ بر زبان آورده که رسم پیش از اتمام تحصیل علوم درین این گرامی صحبت را در نیابم شیخ فرمودند آن وقت بفرزندم رکن الدین رجوع کن پس بعد از تکمیل علوم ظاهری بسبب انتقال شیخ از شیخ رکن الدین خرقه خلافت قادریه و چشتیه پوشیدند و گرامی حیات را به افادات و افاضات بانجام رسانیدند در کمال بی نفسی و تفرید با وجود کثرت تلامذه و مریدین کارهای خود را خود می کردند و حوائج خانه از بازار خود می آوردند و خیلی متبع سنت بودند و سفتے ماتر و که گذاشتند در ۱۰۰۷ھ انتقال فرمودند مزار پر انوارش بیرون شہر سہرند بجانب غربی واقع است

آن شیخ که بود عالم اندر برهان	بنیادش گر پرسی از دل ...	چون شیخ زمانه بود در علم و عمل	تاریخ وصال او گو شیخ زمین

۲؎ حلال دقائق و کشاف حقائق بود نسبت قطبی شاگرد داشت مجمع علم و عمل منبع زہد و تقوی بود در سیالکوٹ ... مستغنانه ...

خوانده اند و بعضے کتب احادیث را نزد مولانا یعقوب کشمیری علیه الرحمه گزرانده بودند و این شیخ یعقوب از خلفاء بزرگ شیخ معظم و قطب مکرم شیخ حسین خوارزمی بود و در حرمین محترمین زادہما الله شرفاً نزد کبار محدثین آنجا تصحیح حدیث نموده و نیز حضرت ایشان اجازت تفسیر واحدی[1] را با جمیع مولفاتش چون بسیط و وسیط و اسباب نزول و نیز تفسیر بیضاوی را با جمیع مصنفاتش چون منہاج الوصول[2] و غایة القصوی[3] و غیرہما و صحیح بخاری را با جمیع مولفات او چون ثلاثیات[4] و ادب المفرد[5] و افعال العباد و تاریخ و غیر ذلک و مشکوة تبریزی و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی و قصیدۂ برده از عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی یافته بودند و قاضی مذکور اجازت این کتب مذکوره از شیخ معظم عبدالرحمن بن فہد داشته که او و آبائے او در بلاد معظمه عرب از کبار محدثین بوده اند پس حضرت مجدد حدیث مسلسل الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ بیک واسطه قاضی از شیخ عبدالرحمن یافته حضرت مجدد رح در علم ادب ید طولانی داشتند روزی حضرت ایشان بمنزل فیضی در آمدند او در تحریر تفسیر بے نقطه بود حضرت ایشان را دیده مسرور گشته التماس کرد که موضعی از تفسیر پیش آمده که آن را بحروف غیر معجمه تاویل و تفسیر نمودن متعسر شده بسیار دماغ سوختم اما عبارت دل خواه بدست نیامد حضرت ایشان در ساعت مطالب کثیره در کمال بلاغت بر نگاشتند که فیضی در حیرت رفت حضرت ایشان را بیعت و ارادت از قطب زمانه شاہباز بلند آشیانه

۱؎ امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری در ۴۶۸ھ انتقال کرد ... در کشف الظنون مذکور است و ... ۴۸۵ھ منہاج الوصول الی علم الاصول رساله ایست مختصر ... ماخوذ است از محصول فخر رازی ... مستصفی غزالی ... ابی الحسن بصری ... کتابی است که علمای مشاہیر بشرح آن متوجه شده اند تفصیلش در کشف الظنون مذکور است ۳؎ ۶۸۵ھ غایة القصوی در فروع شافعیه است ... ۴؎ ... در کشف الظنون مذکور است ... رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ... ثلاثة رواة و مختصر الثلاثیات فی صحیح البخاری ... مکی بن ابراہیم ... التابعین ...

حضرت خواجه محمد باقی بالله اویسی نقشبندی قدس الله سره حاصل بود منقول است
که حضرت خواجه قدس سره فرمودند که حضرت مخدوم ما مولانای بزرگ خواجه امکنگی
قدس سره ما را امر کردند که بهندوستان شو تا این سلسله شریفه را آنجا از تو رواجی پیدا
گردد ما خود را شایان این معنی ندیده تواضع نمودیم ایشان امر باستخاره کردند در ان
استخاره دیدیم که گویا طوطی بر شاخ نشسته و ما در دل خود نیت کردیم اگر آن طوطی
ازان شاخ آمده بر دست ما نشیند پس ما را کشایش ها درین روے خواهد نمود بمجرد
این خطور آن طوطی پرواز نموده آمده بر دست ما نشست و ما آب دهان خود در منقار او
کردیم و آن طوطی در دهان من شکر ریخت فردای آن شب این واقعه را چون بعرض
حضرت مولانا خواجگی قدس سره رسانیدم فرمودند که شما را زود تر متوجه بهندوستان
میباید شد که طوطی جانور هندی است و در هندوستان از دامان شما عزیزی بوجود آید
که عالمی ازو منور گردد و شما را نیز بهره رسد منقول است که حضرت خواجه فرمودند که چون
بشهر سهرند شما رسیدیم در واقعه نمودند که تو در جوار قطبیت فرود آمده و از حلیه آن قطب
نیز آگاه گردانیدند هم صباح آن روز بدریافت درویشان و گوشه نشینان آن بلده رفتم
جماعه را که دیدیم نه ایشان را بران حلیه یافتم و نه آثار و علامت قطبیت از هیچ یک معائنه

سله ولادت حضرت خواجه در کابل بظهور پیوسته در ۹۷۱ه در تحصیل علوم رسمی شاگردی مجمع علوم مولانای مولانا صادق حلوای که از علمای
اعلام آن ایام بوده اختیار نموده در رفاقت مولانا از کابل بما وراء النهر شده و بانکه روزگار رسمو فطرت ایشان را بین الاقران امتیازی
پیدا آمده و از فضائل بهره تمام روزی گشته اگرچه از تحصیل علوم صوری بقیه مانده که بسلوک این ... راه در آمدند ما از ذکای فطرت و صفای
نسبت و انش ایشان پایه بلند داشته تا آنکه بتدریس کتب مشکله و حل مطالب غامضه قدرت تمام داشت از ایام تحصیل علوم صوری جوش محبت
این راه کاه بصحبت با بزرگان محفل الی مع الله میرسانید تا آنکه چند بلاد ما وراء النهر که معدن این طائفه عزیز الوجود است بسیاری از مشائخ آن جهد دریافته
و از روحشی بهره س قوسه و نهایت تیره مکنونش گردید و حضرت خواجه اویسی بوده و تربیت از روحانیت حضرت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم و حضرت

نمودیم گفتیم شاید کسی از اہل این شهر قابلیت این معنی داشته باشد که بعد ازین بظهور آید
همان روز که شما را دیدیم هم حلیه شما را موافق یافتم و هم نشان آن قابلیت در شما مشهود گشت
منقول است که حضرت خواجه فرمودند که در بلده سهرند دیده شده بود که ما چراغ عظیم آنجا
افروختیم و مشاهده می گشت که ساعت بساعت نور آن چراغ افزون شد و نیز مشهود میگردید
که مردم ازان یک چراغ افروخته ما چراغهاے کثیره برافروخته اند این را نیز اشارت بمعامله
شما میدانیم حضرت خواجگی بیکے از مخلصان خود تحریر فرموده شیخ احمد نام مردی است از
سهرند کثیر العلم و قوی العمل روزی چند فقیر با او نشست و برخاست کرده عجائب بسیار از
روزگار و اوقات او مشاهده نموده بآن ماند که چراغ شود که عالمها ازو روشن گردد والحمد لله
تعالی احوال کامله او مرا بیقین پیوسته و این شیخ مشار الیه برادران و اقربا دارد همه
مردم صالح و از طبقه علماے چندی را دعاگوی ملازمت کرده جواهر عالیه و انسته استعداد ہا
عجیب دارند فرزندان آن شیخ که اطفال اند اسرار آلهی اند بالجمله شجره طیبه است انبتها الله
نباتا حسنا و نیز حضرت خواجه فرمودند که شیخ احمد آفتابی است که مثل ما هزاران
ستاره ها در سایه او گم اند الحاصل حضرت ممدوح ازیمن نظر تربیت و برکات و هدایت
حضرت خواجه رح بکمال و تکمیل واصل گردیدند پس در ساعتی که مشتری او و کسب
سعادت نماید حضرت ایشان را خلعت اجازت کامله پوشانیده و بسهرند که وطن مالوف
آنحضرت بود رخصت فرمودند جمعی از طالبان صادق خود را در خدمت ایشان تعیین
نمودند پس حضرت ایشان بانعمت های فراوان بوطن بازگشتند و بامر حضرت خواجه
در آن بلده بتربیت طالبان پرداختند بهمدران اندک ایام آوازه حضرت بلند شد
و آستان فیض نشان محط رحال و مجمع اصحاب کمال گشت علما از دور و نزدیک

بخدمت رسیدند وامرا از ترک وتاجیک بشرف حضور بهره ور گردیدند مشائخ عهد ارادت آوردند اکابر زمانه بتواضع برخاستند بدولت ایشان مس ها طلا شد وذره ها آفتاب گردید ذات بابرکات ایشان آیتے بود از آیات الٰهی ونعمتی بود از نعماے الٰهی ع

هر لطافت که نهان بود پس پردهٔ غیب ... همه در صورت خوب تو عیان ساخته اند

هرچه بر صفحهٔ اندیشه کشد کلک خیال ... شکل مطبوع تو زیباتر از آن ساخته اند

اطلاع بر مغیبات واشراف بر خواطر وتصرفات در مکنونات ادنی صفتے بود از صفات جمیلهٔ ایشان شمارهٔ خوارق وکرامات که در کتب مقامات مروی شده به هفت صد میرسد هرچند بحکم کلام ذی الاحترام قطب وقت ابوالحسن نوری نور الله مرقده که فرموده وَاَعْظَمُ الْعَلَامَاتِ فِیْ زَمَانِنَا شَیْئَانِ عَالِمٌ یَعْمَلُ بِعِلْمِهٖ وَعَارِفٌ یَنْطِقُ عَنْ حَقِیْقَتِهٖ همان کثرت علم وعمل ومعرفت اکمل حضرت ایشان کرامت شگرف بود ونیز بحکم آن گفته اند

ع اشرف معجزات قرآن است ؎

دقائق حقائق آن غوث الخلائق عظیم ترین خوارق است فاما چون بعض متقصد باشند که شمهٔ از کرامات بشنوند لهذا کراماتے چند بمعرض بیان در آورده میشود تولد حضرت مجدد حسب بشارت شیخ الاسلام احمد نامقی است در نفحات مذکور است که از حضرت شیخ الاسلام احمد پرسیدند که مقامات مشائخ شنیده ایم وکیفیت ایشان دیده از هیچ کس مثل این حالات که از شما ظاهر میشود ظاهر نشده است فرمود که ما در وقت ریاضت هر ریاضت که دانستیم که اولیا خدا کرده بودند بجا آوردیم وبر آن مزیدی نیز کردیم حق بفضل وکرم خود هرچه پراگنده بایشان داده بود یکبار به احمد داد وگفت چارصد سال چون احمد شخصے پدید آید تا عنایت ایزد تعالیٰ درباب او این باشد که همه خلق بیند هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ وفات شیخ احمد

در سنه ۵۳۶ بود منقول است که آن حضرت بقصد سیر وگشت بیابان ودشت کابل متوجه شدند روزی از قریه به قریهٔ اخری تشریف فرما بودند که درمیان راه آفتاب گرمی کرد واز حرارت هوا وگرد وغبار تشنگی وماندگی بر مخدوم زاده بزرگ رحمه الله ودیگران که پیاده درعنان میرفتند غلبه نمود اما از غایت ادب جرأت عرض نداشتند درین میان حضرت ایشان بسوی مولانا محمد یوسف سمرقندی که از قدماء اصحاب آنحضرت بود خطاب نموده فرمودند مانا حرارت آفتاب وتراکم غبار یاران را ایذا میدهد مولانا معروض داشت چون معلوم ومکشوف حضرت ایشان است چه حاجت بعرض مخلصان است حضرت ایشان تبسم نموده گوشهٔ چشم حق بین جانب آسمان کرده چیزی در زیر لب گفته قدمی چند نرفته بودند که قطعهٔ ابر ظاهر شده محاذی ایشان واصحاب ایشان آمده سایه افگند وبهمان مقدار که غبار فرو نشیند وبه وحل نه انجامد متقاطر شد وشمالی بغایت اعتدال وزیدن گرفت منقول است یکی از امرا زادها را سلطان وقت به غضب تمام از لاهور طلبید که ازو تقصیرات بوقوع آمده از مشاهدهٔ کثرت غضب سلطان حاضران را عقیده آن بود که بمجرد رسیدن او را بزیر پاے پیل افگند وی نیز این معنی را دریافته سخت هراسان گردیده بود چون بسرهند رسید بخدمت ایشان که غائبانه اخلاصی داشت آمده بزاری تمام التماس حمایت نمود ایشان فرمودند انشاء الله سبحانه خاطر جمع باشید که هیچ مکروهی نمیرسد بل سلطان التفات ومهربانیها خواهد نمود وی از غایت اضطراب معروض داشت که آنچه در حق این مخلص بزبان مبارک رفت آن را بزبان قلم نیز بیارند وآن رقیمه را به من بسپارند که مرا اطمینان تمام حاصل گردد چون مبالغه نمود حضرت ایشان تبسم نموده نوشته دادند که چون فلان از خوف غضب سلطان که نمونهٔ غضب الٰهی است به فقرا رجوع نمود فقرا او را در ضمن خود گرفته ازین مهلکه رهانیدند بعد از

مرخص فرمودن او بچندین روز یکی ناگاه خبر آورد که این شخص را سلطان آزارها داده بزندان فرستاد چون خبر بسمع حضرت ایشان رسید تبسم نموده فرمودند در نظر بعض فقرا چون قلق صبح در آمده که وی از سلطان شفقت و عنایت بیند این خبر که میگویند صدقی ندارد تا بعد از دو سه روز خبر رسید که آن مرد امین که بنظر سلطان در آمد سلطان بخندید و از روی نصیحت کلمهٔ چند با و در میان آورد و انگاه بالتفات تمام خلعتش داد و رخصت فرمود منقول است یکی از سلاطین زاده‌ها را پادشاه وقت در زندان کرد و در ای ملک بقتل آن مقرر شد آن بیچاره هر سو دست و پا می زد به فقرا نیز رجوعی نمود در ان اثنا حضرت ایشان به آگره تشریف فرمودند محبوس مایوس یکی از مخلصان منظور حضرت ایشان را که آشنای قدیم او بود طلب نمود و بزبان او از حضرت ایشان توجه خاص الخاص برای رهائی و خلاص خود نمود آن عزیز آمده به نهایت تضرع و الحاح التماس او را بعرض رسانید ایشان آن شب متوجه شده فردا ش فرمودند که با و مژده رسان که از قتل خلاص شدی و از حبس عنقریب رهائی خواهی یافت این مژده با و رسانید اما وی را غلبهٔ اضطرابی که داشت اطمینان تمام روی نداد بیکی از مجاذیب معتبر کس فرستاده التماس خلاصی خود از توجه او نیز نمود و آن مجذوب را بر زبان رفت که خاطر جمع دار که دیدم که قلاب یکی از اکابر نقشبندیه آمده ماهی او را از گرداب هلاکت کشید متعاقب آن سلطان زاده از حبس خلاص یافت و به منصب رسید منقول است که در سفری حضرت ایشان به رباطی فرود آمده بودند بناگاه بیاران فرمودند که مرئی گردید درین شهر امروز بلیهٔ روی خواهد داد و در جامه اهل شهر سرایت خواهد نمود یاران ما یکدیگری را خبر کنند که هر یک دعای ماثوره بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ را تکرار نمایند که هر که این دعا را بخواند بعنایت الله سبحانه وی و اسبابش محفوظ ماند ازین فرمودهٔ ایشان دو ساعت نرفته بود که در بعضی خانه‌های آن رباط آتش در افتاد و به شدتی هر چه تمام‌تر مشتعل شد چنانکه مردم از اطفای آن عاجز گشتند و بسا خانه‌ها بسوخت و بسا متعه چه بحرقت و چه بسرقه رفت مولانا عبدالمومن لاهوری که فاضل بود و از مخلصان ایشان اسباب او نیز محروق گشت و او خود را بصد محنت بخدمت ایشان رسانید حضرت ایشان بمولانا فرمودند که مگر شما را کسی بخواندن دعا ماثورهٔ مذکوره خبر نکرد گفت نه حضرت ایشان یاران را از عدم اخبار مولانا عتاب نمود و هر یاری که آن دعا خوانده بود اسبابش بسلامت رهائی یافت منقول است شیخ محمد مسعود که برادر خرد حضرت ایشان بود و از مریدان مقبول صاحب کشوف حضرت خواجه عالیشان قدس الله سرهما جهت کفاف معیشت بر سبیل تجارت به قندهار رفته بود در ان ایام بیخبری حضرت ایشان بخادمی که حاضر وقت بود فرمودند که عجب معامله است متوجه احوال مسعود شدم هر چند بدیدهٔ مکاشفه جست و جو نمودم وی را هیچ جا در زمین نیافتم بعد ازان چون نیک متوجه شدم صورت قبر او که بتازگی فوت شده در نظر آمد سامعان در حیرت رفتند بعد ازین فرمودهٔ ایشان بچند روز رفیقانش رسیده خبر وفات او رسانیدند منقول است از شاهزاده حق پژوه دارا شکوه[۱] که در سفینة الاولیا

۱؎ این شاهزاده پادشاه صورت درویش سیرت بود خرقهٔ خلافت از دست عارف حق آگاه ملا شاه پوشیده و بخدمت حضرت میان میر بالاهم حاضر شده دستگیر گردیده در فقر شانی عالی و مرتبه بلند داشت سفینة الاولیا و سکینة الاولیا و اکثر دیوان اکسیر اعظم رساله حق نما رسالهٔ معارف از وست مجمع البحرین دریای توحید هست از وست اورنگ زیب عالمگیر برادر خویش بقتل رسیده

آنکه شاه بلند اقبال است رتبه اش در مقام اجلال است
شاه دارا شکوه نامش بود بمقام ولی مقامش بود
شد چو زین دام گاه حزن و ملال شد بفردوس با دل خوشحال
بعد در غرهٔ مه عاشور بود تاریخ وصل آن مغفور
سال تاریخ نقل آن شه دین شد رقم صاحب بهشت برین
مرقد آن قتیل عشق اله هست در گنبد همایون شاه

در ذکر حضرت مجدد رح می طراز د از متاخرین مشائخ و صاحب ریاضت و مجاهدت و خوارق و تصانیف اند در او اخر حال بعضی بر شیخ تهمت کردند که شیخ میگوید مرتبهٔ من زیاده است از خلفاے راشدین رضی الله عنهم اما این محض بهتان و افترای مخالفان است بر شیخ چرا که این فقیر خود شنیده از سیادت و نقابت پناه فضائل و کمالات دستگاه حقائق و معارف آگاه افضل فضلای عصر علامی فهامی استاذی حضرت میرک شیخ بن شیخ فصیح الدین که میفرمودند که وقتے ما را عبور بسهرند واقع شد و کیف ما اتفق ملاقات شیخ احمد روی داد در اثناے ملاقات بخاطر گذشت که اگر شیخ را کرامتی است باید که مردم انچه از ایشان بیان میکنند خاطر نشان من سازند و دیگر آنکه شنیده بودم که خواجه باقی که پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی امکنگی مرید میگرفتند دیگر آنکه بخواجه خاوند محمود چه اعتقاد دارند چون ساعتے پیش شیخ نشستم جزوی از زیر مسند خود بمن دادند که مطالعه نمایند چون آنرا تمام بدیدم بمن گفتند ازین جزوی ظاهر میشود گفتم ازین خود هیچ ظاهر نمی شود و آنچه درینجا است درست است

ـه روزی در سفر گلبرگه فقیر حقیر را انجناب شاه معروف صاحب قادری که از مشاهیر مشائخ حیدرآباد دکن بوده اند اتفاق صحبت افتاد و قال قال ذکر تحریر و به مجددیه بیان آمد جناب شاه صاحب به محبت تقریب تحسین کشاده و فرمودند که رحلت مشائخ انحصار پیران طریقت از واجبات است و از واقعات خود بیان فرمودند که ایشان در عنفوان شباب بر ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی علیه الرحمه مترجم شدند و بعد نه سال جلد ضخیم بر نگاشتند اتفاقاً نواب لشکر جنگ بهادر که از امرای حیدرآباد بودند برای ملاقات شاه صاحب تشریف فرما شدند و مجلد ضخیم را که پیش نظر شاه صاحب بود برداشته از کیفیتش مستفسر شدند چون معلوم شد که تحریر شاه صاحب است بر حضرت مجدد رح نواب صاحب [illegible] که مسوده [illegible] حضرت شاه صاحب خیلی مستبعد است مناسب است که در خواب استخاره کرده در بشارت عمل نموده شود شاه صاحب استخاره فرمودند چون بخواب رفتند می بینند که ایشان در صحرای [illegible] ورق ورق [illegible] ایشان السلام علیکم گفتند یکی [illegible] سلام دادند چون [illegible] احوال معلوم [illegible] انقلاب [illegible] نشسته اند که بزرگی نورانی صبیح [illegible] باللباس سفید آمد و حال ایشان [illegible] انقلاب خوش حال شده به تعظیم برخاستند شاه صاحب را معلوم شد که حضرت مجدد علیه الرحمه بوده اند [illegible] بشارت [illegible] شاه صاحب [illegible] که این شاه معروف اند [illegible] حضرت معروف [illegible] حضرت مجدد رح [illegible] بیدار شدند [illegible] وقت مجلد ضخیم [illegible]

گفتند پس بهم اید که انچه از ما واقع شده همین ست و باقی افتر است و باز بعد از ساعتی گفتند که روزی خواجه خاوند محمد باینجا آمده بودند گفتند که خواجه باقی اجازت صریح از پیر خود ندارد بجهت آنکه روزی مولانا خواجگی امکنگی خربزه می خوردند و قاج قاج را خود بریده بدست حاضران و مریدان میدادند و بخواجه باقی ندادند اصحاب گفتند خواجه نیز حاضر اند مولانا خواجگی امکنگی فرمودند ما خربزه با و درست دادیم خواجه باقی ازین استنباط کردند که مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم این چنین نیست چرا که ما هرگز این چنین سخنی از پیر خود و از دیگر مردم نشنیده ایم بلکه خواجه باقی ابا می کردند که این کار از دست من نمی آید و این بار را من نمیتوانم برداشت و مولانا خواجگی میفرمودند که ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندی از ریش سفیدان نیز گفته اند که ما دران مجلس حاضر بودیم که مولانا خواجگی اجازت ارشاد بخواجه باقی دادند خواجه خاوند محمود گفتند پس ما غلط شنیده بودیم و بعد ازان شیخ احمد فرمودند که انچه از مریدان خواجه خاوند محمود با ایشان اعتقاد دارد و خواجه آنچنان نیستند و من آن اعتقاد بخواجه ندارم هر سه سوالی که در خاطر حضرت اخوند گذشته بود شیخ جواب دادند منقول است چون علامة الزمان شیخ الاسلام هندوستان مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی در اوائل یکے از معاندان حضرت شیخ بود شبی شیخ را بخواب دید که روبروی وی آیه قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ همی خواند به مجرد شنیدن این آیت جذب شیخ و شوق الٰهی مجددی در دل وی اثر کرد و قلب وی ذاکر گردید چون از خواب بیدار شد دل خود را ذاکر یافت چند روز به تصور شیخ ذکر حق کرد و خود را اویسی شیخ میگفت آخر بخدمت حاضر آمد و بدرجات والا رسید منقول است شیخ طاهر لاهوری قدس سره که از اعاظم خلفای حضرت مجدد است و استاد شیخ محمد سعید و محمد معصوم هر دو صاحب زاده شیخ بود و قبل ازین بیعت به خاندان شاه

کمال کیتھلی قادری داشت چون عالم متبحر بود هر دو صاحبزادگان تعلیم علم ظاهری از وی میگرفتند روزے در محفل خلد منزل حاضر بود که حضرت شیخ مجدد را از راه مکاشفه احوال شیخ ظاهر ظاهر شد و فرمود که مرا معلوم شده است که شخصے از حاضرین این حلقه طوق کفر بگردن خود خواهد انداخت و از راه هدایت و طریق دین متین خواهد برگشت و من بر پیشانی وی لفظ هو الکافر نوشته می بینم باستماع این معنی یاران که حلقه بندگی و اخلاص بگوش جان میداشتند بنهایت ترسان و لرزان شدند و از شیخ بزرگ مستفسر این حال شدند که آیا ازین تمام اهل حلقه آن بے نصیب که باین بلا مبتلا خواهد شد کیست و نامش چیست فرمود که آن شیخ ظاهر است یاران مجلس بظهور این معنی متاسف شدند مگر احدے این سخن بگوش شیخ ظاهر نرسانید آخر کار بعد چند ماه شیخ ظاهر بر زنے کافره عاشق شد و لباس اسلام را مبدل بنجاست کفر ساخت و زنار ارتداد بگردن جان آویخت چون شیخ ظاهر اوستاد حضرتین عالیتین بود از وقوع این حال بسیار غم و الم دامنگیر حال هر دو صاحبزاده بلند اقبال شد آخر روزی بوقت خوش بخدمت والد بزرگوار عرض کردند که اوستاد ما غریق دریاے کفر شده است توجه فرمایند که باز مشرف باسلام گردد فرمود که هر چه شدنی بود شد که در لوح محفوظ بحق او همین مکتوب بود آخر هر دو فرزند سعادت مند در باب مغفرت شیخ ظاهر از بس اصرار کردند حضرت شیخ بخاطر داری فرزندان دلبند دست دعا بجناب کبریا برداشت و عرض کرد که الٰهی حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی فرموده است که هیچ کس را بر قضای مبرم دست قدرت نیست مگر مرا چون یکی از دوستان خود را این مرتبه عالی کرامت فرمودی من هم امید دارم که بواسطه من از شیخ ظاهر این بلای ازلی بگردد فی الحال تیر دعا بهدف اجابت رسید و شیخ ظاهر از خواب غفلت و مستی عشق مجازی

بیدار شده افتان و خیزان بخدمت شیخ حاضر آمد و دوباره خلعت اسلام پوشیده دست ارادت بدامان شیخ زد و در اندک زمان بدین مراتب عظمی رسید حضرت ایشان بعمر سه و شصت سال ۱۰۳۴ ازین خاکدان به بهشت جاودان نقل فرمودند تفصیل حالات در برکات احمدیه و حضرات القدس وغیره مذکور است عاجز گوید ؎

بسوی باغ جنان شد امام ربانی	زسوز عشق دل عالمی کباب شده
بسال رحلت او گفت عاجز خسته	بسیر انفس و آفاق کامیاب شده

۱۰۳۴

اکنون در یافتنی است که ذات بابرکات حضرت شیخ مجدد رح از حلیه جمیع کمالات ظاهری و باطنی و از سائر شرائط مجددیت محلی و مجلی و مزین بود و تجدید و تائید دین متین از حضرت ایشان بوجهی ظاهر شده که ظلمت کفر و بدعت بانوار ایمان و سنت متجلی گشت و عماد و سداد در شاد در همگی قریه و بلاد برپا شده بنای اسلام استحکام یافت و تمامی دیار عرب و عجم از شام و روم و حجاز و یمن و حبش و تکرور و هند و سند وغیره از خلفاء حضرت ایشان رح فیضیاب گردید تا آنکه مشائخ وقت از شیخت استعفا داده به ملازمت صحبت بابرکت حضرت رح افتخار دارین ورزیدند و اولیاء عصر بانقیاد و فرمان برداری باوج بلندی و قرب صمدی رسیدند و سالکان طریقت بر معارج ولایت و معارج هدایت آناً فاناً ترقی می نمودند و عجائب انوار و غرائب روزگار در اندک زمانه مشاهده می کردند که بصحبت دیگران سالها میسر نبود و بعضی از کمالات و مقامات که بر کملین سابقین رضوان الله علیهم اجمعین منکشف نه شده بود از زبان حضرت ایشان ظاهر شد چنانچه مولانا شاه عبدالعزیز دهلوی رح درینباب تحریر می فرماید و لایات در

سله امام المحدثین مقتدای مفسرین جامع علوم ظاهری و باطنی بود در علم و حلم و ورع و تقوی و تدریس و تلقین رتبه بلند و مقامی ارجمند داشت خلق بیحد و بیشمار بشاگردی آن زبدة الابرار بهره‌یاب شده و بمقام فضیلت و تکمیل رسیده درین زمانه اخیر [illegible] برکات در انظام الاولیا گفته آید بجا است سراج الهند و جمن جنان المحدثین تفسیر عزیزی تحفه اثنا عشریه وغیره از تصانیف وی مقبول عالم و عالمیان است تعلیقات بجواب شیخ عبدالحق دارد [illegible]

زمان قربت از زمان سعادت نشان آنحضرت رائج و متداول شدند و صحابه و تابعین و تبع تابعین وَهَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ الْجُنَیْدِیَّةِ وَاَقْرَانِهٖ ثُمَّ هَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ مَشَائِخِ الْقَادِرِیَّةِ وَالْچِشْتِیَّةِ طریق تحصیل آن مدون و مبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلت که درین عهود متطاوله اصلاً کسی مذکور آن نکرده و نه طریق تحصیل آن را کسی بیان نموده تا هزار سال گذشت و طریق تحصیل آن مقام در پرده اختفا و احتجاب ماند تا آنکه حق سبحانه تعالی حضرت مجدد را بر روی کار آورد و ایشان را منشا ظهور این مقام که در جوهر شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم مودع و مکنون بود گردانید و هزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقه میسر شد که بعد حالا بیان طریقه بوجهے نمایم که اختصاص آن باتباع مجددیه کالشمس فی رابعة النهار منکشف گردد قبل از حضرت مجدد طرق همه از راه محبیت و محبوبیت بوده اند اول راه محبیت می پیمودند و آخر بمرتبه محبوبیت فائز میشدند و آنچه لوازم محبیت است از ذکر جهر و وجد و شوق و انکسار و تضرع و صبر و توکل و رضاجوئی او و مراقبه صفات خصوصاً احاطه و معیت و استغراق در توحید فعلے و خود را کَالْمَیِّتِ فِیْ یَدَیِ الْغَسَّالِ داشتن و صفات خود را و غیر خود را استهلاک در صفات او دیدن بلکه ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و حسن و جمال او را در هر مظهر مشاهده نمودن و دران کوشش بلیغ مینمودند تا آنکه بانوار و تجلیات در ابتدار سلوک و فنا و بقا در انتها، آن فائز گشتند و دم اتحاد می زدند که اَنَا مَنْ اَهْوٰی وَمَنْ اَهْوٰی اَنَا تا آنکه حضرت خضر بحضرت عبدالخالق غجدوانی که ارهاص طریقه مجددیه بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عهد حضرت خواجه نقشبند این معنی برگ و بار پیدا کرد لیکن در عهد حضرت خواجه عبیدالله احرار علوم توحید باین نسبت ممتزج شدند و غلبه پیدا کردند تا آنکه حضرت مجدد قدس الله سره آن همه را در بطون رسانیدند و از چاک سینه خود سراغی به محبوب پیدا کردند حالا عنایت ساری

موقوف شد و شوق و اشتیاق و وجد و جناحات و تضرع یکطرف ماند هرچه هست در قلب و روح و سر و خفی و اخفی و عناصر بدن است تا آنکه انوار و تجلیات از باطن خود می افتد و در رفته رفته بمقام خلت میکشد معنی محبیت عاشقی است و معنی محبوبیت معشوقی است و معنی خلت یارانه است و سابق عاشقی و معشوقی بود درینجا آرزو و نیاز از جانبین است و سرگوشیها از طرفین واقع میشود و در عاشقی نعره و بیتابی و سر بر در و دیوار شکستن و در معشوقی غنج و دلال و فخر و مباهات بوده است اینست طریق خلت بطریق اجمال و اگر تفصیل آن کسے خواهد باتباع مجددیه چندسال نشست و برخاست نماید و در وجدان خود نظر کند که چه رنگ پیدا میشود و از طرق سابقین انتهی علما مشارالیهم بالبنان که در طول باع نظیر خود نداشتند بلاحظه براهین ساطعه و حجج قاطعه به مجددیت حضرت ایشان رطب اللسان گشادند چنانچه مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی و مولانا جان محمد لاهوری و مولانا عبدالسلام دیوکی و غیرهم رحمة الله علیهم اجمعین در تحریرات و تقریرات خود ها حضرت ایشان را مجدد الف ثانی گفته اند صاحب جواهر الحقائق در کتاب خود می آرد امام ربانی شیخ احمد سرهندی از اکابر صوفیه است و جامع علوم ظاهری و باطنی و صاحب مقامات علیه و کرامات جلیه است اکثری از علماء و عرفا او را بزرگ داشته اند فاضل محقق مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بر مجددیت وی رفته و مجدد حادی عشر گفته است و مشاهیر عرفا در سلسله وی در هند و سند و عرب و عجم خصوصاً در روم و شام و عراق و کردستان و دیگر

سله معنی مجدد الف ثانی نزد ایشان و اولیا ایشان اینست که واسطه فیض ولایت درین هزار دوم وجود مبارک ایشان است چنانچه تحریر فرموده اند که برمن مکشوف ساختند که حضرت امیرالمومنین علی کرم الله وجهه و جناب سیده رضی الله عنها واسطه فیض ولایت مطلقا اند اگرچه و نیز امم سابقه باشند و بعد از ایشان تا ائمه اثنا عشر همین منصب قائم است پس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سره نیز ازین دولت عظمی سرفراز شده اند و بعد از ایشان برسر الف ثانی حق سبحانه تعالی مرا هم ازین منصب نائب ایشان فرموده و سرفراز باین خلعت نموده لهذا درین هزار دوم هرکس که بمرتبه ولایت برسد بواسطه فیض از من می باشد بجز آنکس که از نیچ ولی بولایت نخواهد رسید ۲۰ در المعارف ۰۰۰۰۰۰۰۰

بلدان درین زمان اشتهار تمام دارد آنکه اوست که نشر انواع علوم واسرار فرموده در شرح مقامات طریقه از سابقین سبقت برده است و آنکه اوست که بفهم مقطعات قرآنیه معزز گشته و بحصول اسرار متشابهات فرقانیه امتیاز یافته است و آنکه اوست که اسمار انبیاء به هندوستان و تابعان ایشان بروی مکشوف گشته و مقامات و درجات ایشان را مبین ساخته است و آنکه اوست که باعلام آلهی جلشانه مراتب ولایت و نبوت و رسالت و کمالات اولی العزم و مقامات خلت و محبت بیان فرموده و مخصوصات سید انبیاء علیه وعلیهم الصلوة والسلام ظاهر نموده است قدس الله تعالی روحهم وافاض علینا فتوحهم انتهی مولانا شاه عبد العزیز دهلوی در مکتوب اسمی حافظ صدر الدین حیدرآبادی می طرازد هرگاه این معرفت پخته شد و رفته رفته در فهم کلمات عارفان طریقه مردم کج فهم راه اتحاد پیمودند و این معرفت غامضه را وسیله ابطال شرائع و تکلیفات نمودند و مذهب شیخ محب الله اله آبادی که ظاهرش قدم در وادی اتحاد میزند شیوع تمام و رواج مالاکلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سهرندی را بروی کار آورد و علوم غریب بر ایشان القا فرمود من قبیل تعدیل الحار بالبارد والرطب باليابس تا هیئت اعتدالیه در اذهان مردم جاگیر دو باطل ممزوج بحق ارتفاع و اضمحلال پذیرد و همین است مصداق معنی مجددیت انتهی آول کسے که حضرت را مجدد الف ثانی گفت مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی[1] رحمة الله علیه بود در برکات احمدیه میطرازد راقم حروف گوید مرا بر دل خطور میکرد اگر یکے از اعاظم علماء وقت این معنی را که حق سبحانه حضرت ایشان را مجدد الف ساخته مسلم میداشت تائید تمام بود تا روزی باین خطره بخدمت

[1] وی از اکابر علماء و اعاظم علمای عهد خود بود در علوم باطنی وحید عصر و در علوم ظاهری فرید دهر در تمامی علوم ماهر بود در زمان وی در جامعیت کسے همپایه وی نبود بحضرت ... غالب آمده شاگرد حضرت مولانا کمال الدین کشمیری است تصانیف مفیده دارد که بعض متداول ... حاشیه بیضاوی حاشیه ... حاشیه خیالی حاشیه شرح ... حاشیه مطول حاشیه عبد الغفور ... وغیره

ذکر مجدد الف ثانی بودن حضرت

حضرت ایشان رسید باین حقیر خطاب نموده فرمودند که مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی که در علوم عقلیه و نقلیه و تصانیف علیه چون وی در دیار هند نمی نماید کتابتے بما نوشته بود تبسم نموده فرمودند یکی از ان فقرات مدحیه این بود که مجدد الالف الثانی انتهی حضرت مجدد اشتغال با تصانیف هم داشتند از تصنیفات حضرت ایشان است رساله تهلیلیه و رساله اثبات النبوة و رساله المبدء والمعاد و رساله مکاشفات غیبیه و رساله آداب المریدین و رساله معارف لدنیه درین ذکر احوال و مقامات خاصه خود بیان فرموده و رساله رد شیعه و تعلیقات عوارف و شرح رباعیات خواجه عبد الباقی علیه الرحمه و رای آن مکاتیب حضرت ایشان رساله ها است که هر رساله از ان محتوی اسرارها است هیچ یکے از متقدمین مثال آن بچشم سر ندیده و احدی از متاخرین بگوش حقیقت و معرفت نظیرش نه شنیده اشتهار و قبولیت آن امری است خداداد و تحریرش همان و اشتهارش همان مکتوبات و تصانیف هیچ از کملین باین غایت مشتهر نگردیده اگرچه در زمان حضرت مجدد بعض حضرات لب باعتراض کشادند و بعد ازان نیز سلسله رد و انکار دراز بود مگر بقدر انکار بلکه مزیدی بر آن تائید غیبی در جه شهرت و قبولیت افزود حضرت مجدد علیه الرحمه باوصف کمالی که داشتند بجواب هیچ معترض متوجه نه شدند بلکه در مکتوب دوصد و چهارم از جلد اول تحریر می فرمایند از سخنان پریشان ارباب خسران محنت نه کشند کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ لایق آنکه بمکافات و مجازات متعرض نشوند دروغی را فروغی نیست باعث کسادت بازار آنها کلمات متناقضه آنها خواهد بود وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ شغلے که پیش دارند در بهان کوشند و از غیر آن چشم پوشند قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ انتهی از آنجا که از زمان باستان چنان معمول است که مردمان در پے ایذا رسانی خاصان خدا افتند چنانکه ذکرش کرده شد با حضرت مجدد هم نیز دقیقه از عداوت نامرعی نه گذاشتند و بیشتر سبب هیجان این فتنه انکار

توحید وجودیست و اثبات توحید شهودی است چراکه از چهار صد سال یعنی از عهد حضرت شیخ بن عربی رحمتہ اللہ علیہ تا عهد مبارک ایشان ادعیه اسماع واذهان مردم از مسئله وحدت وجود مملو بوده است و انکار حضرت مجدد بر توحید وجودی نه مثل انکار علمای ظاهر است بلکه از مقامی که وجودیه تکلم می کنند تصدیق وتسلیم آن مینمایند این قدر هست که مقصود اصلی را فوق این مقام میفرمایند وغیریتے فی الجملہ بین الحق والخلق بہیچے که مخل وحدت وجود حقیقی که متحقق در خارج حقیقی است نگردد ثابت می کنند به خلاف وجودیه که درمیانه حق وخلق عینیة اثبات مینمایند و نیز چون بناء طریقه حضرت ایشان بر اتباع سنت است مبتدعین درپے انکار حضرت ایشان شدند وچون جهانگیر بادشاه بیشتر اوقات در حالت سکر می بود وقت را غنیمت دانسته باو اطلاع دادند که حضرت مجدد مقام خود را فوق مقام صدیق اکبر گوید چون جهانگیر تفتیش حال کرد حضرت امام ربانی لب به پاسخ کشادند که شما خدام را برای خدمتی خاص با ایوان خود طلب می سازید وآن خادم بعد طی مقامات امرا پیش شما میرسد بازیه محل خود عود می کند ازین خادم را تفوقی بر امرا نمی باشد جهانگیر خاموش شد پس شخصے از حضار به جهانگیر گفت که تکبر این شیخ نگریستنی است که ترا سجده نه کرد شما که ظل الله وخلیفة الله هستی بلکه تواضع معمولی هم بجا نیاورد پس جهانگیر حکم کرد تا به قلعه گوالیار مقید کردند ؎

حال درویش همان به که پریشان باشد	پر شود خانه زخورشید چو ویران باشد

سلہ بعض اہل تواریخ این را فتنه انگیزی روافض قرار داده که در عهد جهانگیر سر برداشته بودند چنانچه تفصیل در رساله انوار احمدیه مذکور گشته و در خزینة الاصفیا از مولوی غلام سرور چشتی مذکور است ۱۲ سلہ جهانگیر بن اکبر بادشاه چغتای بتاریخ چهاردهم ربیع الثانی سنه ۱۰۱۴ بر تخت سلطنت نشست و تا بست و یکسال و هشت ماه وسیزده یوم بادشاهی نموده و پنجاه و هفت سال و نه ماه و دو یوم عمر یافت سلطان را با نورجهان زوجه شیر افگن خان تعلق بود چون شیر افگن خان بمرد از کمال تعلق گردید و نورجهان برین غایت بر مزاج شاهی مسلط شد که حکومت بادشاه محض برای نام بود اجرای احکام مالی وملکی و فیصلجات ومهمات سلطانی صرف متعلق بذات نورجهان بیگم بود بلکه سکه زر بنام نورجهان بیگم و بدین بیت مضروب شده ۱۲

شاه جهان که عقیدتے باحضرت امام میداشت افضل خان وخواجه عبدالرحمن را که از مقربان ومعتمدان شاه جهان بودند با بعض کتب فقهیه پیش حضرت فرستاد که چون علما سجده تحیت را برای سلاطین جائز داشته اند اگر وقت ملاقات به سلطان سجده کنی من ضامن هستم که ضررے به حضرت نه خواهد رسید حضرت قبول نداشتند و فرمودند که این رخصت است وعزیمت دران است که سجده به غیر الله نه کرده شود چنانکه این واقعه را سید غلام علی آزاد بلگرامی در کتاب سبحة المرجان فی آثار هندوستان نگاشته ؎

فِی طَرِیقِ الْعِشْقِ اَنْوَاعُ الْبَلَا	اَیُّهَا الْقَلْبُ الْحَزِیْنُ الْمُبْتَلَا
لَا کَمِثْلِ الْقَلْبِ الْعَشُوقِ الْمُمْتَحَنْ	لَا اُبَالِیْ فِی الْبَلَایَا وَالْمِحَنْ
سهل باشد در ره فقر و فنا	گر رسد جان را تعب تن را عنا
رنج راحت دان چو شد مطلب بزرگ	گرد گله توتیای چشم گرگ
کے بود در راه عشق آسودگے	سر بسر درد است و خون آلودگے
تا نه سازی بر تو آسائش حرام	کے توانی زد براه عشق گام
غیر ناکامی درین ره کام نیست	راه عشق است این ره حمام نیست

از بعض ثقات شنیده شد که هرگاه جهانگیر حکم نهب خانه حضرت مجدد علیه الرحمه داد حضرت به اخلاف خود امر فرمودند تا زنهار نسبت بادشاه اسلام به دعاے بد لب نه کشایند ؎

شنیدم که مردان راه خدا	دل دشمنان هم نکردند تنگ

چون حضرت مجدد در مهما امکن هیچ سنت انبیا علیهم الصلوة والسلام را از دست نداده بودند تقدیر الٰهی مقتضی حبس وی گردید تا سنت یوسف علیه السلام مودی گردید ؎

آنها که پاے در ره مولا نهاده اند	گام نخست بر سر دنیا نهاده اند

آورده اندیشت برین آشیان دیو	پس چون فرشته روی بعقبی نهاده اند
آن طوطیان زه چو قدم برگرفته اند	طوبے لهم که بر سر طوبی نهاده اند
زاد ره و ذخیره این وادے مهیب	و طشت سر بریده چو یحیے نهاده اند
اول بزیر پاے سگان خوار گشته اند	وآخر چو باد سیر سوے مولا نهاده اند

امر دوم اول کسے که درین وادی قدم اعتراض نهاده شیخ عبدالحق دهلوی اند[۱] که از مشاهیر علمای حنفیه دیار هند بود شیخ معاصرت با حضرت مجدد علیه الرحمه داشت و این معاصرت را باین وجه که هر دو از مقتبسان انوار بارگاه حضرت خواجه باقی بالله علیه الرحمه بودند قوتی گردیده پس شیخ بحکم اَصْلُ المُعَاصَرَةِ المُنَافَرَةُ در بدو امر رساله بر رد حضرت مجدد تحریر کرده چنانکه حضرت شیخ در آخر رساله ناخوشی خود باین عبارت ظاهر می فرماید یکباری شنیده شد که نسبت به فقیر این آیت می خوانند وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ و ظاهر است که طعنه های معاصر قابل اعتماد نباشد چنانکه حافظ ذهبی کلام اقران را قابل سماعت ندانند در سیر اعلام النبلاء مذکور است هٰذَا مِنْ كَلَامِ الْاَقْرَانِ الَّذِيْ لَا يُسْمَعُ ابن فهد در حاشیه (این از کلام معاصرین است که شنیده نمی شود) ضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع در تحت ترجمه علامه سیوطی نگارد وَالَّذِيْ اَدِيْنَ اللّٰهَ بِهٖ اَنَّ مَا قَالَ كُلٌّ مِّنْهُمَا فِيْ صَاحِبِهٖ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ كَمَقَالَةِ الْعَصْرِيِّ بَعْضِهِمْ فِيْ بَعْضٍ هر گاه در علامه سیوطی و سخاوی بسبب معاصرت این چنین اتفاق افتد به دیگران چه رسد و علامه ابن حجر مکی در خیرات الحسان از ابن عباس روایت کرده اِسْتَمِعُوْا كَلَامَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تُصَدِّقُوْا بَعْضَهُمْ

[۱] شیخ عبدالحق از مشاهیر علمای دهلی است در محرم ۹۵۸ قدم در دنیا نهاده و قبل از بلوغ بیشتری از علوم حاصل کرده و بعمر بیست و دو سالگی قرآن یاد کرده و بر مسند افاده نشسته و در عنفوان شباب بحرمین محترمین رسیده از عبدالوهاب متقی تحصیل علم حدیث [illegible] بوطن مالوف خود مراجعت نموده تا پنجاه و دو سال بتعلیم و افاده و طالبین مشغول شده تصانیف صغار و کبار وی تا صد میرسد و در [illegible] بیعت شیخ موسی قادری خرقه قادریه [illegible] ساخته در ۱۰۵۲ رحلت فرموده عمرش قریب بصد سال رسیده بود [۲] الضوء اللامع تصنیف شمس الدین سخاوی [illegible] المتوفی [illegible] سیوطی

فِيْ بَعْضٍ وَهُوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُمْ اَشَدُّ تَغَايُرًا مِّنَ التُّيُوْسِ فِيْ زُرُوْبِهَا وَكَذَا جَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَمِنْ ثَمَّهٗ ذُكِرَ فِي الْمَبْسُوْطِ فِيْ مَذْهَبِ مَالِكٍ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ الْقَارِيْ يَعْنِي الْعُلَمَاءَ لِاَنَّهُمْ اَشَدُّ النَّاسِ تَحَاسُدًا وَتَبَاغُضًا ه

از صحبت دوستی برنجم	کاخلاق بدم حسن نماید
عیبم هنر و کمال بیند	خارم گل و یاسمن نماید
کو دشمن شوخ چشم بیباک	تا عیب مرا بمن نماید

شیخ[۱] درین رساله که بمقابله حضرت مجدد است اولاً رجماً بالغیب نوشته در صدد جواب مکتوب هشتاد و هفتم از جلد ثالث گردیده که حضرت مجدد علیه الرحمه بمولانا صالح کولابی[۲] در اسرار مرادی و مریدی زیب تسطیر فرموده پس ازان بر رد مکتوب یکصد و بست و یکم از جلد ثالث مگر شیخ به تقاضای همزمانی درین رساله راه تحقیق گذاشته در بادیه تعصب گام پیما شده ادنی تامل پیدا میشود که اولاً چون شیخ از علمای ظاهر بود بنای اعتراض را بر علوم ظاهری نهاده است و ازان غباری بر دامان علوم حقائق و معارف نمی نشیند ه

کاین ره که تو میروی به ترکستان است

ثانیاً بیشتر بنای اعتراض بر مسموعات نهاده اند باآنکه در مکتوبات شریف اثری ازان پدید نیست بلکه بعض جا خلاف آن یافته میشود و این معنی از آداب مناظره بمراحل دور است چه کدامی الزام بر خصم عائد نمی توان شد تا آنکه منشاء الزام را در کلامش نیابند ثالثاً الزامی که عاید کرده شد حضرت مجدد هم آن اعتراض را بطور خود دفع فرموده اند درین صورت نیز

[۱] تیوس جمع تیس بز نر آهوی نر [۲] زروب جمع زرب جایگاه گوسفند [۳] مولوی غلام سرور چشتی در خزینة الاصفیا می نگارد پس باد شاه شیخ را نزد خود خواند و سبب مخالفت خواست چون شیخ مرتکب ازین امر شد معاندان باز سر شوریدن بر داشتند و بر مضمون مکتوب که سابق ذکر کرده شده دیگر مضامین [illegible]

[illegible]

کلام محل اعتراض نخواهد بود رابعاً اعتراض بر کلامی کرده شد که مثل آن کلام یا بالاتر از آن
بروایت ثقات بلکه بروایت شیخ از حضرات صوفیه مشار الیهم بالبنان منقول است
پس اعتراض بر کلام حضرت مجدد عین اعتراض است بر حضرات صوفیه صافیه قدس الله
اسرارهم و ازینجاست که اکابر علماء متوجه شده داد جواب شیخ دادند ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	کانجا همیشه باد بدست است دام را

مگر الحمد لله که آخر الامر غشاوت بشری زائل گردید و شیخ رح از تحریر خود نادم و پشیمان شد
حضرت شاه غلام علی رح در رساله خود تحریر می فرمایند اگرچه شیخ در اوائل حال بے تحقیق اعتراضها
نموده اما در آخر از ان باز مانده در واقعه رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را دیده که میفرمایند
هر که اخلاص بما دارد با ایشان نیز داشته باشد و اشارت بحضرت مجدد فرمود پس شیخ
از انکار استغفار نموده بخدمت خواجه حسام الدین احمد خلیفه حضرت خواجه باقی بالله رح باین
عبارت نوشته که درین ایام صفای باطن فقیر بخدمت میان شیخ احمد سلمه از حد متجاوز
است اصلاً پرده بشریت و غشاوه جبلیت درمیان نماند نمی داند که از کجاست قطع نظر از
رعایت طریقه انصاف و حکم عقل که با چنین عزیزان و بزرگان بد نباید بود در باطن بطریق

۱ در رساله کشف الغطاء مذکور است وقد ثبت بتحقیق [illegible] الفضلا مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی [illegible]
العبارة تصحیح کردن در سخن بزرگان به مراد ایشان جهل است [illegible] کلام [illegible] پناه عرفان دستگاه شیخ احمد [illegible]
فهمیدگی است کتب الفقیر عبد الحکیم [illegible] الشیخ محمد [illegible]
[illegible] علمای زمان بملاحظه تصانیف [illegible] شیخ الاسلام مولانا عبد الحکیم [illegible] ۲ خواجه حسام الدین
مخلص احباب و اجلاء اصحاب حضرت خواجه باقی بالله بود و اول [illegible] بود [illegible] بخدمت
حضرت خواجه باقی [illegible] برکت صحبت حضرت ایشان [illegible]
[illegible]
[illegible]

ذوق و وجدان و غلبه چیزی افتاده است که زبان از تقریر آن لال است اللّٰهمّ مقلّب القلوب
ومبدّل الاحوال شاید ظاهر بینان را استبعاد است من نمیدانم که حال چیست و بچه مثال است
و در مکتوبی طولانی با ولاد خود هم درین مضمون نوشته آنچه مسودات اعتراضات بر کلام میان
شیخ احمد سلمه الله تعالی نوشته ام همه را در آب بشویند غباری که بنسبت ایشان بخاطر رسیده
بود بصفا انجامید انتهی حضرت شیخ در آخر رساله می فرماید بعد از انکه آوازه کمالات شما
درمیان است آن نیز میگویم خداوندا این مرد از کمالات خود این چنین خبر میدهد اگر صادق
است ما را دلیل صدق و حقانیت او الهام فرمایا او را تصرفی در ما پیدا آید که رفع شبهه التباس
کند انتهی همانا حق تعالی جل شانه دعای او را قرین اجابت فرمود تا آنکه بسبب انکشاف حقیقت
امر از تحریرات خود رجوع نموده شیخ در رساله تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف که بطور
شرح قواعد شیخ عبد الوهاب متقی است می نگارد که انکار از اقوال متصوفین گاهی بمقتضای
اجتهاد معترض میباشد گاهی برای قطع ذریعه یعنی ضلالت عوام که ظاهر شریعت را از دست
دهند گاهی بسبب عدم فهم تحقیق مطلب مگر این را علماء نسبت خود کے باور دارند گاهی بسبب
قصور مواد علمیه گاهی بسبب جهل از ملت گاهی بسبب بودن مقام از مبهمات گاهی بسبب عناد
و استکبار بر ناظرین رساله شیخ نیک پیداست که باستثنای صورت اول و ثانی همه دواعی انکار
در ایرادات شیخ موجود است رجوع وی محض از توفیقات باری تعالی است جل شانه و آنچه باو که
هرگاه پیش حضرت شیخ اعتراضها از غبار خاطر سر بر داشته اند و بعد صفای قابل شستن متصور
شدند پس لیاقت آن ندارند که در معرکه اهل صدق و صفا پیش کرده شوند که کیفیت رجعت
شیخ رح بے انکار از همان عصر مشهور و معروف است و بعض کملین سلسله چشتیه در همان قرب
زمان تصدیق آن کرده اند شاه فتح محمد فتحپوری چشتی در مناقب العارفین آورده که چون براقم

احوال شیخ احمد کابلی رسیدم و مکتوبات او را مع معارضات شیخ عبد الحق دهلوی ملاحظه کردم تحیرم
افزود که چه نویسیم باوجود صدور چنین کلمات کفر در حق ختم المرسلین صلی الله علیه وسلم و اهانت
اولیا را که ارض و سما بر علوّ مرتبهٔ آنها شهادت میدهد همچنین اکابر مثل شیخ آدم بنوری و دیگر
کسانیکه در سلسلهٔ وی داخل اند اکثری علما و محدثین صاحب حال و قال اند چسان اتباع
کردند خصوصاً علماء بلخ و بخارا و کابل که در تدین و صلابت دین نظیری ندارند اکثری همین
سلسله متمسک اندیس برای تفتیش حال وی قصد دهلی کردم و از شیخ نور الحق بن شیخ دهلوی
ملاقی شده استفسار حال وی نمودم به تحقیق پیوست که شخصے حسن خان نامی از قوم افغان از
مریدان شیخ کابلی چیزی ازوی آزردگی پیدا کرده مسودات مکتوبات شیخ را که نزد وی بود از آن
تحریف کرده بست نسخه نویسانیده جا بجا منتشر گردانید چون نقل مکتوبات شیخ دهلوی که از خلفاء خواجه
عبد الباقی بود رسیده کمال متوحش شده مکتوباتی در رد آن اقوال کاذبه بشیخ کابلی نوشت و بسیار
زجر و توبیخ کرد از انجا شیخ کابلی مسودات خود را که دستخطی بوده بجنسه نزد شیخ دهلوی فرستاد و
نوشت که معاذ الله که از من چنین کلمات بصدور پیوسته باشد یکی از مریدان من مردود
بطریقت گشته این فتنه برپا ساخت و مرا هدف بر ناوک تیر نمود و آخر بدعای من گرفتار شده در بخارا
در تهمت ارتداد کشته شد بعد دریافت آن شیخ دهلوی در توصیف آن مقال و اعتذار عدم
علم بدین حال مکتوبی نوشت چنانچه آن مکتوب شیخ دهلوی و دستخطی شان ملاحظه کردم والحمد لله
علی ذلک واگرچه نزد وی زمرهٔ اهل وجد و سماع از جنس فساق ایم لیکن بحکم ظنوا المؤمنین خیرا حدیث
راه انصاف پیموده درپے تفتیش حال وی شدیم انتهی همانا وجه رجوع همین باشد که مولوی
غلام سرور چشتی در خزینة الاصفیا می نگارد و شیخ عبد الخالق سرهندی میفرماید که شیخ عبد الحق محدث
دهلوی که اعلم علمائے دهلی بود بحضرت شیخ مجدد نزاع داشت روزی من بترتیب ملاقات

نزدش رفتم و ذکر کرامت آنحضرت شروع شد شیخ عبد الحق بر سر انکار آمد جواب دادم که
با بزرگان دین عداوت داشتن خوب نیست منصف ما و شما قرآن است تجدید وضو کنیم و مصحف
مقدس بکشائیم هر آیتے که باول صفحه برآید فال حال شیخ احمد مجدد خواهد بود شیخ عبد الحق قبول
کرده بعد تجدید وضو دوگانه ادا نمود و مصحف را بدست گرفته بتواضع و تکریم تمام بکشاد سر
ورق مصحف این آیت برآمد رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۱؎ از خواندن این آیت
علامهٔ مذکور تائب شد و باز بر سر نزاع و عداوت نرفت چون از تحریر مقدمه فارغ نشستم
وقت آنست که باظهار اصل مرام کمر همت بربندم و یگان از ایرادات شیخ نقل نموده بجواب
آن متوجه شوم اهل ارادت عینک انصاف پیش نظر داشته ملاحظه فرمایند **قال** سالها است
که از بعضے کلمات و مقالات که در مکتوبات شریف مذکور است و از قبیل موهمات و مبهمات است
استغفار کند و استکشاف نماید مشرف نشد ۲؎ **اقول** هرگاه کلام از موهمات و مبهمات باشد ضرورت
موشگافی چیست مقتضای حزم و احتیاط همین است که در همچنین مواقع سپر اندازند و اشهب
خیال را در جولانگاه تقریر تازند خود شیخ رح در رسالهٔ غایة الانصاف والاعتدال فی اعتقاد
الصوفیة من ارباب الاحوال میطرازد و بالجمله توقف در محل اشتباه واجب است همچنانکه حزم در
مقام وضوح لازم و کتاب فصوص الحکم را بعضی مردم هم ازین قبیل میدانند و در رد و انکار وقرار
آن توقف مینمایند انتهی و نیز در همان رساله بجای دیگر می نگارد و شیخ ذکره الله بالخیر در باب ۳؎

۱؎ مردمانی بوده اند که ایشان را تجارت و بیع از ذکر خدا باز نمی دارد ۱۲ ۲؎ در خزینة الاصفیا مذکور است چون شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی
قدس سره معاصر بود و شیخ عبد الحق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

فصوص وفتوحات وامثال آن میفرمودند که از واضحات آن محظوظ باید شد و در مبهمات و موہمات آن خوض نباید کرد و میفرمودند در ینجا زہرہاست شکراندود کرده اگر کسے را از آنہا احتراز ممکن باشد مطالعۂ آن مبارک است والا محل خطر است انتہی و در رسالۂ صدق الشیخ في الدوام في طلب المقصد والمرام تحریر میفرمایند در مشکلات و مبہمات و موہمات قوم در نیتند چون سخن بدینجا رسد ورق بگردانند و نظر بر درک واضحات و متفقات برگمارند حفظ و سلامت درینصورت است و باقی محل خطا و خطر است و ذٰلِكَ اَجْلٌ عَظِيمٌ انتہی چون شیخ رحمہ اللہ در تالیفات خود از منع تاویل مبہمات و موہمات اعتراف کرده است پس استفسار مبہمات و استدراک از چه معنی اختیار نموده است و ہمین است مسلک شیخ محی الدین بن عربی حیث قَالَ فِي الْبَابِ الْعَاشِرِ مِنَ الْفُتُوحَاتِ الْمَكِّيَّةِ فَيَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ الْمُنْصِفِ اَنْ يُسَلِّمَ لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ مَا يُخْبِرُوْنَ بِهٖ فَاِنْ صَدَقُوْا فِي ذٰلِكَ فَذَالِكَ هُوَ الظَّنُّ بِهِمْ وَانْتَفَعَ مَنْ سَلَّمَ بِالتَّسْلِيمِ حَيْثُ لَمْ يَرُدُّوْا مَا هُوَ اَحَقُّ فِي نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنْ لَمْ يَصْدُقُوْا لَمْ يَضُرَّهُمْ بَلْ يَنْفَعُ حَيْثُ لَمْ يُكَذِّبُوْهُمْ فِيمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ قَطْعٌ وَرَدُّوْا عِلْمَ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَفَوَّضُوْا الرُّبُوْبِيَّةَ حَقَّهَا اِذَا كَانَ مَا قَالَهُ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ يعنی عاقل منصف را باید که انچه از ایشان می شنود آن را تسلیم کند مقتضای ظن با ایشان ہمین است که قول ایشان تصدیق نموده شود و ازین تسلیم منتفع میشوند چه امر حق را تسلیم نمودند و اگر تصدیق نکنند و علمش تفویض بر باری تعالے مینمایند درین ہم مضائقہ نیست اگر اقوال اولیاء اللہ ممکن بود و در آن محال نباشد پس تسلیم اولی است ہرگاه کار عاقل این است که اقوال اولیاء اللہ را تسلیم کند ہر انچه ممکن باشد والا در ان خوض نکند و علمش مفوض بجناب باری نماید پس احتیاجی باستفسار و استکشاف نماند در حقیقت منشاء صدور مبہمات حال صحیح و نسبت درست و نیت صادق میباشد که مشاہدۂ آن جمال سوختہ بلبل وار در سخن می آرد ؎

دل که دلبر دید کے ماند ترش	بلبلی گل دید کے ماند خمش

پس تسلیم یا توقف ضروری افتاد چه بسبب غلبۂ حال و استیلای وجد قدم ثبات از جای می لغزد و عنان ضبط و اختیار از دست میرود و نظر صرف بر معنی و روح عمل که حضور و اخلاص است مقصور میگردد و ہیچ لحاظ بر قبیح شرعی نمی باشد و منشاء عروض این احوال و اقوال مختلف باستعداد و طبائع است بعضی را از صفای عمل و ذکای نفس میخیزد و برخی را از نور ذکر و تصفیۂ قلب و بنذی را از سلطان مشاہده و جلاء روح کَمَا هُوَ فِي مَحَلِّهٖ مُشَرَّحٌ و منح انصاف آنست که اول در شان قائل مقالات نظر کنند اگر متبع کتاب و سنت است و اکثر اعمال و اقوال او موزون بمیزان شریعت است پس متشابہات کلام او را موافق محکمات کلام او تاویل کنند یا بعالم السر والعلانیہ واگذارند و او را معذور دارند چرا که این قوم را عذرہای بسیار عارض میشوند گاه در غلبۂ حال عبارات ایشان بمرادات ایشان مساعدت نمی کند و گاه در معلومات کشفی بنابر خلط وہم و خیال خطا واقع میشود و در آن خطا مثل خطای اجتہادی معذوراند و گاه اطلاع بر اصطلاح ایشان میسر نمی آید پس برعایت این امور ترک اعتراض لازم است قائل خواه بملاحظۂ خاطر شریف که در غایت نزاکت است و خواه بجہت خوف گفتگوی بعضی از مریدان ایشان که در نقل اقوال و ذکر حکایات بے صرفه و بے احتیاط اند

اقول ؎

او زمن از بیم بدنامی گریزان و کسے	زو نمی پرسد من بیچاره بدنام از چه شد

اگر ضرورت استدراک تسلیم کرده شود پس میگوئیم کسانیکه بمطالعۂ مکاتیب شریف بہره اندوز سعادت شده اند نیک میدانند که بیشتر کسان از حضرت امام ربانی رح استکشاف حقائق می نمودند و حضرت ممدوح بفصاحت بیانی تفہیم میفرمودند و کدامی از مریدان و عقیدتمندان

حضرت ایشان جہل مرکب نداشت یا کج بحث نبود تا خوف گفتگو در خاطر خطور کند اگر
تسلیم نموده آید که خاطر مبارک حضرت مجدد رحمة الله علیه در غایت نزاکت بود که ادنی استدراک
ناگوار طبع شریف میگردید این هم مانع استدراک امر حق نیست چه هرگاه از انکشاف این
چنین امور از سلاطین باک نمی کنند پس از حضرت مجدد رحمة الله علیه کدام اندیشه بود شیخ
در آداب الصالحین تحریر می فرمایند اگر ناصح بداند که سخن او نفع میکند اما ضرر هم لاحق میشود
از نصیحت و موعظت باز نه آید چنانچه محتسب شیشه شراب یا مزامیر بشکند و لکن میداند که
سرش را خواهند شکست احتساب درین صورت حرام نیست بلکه کمال دین و تقوی در آنست
که این قدر ضرر در راه خدا تحمل کند و در حدیث شریف از برای کلمة الحق در پیش سلطان جابر
فضلیکه واقع است مطالعه آن در امثال این محل کمال نافع است انتهی

دانسته ام که بر سر خشم و بهانهٔ	گر می کشی که از تو شکایت نمی کنم

ابو سلیمان دارانی رحمة الله علیه گوید که از بعضی خلفا سخنی شنیدم خواستم که انکار کنم و میدانستم
که مرا خواهند کشت کشته شدن مانع نبود اما دیدم که نفس من در آن گفتن خوشی پیدا کند پس
ترسیدم که مبادا بی اخلاص کشته شوم و همین است مسلک اکابر صوفیه قدس الله اسرارهم
الوافیه خصوص در غنیة الطالبین که بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه
منسوب است تحریر یافته اِذَا ثَبَتَ اَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْاِنْكَارُ فَهَلْ يَجُوْزُ اِنْكَارُهُ اِذَا غَلَبَ
عَلٰى ظَنِّهِ الْخَوْفُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَعِنْدَنَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ وَهُوَ الْاَفْضَلُ اِذَا كَانَ مِنْ اَهْلِ الْعَزِيْمَةِ وَالصَّبْرِ
باقی ماند خوف این معنی که بعد گفتگو و ظهور حق شاید مریدان حضرت مجدد رح بنقل حکایات
و اقوال از جادهٔ توسط و اعتدال درگذرند و از بے احتیاطی مرتکب اہانت و غیبت یا شور
و شغب شوند واضح باد که مستفیدان خدمت حضرت مجدد رضی الله تعالی عنه متحلی بفضائل

[illegible]

[illegible]

و متخلی عن الرزائل بودند از اخلاق حسنهٔ ایشان که بان مجبول بودند این چنین مظنه بمراحل
دور است اگر معاذ الله سوء ظن نسبت این بزرگان نبوده باشد پس میگوییم که این مظنه سنگ راه
استدراکی و استکشافی از امور خفیه نمی تواند شد که در آن امر بالمعروف و نهی عن المنکر مقصود بالذات
است زیرا که خود شیخ در آداب الصالحین میفرماید و همچنین خوف غیبت و اہانت لسانی
به تجهیل و تحمیق و نسبت بریا و نفاق عذر نیست زیرا که اگر مثال این امور معتبر باشد وجوب احتساب افتد و
خلوی احتساب از امثال این ممکن نیست قوله تعالى لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ انتهی قال تفصیل این
حکایت آنکه ایشان بعد از انکه در خدمت حضرت خواجه محمد باقی قدس سره افتادند و از صحبت
شریف ایشان استفاده این نسبت کردند و روی بترقی نهادند در حیات و بعد از وفات ایشان
از حالات و کمالات خود خبر دادن گرفتند زیاده از حد حصر و قیاس چنانکه و چندانکه مردم حیران
شدند و چه جای حیرت است وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اقول الحق در ہیچ مواقع حیرت گنجایش
ندارد هرگاه حق تعالی جل جلاله و عم نواله بفضل عمیم خویش بندهٔ خاص را می نوازد و بهٔ او مواهب
عظمی عطا میسازد و بنده باظهار آن زبان حال میکشاید کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ حضرت خواجه محمد پارسا
علیه الرحمه در تحقیقات می فرماید از نوری پرسیدند که تصوف چیست گفت که تصوف نشر مقام
است و اتصال بقوام نشر مقام آنست که صوفی از حال خود سخن گوید یعنی از سر حال گوید نه از
علم و اتصال بقوام آنست که حال او و را در حال خود از حال غیر نگاه دارد یعنی چنان مستغرق
حال خود بود که پروای غیرش نباشد قال و چون در ضمن آن تنقیص و تخطیه بزرگان لا اتفاق
است بر بزرگی ایشان مثل سید الطائفه جنید بغدادی و سلطان العارفین بایزید بسطامی و
امثال ایشان بود و گفته اند که این بیچاره ها حقیقت کار در نیافته و باصل نرسیده و گرفتار
ظل مانده اند و امثال آن و ادعا آنکه آنچه ایشان را داده اند ہیچکس را نداده اند موجب

وحشت مردم شد **اقول** درکدامی از رسائل و مکاتیب حضرت مجدد رضی الله عنه تخطیه و تنقیص این چنین بزرگان دین و راه یابندگان حضرت سید المرسلین اندراج نیافته بلکه جابجا در تقریرات و تحریرات حضرت مجدد رضی الله عنه تاویل و توجیه مقالات و حالات بزرگان مشار الیه بالبنان یافته میشود به تخطیه و تنقیص چه رسد و اگر در مسئله از مسائل تصوف که از وجدانیات ارباب کشف است رای حضرت مجدد رح خلاف مسلک کبرای متقدمین باشد هیچ محل اعتراض و استبعاد نیست چه اگر احدی از کبرای متاخرین در مسئله از مسائل و دلیلی از دلائل خلاف آرا و کشف احدی از کبرای متقدمین افاده فرماید باک نیست و این تخطیه محمول بر تنقیص نمی توان شد کَمْ تَرَكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ اقوال اتقیان و کبرا بریک وتیره نیست مروی است مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ وَقَالَ الْمَنَاوِیُّ نَفْیُ تَعَلُّقِ الْعِلْمِ بِتَفَاوُتِ طَبَقَاتِ الْاُمَّةِ فِی الْخَیْرِیَّةِ وَاَرَادَ بِهٖ نَفْیُ التَّفَاوُتِ لِاخْتِصَاصِ کُلِّ طَبَقَةٍ مِنْهُمْ بِخَاصِیَّةٍ وَفَضِیْلَةٍ تُوْجِبُ خَیْرِیَّتَهَا کَمَا اَنَّ کُلَّ نَوْبَةٍ مِنْ نُوَبِ الْمَطَرِ لَهَا فَائِدَةٌ فِی النَّمَاءِ لَا یُمْکِنُ اِنْکَارُهَا و همین است مسلک شیخ محی الدین بن عربی رحمة الله علیه کما قال فی الفتوحات المکیة فی الباب الثالث والسبعین من الجزء الثانی فَاِنْ تَشَاقَّ حَبَّتُهُمْ فَاضِلًا وَمَفْضُوْلًا فَنَبِّلْ هٰذَا الْاَکْبَرَ هرگاه کیفیت طبقات و فاضل و مفضول چنین باشد پس ممکن است که امری از امور کشفیه بر احدی از کبرای متاخرین ظاهر شود که خلاف رای احدی از کبرای پیشین باشد شیخ در مرج البحرین میسطر از دبلکه خود نا امید نباید بود که حقیقت محمدی را دورات است مثل دورات فلکی تا وضع هر دوره نسبت بکه تشنید و نظر کوکبی از کواکب صفات و کمالاتش بر کرافتد و بر روی که تابد تا نور کمال از ناصیه حالش

ظهور یابد و معنی عزت اسلام در جواهر ذاتش پیدا گردد انتهی هرگاه کیفیت دورات حقیقت محمدیه چنین باشد پس اگر بمقتضای دوره نوری از کشف بر احدی از اتقیان چنان تابد که قربتے یا مساواتی بر عهد متقدمین داشته باشد محالی نیست و نه اظهار آن موجب تنقیص باشد و نیز شیخ در رساله اتحاف الاحبه فی بیان حدیث المجتة میفرماید که درین زمانه که مائة حادی عشر است نوری جدید از مشرق ولایت و هدایت می تابد بیشک درینجا سری از اسرار الٰهی مضمر است که توقف و انکار را درانجا مجال تنگ است و دلائل حقانیت و ظهور نورانیت لائح و بائح است و جمعی از طالبان که در ظل تربیت و حوزۀ تصرف و عنایت این مظهر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال استغراق و استتار ایشان در ذکر الٰهی و ظهور انوار و اسرار شگرف از حیطۀ تعبیر و تقریر بیرون است امروز مثل این حلقه و اجتماع اهل ذکر در زیر طاس فلک نباشد و اگر باشد کمتر باشد انتهی بالجمله عادت باری تعالی بدین نمط جاری است که چون یک دوره از ولایت باختتام میرسد و ابتدای دورۀ دیگر رو مینماید شخصی که اکمل و افسر انسان و الیق بفیض رحمان در آن خبر وی از زمان متحقق باشد بوجود برکت آمود او هدایت دوره سابقه را به نهایت میرساند و او را ترجمان خود قرار داده تشئید و تائید امر دین و تجدید و ترویج سنت سید المرسلین و افاضت و اشاعت انوار و فیوضات حضرت رب العالمین و ارشاد و هدایت ناس اجمعین که بحقیقت حبیب صفی و کاری است که باعث قبول و سفید روی مرد در بارگاه عزت و درگاه نبوت باشد و ثمر سعادت ابدی و دولت سرمدی گردد و بالاتر از آن نتوان یافت از زبان فیض بنیان او میفرماید و او را حسب اعیه حکمت و اقتضای مصلحت گاهی مفضول میگرداند و گاهی فاضل و بهتر از سابق و فائق از لاحق کما یقول بکلامه القدیم وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ هر که محرم این اسرار است و واقف ازین کار ناچار بقدر استعداد معرفت خود حضرت مجدد رضی الله عنه را که نسبت حضرت جنید بغدادی

و بایزید بسطامی رحمة الله علیهما فرموده اند از جادهٔ شریعت و احاطهٔ طریقت بیرون نخواهد یافت
و تنقیص و تضعیف نخواهد پنداشت اما بیرونیان که باین وادی حرکت ارادی نداشته اند
و بسکون جمادی ساکن اند لا محاله در حیرت و تعجب خواهند افتاد که این چیست و از کجاست
فَلَا بَأْسَ فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حَذَامِ اگر منشاء اعتراض شیخ مکتوب دهم از جلد ثانی است این هم
قابل تسلیم نیست چه دران تنقیص این بزرگان درج نیست خصوصاً باین نهج که این بیچاره
حقیقت کار در نیافته و به اصل نرسیده گرفتار ظل مانده اند درین شک نیست که لفظ بیچاره
کلمهٔ تنقیص است که در کلام حضرت مجدد رح یافته میشود بحث همین است که حضرت مجدد رح ظهور فوق
عرشی را اصلی میفرماید و دیگر ظهور را ظلی و سلطان العارفین و سید الطائفه قلب را قدیم گویند
و لمعاش را اصلی و حضرت مجدد رح دعوی خود را بدلیل واضح بیان فرموده فَانْظُرْ إِلَى مَا قَالَ
وَلَا تَنْظُرْ إِلَى مَنْ قَالَ اگر دعوی حضرت مجدد رح بمیزان عقل نمی سنجد بخلاف آن دلیلی پیش
کردنی بود یا بر و منع یا نقض وارد میفرمود در مقامی که محل استدلال باشد این قدر تحریر
کافی نیست عبارت مکتوب دهم از جلد ثانی این است در بیان آنکه هر ظهوریکه باشد بی شائبه
ظلیت نیست بخلاف ظهور فوق عرشی در چون قلب به نهایت خود رسد لمعه از انوار عرشی
اقتباس مینماید شیخ ابو یزید بسطامی گوید اگر چه عرش و آنچه در عرش است در زاویه قلب عارف
بنهند عارف را از فراخی قلب هیچ احساس بآن نشود و شیخ جنید تائید این سخن مینماید و بدلیلی
اثبات آن میکند و میگوید که حادث چون بقدیم مقرون گردد آنرا اثر نماند یعنی عرش و ما فیه
حادث است قلب عارف که محل ظهور انوار قدم است چون آن حادث را بآن قلب اقتران
واقع شود مضمحل و متلاشی گردد و کیف که محسوس شود و عجب هزار عجب رؤسای صوفیه که
سلطان العارفین و سید الطائفه باشند هرگاه چنین گویند و عرش مجید را در جنب قلب عارف

هیچ اعتبار نه نهند و عرش را خالی از ظهورات انوار قدم دانسته حادث میگویند و قلب را بواسطه
ظهور انوار قدیم نامند از دیگران چه گوید و چه نویسد نزد این فقیر که مربای جذبات الهی است
آنست که قلب عارف چون بمقتضای استعداد خاص خود بنهایة النهایة رسد و کمال حاصل
کند که فوق آن متصور نباشد قابلیة آن پیدا کند که لمعه از لمعات بی نهایت ظهور انوار عرشی بروی
فائض گردد و این لمعه نسبت بآن لمعات قطره باشد نسبت بدریای محیط بل اقل عرش
آنست که حضرت سبحانه تعالی آنرا عظیم میگوید و سر استوی آنجا اثبات میفرماید و قلب عارف را
بواسطه جامعیت بر سبیل تشبیه و تمثیل عرش الله میگویند یعنی چنانچه عرش مجید برزخ است
در میان عالم خلق و عالم امر و عالم کبیر جامع است هر دو طرف خلق و امر را قلب نیز برزخ است
میان عالم خلق و عالم صغیر و جامع است هر دو طرف خلق و امر آن عالم را پس قلب را نیز بر سبیل
تشبیه عرش میتوان گفت بشنو بشنو قابلیت ظهور انوار قدم که از شائبه ظلیت منزه و مبراست
مخصوص بعرش مجید است هیچکس نه از عالم خلق و نه از عالم امر و نه از عالم کبیر و نه از عالم صغیر این
قابلیت دارد و غیر از عرش مجید قلب عارف کامل بواسطه علاقه جامعیت و برزخیت از ان
انوار اقتباس مینماید و غرفی از بحر بدست می آرد و بعد عرش و قلب عارف بتمام المعرفت هر جا ظهور
است بداغ ظلیت متسم است و بوی از اصل نیافته بایزید اگر بسکر این چنین گوید میرسد اما از
جنید بغدادی که مدعی صحو است این سخن زیبا نیست چه کنند که از حقیقت معامله آگاهی نیافتند
و از گرداب دریای ظلیت بساحل نشتافتند این سخن هر چند امروز در نظر اکثر خلق مستبعد می نماید
اما امروز را فردا نزدیک است استعجال نه نمایند أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝
انتهی با قیماند ادعا این معنی که حضرت مجدد رح دعوی کرده اند که آنچه ایشان را داده اند هیچکس را
نداده اند این امر هم تصحیح طلب است که این چنین هیچ تحریر یا تقریر حضرت رح از نظر نه گذشته

برتقدیر تسلیم میگوئیم که این قول نسبت به معاصرین است نه بلحاظ تمامی متقدمین و متاخرین تاموروث وحشت گردد و درینباب هیچ شبه نیست که انچه از کمالات وحالات حضرت مجدد رح را حاصل بود هیچ کس از معاصرین وی نصیبے ازان نداشت برای ثبوت این دعوی تحریرات وتقریرات حضرت باقی بالله قدس سره شاهد عدل است که کتب و دفاتر ازان مالا مال است ازانجمله آنست که میفرمودند که شیخ احمد آفتابی است که مثل ما هزاران ستارگان در سایهٔ او گم اند و امروز مثل ایشان زیر فلک نیست و درین امت مثل ایشان چند کس گذشته اند و ایشان از کمل محبوبان و مرادان اند ازانجمله آنست که میفرمودند که درین دو سال شیخی نکرده ایم دو کانداری کردیم و بازی کردیم الحمد لله که چنین گوهر بے قیمتی بدست آمد از آن جمله آنست که میفرمودند که تخم پاک این نسبت عزیز الوجود از زمین سمرقند و بخارا آورده در خاک هند کشتیم الحمد لله که بعنایت الٰهی شجرۃ طیبۃ اصلها ثابت و فرعها فی السماء ظاهر شد هذا و البسط فی المبسوطات

بالجمله هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه حسب بشارت فیض اشارت حضرت مرشد بر امثال و اقران خود سرفراز و ممتاز بودند بلکه در امت محمد یه علی صاحبها الصلوٰۃ والتحیۃ مثل حضرت ایشان رح چند کس گذشته اند تا آنکه حضرت مرشد رح خود را ستاره و حضرت ایشان را آفتاب فرمودند پس اگر بطور تحدیث بنعمۃ الله ایا فرمودند که انچه بایشان داده اند از معاصرین هیچکس را نداده اند جاے وحشت نیست ؎

در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند	انچه استاد ازل گفت همان مے گویم

قال و بیشتر غوغا مردم بر سر آن بود که از ایشان نسبت بحضرت خواجه که پیر و مربی ایشان بودند تقصیرها در رعایت آداب مریدی و حق نعمت شناسی سر بر زده و اگرچه باصطلاح این قوم ممکن است که مرید در کمال از پیر درگذرد و لیکن رعایت ادب و بندگی و نیازمندی و فروتنی

و حق نعمت شناسی باقی است شیخ علاء الدوله سمنانی رحمة الله علیه که در کشف و تحقیق معاملات و وقائع آیتی بود و معلوم میشود که درینباب از پیران خود در گذرانیده است میگوید اگر سر من بر آسمان ساید هنوز خاک آستانه شیخ عبد الرحمن اسفراینی و شیخ ابو علی لالا باشد ؎

بلند مرتبه زین خاک آستان شده ام	غبار کوے توام گر بر آسمان شده ام

اقول غوغای عوام کالانعام قابلیت این معنی ندارد که بر آن گوش داشته شود و مفتریات ایشان نسبت باکابر دین باور پنداشته شود ؎

بدل فگار دارم گله بے نهایت از تو	بکدام امیدواری نه کنم شکایت از تو

بسا است که مردمان جاهل نابلد از کوی معارف غوغای بر دارند و امری خلاف واقع که

ملہ حق اینست که اگر مریدی کامل کمالی امر واقعی نسبت پیر بزرگوار خود بمعرض بیان در آرد جائز بر منقصت محمول کردن سخت نادانی است حماد دباس رح که در طریقت پیر روشن ضمیر حضرت پیران پیر علیه الرحمه بوده اند کما یظهر من بهجة الاسرار وغیرها نسبت ایشان حکایتی مشهور نقل میکنم ملاحظه فرموده شود و منقول است از شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بن حسین بغدادی صوفی معروف به سقا رحمة الله علیهم که شیخ ما شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه زیارت مقبره شونیزی کرد روز چهار شنبه بیست و هفتم شهر ذیحجه سنه پانصد و بست و نه کرد و باوی رضی الله عنه گروهی از فقها و فقرا بودند و نزد قبر شیخ حماد دباس قدس سره زمانی دراز ایستاد تا گرمی آفتاب سخت شده و مردم پس وی رضی الله عنه ایستاده بودند چون از انجا بازگشت سرور در چهره وی معلوم میشد بار از وی سبب طول قیام پرسیدند فرمود برآمده بودم از بغداد روز جمعه منتصف ماه شعبان سنه چار صد و نود و نه با جماعت از یاران شیخ حماد برای ادای نماز جمعه در جامع رصافه و شیخ حماد نیز در ان جماعت بود چون بقنطره نهر رسیدیم شیخ حماد مرا از دست خود دفع کرده در نهر فرو انداخت و ایام شدت سرما بود گفتم بسم الله نیت غسل جمعه نمودم و بر بدن من جبه صوف و در آستین اجزای کتاب بود دست بلند کردم تا اجزای کتاب تر نشوند و آنها مرا گذاشته رفتند پس از آب بر آمدم جبه را فشردم و از پس ایشان روان شدم و از سرما اذیت یافتم یاران شیخ حماد حقارت من کردند آنها را زجر کرد و گفت که اذیت نداده ام و را مگر برای امتحان او پس دیدم او را کوهی است که جنبش نمیکند امروز شیخ حماد را در قبر او دیدم که حله جواهر و بر سر تاج یاقوت بر سر دارد و در دست سوار زر در دست و در پا های او نعلین زر است و دست راست او در اختیار او نیست گفتم این چیست گفت این همان دست است که بآن ترا در نهر انداخته بودم آیا عفو میکنی گفتم آری گفت سوال کن از خدای تعالی تا دست من بمن باز دهد پس ایستادم برای سوال از بارتعالی و پنج هزار ولی در قبور خود با ایستادند و از باریتعالی اجابت مسالت من خواستند و نزد من شفاعت میکردند برای اتمام مسالت پس قائم ماندم در مقام سوال تا که عطا فرمود وی تعالی دست را و دو دو باز آن دست مصافحه نمود و کمال (بقیه در صفحه ۱۱۷)

عقل و دوربین زنهار یا ورش نه کند معرض بیان آرند مکاتیب شریف از مدایح و شکرگزاری حضرت مرشد رح مالامال است پس این چنین غوغای بی سر و پای غوغائیان روسیاه زنهار قابل اعتبار نباشد عرضداشت های حضرت مجدد که به پیر بزرگوار خود تحریر فرموده نگریستنی است که چها از آداب مملو است در مکتوب پنجم از جلد اول به پیر و مرشد عرض میکنند امیدوار توجه و عنایت است از خرابی خود چه عرض نماید و هر چه خود می یابد از عنایات توجه عالی است

والامن همان احمد پارینه که هستم هستم

در مکتوب چهل و دوم از جلد ثانی موسوم خواجه جمال الدین تحریر است انچه مرا از علم و معرفت حاصل شده است همه ببرکت تربیت پیران است و علم باطن از الف با تا بهلکه مولویت بمحض توجهات علیه ایشان آن یافته ام که اهل مجاهده را در چنین حاصل نیست ۵

هرکه به تبریز یافت یک نظر شمس دین طعنه زند بر دو هست خنده کند بر چله

همچنین انچه الفاظ فروتنی و کسر نفسی و شکرگزاری بخدمت هر دو پیرزادهای خود یعنی حضرت خواجه عبید الله و خواجه عبد الله رحمهما الله تحریر فرموده اند نگریستنی است در مکتوب دو صد و شصت و ششم از جلد اول موسوم به خواجه عبد الله رح تحریر یافت بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات

شد سر و ما در روات مذکور ست میگویند که چون این سخن مشهور شد در بغداد جمع شدند مشائخ صوفیه بغداد از اصحاب شیخ حماد تا مطالبه کنند از شیخ محی الدین عبد القادر رضی الله عنه تحقیق آنچه گفته است در حق شیخ حماد و دلبیاری از فقرا تابع ایشان گشتند و بمدرسه وی رضی الله عنه آمدند لکن شیخ یکی بنا بر اجلال وی رضی الله عنه سخن نکرد پس وی رضی الله عنه خود بیان مقصود ایشان نمود و فرمود که اختیار کنید دو کس را از مشائخ تا ظاهر شود شما انچه گفته ام بر زبان آنها پس اتفاق کردند بر شیخ ابی یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف همدانی که آن زمان به بغداد آمده بود و بر شیخ ابی محمد عبد الرحمن بن شعیب بن مسعود کردی که مقیم بغداد بود و هر دو صاحب کشف خارق و حال نافذ بودند و هم گفتند که برای بیان آن بر زبان هر دو شیخ مهلت یک جمعه دادیم وی رضی الله عنه فرمود که از مقام خود با شما خواهید برخاست کلام من بر شما آشکار خواهد شد پس سر فرو کرد و همه سر را فرو کردند پس فقرا از خارج مدرسه بانگ برآوردند ناگاه شیخ یوسف پا برهنه سخت دوان آمد و بمدرسه در آمد و گفت که شهود کرانیدم حق تعالی و در ساعت شیخ حماد را نوی بین گفت که ای یوسف نعو و بمدرسه شیخ عبد القادر و مشائخ را که با ن حکم شده اند بگو شیخ

[illegible]

بجناب مخدوم زادهای کرام چه نماید که این فقیر از سر تا قدم غرق احسانهای والد بزرگوار شما است درین طریق سبق از الف و ب را از ایشان گرفته است و تهجی حروف این راه از ایشان آموخته و دولت اندراج النهایة فی البدایة ما ببرکت صحبت ایشان حاصل کرده و سعادت سفر در وطن را بالصدقه خدمت ایشان یافته توجه شریف در دو نیم ماه این ناقابل را به نسبت نقشبندیه رسانیده و حضور خاص این اکابر را عطا فرموده و درین مدت قلیل انچه از تجلیات و ظهورات و انوار و الوان و بی رنگیها و بی کیفیها که بطفیل ایشان روی داده چه شرح دهد و چسان تفصیل آن نماید همین توجه شریف کم دقیقه مانده باشد که در معارف توحید و اتحاد و قرب و معیت و احاطه و سریان که برین نکشاده اند و از حقیقت آن اطلاع نداده اند شهود وحدت در کثرت و مشاهده کثرت در وحدت از مقدمات و مبادی این معارف است بالجمله انجا که نسبت نقشبندیه است و حضور خاص این اکابر نام این معارف بزبان آوردن و نشان این شهود و مشاهده را بیان نمودن از کوته نظری است کار خانه این اکابر بلند هست بهر ذراتی و رقاصی نسبت ندارد و هرگاه این طور دولتی رفیع القدر از حضرت ایشان باین رسیده باشد اگر در مدت عمر سر خود را پای مال اقدام خدمه عتبه علیه شما کرده باشد هیچ نه کرده باشد از تقصیرات خود چه عرض نماید و از شرمندگی ها خود چه اظهار کند اما معارف آگاه خواجه حسام الدین احمد را حق سبحانه تعالی از ما خیر جزا دهاد که مؤنت ما مقصران را بر خود التزام نموده کمر همت را در خدمت خدمه عتبه علیه بسته اند و ما دور افتادگان را فارغ ساخته ۵

گر بر تن من زبان شود هر موی یک شکر وی از هزار نتوانم کرد

انتهی رعایت آداب و شکرگزاری ازین تقریر آموختنی است که بسبب فیوضاتی که از پیر و مرشد حاصل شده خود را میخواهند تا پایمال اقدام خدمه علیه پیرزادگان خود کنند شیخ حسام الدین را

دعای خیر و شکرها می کنند که وی متکفل خبرگیری اند در مکتوب چهل و دویم از جلد ثانی میفرمایند پیران من و بخدا رهنمایان من بتوسل ایشان درین راه چشم وا کرده ام و بتوسط شان ازین مقوله لب کشاده ام و در طریقه سبق الف و با از ایشان گرفته ام و ملکه مولویت بتوجه شان حاصل کرده اگر علم دارم بطفیل ایشان است اگر معرفت است هم اثر التفات شان طریق اندراج النهایة فی البدایة از این بزرگان آموخته ام و نسبت انجذاب بجهت قیومیت از ایشان اخذ نموده بیک نظر ایشان آن دیده ام که مردم در اربعین نه بینند و بیک کلام شان آن یافته ام که دیگران در سنین نیابند ع

آنکه به تبریز یافت یک نظر شمس دین	طعنه زند بر دهه سخره کند بر چله
نقشبندیه عجب قافله سالارانند	که برند از ره پنهان به حرم قافله را

انتهی این است کیفیت مکتوبات شریف که بطور انموذج گذارش رفته معهذا در دیگر رسائل حضرت مجدد رح آنچنان محامد حضرت پیر و مرشد زیب اندراج یافته که کمتر کسی مرشد خود را باین مناقب عظمی ستوده باشد ملاحظه فرموده شود حضرت مجدد رح در رساله مبدء و معاد میفرمایند ما چهار کس بودیم در ملازمت خواجه خود که پیش مردم در میان سائر یاران امتیاز داشتیم و هر کدام ما را نسبت بحضرت خواجه اعتقاد علیحده بود و معامله جدا این فقیر به یقین میدانست که مثل این صحبت و اجتماع و مانند این تربیت و ارشاد بعد زمان آن سرور علیه و علی آله الصلوة و التسلیمات هرگز بوجود نیامده است و شکر این نعمت بجای آورد که اگرچه بشرف صحبت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة و السلام مشرف نشد باری از سعادت این صحبت محروم نمانده و حضرت خواجه ما از احوال آن سه دیگر چنین میفرمودند که فلانی مرا صاحب تکمیل میداند اما صاحب ارشادی پندارد و نزد او مرتبه ارشاد زیاده از مرتبه تکمیل بوده و فلانی نه با کاری ندارد و آن دیگر را میفرمودند که نسبت ما انکار روا دارد و هر کدام

ما را باندازه اعتقاد بهره رسید باید دانست که اعتقاد مرید بافضلیت پیر و اکملیت او از ثمرات محبت است و از نتائج مناسبت که سبب افاده و استفاده است اما باید که پیر را بر جماعه که فضل آنها در شرع مقرر شده است فضل ندهد که موجب افراط است در محبت آن مذموم است شیعه را خرابی از فرط محبت اهل بیت آمده و نصاری از افراط محبت حضرت عیسی را علی نبینا و علیه الصلوة والسلام ابن الله خواندند و در خسارت ابدی ماندند لیکن اگر بر ماسوای اینها فضل بدهد بجوز است بلکه در طریقت واجب و این فضل دادن نه باختیار مرید است بلکه اگر مرید مستعد است بی اختیار در وی این اعتقاد پیدا میگردد و بوسیله ان کمالات پیر را اکتساب میفرماید اگر این فضل دادن او باختیار باشد و به تکلف پیدا کند مجوز نباشد و نتیجه نبخشد حضرت مجدد رح در رساله مکاشفات غیبیه میفرمایند امروز قائم مقام این حضرات علیه و نائب مناب اکابر نقشبندیه اَلْوَاصِلُ اِلٰی نِھَایَةِ النِّھَایَةِ اَلْبَالِغُ اِلٰی اَقْصٰی دَرَجَاتِ الْوِلَایَةِ قُطْبُ دَائِرَةِ مَدَارِ الْخَلَائِقِ کَاشِفُ اَسْرَارِ اَھْلِ الْحَقَائِقِ اَلْفَرْدُ الْکَامِلُ فِی الْمَحَبَّةِ الذَّاتِیَّةِ اَلْمُحَقِّقُ الْجَامِعُ لِکَمَالَاتِ الْوِلَایَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ مُسْنَدُ اَھْلِ الرَّشَادِ وَالْھِدَایَةِ مُرْشِدُ طَرِیْقِ دَرْجِ النِّھَایَةِ فِی الْبِدَایَةِ زُبْدَةُ الْعَارِفِیْنَ قُدْوَةُ الْمُحَقِّقِیْنَ مثنوی

شرح او حیف است با اہل جہان	ہمچو راز عشق باید در نہان ؛
لیک گشتم وصف او تا ره بوند	پیش ازان کز فوت آن حسرت خورند

شَیْخُنَا وَمَوْلَانَا وَمَلَاذُنَا الشَّیْخُ الْاَجَلُّ وَالْعَارِفُ الْاَکْمَلُ مُحَمَّدُنِ الْبَاقِیْ اَبْقَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی در اوائل حال بی تعلیم شیخ ظاهر بحضور خواجها مشرف گشتند و بمقام جذبه ایشان رسیدند و در آنجا استهلاک و اضمحلال حاصل کردند و از آن مقام بتخوی از بقا و شهود وحدت و کثرت پیدا کردند و سر ایشان بنور نهایت النهایة که مقام قطبیة ارشاد و بآن منوط است مملو و معمور گشت

چنانچه بعد از اجازت شیخ ظاهر بآن نور منوط علیه ارشاد یا شهود وحدت در کثرت تربیت طالبان فرمودند و در مقام ارشاد و تکمیل شان عظیم پیدا کردند در یک صحبت ایشان آنقدر طالبان را فوائد حاصل می گشت که به ریاضات مجاهدات شاقه حاصل نمیشد باوجود این از مقام اقطاب اثنی عشر نصیبے کامل حاصل کرده بودند و ایضاً بمسلک خاص حضرت فاروق متوجه فوق گشته بودند و سلوک آفاقی را نیز تا عین ثابته خود طی کرده بودند درین اثنا عنایت خداوندی جل شانه در رسید و راه سلوک آفاقی را برایشان واکردند و بآن راه متوجه اسمی که رب ایشان است گشتند و بآن اسم رسیده در درجات ولایت و شهادت و صدیقیت ترقی نموده از همین راه به غیبت ذات رفتند و در نقطه نهایت النهایة مستهلک گشتند و بسیادت عظمی که حضرت امیر در شان حضرت امام حسن رضی الله تعالی عنهما فرموده اند که ابنی هذا سید است مشرف گشتند و حضرت امام در آن نقطه همین نسبت استهلاک دارند و در همان نقطه یک قسم بقا که مناسب بقاے قطب الارشاد است و حضرت خواجه نقشبند همین قسم بقا در آنجا دارند پیدا خواهند کرد و ازین که ایشان به غیب ذات رسیدند از اولیاء الله کم کسے رسیده است در اصل به رسیدن بآن مطلب عالی مخصوص بعض اکابر الاکابر است خصوصاً تا محبوب نباشد ازین راه به غیب نمی تواند رفت یا بتصرف محبوب کامل مکمل بی این دو طریق رفتن صورت ندارد و از راه افراد باین مطلب میرسند یا از راه معینه اما از راه سلوک ترقیات نموده بآن نهایت رسند بسیار دشوار بلکه محال می نماید الا للمحبوب المراد که بجذبات قویه او را بکشند و بمقصد رسانند قطوفی لأرباب النعیم نعیمها **قال** و یکی ازین مواضع که بسے خطرناک و از رعایت مقام ادب دور است آنست که درباب حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه گفته اند که کثرت ظهور کرامات از ایشان از جهت آن بود که نزول ایشان ناقص بود

اقول این انتساب صحیح نمی نماید هرگز حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه را ناقص نفرموده اند حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دوصد و شانزدهم از جلد اول می فرماید مدار کثرت خوارق بر دو چیز است در وقت عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر فرود آمدن بلکه اصل عظیم در ظهور کثرت خوارق قلت نزول است جانب عروج هر کیف که باشد زیرا که

در نفی انتساب نقصان نزول بحضرت غوث الثقلین

صاحب نزول بعالم اسباب فرود می آید و وجود اشیا را مربوط باسباب می یابد و فعل مسبب الاسباب را در پس پرده اسباب می بیند و آنکه نزول نکرده یا نزول کرده و باسباب نرسیده نظر او بر فعل مسبب الاسباب است و بس زیرا که اسباب تمام از نظر او مرتفع گشته است لاجرم حضرت حق سبحانه تعالی بمقتضاے ظن هر کدام با هر کدام علحده معامله میفرماید و کار اسباب بین را باسباب می اندازد و آنکه اسباب نمی بیند کار او را بے توسط اسباب مهیا می سازد و حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی[1] شاهد این معنی است تا مدت ها به خاطر می خلید که وجه چیست که اولیاے کمل این امت بسیار گذشته اند اما این قدر خوارق که از حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سره ظاهر گشته است از هیچ کدام آنها ظهور نیافته آخر الامر حضرت حق سبحانه و تعالی سر این معما ظاهر ساخت و معلوم فرموده که عروج ایشان از اکثر اولیا بلند تر واقع شده است و در جانب نزول تا بمقام روح فرود آمده اند که از عالم اسباب بلند تر است مناسب این مقام حکایت خواجه حسن بصری و حبیب[2] عجمی است منقول است که روزی حسن بر لب دریا ایستاده بود و انتظار کشتی میبرد

[1] من نزد ظن عبد خودستم که با دارد [2] حبیب عجمی کرامات در ریاضات شاقه داشت در ابتداء مال دار بود و ربا دادی به بصره هر روزه به تقاضائی معاملت خود رفتی و گر ندادی زر فتی الا آنکه مزد خود طلب کردی نفقه خود از ان ساختی روزی بطلب مال رفته بود و آن مدیون در خانه نبود زنش گفت شوهر غائب است و مرا چیزی نیست گوسفندی کشته بودم جز گردن چیزی از آن نمانده است اگر خواهی بتو دهم گفت شاید آن گردن گوسفند بگرفت و بخانه رفت و زن را گفت این از سود است زن گفت نان و هیزم نیست گفت بروم به سود نان و هیزم بیارم برفت هم برین طریق نان و هیزم آورد زن دیگ به نهاد و چون پخته شد خواست که در کاسه کند سائلے بر در آواز داد و چیزی خواست حبیب گفت برو که چیزی بتو نرسد که بدین قدر که بتو دهم تو توانگر نشوی و ما درویش نشویم سائل نومید بازگشت زن حبیب چون کفچه در دیگ کرد همه خون شده بود شوهر را آواز داد که بیا و ببین که بشومی تو چه پیدا شد حبیب چون آن بدید آتشی در دلش افتاد که هرگز آن آتش فرو ننشست گفت ای زن از هر چه بود توبه کردم و روز دیگر بیرون آمد تا بطلب غریمان رود و سرمایه باز گیرد و دیگر سود نه ستاند روز آدینه بود و کودکان بازی میکردند

که از آب بگذرد درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید که چرا ایستاده اید گفت انتظار کشتی می برم حبیب گفت چه احتیاج کشتی است شما یقین ندارید خواجه حسن گفت تو علم نداری حبیب بے اعانت کشتی از آب گذشته رفت و خواجه در انتظار کشتی ایستاده ماند حسن بصری چون بعالم اسباب فرود آمده بود با او بتوسط اسباب معامله فرمودند و حبیب عجمی چون اسباب را درست از نظر انداخته بود بے توسط اسباب با او زندگانی میکردند اما فضل حسن راست که صاحب علم است و عین الیقین را بعلم الیقین جمع کرده و اشیا را چنانکه هست دانسته چه نفس الامر قدرت در پس حکمت مستور ساخته اند

چون حبیب دید که گلات حبیب با خود آمد و رشوید گروهی اورا رفتند که بیچاره بدبخت شویم حبیب این را بشنید هم برآمد و سوی مجلس حسن بصری بیامد برزبان حسن چیزی رفت که یکبارگی دل حبیب را غارت کرد پس توبه کرد و بخدمت حسن از مجلس بازگشت که بخانه آید و سر راه بیامان کو دکان رسید با یکدیگر گفتند دور شوید که حبیب تائب آمد تا گرد ما بر ما نشیند که در حق عاصی شویم حبیب گفت الهی بین یک روز که با تو آشتی کردم اشتر این بهای درستان ساختی … مرا بنیکوئی بسیرون ناندی پس ندا کرد که هر که را از حبیب چیزی … و خط خود را بازستاندند جمله جمع شدند مالها گرد کرده بود بر ایشان داد تا چنان شد که هیچ نماند یکی بیامد چنین دعوی کرد پیراهن به وی داد دیگری بیامد دعوی کرد چادر زن به وی داد و برهنه ماند بر لب فرات صومعه ساخت و در آنجا العبادت حق مشغول شد و روزها حسن بصری علم می آموخت و شب عبادت میکرد و او را عجمی از آن می گفتند که قرآن درست نتوانست خواند چون روزگاری بر آمد زن او بی نوا شد گفت نفقه می باید حبیب گفت بکار میروم پس روز بصومعه رفت و بعبادت مشغول شد شب بخانه رفت زن گفت چیزی نیاوردی حبیب گفت آن کس که من از برای او کار کردم کریم است از کرم او شرم میدارم که چیزی خواهم او خود چون وقت آید بدهد می گوید که هر ده روز مزد می دهم پس هر روز بصومعه می رفت و عبادت می کرد تا ده روز تمام شد روز دهم اندیشه کرد که من امشب چه بخانه برم در این تفکر فرو رفت حق تعالی حمالی فرستاد و بدر خانه او با یک خروار آرد و حمالی با یک سلخ گوسفند و حمالی با یک خیک روغن و عسل و جوانی با یک همیان با صره سیصد درهم بدر خانه حبیب آمد و در بکوفت و آن چیزها را بزن حبیب داد و گفت این خداوند کار فرستاده است و می گوید که با حبیب بگوی که در کار افزاید تا من در مزد افزایم این بگفت و برفت چون شب آمد حبیب شرم زده بدر خانه آمد بوی طعام از خانه وی می آمد زنش پیش آمد و تواضع نمود و گفت این کار از برای که میکنی آن کس نیکو کریم است … بامن این نیکی کرد که اگر پیش از این کنم دانی چه کند پس بکلیت روی از دنیا بگردانید و عبادت حق پیشگرفت تا از بزرگان مستجاب الدعوة

و حبیب عجمی صاحب سکر است نفسے به فاعل حقیقی دارد بی آنکه اسباب را تعلق بود و این دید مطابق نفس الامر نیست زیرا که توسط اسباب بحسب واقعه کاین است اما معاملهٔ تکمیل و ارشاد بر عکس ظهور خوارق ست زیرا که در مقام ارشاد هر چند نازل تر کامل تر که در ارشاد حصول مناسبت میان مرشد و مرشد در کار است که منوط بنزول است و بدانید که اغلب آنست که هر چند بالاتر فرود آید لهذا حضرت رسالت از همه بالاتر رفت و در وقت نزول از همه فرود آمده انتهی پس ازین کلام بوی نقصان نسبت بحضرت غوث انام بشام عوام نمی رسد چه جای خواص زیرا که محصل کلام حضرت مجدد رضی الله عنه این است که چون عروج حضرت غوث الثقلین از اکثر اولیا بلند تر واقع ست و نزول ایشان تا بمقام روح فرود آمده ست که از عالم اسباب بلند ترست و از خواص این مقام ست که درینجا نظر بر اسباب نمی باشد بلکه توجه بطرف مسبب می ماند لهذا از حضرت ایشان خوارق عادات کثیره بظهور پیوسته و این نزول امریست کامل فی حد ذاته که سبب ظهور خوارق ست حضرت مجدد رضی الله عنه در هیچ جا این نزول را ناقص نه فرموده اند معلوم نیست که حضرت معترض منقصت از کجا استنباط نموده حضرت مجدد رح در رساله مبدا و معاد می فرماید و اصلان نهایة النهایه را در وقت رجوع قهقری نزول با کمل عنایات است و مصداق وصول نهایة النهایه همین نزول غایة الغایه ست و چون نزول باین خصوصیت واقع می شود صاحب رجوع بکلیت خود متوجه عالم اسباب می گردد نه آنکه بعض او متوجه جناب حق است سبحانه و بعضے دیگر متوجه خلق که این علامت عدم وصول ست به نهایة النهایه و عدم نزول ست بغایة الغایه انتهی درین مقام شبه بطور دیگر باین طور ناشی می شود که نزد صوفیه قدس الله اسرارهم نزول تا بمقام قلب غایت نزول ست که بعد از آن نزولے نیست و این هم در مقررات ایشان ست قدس الله اسرارهم که هر که نازل ترست کامل ترست پس هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین

رضی اللہ عنہ را تا بمقام روح فرمودہ پس گویا درجہ واحدہ از درجات نزول ہنوز
باقی است واین مستلزم نقصان است ازاحۂ این شبہ باین طریق آسان است
کہ سخن درین نمی‌رود کہ نزول تا بمقام قلب اکمل نیست صرف درین است کہ آیا
اکملیت او برائے تکمیل و ارشاد است یا برای ظہور خوارق عادات و کثرت کرامات
الحق نزول تا بمقام قلب اکمل است از نزول تا بمقام روح لیکن اکملیت او برائے ارشاد
و فیضان حق است تعالی شانہ نہ برائے ظہور کثرت خوارق کہ او منوط بہبوط است
تا بمقام روح فقط پس نزولے کہ علت ظہور خوارق است اکمل است بذات خود برابر
است کہ در آن وقت مخصوص نزول تا بمقام قلب کہ علت ارشاد است یافتہ می‌شود
یا نہ اکملیت علت ظہور کثرت کرامت موقوف بر اکملیت علت ارشاد نیست و یکی
بدیگرے متعلق نے ارشاد چیزے دیگر است و کرامت شئ آخر و حضرت مجدد رضی
اللہ عنہ بصدد بیان وجہ ظہور کثرت کرامت اند نہ در پے بیان کیفیت و کملیت ارشاد
توضیح جواب این است کہ معاملہ ارشاد خلاف معاملہ خوارق است زیرا کہ در مقام
ارشاد ہر کہ نازل تر است کامل تر است چہ در ارشاد حصول مناسبت درمیان
مرشد و مرشد از اہم مہمات است و آن منوط بر غایت ہبوط است ازینجا است کہ از
اکثر متوسطان این راہ آن قدر افادہ و افاضہ بہ ظہور آمدہ کہ از منتہیان عشر
عشیر آن بوقوع نرسیدہ زیرا کہ متوسطان بہ نسبت منتہیان بیشتر مناسبت
بمبتدیان دارند پس مدار قلت و کثرت افادہ بر رجوع و ہبوط قرار یافتہ نہ بر انتہا
و عدم انتہا درین صورت قلب کہ از عالم امر است حق سبحانہ تعالی او را بعالم خلق
تعلق و تعشق دادہ بعالم خلق فرود آوردہ بمضغہ گوشت کہ زیر پستان چپ مایل
بہ پہلو و بفاصلہ دو انگشت است تعلق خاص بخشیدہ و علاقہ مخصوص عطا فرمودہ
پس ہرگاہ مقربان درگاہ حضرت صمدیت و مقبولان بارگاہ حضرت خاتمیت

نزول باین مقام فرمایند آنگاہ بالکلیہ متوجہ بعالم اسباب می‌شوند و فعل مسبب
را در پس پردہ اسباب می‌بینند و این مقامیست کہ افضل است از نزول تا بمقام
روح زیرا کہ ارشاد و ہدایت باو مربوط است بمعنی اینکہ اغلب ہمین است کہ وقتی
کہ نزول پایان تر بود ارشاد بالاتر رود چنانکہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم
از ہمہ انبیا علیہم السلام پایان تر فرود آمدہ و در دعوت و ارشاد از ہمہ بالاتر رفتہ
کہ بر سائر موجودات و کافہ مخلوقات مرسل گشتہ چہ بواسطہ نزول تام مناسبت
بہمہ پیدا کردہ و راہ افادہ تمام تر گردیدہ ؎

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدہ
ای ختم رسل قرب تو معلومم شد	دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام پایان تر نیست بلکہ فوق تر است اما ارشاد
ازو مقصود نیست کہ عین مقصود است کما لا ستر فیہ ازینجا ہویدا گردیدہ کہ نفس
ارشاد منوط بر غایت ہبوط نیست البتہ کامل تر بودن آن مربوط بر آنست و
فرقیکہ درمیان اکمل و کامل است مخفی نیست ازینجا است کہ جملہ انبیا علیہم السلام
کامل بودند و پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم اکمل قال سبحانہ تعالی تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ پس حاملان اول اکمل اند و حاملان ثانی ثانی یعنی آنانکہ
تا بمقام قلب نزول نمودہ اند اکمل اند و آنانکہ تا بمقام روح نزول آوردہ اند
کامل نہ اینکہ ایشان ناقص اند نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ بالجملہ ہنگام نزول تا
بمقام روح توہم نقصان صرف بیجا است کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ ہرگز نزول حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ را ناقص نہ فرمودہ اند و رجوع الی البدایت فی نفسہ
کمال است نہ نقص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ در معارف لدنیہ مے فرماید۔
اِنَّ الْعِنَايَةَ الْاِلٰهِيَّةَ جَلَّ سُلْطَانُهٗ جَذَبَتْنِيْ جَذْبَ الْمُرَادِيْنَ اَوَّلًا ثُمَّ سَيَّرَتْنِيْ

فی منازل السلوک ثانیاً فوجدت الله سبحانه اولاً عین الاشیاء
کما قاله ارباب التوحید الوجودی من متاخری الصوفیة ثم وجدت
الله تعالیٰ فی الاشیاء من غیر حلول وسریان ثم رأیته تعالیٰ بعد
الاشیاء ثم قبل الاشیاء ثم رأیت الله سبحانه وما رأیت شیئاً من الاشیاء وهو
المعنی بالتوحید الشهودی وهو المعبر بالفناء وهو قدم
اول یوضع فی اطوار الولایة وکمال اسبق فی البدایة وهذه
الرؤیة فی ای مرتبة کانت من المراتب المذکورة تحصل
اولاً فی الآفاق وثانیاً فی الانفس ثم ترقیت الی البقاء الذی
هو قدم ثان فی الولایة فرأیت الاشیاء ثانیاً ووجدت الله
تعالیٰ عینها بل عین نفسی ثم وجدته تعالیٰ قبل الاشیاء
بل قبل نفسی ثم رأیته تعالیٰ بعد الاشیاء بل بعد نفسی
ثم رأیت الاشیاء وما رأیت الله تعالیٰ اصلاً وهی النهایة
هی الرجوع الی البدایة والعود الی مرتبة العوام وهذا المقام
هو اتم مقامات دعوة الخلق الی الحق سبحانه واکمل منازل
التکمیل والارشاد لتمیمة المناسبة الی الخلق المقتضیة لکمال الافادة
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم وکل من الاحوال
المذکورة والکمالات المسطورة حصل لی بل لکل من وصل
بطفیل افضل الانبیاء واکمل البشر علیه وعلیهم من الصلوات افضلها
حضرت غلام علی شاه صاحب رحمة الله علیه در رساله که بجواب حضرت شیخ تالیف
فرموده می فرمایند قوله شما نزول حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالیٰ عنهم نوشته
اید ایشان وجه ظهور کثرت خوارق عادات از جناب غوث الاعظم نوشته اند که

عروج ایشان از اکثر اولیا بلند تر واقع شده وجهت کثرت ظهور خوارق گردیده
هیچ جا بنسبت نقصان نزول بآن حضرت نه کرده اند معاذ الله آنچه مقربان بے
خواهند میگویند معلوم نیست که حضرت شیخ عبد الحق نقصان از کجا نوشته اند چنانکه
در کلام ایشان تجسس کرده شد هیچ جا بنسبت نقصان باینجناب نکرده اند در صورت
نقصان نزول افاضه کم می شود و افادت جناب مبارک حضرت غوث الثقلین
واسطه فیض ولایت اند در علما و اصحاب کبار و اہلبیت عظام داخل اند رضی الله
تعالیٰ عنهم و خود را نایب و آنجناب را منیب نوشته اند که خلیفه قائم مقام پیر مے شود
و در رساله دیگر می فرمایند قوله شما در باب حضرت غوث الثقلین قدس سره آنچه
از مقام ادب نوشتید که نزول ایشان ناقص بود نیز خلاف واقع است هیچ جا
این سخن نفرموده اند بلکه درباره غوث اعظم در مکتوب آخر جلد ثالث مکتوبات
خود نوشته اند که وصول فیوض و برکات در راه ولایت بهر که باشد از اقطاب
و نجبار به توسط شریف ایشان مفهوم می شود معامله اولین بوجود حضرت
شیخ تعلق دارد و ایشان واسطه رشد و هدایت اند و در همان مکتوب خود را
نایب و ایشان را منیب خود نوشته اند که استفاده از طریقه علیا قادریه نیز دارند
و در رساله مکاشفات غیبیه میفرمایند که واصلان ذات که بافراد ملقب اند
اقل قلیل اند اکابر صحابه و ائمه اثنا عشر از اهل بیت رضی الله تعالیٰ عنهم باین
دولت فائز اند و از اکابر اولیا غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رح باین دولت
ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند و اولیاء دیگر ازین خصوصیت
قلیل النصیب اند و قرب شان بان خصوصیت از همه زیاده در بنیاب تشارک
اند ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم و در
رساله مبدء و معاد میفرمایند که این درویش را درین عروج اخیر که عروج در

مقامات اصلیست از روحانیت حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر
جیلانی بوده بقوت تصرف ازان مقامات گزرانیده باصل الاصل واصل گردانید
انتهی ازین هر سه عبارات که حضرت ایشان نوشته اند علو کمالات حضرت غوث
الثقلین و حسن عقیده و ادب آن قطب معظم رضی الله تعالی عنهما در باب آ ما تحریر
این معنی که نزول ایشان تا مقام روح واقع شده هیچ دور از ادب نیست ظهور
کثرت خوارق که از حضرت غوث اعظم ظاهر گشت از هیچ کدام اولیاء آن
قدر ظهور نیافته بیان نموده اند که عروج حضرت غوث اعظم از اکثر اولیاء الله
بلند واقع شده و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمده اند که از عالم اسباب
بلند تر است ازین تحریر هیچ منقصتی بحضرت شیخ قدس سره عائد نمی شود کما لا یخفی
همچنین آن متادب به اداب رسول خدا صلی الله علیه وسلم رعایت آداب جمیع
اولیاء با فضلی مرتبه می نمودند در مکتوب چهل و دوم جلد ثانی میفرمایند من کمینه
خوشه چین خرمن هاے ایشانم و در ذیل ذله بردار ان خوانهاے نعم ایشان
ایشان اند که مرا بانواع تربیت مربی ساخته اند و باصناف کرم و احسان منتفع گردانید
این بزرگواران در محبت حق عز و جل خود را و غیر خود را باخته اند و از خود و غیر
خود نام و نشان نه گزاشته باطل از سایه ایشان گریزان است اینجا همه حق
است و برای حق علماء ظاهرین از حقیقت اینها چه دریابند و غیر از مخالفت
صوری چه فهمند و از کمالات ایشان چه دریابند و از کمالات ایشان چه فرا
گیرند انتهی و در بارهٔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نوشته اند که شیخ از مقبولان
بنظر مے آید منکر او در خطر است ما پس ماندگان از برکات آن بزرگوار استمداد

نموده ایم و از علوم معارف حظها گرفته جزاه الله سبحانه عنا خیر الجزاء
جزاه الله تعالی عنا خیر الجزاء
و در رساله مبدء و معاد نوشته اند که از روحانیت حضرت قطب الدین قدس
سره مراد درین کار مدد بار رسیده پس مندفع شد آنچه میگویند که ایشان تنقیص
اولیاء نموده اند این همه از عدم تتبع کلام ایشان است انتهی درین شک نیست
که افادات حضرت مجدد در مدایح بزرگان دین عموما و محامد حضرت غوث الاعظم
رحمة الله علیه خصوصا مالامال است حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله مکاشفات
غیبیه می فرماید که حضرت خواجه نقشبند قدس الله سره الاقدس بعد از تحصیل
جذبه خواجها قدس الله تعالی اسرارهم بسلوک فوقانی رجوع نمودند و سلوک
را تا بنهایت رسانیدند و بفنا فی الله و البقا مشرف گشتند و این مرتبه ولایت
است بعد ازان بمقام شهادت که فوق ولایت است رفتند و نسبت آن
بمقام ولایت نسبت تجلی صوری است به تجلی ذاتی بعد ازان بمقام صدیقیة که
فوق شهادت است به نسبت مذکوره عروج فرمودند تا نهایت بمقام صدیقیت
رسیدند با وجود تحصیل این درجات کمال و تکمیل از راه معیت ذاتی که حضرت امیر
کرم الله تعالی وجهه ازان راه به غیب هویت رفته بودند رفتند و در رنگ
حضرت امیر در آن نقطه نهایت مستهلک گشتند حضرت غوث الثقلین نیز ازین راه
به نهایت النهایت رسیده اند و دران نقطه مستهلک گشته اند و ازین استهلاک
در آن نقطه نهایت مراتب ولایت خاصه محمدی است علیه الصلوة والسلام و
آله الکرام اگر بقاے درین نهایت پیدا کنند از مرتبه رسالت آنحضرت علیه من الصلوة
اتمها و من التحیات اکملها نیز بهره یابد این اکابر را نیز ازان مقام قسمی از بقا هست

که افاده ظالبان ازان راه است انتهی این محامد را به عین انصاف نگریستنی است وبهتانات بی سروپا را پس پشت انداختنی ؎

که هرکه درحق من هرچه گفت باورکرد	جزاین چه شکوه توانم ازان ستم گرکرد

قال — وآنکه دربعض مکتوبات نوشته اندکه انگارم که حکمت درپیداکردن من آن ست که تاکمال ابراهیمی ومحمّدی دریک جاجمع شود اشد واعظم است ازهمه **اقول** این عبارت بعینه درمکتوبات شریف ازنظرفقیر نه گزشته لیکن باید دانست که مراد ازکمال ابراهیمی خلت است وازکمال محمّدی محبوبیت واین بحث به کمال توضیح دررساله انوار احمدیه نگاشته ام مَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهَا **قال** وآن سخن که ترکیب وجود من ازبقیه جوهریست
خواهان رجوع نمایند ۱۲
یاخمیرمایه الیست که وجود حضرت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ازان ترکیب یافته است چنانکه ایجادنخل ازبقیه طینت آدم است **اقول** برین کلام هیچ نقص واردکرده نه شدتاازآن جواب داده شود اگرگفته شودکه این مستلزم مساوات است جوابش بچندوجوه است **اول** آنکه درکلام حضرت مجدد رضی الله عنه نه لفظ ترکیب درج است ونه عبارت ایجادونه لفظ متکلم مذکوراست عبارت مکتوب صدم ازجلدثالث که به شیخ نورالحق صادرشده این است بشنوبشنو هرچنددرین دولت خاصه محمّدی دیگرے راشرکت نیست امااین قدرمی بایدکه ازان دولت خاصه او علیه الصلوٰة والسلام بعدازتخلیق وتکمیل او علیه الصلوٰة والسلام بقیه مانده بودکه درخوان دولت ضیافت ریزه خوران زیادتها لازم است که اولش گویان بنسب خادمان بودآن بقیه را

بریکے از دولتمندان او علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام اولش گویان عطافرموده اند وآن راخمیرساخته تخمیرطینت اونموده اندوتبعیت ووراثت اوشریک دولت خاص اوگردانیده اند عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ؎ برکریمان کارها دشوار نیست
این بقیه دررنگ آن بقیه طینت حضرت آدم است عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ که نصیب خلقت درخت خرما آمده است کَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَكْرِمُوْا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ بَقِيَّةِ طِيْنَةِ اٰدَمَ ؎ وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ انتهی ازین عبارت ظاهراست که حضرت مجدد رحمة الله علیه بطورعموم می فرمایدنه آنکه نفس نفیس خودرا مرادداشته **دوم** آنکه مراد ازطینت درین مقام اخلاق حمیده اصلیه حقیقیه است برای سرورعالم صلی الله علیه وسلم اگرازان خاک مرادباشدپس ضروربودکه قبروے نزدقبرسرورعالم صلی الله علیه وسلم می بودچنانکه قبرشیخین است رضی الله عنهما **سوم** آنکه اگر تسلیم کرده شودکه مرادازطینت خاک است پس شیخ اکبردرفتوحات نوشته که وجود مبارک سیدناعلی مرتضی ازبقیه طینت آن حضرت است صلی الله علیه وسلم قسما تخمیرتی من الاعتناء بلکه خود حضرت شیخ محدث دررساله مبشران بالجنة درحدیثے درشان اهل بیت رضی الله تعالی عنهم ازرسول خدا صلی الله علیه وسلم روایت کرده اند خُلِقُوْا مِنْ طِيْنَتِيْ وخطیب ازابن مسعود رضی الله عنه روایت کرده که رسول الله صلی الله علیه وسلم فرموده اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ مرزامحمد بدخشانی رحمة الله علیه گفته که این حدیث اشواهداندازعمر وابن عباس وابوسعید وابوهریره که بعضے رابعض قوت دهدودرکشف الغطامذکوراست

که عینی در شرح صحیح بخاری از ابن سیرین این حدیث آورده و از ابن عساکر مروی
است عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ
هَنِيْئًا لَكَ مَرِيْئًا خُلِقْتَ مِنْ طِيْنَتِيْ وَاَبُوْكَ يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ
اشتباه - این معنی معقول نمی شود چراکه هر کس از نطفه والدین خود پیدا می شود
انتباه - اکثر چیزها هستند که به عقل انسان ثابت نمی تواند شد از شرع ثابت می شود
یا کشف و الهام چنانچه نفس ولایت که عبارت از قرب بیچون است امام محی السنه بغوی
رحمة الله علیه در تفسیر معالم التنزیل در تفسیر آیه کریمه مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى اقوال عطای خراسانی ذکر کرده که گفته نطفه
که در رحم قرار می گیرد فرشته پارهٔ خاک می اندازد از مکانی که در آن دفن کرده خواهد شد
پس در نطفه می اندازد پس از خاک و نطفه آدمی پیدا می شود و خطیب از ابن مسعود
رضی الله عنه روایت کرده که رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ
اِلَّا فِيْ سُرَّتِهٖ مِنْ تُرْبَتِهِ الَّتِيْ يُوْلَدُ مِنْهَا فَاِذَا رُدَّ اِلٰى اَرْذَلِ عُمُرِهٖ
رُدَّ اِلٰى تُرْبَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ مِنْهَا يُدْفَنُ فِيْهَا وَاِنِّيْ وَاَبَا بَكْرٍ
وَعُمَرَ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّفِيْهَا نُدْفَنُ یعنی نیست هیچ مولود
مگر آنکه در ناف او خاکی است که از آن پیدا شده بود پس چون به ارذل عمر یعنی بوقت
مرگ رسد باز گردانیده شود بهمان خاک که از آن پیدا شده بود و دفن کرده شود در آن
بدرستی که من و ابوبکر و عمر از یک خاک پیدا شده ایم و یک جا مدفون خواهیم شد و
جائز است که خاکے که حق تعالے برای پیغمبرے مهیا کرده باشد و از بدو خلقت زمین آنرا
بانوار برکات و نزول رحمت پرورش کرده باشد از جمله آن چیزے بقیه مانده باشد که خمیر

مایه شخصے از اولیا شود این امر عقلاً محال نیست و از شرع مستفاد و از کشف ثابت می
شود و این را در اصطلاح اصالت گویند و صاحب اصالت در نظر کشفی چنان بنظر می در
آید که گویا جسد او مرصع است از جواهر و اجساد دیگران از آب و گل چهارم آنکه آنحضرت
صلی الله علیه وسلم فرمود و طِيْنَةُ الْمُعْتَقِ طِيْنَةُ الْمُعْتِقِ رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ وَالدَّيْلَمِيُّ
فِي الْفِرْدَوْسِ و از سیر و تواریخ معلوم مے شود که آزاد کرده آنحضرت صلی الله علیه وسلم
قریب چهل کس بودند پس طینت همه آنها بمقتضی این حدیث طینت آنحضرت باشد
پنجم آنکه درخت خرما که از نباتات است بدین دولت سرفراز است در شان آن وارد
اَكْرِمُوْا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ فَضْلَةِ طِيْنَةِ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ اَلْحَدِيْثُ اَخْرَجَهُ
الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ
كِلَاهُمَا فِي الطِّبِّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ النَّخْلَةُ وَالرُّمَّانَةُ وَالْعِنَبُ
مِنْ فَضْلَةِ طِيْنَةِ اٰدَمَ پس از افراد اکرم موالید که انسان است که به تخمیر طینت نبی خود
شرف اندوزند چه عجب و کدام مساوات است خدام لباسهای مخدومان را بے تکلف
استعمال می نمایند و از موائد نعم استیفاء تلذذ ذاتی که مخصوص به مخدومان است می نمایند
هیچ کس گمان نمی برد که خادم مساوات شرکت با مخدوم بهم رساند درین نوع اهانت و
رفعت قدر مخدوم می افزاید ششم آنکه این کلام نه امرے است مبتدع ایشان
بلکه بسیاری از اولیا بدین قسم کلمات تکلم شده اند غایت امر آنکه ایشان هم از
مکشوف خود خبر داده اند شیخ شعرانی در لواقح الانوار از یکے ازین قوم حکایت می کنند
که میگفت خُلِقْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و هم شیخ شعرانی

در لواقح الانوار نقل از شیخ ابو الحسن شاذلی که قطب بی مان خود بود می آرد الاولیاء علی ضربین صالحون وصدیقون فالصالحون ابدال الانبیاء والصدیقون ابدال الرسل فبینهم الصالحون والصدیقون بالتفصیل کما بین الانبیاء والرسل منهم طائفة انفردوا فی المادیة مادة من رسول الله صلی الله علیه وسلم یشهدونها وهم قلیلون وفی التحقیق کثیرون ومادة کل نبی وولی بالاصالة من رسول الله لکن من الاولیاء من یشهد عنه ومنهم ایضا طائفة قد مدوا بالنور الالهی فنظروا حتی عرفوا ابائهم علی التحقیق وذلک کرامة لهم لا ینکرها الا من ینکر کرامة الاولیاء نعوذ بالله من النکران بعد العرفان انتهی ای برادر نیک درین عبارت تامل نمائے تا بدانی که شیخ بچه ترانه ترنم می نماید در سامعهٔ عالم مشهور شده است حدیث خلقت من نوری این حدیث ناطق است بدانکه هر که سوای سرور کائنات است علیه الصلوة والسلام از مومنین از نور او آفریده شده است شیخ درین مقام می فرماید که جماعه باشند که ماده خلقت انها کلا او بعضا بے واسطه نور محمدی نور الهی بود و به جهت تاکید این مقدمه می گوید و ذلک کرامة لهم پس چسان باید گفت که این نیز دعوے شرکت است با فخر البشر صلی الله علیه وسلم ہ

از تو امین نیستم اے بخت ورنه پیش یار	می توانم حال خود گفتن زبانم لال نیست

قال وجای دیگر گفته اند که متابعت را پنج مرتبه است و همه مراتب را حاصل است اقول ندانم که این چه اعتراض است ایا معترض می خواهد که مراتب متابعت یکسے حاصل نه شود ہ

نمی دانم ز منع گریه مطلب چیست ناصح را	دل از من بے دیده از من آستین از من کنار از من

معهذا در هیچ مقام این تقریر از نظر عاجز نه گزشته البته حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب پنجاه و چهارم از جلد ثانی که به سید شاه محمد صدور یافته تحریر می فرمایند که متابعت آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام که سرمایهٔ سعادت دینیه و دنیویه است درجات و مراتب دارد درجه اول مر عوام اهل اسلام راست از اتیان احکام شرعیه و متابعت سنت سنیه بعد از تصدیق قلبی پیش از اطمینان نفس که بدرجه ولایت مربوط است و علماء ظواهر و عباد و زهاد که معامله شان با طمینان نفس نه پیوسته است همه درین درجه متابعت شریک اند و در حصول اتباع برابر اند درجهٔ دوم از متابعت اتباع اقوال و اعمال اوست که به باطن تعلق دارد و از تهذیب اخلاق و دفع رذایل صفات و از ازاله امراض باطنیه و غیره این درجه مخصوص است بارباب سلوک درجه سوم از متابعت اتباع احوال و اذواق و مواجید آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام که بمقام ولایت خاصه تعلق دارد و این درجه مخصوص بارباب ولایت است که مجذوب سالک باشند یا سالک مجذوب چون مرتبهٔ ولایت بانجام رسید نفس مطمئنه گشت درجه چهارم مخصوص به علماے راسخین است که بعد از اطمینان بدولت متابعت متحقق اند درجه پنجم از متابعت اتباع کمالات آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام که علم و عمل را در وصول آن کمالات مدخلے نیست بلکه حصول آنها مربوط به محض فضل و احسان خداوند می است جل سلطانه و این درجه بس عالی است درجات سابق را با آن مساسے نیست این کمالات بالاصالت مخصوص بانبیاء اولی العزم است علیهم الصلوة والتسلیمات و بتبعیت و وراثت تا کرا باین دولت مشرف سازند درجه ششم

از متابعت اتباع آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام در کمال که مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام درین درجه افاضه کمالات بمجرد محبت است و فوق لتفضل و احسان است ازین درجه متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است درجه هفتم از متابعت است که تعلق به نزول و هبوط دارد و این درجه جامع جمیع درجات سابق است درین مقام تابع بمتبوع به نحوی مشابهت پیدا می کند که گویا اسم تبعیت از میان می خیزد و امتیاز تابع و متبوع زایل می گردد بالجمله هر دولتی که آمده است از برای انبیا آمده است علیهم الصلوة والتحیات سعادت امتان است که بطفیل انبیاء علیهم الصلوة والتسلیمات از آن دولت بهره یابند و از اولش ایشان تناول نمایند ہ

در قافله که اوست دانم نرسم	این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

تابع کامل کسی است که باین هفت درجه متابعت متجلی شود انتهی مختصراً از ادنی تامل واضح شود که این کلام از نفس پاک و صافات است حضرت غلام علی شاه رحمة الله علیه فرماید شما درجات متابعت رسول خدا صلی الله علیه وسلم پنج مرتبه نوشتید و دعوی حصول بخود کردید و آن بغایت بعید می نماید بلکه ایشان درجات متابعت را هفت درجه ثابت کرده اند درجه اول اتیان احکام شرعیه است بعد تصدیق قلبی پیش از اطمینان نفس درجه دوم تهذیب اخلاق است و رفع رذایل صفات و ازاله امراض باطنیه درجه سوم اتباع احوال و اذواق و مواجید است درجه چهارم حصول اطمینان قلب است که اتباع هو لما جاء به المصطفٰی صلی الله علیه وسلم گردد و بحصول مقام رضا چون و چرا بر مجاری تقدیر نماند درجه پنجم اتباع کمالات آن سرور است صلی الله علیه وسلم که حصول آن مربوط محض بفضل و احسان خداوند است و علم و عمل را در آن مدخلی نیست درجه ششم اتباع کمالاتی که مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور است صلی الله علیه وسلم درجه هفتم متابعت آن است که تعلق به نزول و هبوط

و دعوت خلق دارد حضرت شیخ متابعت را محمول بر اعمال ظاهر دانسته استبعاد و استعجاب حصول این دولت می نمایند الحق اتباع جمیع اعمال ظاهری حبیب خدا صلی الله علیه وسلم نهایت متعسر است بلکه توان گفت که طاقت بشر آن را برنتابد ما بعد ادای شکل وظایف طاعات بقدر میسور موافق حدیث شریف خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا یُطِیْقُوْن و آیه کریمه وَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اگر بموهبت الٰهی بجذبات محبت به تبعیت و وراثت درجات قربت حاصل شود نزد عقل سلیم و شرع قویم مستبعد نیست اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ حدیثی صحیح درین باب کمل اولیا را آن درجات حاصل است و تجلیات صفات و تجلیات ذاتیه تحقق بمحبت الٰهی سرفراز اند اگر حضرت مجدد باین درجات برسند و بفضل الٰهی مستفیدان خود را برسانند جای تعجب چرا باشد آری اَلْمُعَاصَرَةُ اَصْلُ الْمُنَافَرَةِ انتهی سه

من بی درد لفتوای وفا کشتنیم	یار را از گله جور پشیمان کردم ؎

قال و گفته اند که همه کمالات محمدیه بی تفاوت در ذات من حاصل است لیکن بتبع و طفیل است مردی ثقه صادق از ایشان شنیده ان شخص گفت اینجا مرتبت شما بر انبیا لازم می آید جواب دادند که انجا باصالت است و اینجا بطفیل اقول حضرت غلام علی شاه صاحب فرماید که این خلاف واقع است این دعوی نکرده اند این سخن گاهی نگفته مگر اینکه از هر چه کمالات ما عنایت شده بمتابعت و طفیل آن حضرت است صلی الله علیه وسلم در کلام ایشان بسیار است انتهی فقیر گوید انصاف فرموده شود بطلان کلام شیخ ازین رد ظاهر است که هر گاه وجود کمالات بالتبع تسلیم کرده شده پس بی تفاوت چگونه خواهد بود در ما بالذات و ما بالتبع فرق آسمان و زمین است ہ

دیدی چه بر سر آمد فرهاد را ز خسرو	در خاندان کسری این عدل و داد باشد

حضرت خواجه محمد پارسا علیه الرحمة در فصل الخطاب از عمدة العقائد عبد الله نسفی نقل می فرماید اَلْمَنَا نَكَ عِنْدَنَا تَثْبُتُ بِالْاِشْتِرَاكِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْصَافِ حتی

اگر نوبت انتها رسد محو گردد کمالات محمدیه در ذات محمود [illegible]

لو اختلفا في وصف لا تثبت المماثلة لان المثلين ما يسد احدهما مسد الآخر ودر وجود نفس کمالات بالتبع محذوری نیست چه هرگاه مخدومان اولش بخادمان عطا می فرمایند ایشان میگویند که بتبع وطفیل مخدومان از اطعمهٔ متنوعه حظ وافر داریم وجمیع آلاء سفرهٔ مخدومان مارا حاصل است از ان کسی نمی فهمد که اینها ادعای همسری وبرابری آنها می کنند زیراکه اصل اصل است وفرع فرع مخدوم مخدوم وخادم خادم خادمان که به بارگاه رفیع سلاطین بار می یابند وآولش از خوان نعمت می خورند وعزت وحرمت دارند همه اش به برکت متابعت مخدومان است ورنه مشهور است که ای ایاز قدر خود بشناس پس هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه بدولت تبعیت واطاعت حضرت خیر البشر علیه الصلوة والتحیة که آن اطاعت عین حضرت رب العزت است از کمالات نبویه وولایات محمدیه علی صاحبها الصلوة والتحیة به طفیل سرور عالم صلے الله علیه وسلم ولش یافتند آنگاه اگر برای اظهار نعماء پروردگار لب علان کشودند وازبان فرمودند که همه کمالات محمدیه در ذات من به تبع وطفیل حاصل است دران باکے نمی بینیم یعنی کمالاتیکه حصول آن برائے امت مرحومه ممکن ودر حصول آن محذورے شرعی نیست ونبوت ورسالت من جمله کمالاتے است که باحدے متوقع الحصول نیست پس باستثناء عقلی وبداهت عقل خارج باشد لفظ تبع وطفیل از الفاظ معمولی انگاشته شود این امرے است که بنای طریقهٔ نقشبندیه برآن نهاده اند حضرت مجدد رحمه الله در معارف لدنیه می فرماید سلسلهٔ علیه نقشبندیه از سائر سلاسل بوجوه فضیلت جدا است ومرتبه این طریق بر سائر طرق بمراتب هویدا است این سلسلهٔ علیه منتهی بحضرت صدیق است رضی الله تعالی عنه که افضل بنی آدم است بعد الانبیاء به خلاف سلاسل دیگر ودرین طریق اندراج نهایت است در بدایت بخلاف سائر طرق وشهودے که معتبر نزد این بزرگواران شهود دایمی است وتعبیر از آن به یادداشت کرده اند وشهود که دوام نه پذیرد نزد ایشان از حیز اعتبار ساقط است بخلاف

سایر سلاسل طے منازل این طریق بے متابعت تمام صاحب شریعت را علیه وعلی آله الصلوة والتسلیمات میسر نیست بخلاف طرق سلاسل دیگر که به متابعت فی الجمله بامداد ریاضت ومجاهدات بانقطاع می رسند این دعوی برهان می طلبد برهان آنست که این بزرگواران به مدد جذبه راه را طی می کنند ودر طریق دیگر بریاضات شاقه ومجاهدات شدید قطع منازل نمایند وجذبه معنی محبوبیه می طلبد تا محبوب نباشد جذب نمی کنند ومعنی محبوبیه وابسته بمتابعت محبوب رب العالمین است علیه وعلی آله الصلوة والسلام والتحیة آیه کریمه فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ شاهد این معنی است پس هرچند متابعت تمامتر جذبه بیشتر وهرچند جذبه بیشتر قطع منازل آسان تر وزود تر پس متابعت تمام شرط این بزرگواران آمد لهذا اهما امکن عمل به عزیمت را اختیار نمودند رخصتے که از ذکر جهر که عمده این راه است منع کردند واز سماع ورقص که زبدهٔ ارباب احوال است اجتناب فرمودند وپر ظاهر است که کمالے که بر متابعت مترتب شود فوق جمیع کمالات خواهد بود لاجرم این عزیزان فرموده اند که نسبت ما فوق همه نسبتها است

ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

پس طالبان حق را اختیار این طریق اولی وانسب باشد که راه به غایت نزدیک است ومطلوب در نهایت رفعت انتهی ودرین مقام شبه ناشی می شود که چون بعضے از انبیا علیهم السلام نیز در حصول بعضے از کمالات مخصوصه محمدیه طفیلی اند که بطفیل حضرت خاتمیت علیه الصلوة والتحیة بان رتبه رسیده اند ناچار وهم مساوات درمیان حضرت مجدد وحضرات انبیا ماسوائے حضرت مصطفی هنوز باقی است که درینجا همگنان طفیلی اند جوابش اینست که درحقیقت درینجا دیگر انبیا هم طفیلی اند اما هر طفیلی یکسان نمی باشد بنی طفیلی هم جلیس اصیل می باشند وولی طفیلی خادم اند بلحاظ رتبه در صورت اول جلیس وهم لقمه می گویند ودر صورت ثانی تابع وآولش خور فرشتان بنیها شیخ الشیوخ در عوارف می فرماید اقرب الاحوال الی النبوة الصدیقیة وقال ابو یزید آخر نهایات

الصدیقین اول درجات الانبیاء **قال** ویکے از یاران ایشان گفت کسی مقام خود را فوق مقام انبیا می یابم و این را توجیہے کہ موجب اثبات و تصحیح آن گشت کردہ اند **اقول** این اتہام است ہرگز در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اثبات و تصحیح مقولہ مستفسر موجود نیست ؎

تاب شمت جز دل آوارہ کہ داند	این صبر بجز عاشق بیچارہ کہ داند

چہ بعض اقوال کہ بجواب این سوال در کلام حضرت ایشان رضی اللہ عنہ اندراج یافتہ است دلالت صریحہ می کند کہ نزد حضرت ایشان رضی اللہ عنہ این معنی از قوت متوہمہ است و محض خلاف واقع سالک این مقام را لازم است کہ ہنگام طریان چنین حالات باطلہ و خیالات عاطلہ ربقہ تقلید از دست نگزارد و ہرچہ در شریعت غرا قرار داد است کہ فضل کلی مر انبیا را است بدان متمسک باشد چنانچہ خود حضرت ایشان درین موقع سالک این مقام را بدین عبارت موعظت فرمودہ اند درین وقت التجا و تضرع و عجز و نیاز بہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ درکار است تا آنچہ حقیقت کار است ظاہر گردد درین مقام از مزلت اقدام سالکان است الخ و ہم در مکتوب دو بیست و ہشتم از جلد اول این توہم را از جملہ اغلاط صوفیہ شمردہ از حق سبحانہ تعالیٰ تعوذ خواستہ اند درین صورت صاف پیدا است کہ الفاظیکہ موجب اثبات و تصحیح باشد در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ یافتہ نمی شود ؎

بہ صبر دل نہم اما خدا روا دارد	کہ این چنین ستمے بر دلم روا داری

اکنون عبارت مکتوب شریف نقل می کنم تا واضح شود کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ چہا چہا تغلیط این فرمودہ اند عبارت مکتوب دو صد و ہشتم از جلد اول اینست فرزندی پرسیدہ بود کہ سالک این طریق در مقامات عروج گاہ اینست کہ خود را در مقامات انبیا علیہم من الصلوات و التسلیمات بہتہا و کملہا می یابد بلکہ در بعضے اوقات سیدہ اند کہ از آن مقامات

نیز بفوق رفتہ است سر این معنی چیست و حالانکہ مقرر است و مجمع علیہ است کہ فضل مر انبیا را است علیہم الصلوۃ و التسلیمات اولیا ہرچہ می یابند بطفیل ایشان می یابند و بہ کمالات ولایت بمتابعت ایشان میرسند جوابش آنست کہ آن مقامات انبیا علیہم الصلوۃ والبرکات نہایات مقامات عروج ایشان نیست بلکہ عروج این بزرگواران بمراتب از آن مقامات بالا رفتہ است چہ آن مقامات عبارت از اسماء الٰہی است جل سلطانہ کہ مبادی تعینات ایشان ہست و وسایل فیوض از حضرت ذات تعالیٰ و تقدس چہ حضرت ذات را بی توسط اسماء بعالم ہیچ مناسبتے نیست و غیر از غنا ہیچ نسبتے حاصل نہ کریمہ ان اللہ لغنی عن العلمین شاہد این معنی است و چون این بزرگواران از مراتب عروج نزول می فرمایند و انوار بالا را با خود گرفتہ فرود می آیند درین اسماء علی تفاوت مراتبہا کہ مشابہت باختیار طبیعت ایشان دارند اقامت می فرمایند و توطن می نمایند لہذا اگر کسے ایشان را بعد از استقرار جدید در ہمان اسما یابد پس بلند استعداد کہ متوجہ حضرت است تعالیٰ و تقدس ناچار در وقت عروج بآن اسما خواہد رسید و از انجا بفوق خواہد گذشت الا ماشاء اللہ تعالیٰ اما آن سالک چون از بالا فرود آید و باسمی کہ مبدء تعین وجودی اوست نزول نماید آن اسم البتہ پایان تر از آن اسامی کہ مقامات انبیا است علیہم الصلوۃ والتسلیمات خواہد بود و تفاوت مقامات اینجا ظاہر شد کہ مناط افضلیت است ہر کہ مقام او بلند است افضل است و تا سالک بانز باسم خود نگردد و اسم خود را پایان تر از آن اسامی نیابد افضلیت آن بزرگواران را بطریق ذوق و حال نتواند دریافت بہ تقلید ایشان را افضل میگوید و بہ یقین سابق حکم باولویت انہا می کند اما وجدان او تکذیب حکم اوست درین وقت التجا و تضرع و عجز و نیاز بہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ درکار است تا آنچہ حقیقت کار است ظاہر گردد و این مقام مزلت اقدام سالکان است و این جواب امثالی واضح گردانیم ارباب معقول گفتہ اند کہ دخان مرکب از اجزای ارضی و اجزای ناریست وقتی کہ دخان

صعود نماید اجزاے ارضی بمصاحبت اجزای ناری بالا خواهند رفت و بحصول قسر
قاسر عروج خواهند نمود گفته اند اگر دخان قوی باشد عروج او تا کره نار متحقق شود درین
صعود اجزاے ارضی بسبقات اجزای آبی واجزای هوائی که بالطبع تفوق دارند خواهند
رسید واز انجا عروج نموده بالا خواهند رفت درین صورت نمیتوان گفت
که رتبه اجزاے ارضی بلند تر است از مرتبه اجزاے آبی و اجزاے هوائی چه آن تفوق
باعتبار قاسر بوده است نه باعتبار ذات و بعد از وصول بکره نار چون آن اجزاے
ارضی هبوط نمایند و بمرکز طبعی خود برسند هر آئینه مقام اینها
فروتر از مقام آب و هوا خواهد بود پس ما نحن فیه عروج آن سالک ازان مقامات
باعتبار قاسر است که آن قاسر افراط حرارت محبت است و قوت جذب عشق و باعتبار
ذات مقام او تحت آن مقامات است این جواب که گفته شد مناسب حال منتهی است اما مبتدی
اگر این توهم پیدا شود و خود را در فوق مقامات اکابر یابد وجهش آنست که هر مقام را در
ابتدا و توسط ظل و مثال است و مبتدی و متوسط چون بظلال اینها میرسند خیال می
کنند که بحقیقت آن مقامات رسیدند فرق در میان ظلال و حقایق نمی توانند کرد و همچنین
شبه و مثال اکابر را چون در ظلال مقامات ایشان می یابند خیال می کنند که شرکتے با کابر
در مقامات پیدا کرده اند نه چنین است بلکه اینجا اشتباه ظل شئی است بنفس شئی انتهی
امثال این اقوال که دال بر تبیین منشاء تغلیط وقت عروض این احوال باشد در مکاتیب
حضرت ایشان رضی الله عنه جابجا اندراج یافته من شاء فلیرجع الیها بپیشگاه حضرت
غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه نیز این چنین سوال پیش شده بود
و حضرت ممدوح رض بعد تفتیش واقعه ازان منع فرمودند در بهجة الاسرار مذکور است
هكذا قيل للشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه ان فلانا تا سمعوا
احدهم يديه كيقول انه يرى الله عز وجل بعين راسه فاستدعى وسأله

عن ذلك فقال نعم فانتهره ونهاه عن هذا القول واخذ عليه ان لا يعود اليه
فقيل له امحق هذا ام مبطل قال هو محق وتلبس عليه وذلك
انه اشهد ببصيرته نور الجمال ثم خرق من بصيرته
الى بصره منفذ فراى بصره ببصيرته وبصيرته يتصل شعاعها بنور
شهوده فظن ان بصره رأى ما شهدته بصيرته

فحسب برنفس لفظی پوشیده نیست که چنانکه تفوق مقام احدے بر
مقام انبیا از محالات است همچنان رویت باری تعالی در دار دنیا و هر دو رویت قابل
تاویل می باشند قال و در جای تجلی محمدی و احمدی گفته اند اقول جای در تصانیف
حضرت مجدد رضی الله عنه تجلی محمدی و احمدی مذکور نیست اگر این کلام تسلیم نموده شود
پس می گوئیم که در صحت کلام محل تردد نیست تجلی بمعنی روشن و آشکارا شدن و جلوه کردن
است پس اگر باین معنی تجلی محمدی و احمدی گفته شود گنجائش دارد چنانکه نزد صوفیه صافیه
قدس الله اسرارهم تجلی الهی تعالی و تقدس بهمان معنی مستعمل است در کتاب اخبار الاخیار
مذکور است که حضرت حبیب رب العالمین صلی الله علیه وسلم و آله اجمعین نیز براے
ترتیب و تائید تجلی می فرمودند انتهی از شیخ ابو العباس قریشی منقول است که می گفت
وے رضی الله عنه والله اگر پوشیده شود از من دیدار انوار حضرت رسالت خاتمیت
علیه الصلوة والسلام ساعتی نمی شمارم خود را از جمله مسلمانان و اگر منشاء اعتراض
این است که تجلی احمدی منسوب است بحضرت مجدد رحمة الله علیه که احمد نام دارد پس
کسے این را باور ندارد و این چنین اعتراض از شان معترض بعید تر باشد قال و دوره
الف یا مجدد الف گفته اند اقول درین تعبیر اشاره است باین تقریر که چون حضرت
ایشان در سر الف مجدد شده اند فیضان ایشان در تمام الف ثانی ساری باشد
و در کدامی حدیث شریف نفی آن وارد نه شده البته هزار سال باید که این چنین مرتبه

ذکر ... تجلی محمدی و احمدی گفته اند

ذکر دوره الف یا مجدد

در دنیا بوجود آید وفیض خدا اشاعت فرماید باقی مانده این امر که مجدد را از مجددیت
خود خبر دادن واعلان نمودن درست است یا نه جوازش از تقریرے که بالا بیان کرده
شد ظاهر است چه مجددیت الف ثانی نعمت است از نعمت های الٰهی وتحدیث نعمت
جایز بلکه واجب است از همین جا است که دیگر اکابر دین اظهار تجدیدیت خود نموده اند چنانچه
علامه سیوطی رحمه الله در رساله تنبئه فی من یبعثه علی راس کل مائة بر مجددیت خود خبر داده است
حیث قال اِنِّی الْمَبْعُوْثُ عَلٰی رَاسِ الْمِائَةِ التَّاسِعَةِ لِانْفِرَادِیْ بِالتَّبَحُّرِ
فِیْ اَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ مِنَ التَّفْسِیْرِ وَاُصُوْلِهٖ وَالْحَدِیْثِ وَعُلُوْمِهٖ وَالْفِقْهِ
وَاُصُوْلِهٖ وَاللُّغَةِ وَاُصُوْلِهَا وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَاُصُوْلِهِمَا وَالْجَدَلِ
وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ وَالْبَدِیْعِ وَالتَّارِیْخِ وَتَصْنِیْفِیْ فِیْ جَمِیْعِ ذٰلِکَ الْمُصَنَّفَاتِ
الْبَارِعَةِ الْفَائِقَةِ الَّتِیْ لَمْ اُسْبَقْ اِلٰی نَظِیْرِهَا وَعِدَّتُهَا اِلَی الْاٰنَ
نَحْوُ خَمْسِ مِائَةِ مُؤَلَّفٍ وَقَدِ اخْتَرَعْتُ عِلْمَ اُصُوْلِ اللُّغَةِ وَدَوَّنْتُهٗ
وَلَمْ اُسْبَقْ عَلَیْهِ وَهُوَ عَلٰی نَمَطِ عِلْمِ اُصُوْلِ الْحَدِیْثِ وَعِلْمِ
اُصُوْلِ الْفِقْهِ وَسَارَتْ مُصَنَّفَاتِیْ وَعُلُوْمِیْ فِیْ
سَائِرِ الْاَقْطَارِ
واین خطبه خوانی وخوش بیانی را کسے مکروه ومحمول بر ترفع نفسانی نه نموده است بلکه ملا
علی قاری گفته است که او در دعوی خود مقبول مشکور است وامام غزالی هم ادعای مجددیت
خود نموده است ازین تقریر ظاهر وباهر شد که اگر حضرت مجدد رحمة الله علیه خود را به مجدد
الف ثانی ملقب فرمودند یا کدامی از علما حضرت ایشان را بخطاب مجدد یاد کرد محل انکار یا استبعاد
نخواهد بود قال وامثال این کلمات در مکتوبات ایشان مذکور است واین همه را می
گزرانیدیم تا نوبت باین مکتوب رسید که باعث این همه نفرت ووحشت گردید اقول
اصل این است که علم تصوف دریای است ناپیدا کنار عبور بر آن کار هر کس نیست بسا است

که مردم باصل مراد متکلم نمی رسند وبر اصطلاح صوفیه اطلاعے حاصل نمی نمایند وبر اقوال
مشایخ طریقت عرض نمی کنند وبر ظاهر الفاظ به نکته چینی وحرف گیری پیش می آیند
ازین رو ایشان را از کلام صوفیه نفرت ووحشت حاصل می گردد تا آنکه قائل به تکفیر
این طایفه یا احدے از اکابر می شوند حضرت شیخ در رساله مجمع البحرین می فرمایند از
وجوه اعراض وانکار برین طائفه علیه دقت علوم ولطافت اشارت ایشان است که در
فهم هر کس نمی گنجد در آید انتهی ودر همان کتاب بجای دیگر بدین الفاظ نوشته است گاه
باشد که در نفس الامر لطیفه باشد لیکن ناظر را قوت دریافت آن نبود انتهی قال گفته اند
که من هم مرید اسلام وهم مرید الله عز شانه سلسله ارادت من بیتوسط بالله تعالی متصل
است تعالی ید من نایب ید الله است سبحانه ارادت من به محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
بوسائط کثیره است ودر طریقه نقشبندیه بست ویک واسطه درمیان است ودر طریقه
قادریه بست وپنج واسطه ودر طریقه چشتیه بست وهفت وارادت من به الله قبول یکے
نمی نماید پس من هم مرید محمد رسول الله ام وهم همتره پیر او صلی الله تعالی علیه وسلم ودر خوان
این دولت هر چند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام وهر چند تابع ام اما از اصالت بی بهره نیم
وهر چند امتم اما شریک دولتم نه شرکتی که از آن دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه
شرکت خادم است با مخدوم تا نطلبیده اند بر سفره این دولت حاضر نشده ام وتا نخواسته
اند دست باین دولت دراز نکرده هر چند اویسی ام اما مربی حاضر وناظر دارم وهر چند
در طریقه نقشبندیه پیر من عبد الباقی است رضی الله تعالی عنه اما متکفل تربیت من الباقی
است جل جلاله وعم نواله من بفضل تربیت یافته ام وبراه اجتبا رفته سلسله من سلسله
رحمانی است که عبد الرحمن ام چه رب من رحمن است جل شانه وعم احسانه ومربی من
ارحم الراحمین وطریقه من طریقه سبحانی است که از راه تنزیه رفته ام واز اسم وصفت
بذات اقدس نخواسته این سبحانی نه آن سبحانی است که بسطامی بآن قائل گشته است

که آن را باین مساسے نیست آن از دائرہ الفنس برآمده است و این ماورای الفس و افاق است و آن تشبیه است که لباس تنزیه پوشیده است و این تنزیه است که گردے از تشبیه بوی نرسیده و آن از سرچشمه سکر جوش زده و این از علین صحو برآمده است ۔ ارحم الرحمین در حق من اسباب تربیت از غیر از معدات نداشته است و علت فاعلی در تربیت من غیر از فضل خود را نساخته از کمال کرم و اهتمام و غیرتے که وی تعالی و تقدس در حق من دارد تجویز نمی فرماید که فعل دیگرے را در تربیت من مدخلے باشد و یا من بدیگرے در این معنی متوجه گردم من مربای الہی ام جل شانه و مجتبای فضل و کرم نامتناهی او تعالی

ع بر کریمان کارہا دشوار نیست ؂

اقول این عبارت مکتوب ہشتاد و ہفتم است که بمولانا محمد صالح کولابی در اسرار مرادی و مریدی صدور یافته پس اولا شرح این مکتوب مے نگارم سپس بدفع شبہات متوجه میگردم

قوله رضی الله عنه من هم مرید الله ام جل علاه و هم مراد الله عز و جل شانه بدانکه لفظ مرید و مراد از مصطلحات صوفیه کرام است در فصل الخطاب بحواله ترجمه عوارف مذکور است مرید و مراد را بر دو معنی اطلاق کنند یکے بر معنی مقتدی و متقدی دیگر بر معنی محب و محبوب اما مرید بمعنی مقتدی آنست که دیده بصیرتش بنور ہدایت بینا گردد و به نقصان خود نگرد و آتش طلب کمال در نہاد او برافروزد و آرام نگیرد الا بحصول مراد و وجود قرب حق سبحانه و ہر که بصفت اہل ارادت موسوم بود و خبر حق سبحانه درد و کون آن مراد دیگر دارد تا لحظه از طلب مراد بیارامد اسم ارادت بروی عاریت است و اما مراد بمعنی مقتدی آن است که قوت ولایت او در تصرف بمرتبه تکمیل نا قصان رسیده است و اختلاف انواع استعدادات و طرق ارشاد و تربیت بنظر عیان دیده انتہی اندرین صورت میان مرید و مراد تلازم است یکی از دیگری منفک نشود پس ہر که مرید است مراد است و ہر که مراد است مرید است ؏

مقیدان تو از ذکر غیر خاموش اند		بخاطرے که تو ئی دیگران فراموش اند	

در بہجة الاسرار به کمال بسط تحقیق این الفاظ نموده شد درین مقام بطور اختصار مذکور می شود ارادت ترک چیزی است که عادت آن داشته باشد ہرگاه شخص حظوظ دنیوی و اخروی را گزارد ارادہ اش کامل گردد لا یرید پس حقیقت ارادہ ذات خدا است عزوجل که در آن بوث زینت دنیا و آخرت نباشد پس مرید عامل کتاب و سنت باشد و بجا سوای آن گوش نه نهد و بنور خداوند تعالی می نگرد و سوائے وی کسی را فاعل حقیقی نه بیند بلکه آله و سبب اند پس ہرگاه او مانوس به خلوت مع الله گردد و از معاصی مجتنب باشد و راضی بقضا باشد و امر باری تعالی به پسندد و از و عبرت کند و بذل جهد در محبت وی نماید و سببے که موصل الی الله باشد بان کوشد و کار خود را مخفی و متواری دارد و ثنائے مردمان نه پسندد و نوافل و عبادات خالصاً لوجه الله ادا کند تا آنکه بحظیرہ قدس رسد و از خاصان گردد او را مراد گویند ؏

تا ترک مراد خود نگیری		یک بار مراد در کنارت ناید	

پس از عبار سالکین الی الله گم گردد و معرفت ذاتش و سکون و طمانیت وی را حاصل شود پس بحکمت و اسرار وی تعالی بعد اذن مترنم گردد و از و خبر دہد و این وقت وی به لقبے خاص که از اقران متمائز باشد ملقب گردد و باسرار خاصه آگاه گردد ؏

در ہیچ زمان غیر بدل راه ندادند		قومیکه مرید ند و گروہے که مراد ند	

در لطائف اشرفی (کتابیست مشہوره) مذکور است حضرت قدوة الکرامی فرمودند ہر که مرید است حقیقة مراد است چه اگر مراد حق نبودے او را خلعت ارادت نپوشاندی فرق میان مرید و مراد آنست که مرید مبتدی است و مراد منتہی مرید در تحمل است مراد محمول چنانچه موسی گفت رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي[۱] و محمد را صلی الله علیه وسلم گفت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ[۲] ہم موسی گفت علیه السلام رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرْ اِلَيْكَ[۳] قَالَ لَنْ تَرَانِي[۴] حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را فرمان شد اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ[۵] و مرید رونده است و مراد برده شده ہر که رونده در پے برده

[illegible]

شده است

یکے از جان رود در راه دا دار مرید اول بود آخر مراد است	دگر را مے برند از جان باسرار میان این و آن فرقی فتاد است

حضرت قدوة الکرامی فرمودند در مرید حقیقی چهار چیز باید تا مرید حقیقی شود اول آنکه مرض وصحت او برابر باشد وهمه حال رضای حق تعالے رود دوم حالت فقر وغنا وی را مستوی باشد سوم مدحت ومذمت خلق وی را یکسان نماید چهارم بهشت ودوزخ او را برابر باشد کما قال علیه السلام المرید لا یریده من الکونین شیئا غیر ربه مرید را ارادت خود نباشد ومرید قائم بخود باشد ومراد قایم بحق وحضرت معترض آنچه معنی مرید ومراد بنگاشته بیاید انشاء الله تعالی در معنی مراد بنگاشته که نخست ایشان را جذب نماید پس معنی عبارت مکتوب شریف چنین باشد که من مجذوبم واویسی ام ومجذوب اویسی همان طائفه را می گویند که بیواسطه ظاهر وبے تلقین ذکر واصل مقصود شود مثل شجره حضرت کلیم الله صلواة علیه السلام ومثل سیدنا اویس که احوال این طائفه جذبه بایشان منسوب است واین خود علم لدنی است که خدای تعالی گفته است وعلمناه من لدنا علما وسلطان العارفین در جواب دانشمندان گفتند که انتم اخذتم علومکم میتا عن میت ونحن اخذنا علومنا عن حی الذی لا یموت پس معلوم شد که مجذوبان که اویسیان می گویند مریدان حق شدند بیواسطه وهم مرادان حق شدند چرا که محض فضل الهی طریقه وصول بیواسطه را خود او تعالی در قرآن مجید بیان کرده است فاینما تولوا فثم وجه الله ما من دابة الا هو اخذ بناصیتها الا انه بکل شیء محیط ونحن اقرب الیه من حبل الورید والله معکم اینما کنتم واین را بزرگان وجه خاص گفته اند حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله معارف لدنیه می فرمایند اعلم ان الولایة الخاصة المحمدیة علی صاحبها الصلوة

والسلام والتحیة مخصوصة بالمجذوبین من السالکین الذین سموا بالمرادین ولیس للمریدین بحسب استعدادهم الذاتیة منها نصیب ونعنی بالمریدین الذین تقدم سلوکهم علی جذباتهم الا ان یرزق المراد المحبوب المرید المحب ویتصرف فیه ویجذبه بکمال تصرفه نحو جذبه کما هو امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم الله تعالی وجهه فانه سالک مجذوب وصل الی الولایة الخاصة تربیته علیه وعلی آله الصلوة والتسلیمات لما تصرفه فیه وجذبه ایاه بخلاف الخلفاء الثلاث المتقدمة علیه فان جذبهم مقدم علی سلوکهم کما هو حال حضرة الرسالة المصطفویة علیه وعلی آله الصلوة والتسلیمات فان جذبه علیه الصلوة والسلام مقدم علی سلوکه صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم ولا یتوهم ان کل مجذوب سالک یصل الی الولایة کلا بل لو وجد واحد من الوف منهم کذلک بعد قرون متطاولة لاغتنم وجوده ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم وصلی الله تعالی علی سیدنا محمد واله وسلم السالک المجذوب له زیادة فی المعرفة علی المجذوب السالک والمحبة علی عکس ذلک لان المجذوب السالک ربّاه الله سبحانه من اول الامر الی آخره بمحبته الخاصة وجذبه الی الجناب قدسه بعنایته الکاملة ونفی بالمعرفة المتعلقة بالتجلیات الافعالیة من معرفة الاشیاء الکونیة والصفات الاضافیة الالهیة اما المعرفة

بدانکه ولایت خاصه محمد صلعم مخصوص است بمجذوبین سالکین که مرادین باشند نیست برای مریدین نصیبے حسب استعدادات ذاتیه مراد از مریدین زمره اولیا است که سلوک ایشان بر جذبه مقدم باشد مگر آنکه بیابد مراد محبوب مرید محب را وورد وتصرف کند بکمال خود جذب نماید بسوی جذبه خود مثل امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم الله وجهه سالک مجذوب وولایت خاصه رسیده بسبب جذب وتصرف آنحضرت صلعم بخلاف خلفاء ثلثه که جذب این حضرات مقدم بر سلوک ایشان است همین است کیفیت رسول الله صلی الله علیه وسلم که جذب

المتعلقة بالذات تعالى وهى عبارة عن التجلى والمتعلقة بالصفات السلبية التنزيهية وهى مشتملة على الحيرة والمعرفة والمتعلقة بالصفات الذاتية الموجودة والمتعلقة بالشئون الذاتية الاعتبارية فالمجذوب السالك احق بها واولى بتفاصيلها اما المعارف المتعلقة بالمقامات العشرة من الزهد والتوكل والصبر والرضاء وغيرها فالسالك المجذوب احرى بها وبتفاصيلها لانه قطع تلك المقامات مفصلا وصبر عليها مترتبا يعرف دقائق كل مقام خلاف ما لا يحصل للسالك المجذوب فالسالك المجذوب اتم فى المقامات باعتبار الظاهر والصورة والمجذوب السالك اكمل فيها باعتبار الزبدة والخلاصة ولهذا اظن العوام الناظرون الى الصورة ان الاول اتم من الثانى فى مقام الزهد والتوكل والصبر والرضاء وغيرها ولا يعلمون ان وجود الرغبة فى الثانى لا ينافى تمامية الزهد وكذا التعلق بالاسباب لا ينافى كمال التوكل ووجود الكراهة فيه لا ينافى الرضاء لان رغبته بالله تعالى وتعلقه بالاسباب ايضا بالله سبحانه وكراهته حاصل بالله عز وجل مع ان وجود هؤلاء الاوصاف فيه خالصة لله سبحانه فلا يرغب فى الدنيا الا لله سبحانه لا لغيره ولو كانت رغبته لنفسه فنفسه لربه فيكون تلك الرغبة فى الحقيقة لاجل ربه عز وجل انتهى

این عبارت از جمل است وانچه متعلق بصفات سلبیه تنزیهیه ے باشد آن مشتمل بر حیرت می باشد و معرفت کہ متعلق بصفات ذاتیه موجوده و متعلق بشیون ذاتیه اعتباریه ے باشد پس مجذوب سالک احق باشد بآن واولی باشد بتفاصیل آن لیکن معارف متعلقه بمقامات عشره از زهد و توکل و صبر و رضا وغیره پس سالک مجذوب بآن وبه تفاصیل آن لائق باشد زیرا که او آن مقامات را مفصلا قطع کرده و بترتیب آنها عبور کرده سالک مجذوب دقایق هر مقام را می داند بشناسای مقامات آنچه سالک مجذوب را حاصل

دو عالم را بیکبار از دل تنگ	برون کردیم تا جان تو باشد

قوله رضی الله عنه سلسله ارادت من بے توسط بالله متصل است این عبارت متحمل معانیها است **اولا** سلسله ارادت من بے توسط بالله تعالی متصل است دیده بصیرتم بنور هدایتش بینا است و به نقصان خود می نگرد و آتش طلب کمال در نهادم بر فروخته و آرام نمیگیرد الا حصول مراد و وجود قرب حق سبحانه تعالے ۵

مست توام از باده و جام آزادم	صید توام از دانه و دام آزادم
مقصود من از کعبه و بتخانه تو ے	ورنه من از این هر دو مقام آزادم

فیض بر دو قسم است فیض وهبی و فیض کسبی در فیض وهبی ضرورت وساطت و حاجت توسل نیست آنچه حق تعالی جل شانه بلا واسطه عنایت فرماید وهبی خوانندش والا کسبی شیخ محی الدین عربی در فصوص الحکم در فص داودی فرماید و فینا من یاخذ عن الله فیکون خلیفة عن الله بعین ذلك الحکم فیکون المادة له من حیث کانت المادة لرسول الله صلی الله علیه وسلم

شیخ محی الدین بن عربی رحمة الله علیه در باب دو صد و پنجاه و پنجم از فتوحات مکیه می نگارد ومن خصائص القطبان تجلی بالله تعالی وحده ولا یکون هذه المرتبة لغیره من الاولیاء ابداً

در بحر المعانی می طراز د قطب عالم را فیض از حق تعالی بے واسطه باشد و قطب عالم را قطب الاقطاب نیز گویند انتهی بلکه خود حضرت شیخ رحمة الله علیه در رساله تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المحمدی از حضرت شیخ علی متقی قدس سره که از شیخ عطا ناقل است نقل میکند قد یجذب العبد الیه فلا یجعل علیه منة الاستاد - شیخ عبد الوهاب شعرانی نیز همین تقریر را از شیخ تاج الدین عطاء الله نقل کند مولانا روم مے فرماید

پس فقیر آنست او بی واسطه است	شغلها را با وجود رابطه است

مولانا عبد العلی در شرح می فرماید یعنی بلا واسطه از حق میگیرد و انوار حق را بوجود او رابطهٔ خاص است که انوار حق به او بلا واسطه می رسد و ازینجا ظاهر شد که از اولیاء آن کسان هم هستند که از حق سبحانه فیض بلا واسطه می گیرند و واسطه از میان بر می خیزد اگرچه آن سرور صلی الله علیه وسلم واسطه موصله بودند اما بعد اتصال پس در اخذ حاجت بواسطه نمی ماند و آن کس فقیر است از اولیاء الله و همین را مراد خوانند ثانیاً سلسله محبت من بے توسط بالله تعالی متصل است ه

حاصل عشق از سه سخن بیش نیست	سوختن و سوختن و سوختن

این مرتبه ایست که قبول وسائط نخواهد ه

ای من به منت اگر هستی هست توئی	ور در بر من پیرهنی هست توئی
در راه غمت مرا نه تن ماند نه جان	ور زانکه مرا جان و تنی هست توئی

در انوار الرحمان بتنویر الجنان ملفوظات مولانا عبد الرحمن صوفی لکهنوی که جامعش مولوی محمد نور الله بوده است تحریر است که ارشاد شد که شیخ رضی الله تعالی عنه بکمال القوی و اتباع سنت فانی فی الرسول آن چنان گشته بود که ذات خود را غیر ذات آنحضرت نه پنداشت پس آنچه از خواص آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود لا محاله در ذات فانی ظاهر گردد و از جمله صفات نبوی رسیدن بخدا است بی واسطه و همین حال هر ولی است که فانی فی الشیخ شود یعنی میان خدا و طالب مرشد واسطه است مادامیکه هستی طالب باقی است هرگاه که هستی خود را در هستی شیخ خود فنا کرد و هستی شیخ در خدا فنا گشته و اصل خدا شد وصل او عین وصل فانی او است ثالثاً سلسله ارادت بی توسط بالله متصل است توسط دو معنی دارد حیلولت و تبعیت مراد از توسط درین مقام حیلولت است نه تبعیت چنانچه حضرت مجدد رحمه الله این معنی را به عبارت اصح می فرماید که توسط آن سرور کائنات علیه وعلی آله

الصلوٰة والسلام بدو معنی تواند بود یکی آنکه او صلی الله علیه وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک بطفیل او و بتوسط تبعیت و متابعت او علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام بمطلوب واصل گردد و در طریقه جذبه و سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کاین است بلکه می انگارم که درین طریق از شیوخ هرکه در میان آمده است متوسط و حاجب شود سالک است فی ای اگر در او آخر حال جذبه تدارک آن نه نماید و معامله از پرده به بے پردگی نه کشد زیراکه در طریق جذبه و بعد از رسیدن به حقیقت الحقایق توسط بمعنی ثانی است که طفیل و تبعیت است نه حیلولت و حجاب که پرده شهود و مشاهده و مانند آنها بود انتهی و این را بمثالی اوضح گردانم معلوم است که تحصیل علم ظاهری و تکمیل کتب درس یعنی از میزان تا بیضاوی محتاج باستادی کامل باشد که او سبقا سبقا روزانه درس دهد تا آنکه بمدتے خاص و معین به ذریعه استاد اتفاق به ترتیب درسیه افتد و بدون تعلیم استاد فهم مطالب دشوار تر باشد و بعد از آنکه مرحله درس طے شده ملکه راسخ حاصل گردیده هر کتاب را که مطالعه کند بر فهم آن قادر باشد و ضرورت استفسار نه استاد نیفتد پس میتوان گفت که بحصول ملکه در فهم کتاب ضرورت حیلولت استفسار و توسط استاد نماند اگرچه این ملکه بذریعه و توسط تعلیم استاد است و ازین قول ناشکری استاد لازم نمی آید رابعاً سلسله ارادت من بلا واسطه یعنی بلا واسطه غیر النبی بالله متصل است ه

شرط اول در طریق عاشقی دانی که چیست	ترک کردن هر دو عالم را و پشت پا زدن

قوله رضی الله عنه ید من نائب مناب ید الله است سبحانه یعنی هرگاه سلسله ارادت من بوجهے که مذکور شد بے توسط بالله متصل است ید من نائب مناب ید الله باشد که مقتضاے جذب یا اقتدا یا محبت چنین باشد قوله رضی الله عنه ارادت من به محمد رسول الله بواسطه کثیره است یعنی در فیض کسبے و سلوک نظیرش زینه کاخ است که رسیدن به کاخ بتوسط زینه می باشد قوله رضی الله عنه در طریقه نقشبندیه نسبت و یک واسطه در میان است

زیراکه حضرت مجدد رحمه الله ارادت و انابت از حضرت خواجه محمد باقی قدس سره دارند
والیشان از حضرت مولانا خواجگی امکنگی رضی الله عنه والیشان از حضرت مولانا درویش محمد
رضی الله عنه والیشان از حضرت مولانا محمد زاهد رضی الله عنه والیشان از حضرت مولانا خواجه
عبیدالله احرار رضی الله عنه

٥١ از فرزندان خواجه محمد درویش بوده اند تربیت ظاهری و باطنی از پدر بزرگوار یافته اند و در قصبه امکنگ که از مضافات سمرقند است سکونت داشتند عابد و زاهد و بزرگ صاحب ذکر و شغل و کرامات و خوارق عادات بودند و همیشه خود را از چشم خلایق می پوشیدند و بستر حالات خود می کوشیدند در سنه ١٠٠٨ انتقال فرمودند و مزار در امکنگ است عمر شریف ۸۲ سال ٥٢ جامع علوم ظاهری و باطنی و واقف رموز صوری و معنوی و باوصاف جذب و شوق موصوف بسلوک و عطا مشهور بودند اولا پانزده سال در صحبت ریاضت کرده کمالات تجرید و ریاضت را بکمال رسانیده و بهدایت خواجه درویش محمد راه آمدند و بتکمیل رسیدند در سنه ٩٧٠ وفات یافتند مزار در اسفرار است ٥٣ در فقر و تجرید و تفرید و ورع و تقوی و زهد و اتباع سنت مقامات عالی داشتند و قبل از حضوری خواجه احرار تا چند سال بریاضت و چشم از خواب اشنا ساختند و باشاره غیبی بخدمت خواجه حاضر شده بشرف بیعت مشرف شدند خواجه بنور باطن دریافته باستقبال برآمدند در راه اتفاق ملاقات شد بغل گیر شده در سایه درختی نشسته به بیعت خود سرفراز کردند و همان وقت خرقه خلافت پوشانیده مرخص فرمودند بجز یک صحبت اتفاق صحبت دیگر نیفتاد ٥٤ خواجه ناصرالدین عبیدالله احرار بعد تحصیل علوم ظاهرا چهارده سال در شکند سفر کرده در سمرقند و بخارا و هرات و جاها سیر نمودند و بسیاری حضرات را از خلفای والا درجات خواجه بهاءالدین شاه نقشبند دریافته صحبت ها داشتند و از فیض باطن مستفیض گشتند آخر بسمرقند بخدمت سید قاسم انوار که یکی از اولیای کبار بود رسیدند و بخدمت مولانا شرف الدین خاموش صحبت ها حاصل کردند و نیز خواجه سراج الدین پیرسمی و مولانا حسام الدین و مولانا حمید شاشی و خواجه علاؤالدین غجدوانی وغیرهم از اعزه بخدمت خواجه یعقوب چرخی حاضر شده دست ارادت و بیعت بدامان وی زدند و در چند سال بخدمت با عظمت وی حاضر مانده تکمیل یافتند۔

حضرت خواجه بهترین و کامل ترین مریدان مولانا یعقوب چرخی اند و در سلسله خواجه احراری اند و مقتدای طریقت و دیر حکم حقیقت بوده اند و اهل ماوراءالنهر و خراسان ایشان را بجای بزرگ میدانستند و کرامات و خوارق عادات بی نهایت از ایشان بظهور رسیده۔

ولادت در ماه رمضان سنه ٨٠٦ در قریه باغستان که از توابع تاشکند است بوده وفات ایشان شب شنبه بیست و نهم ربیع الاول سنه ٨٩٥ واقع شده مدت عمر شریف نود سال است چند ماه کم و قبر ایشان در سمرقند است

والیشان از حضرت مولانا یعقوب چرخی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه خواجگان امام الطریقه خواجه بهاءالدین نقشبند رضی الله عنه

٥٥ مولانا یعقوب چرخی عالم و عامل بعلوم ظاهری و باطنی و جامع رموز صوری و معنوی اصل وی از موضع چرخ از مضافات غزنی است در مبادی احوال چندگاه در جامع هرات و چندگاه در دیار مصر به تحصیل علوم پرداختند و بعد آن تحصیل علوم بجذبه محبت الهی بارادهٔ ارادت بخدمت حضرت شاه نقشبند روانه شدند در راه بافقیری مجذوب ملاقی شدند فقیر گفت ای یعقوب زود زود قدم بردار که وقت آن رسیده است که تو از مقبولان حق باشی و برزمین چند خطوط کشید خواجه یعقوب در دل اندیشیدند که آن خطوط را شمار کنم اگر طاق باشد که آن سن مبارک خواجه بود پس شمار کردند طاق برآمد بعد از آن در بخارا رسیدند و فال مصحف بگشادند بر سطر اول نوشته برآمد «اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده» از این اشارت غیبی خورسند شدند و بملازمت خواجه آمده دست ارادت بدامن حضرت زدند و اول بار که بخدمت شریف ایشان رسیدند فرمودند که ما از خود کاری نمیکنیم امشب ببینیم اگر ترا قبول کنند ما نیز قبول کنیم مولانا یعقوب چرخی فرمودند که هرگز شبی سخت تر از آن بر من نگذشته است که آیا چه شود چون بامداد بخدمت ایشان رفتم فرمودند قبول کردند والیشان را بخواجه علاؤالدین عطار سپردند بعد از وفات خواجه بزرگ در صحبت علاؤالدین عطار بمرتبه کمال رسیدند و جامع گشتند در علوم ظاهر و باطن ولادت ایشان در غزنین است و قبر ایشان در موضع ملفتو که یکی از مواضع حصار شادمان است ٥٦ حضرت خواجه بهاءالدین نقشبند امام طریقت پیر حقیقت حنفی مشرب بودند بلکه اکثر مشائخین طریق حنفی مذهب بودند حضرت خواجه شرافت سیادت هم وثوق داشت نسب آبای حضرت ایشان بچند واسطه بحضرت امام جعفر صادق میرسد شجره خواجه سیف فرمودند که من و پدر و مادر من بصنعت کمخابافی و نقش دیگر اشتغال داشتیم ازین سبب بنقشبند مشهور شدیم حضرت خواجه معنوی آنکه سلسله ارادت بامیر سید کلال داشت از روحانیت خواجه عبدالخالق غجدوانی اویسی بود چنانچه از انجاب منقول است که شبی در مبادی احوال در حالی غلبه استغراق بسه مزارات متبرکه از مزارهای بخارا رسیدم در هر مزار چراغی افروخته دیدم که باوجود موجودگی روغن و فتیله روشنی کم داشتند و فتیله محتاج بود که اندکی حرکت باو داده آید تا فتیله از چراغ بیرون آید و بخوبی افروخته شود چراغها بهمان حال گذاشتم و در بیرون مزار آخرین رسیده متوجه بقبله نشستم و از خود غائب شدم و مشاهده کردم که دیوار قبله گورستان شق شد و تختی بزرگ پیدا آمد و پرده ای سبز فرو هشته دیدم گرداگرد آن تخت جماعت بزرگ ایستاده در میان ایشان خواجه بابا محمد سماسی را شناختم و دانستم که از گذشتگان اند پس از آن جماعت شخصی مرا گفت که بر این تخت خواجه عبدالخالق غجدوانی رونق افروز است این جماعت خلفای ایشان است و هر یک را اشارت کرد که این خواجه احمد صدیق و این اولیای کبیر و این خواجه عارف ریوگری و این محمود انجیر فغنوی و این خواجه علی رامیتنی و خواجه محمد بابا سماسی که خود می شناسی پس خواجه غجدوانی عنایت بحال من کردند و کلاهی عطا فرمودند و گفت که کرامت این کلاه دانست که بلای نازل شده از برکت پوشنده این کلاه دفع شود بعد از آن سخنانی که بجنبه و سلوک و وسط و نهایت آن تعلق دارد با من در میان آوردند و فرمودند که چراغها که باین کیفیت بتو باز نموده اند اشارت است ترا بآنکه استعداد و قابلیت این راه که فتیله استعداد را حرکت می باید آورد تا روشن شود ولادت حضرت ایشان در محرم سنه ٧١٨ در قصر عارفان بوده و وفات در شب دوشنبه سوم ماه ربیع الاول سنه ٧٩١ مدت عمر شریف حضرت ایشان هفتاد و سه سال بوده و قبر ایشان هم در قصر عارفان است خواجه بزرگ علیه الرحمة وصیت کرده بودند که پیش جنازه ما این بیت خوانند «مفلسانیم آمده در کوی تو ... شیئا لله از جمال روی تو»

والیشان از حضرت سید امیر کلال [57] رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه محمد بابا سماسی [58] رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه عزیزان علی رامیتنی [59] رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه محمود انجیر فغنوی [60] رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه محمد عارف [61] ریوگری رضی الله عنه

۵۷ خواجه میر سید کلال در علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت از اولیای عهد خود گوی سبقت برده و شرف سیادت نیز داشت مولد وی قریه سوخار است و به پیشه کلالی مشغول می بودند در ابتدای حال کشتی میل تمام داشت روزی هنگامه کشتی حضرت امیر قایم گرم بود و جمع بسیار از مخلوق حاضر بودند اتفاقاً محمد بابا سماسی را بجانب طرف گذر افتاد و بنظاره آن ایستاده خیلی توقف کردند بعضی اصحاب در دل گذرانیدند که باعث چیست که خواجه سماسی بنظاره این بدعتیان ناکاره ایستاده اند محمد بابا برین خطره ایشان بنور باطن واقف شده فرمودند که درین معرکه مردی است که بجهت مردان بصحبت و برکت وی بکمال خواهند رسید میخواهم که او را صید دام خود کنم درهمین سخن بودند که میر کلال را نظر بجانب خواجه افتاد و از اعانت جذب و کشش خواجه لیت شتافت و خود را بپای خواجه انداخت و چون خواجه از انجا روانه شدند بار کاب وی بودند تا بخانقاه آمدند و مرید شدند و بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند و باز روی کشتی ندیدند و حضرت بابا وی را بفرزندی قبول فرمودند و بخرقه خلافت نواخته جانشین خود کردند ولادت ایشان در موضع سوخار است و وفات ایشان در وقت نماز بامداد روز پنجشنبه هشتم جمادی الاول سنه ۷۷۲ھ بوده و قبر ایشان در موضع سوخار است ۱۲

۵۸ بابا سماسی که سماس از توابع قصبه رامیتنی است و از بخارا بفاصله سه کروه واقع است ولادت ایشان در قریه سماسی بوده است که از جمله دیهائی رامیتنی است و قبر ایشان نیز در انجا است ۱۲

۵۹ خواجه علی رامیتنی از کبار مشایخ خاندان نقشبندیه اند لقب وی در سلسله این خاندان خواجه عزیزان علی است مقامات رفیعه و کرامت عجیبه داشت و برای حصول قوت حلال بکسب بافندگی مشغول میماندند مولد شریف وی موضع رامیتن است که قصبه بزرگ از مضافات بخارا بدو فرسنگ واقع است وفات در سنه ۷۲۱ھ بوده و مدت عمر یکصد و سی سال و قبر در خوارزم است ۱۲

۶۰ خواجه محمود ولادت ایشان در موضع انجیر فغنون است و آن دهی است از مضافات بخارا و وفات ایشان در سنه ...ھ بوده و قبر ایشان نیز در بخارا است ۱۲

۶۱ حضرت خواجه ریوگری از عظمای اولیای ترک اند در علم و حلم و ریاضت و متابعت سنت شان عالی داشت مولد و مدفن در موضع ریوگر است و آن ده است از توابع بخارا و وفات ایشان در سنه ...ھ موجود است ۱۲

والیشان از حضرت خواجه جهان خواجه عبد الخالق غجدوانی [62] رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه یوسف همدانی [63] رضی الله عنه والیشان از حضرت ابو علی فارمدی [64] رضی الله عنه

۶۲ خواجه عبد الخالق غجدوانی نام والد ایشان امام عبد الجمیل است و والده ایشان از اولاد ملوک روم بوده و سر حلقه سلسله خواجهای بزرگان و بزرگوار ایشان اند و انتساب خواجه بهاؤ الدین نقشبند قدس سره با ایشان است عالم بوده اند بعلوم ظاهری و باطنی و طریقه ایشان تمام متابعت شرع شریف و سنت آن سرور صلعم بوده خضر علیه السلام ایشان را در جوانی بفرزندی قبول نموده فرمودند که در حوض آب در آمده و غوطه خورده بدل بگو لا اله الا الله محمد رسول الله و ذکر دل را با ایشان آموختند و چون خواجه یوسف همدانی به بخارا آمدند صحبت ایشان را دریافتند و خرقه از خواجه یوسف پوشیدند و مرتبه ولایت ایشان چنان شد که یک وقت هر روز برای نماز بکعبه میرفتند و میخواندند و می آمدند ولادت ایشان در غجدوان است و آن قصبه ایست در شش فرسنگی از بخارا و نشو و نمای حضرت ایشان نیز در انجاست و این کلمات از ایشان است هوش در دم و نظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن و وفات ایشان در سنه ۵۷۵ واقع شد و قبر ایشان در غجدوان است ۱۲

۶۳ حضرت خواجه یوسف کنیت ایشان ابو یعقوب و اصل ایشان از همدان است و مرید شیخ ابو علی فارمدی اند و از شیخ ابو اسحاق شیرازی نیز استفاده نموده اند و شیخ عبد الله جوینی و شیخ حسن سمنانی صحبت داشته اند و چون به بغداد رفتند حضرت غوث الثقلین را هم دریافتند و در مجلس حضرت غوث اعظم اکثر حاضر میشدند حنفی مذهب و سر سلسله خواجهای بزرگوار بوده اند ولادت ایشان در سنه ۴۴۰ هجری بوده و وفات در راه مرو در سنه ۵۳۵ هجری روی داده و قبر ایشان در مرو است ۱۲

۶۴ شیخ ابو علی فارمدی نام ایشان فضل بن محمد است و فارمد قریه ایست از مضافات طوس شیخ الشیوخ خراسان بوده اند و شاگرد استاد امام قشیری و انتساب وی در طریقت بدو طرف است یکی بشیخ بزرگوار ابو القاسم گرگانی طوسی و دوم بشیخ المشایخ ابو الحسن خرقانی قدس الله اسرارهم و با شیخ ابو سعید ابو الخیر ملاقات نموده اند و وفات ایشان در سنه ۴۷۷ هجری بوده و قبر در طوس است ۔

والیشان از حضرت خواجه ابوالحسن ۵۱۵ خرقانی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه بایزید ۵۱۶ بسطامی رضی الله عنه والیشان از حضرت امام جعفر ۵۱۷ صادق رضی الله عنه ـ

۵۱۵ شیخ ابوالحسن خرقانی نام نامی وے علی بن جعفر است وخرقان موضعی است نزدیک به قزوین که شیخ در انجا سکونت داشت غوث وقطب روزگار خود بود وسلطان المشائخ وقطب اوتاد وانتساب وے در طریقت بروحانیت شیخ بایزید بسطامی است ـ

نقل است که شیخ در ابتدا تا دوازده سال نماز خفتن بجماعت در خرقان بگذاردی وروے بزیارت مزار شیخ بایزید بنهادے چون آنجا رسیدے بایستادی وگفتے بار خدایا ازان خلعتے که نصیبے بایزید عطا فرمودے بابوالحسن هم نصیبه عطا کن وازانجا برگشتے وروبخرقان بنهادی ونماز فجر بوضوء عشاء در خرقان گذاردے وبوقت باز آمدن پشت بخاک بایزید نکردے بعد از دوازده سال از تربت بایزید آوازے برآمد که ای ابوالحسن گاه آن آمد که بنشینی وخلق را بحق رهنمائی کنی گفت من امی ام از قرآن وعلم رموز شریعت چیزے ندانم آواز آمد که ای ابوالحسن یافتی آنچه از حق خواستی وفاتحه آغاز کن پس ابوالحسن فاتحه آغاز کردند چون بخرقان رسیدند قرآن تمام کردند وباب علوم ظاهری وباطنی بر خود مفتوح یافتند وفات ایشان شب شنبه عاشوره ۴۲۵ هجری بوده

۵۱۶ بایزید بسطامی لقب ایشان سلطان العارفین ونام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان است جد ایشان گبر بود ودین اسلام مشرف شده واصل ایشان از بسطام است صاحب شطحات نوشته که ایشان اویسی حضرت امام جعفر صادق رضی الله عنهم وصاحب کرامت اولیا گویند که صد وسیزده پیر را خدمت کرده بودند سید الطائفه میفرمود که بایزید در میان ما چون جبرئیل است در ملائکه واز سخنان جنید است که از ایشان نقل میکنند شیخ الاسلام درانبا میفرماید که جبر بایزید فراوان ... ۲۶۱ ...

۵۱۷ امام جعفر صادق کنیت ایشان ابو عبدالله است وابو اسمٰعیل لقب صادق جعفر نام ابن امام محمد باقر بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی الله عنهم ایشان امام ششم نام مادر ایشان فروه بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی الله عنهم ... از مادر فروه ... بن ابی بکر الصدیق است رضی الله عنه ... از جانب پدر بحضرت امام محمد باقر بحضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه میرسد ودیگر از جد والده خود قاسم بن محمد بن ابی بکر است والیشان از سلمان فارسی والیشان از صدیق اکبر رضی الله عنه ولادت ایشان بمدینه در ۸۰ از هجرت وبقولی ۸۳ ه در روز دوشنبه هفدهم ربیع الاول بوده است ومدت عمر شریف ایشان شصت وهشت سال وبقولے شصت وپنج سال بوده ووفات ایشان نیز در مدینه

والیشان از حضرت امام قاسم ۵۱۸ بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی الله عنهم والیشان از حضرت صاحب رسول الله سلمان ۵۱۹ فارسی رضی الله عنه والیشان از حضرت امیر المومنین ابوبکر ۵۲۰ صدیق رضی الله عنه والیشان از حضرت خیر البریه خاتم النبوة محمد ۵۲۱ رسول الله صلے الله علیه وسلم ـ

۵۱۸ قاسم بن محمد از کبار تابعین اند یکے از فقهاے سبعه مدینه ودر خانه عمه خویش حضرت عائشه صدیقه رضی الله عنها تربیت یافته اند یحیےٰ بن معاذ فرموده اند که در مدینه یکی را افضل تر از قاسم ندیدم واز زیاده مرو نسبت که هیچ یکے را عالم تر ازوے ندیدم واز عمر بن عبد العزیز رحمه الله منقولست که اگر معامله خلافت باختیار من مے بود بقاسم میگذاشتم وفات ایشان در ۱۰۱ه بوده وبقولے ۱۰۸ه هجری وبقولے ۱۱۲ هجری و۱۰۶ هجری نیز گفته اند

۵۱۹ حضرت سلمان فارسی کنیت ایشان ابو عبدالله است از کبار صحابه بوده اند احادیث در مناقب ایشان وارد است در علم باطن مرید حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه بوده اند وفات ایشان بمدائن بوده است در ۳۵ هجری عمر طویل داشتند والله اعلم بالصواب ۱۲

۵۲۰ حضرت ابوبکر صدیق رضی لقب ایشان صدیق اکبر اول کسے که بے طلب معجزه به پیغمبر صلے الله علیه وسلم ایمان آورد ایشان بودند از مناقب جلیله حضرت ایشان آنست که در غار رفیق آنحضرت بودند خلافت ایشان دو سال وسه ماه بود وفات در ۱۳ هجری آخر روز دوشنبه وبروایت صحیح شب سه شنبه مدت عمر شریف حضرت ایشان شصت وسه سال بوده وقبر ایشان متصل قبر حضرت رسالت پناه صلے الله علیه وسلم است

۵۲۱ حضرت رسول مقبول صلے الله علیه وعلے آله واصحابه وسلم بهترین ماسواے الله از اعیان واشراف قبیله قریش اند هم از جانب پدر وهم از جانب مادر ولادت باسعادت باتفاق علما واهل سیر بعد از طلوع صبح صادق وپیش از طلوع آفتاب روز دوشنبه بوده لیکن در تعیین سال وماه وتاریخ اختلافها واقع است مشهور آنست که بدوازدهم ماه ربیع الاول واقع شده نزول وحی بران سرور علیه الصلوٰة والسلام اولا بروز دوشنبه سیوم یا هشتم ماه ربیع اول سال چهل ویکم از ولادت آنحضرت صلعم بود سه هزار معجزات از آن حضرت صلے الله علیه وسلم ظاهر شدند بشب معراج بمقام دنیٰ فتدلیٰ رسیدند بعمر شصت وسه سالگی رحلت فرمودند نزد جمهور اهل سیر هنگام چاشت روز دوشنبه دوازدهم ربیع الاول سال یازدهم از هجرت ۱۲

نقشبندیہ عجب طائفہ پرکار اند — کہ چو پرکار درین دائرہ سرپرکار اند

ہمہ گرد آمدہ بر مرکز یک دائرہ اند — ہمہ واقف شدہ از گردش یک پرکار اند

نقشبندند ولے بند بیک نقش نیند — ہر دم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند

در سیہ خانہ صحرائے فنا کردہ نزول — ہمہ برتر زدہ زین نہ تتق زنگار اند

پاس انفاس بود خصلت این شاہ دلان — پاسبانند ولے بادشہ اخیار اند

خامشانند ولی وقت سخن طوطی وار — ہمہ شیرین حرکات و شکرین گفتار اند

ہر یکے سدا مانند بہ میدان جہاد — کوہ از لومۂ لائم بیکے نشمارند

شاہد و شاہ وجودند درین دار ولے — نہ چو منصور سر بریدہ جوئی دارند

صورتے اند ولی دشمن صورتہا اند — ہمہ جہانند ولے از دو جہان بیزار اند

سر دہانند کہ تا سر ندہی سر ندہند — ساقیانند کہ انگور نمی افشارند

سرمۂ کوری چشمان ارادت میلان — مردم دیدۂ بینایی اولوالابصار اند

کرۂ خاک تجلی کند از پرتو شان — ہمہ ذرات جہان مقتبس انوار اند

قولہ رضی اللہ عنہ و در طریقہ قادریہ نسبت پنج زیراکہ حضرت ایشان ارادت و انابت از حضرت شیخ اسکندر رحمۃ اللہ علیہ دارند و ایشان از حضرت شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شاہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید گدا رحمان رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید شمس الدین العارف رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید شمس الدین الصحرائی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ ابو صالح رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید جنگی دوست رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید عبداللہ رضی اللہ

در سلسلہ قادریہ نسبت پنج واسطہ

عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت سید محمد مورث رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت سید شاہ داود رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید موسیٰ رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید عبداللہ المورث رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت شاہ سید عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت سید حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و ایشان از حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دارند **قولہ رضی اللہ عنہ** و در طریقہ چشتیہ نسبت ہفت زیراکہ حضرت ایشان ارادت و انابت از حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ دارند و ایشان از حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت عبدالقدوس ۵۱ و ایشان از حضرت شیخ محمد عارف ۵۲ رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شیخ عبدالحق ۵۳ ردولوی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شیخ جلال ۵۴ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شمس الدین ۵۵ ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شیخ علاء الدین مخدوم ۵۶ علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

۵۱ شیخ عبدالقدوس گنگوہی صاحب ظاہر و باطن و وجد و سماع بودند و از روحانیت شیخ احمد عبدالحق نیز تربیت یافتہ اند در ۹۴۵ھ ہجری انتقال فرمودند قبر در گنگوہ است کہ از توابع دہلی است ۱۲

۵۲ شیخ محمد عارف شیخے عظیم الشان بودند در طریقت و معرفت ثانی خود نداشت در ۸۹۸ھ ہجری وفات یافتند

۵۳ شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدوۂ اہل طریقت بودند و از عمر خرد سالی ولولہ محبت و شور عشق در سر داشتند بتاریخ پانزدہم جمادی الثانی ۸۳۶ھ ہجری انتقال فرمودند ۱۲

۵۴ جلال الدین پانی پتی گازرونی صاحب کشف و کرامت و عشق و محبت بودند در ۷۶۵ھ ہجری انتقال نمودند

۵۵ شمس الدین ترک پانی پتی مقامات عالیہ داشتند و از شیخ فرید ہم خرقہ خلافت پوشیدہ در ۷۱۵ھ انتقال فرمودند

۵۶ حضرت علی صابر رحمۃ اللہ علیہ پیر طریقت و قطب حقیقت بودند فہیم و منزلت بلند داشتند بتاریخ سیزدہم ربیع الاول ۶۹۰ھ ہجری انتقال فرمودند راقم فقیر بشرف زیارت مزار حضرت مشرف شدہ است ۱۲

والیشان از حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمة الله علیه والیشان از حضرت خواجه قطب الدین ٥٢ بختیار کاکی رحمة الله علیه والیشان از حضرت امام الطریقه خواجه معین الدین حسن ٥٣ سجزی چشتی رضی الله عنه

٥١ حضرت فرید گنج شکر از اعیان اولیا و ارکان اتقیا بودند ولادت شیخ در [illegible] شده خطاب مطلب الهو صریرق قطب الدین
و گنج شکر بوده است گنج شکر از آن گویند که سوداگری شکر از ملتان بار کرده بسمت دهلی میرفت چون به اجودهن رسید شیخ از وی پرسید که بر شتران
چه بار کرده گفت نمک است فرمودند که بهتر است نمک خواهد بود چون بمنزل رسید بارها کشاده همه بارها پر از نمک برآمده حیران بماند دانست که در دیدم
این حال از شامت دروغ گوئی من است همان وقت روانه خدمت شیخ گشت و معافی آمده عذر ها خواست نیازمندی نمود فرمودند که اگر
شکر بود شکر خواهد شد همچنان بوقوع آمد چنانچه خان خانان محمد بیرم خان این قصه را نظم کرده است شعر
کان نمک جهان شکر شیخ بحر و بر که آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر وفات حضرت ایشان روز سه شنبه پنجم ماه محرم سنه ٦٦٤ هجری
نود و پنج سال قبر در پتن است ما بین ملتان و لاهور ٥٢ حضرت قطب الدین کاکی مولد و اصل حضرت ایشان
از اوش فرغانه است و آن قصبه ایست از توابع اندجان کاکی از آنجهت گویند که چون در دهلی متوطن شده اند
و فتوح از کس قبول نمیفرمودند و خود همیشه مستغرق میبودند و بر فرزندان ایشان بعسرت میگذشت که از زن
بقالیکه در همسایه ایشان بود بعد از فاقهای جزوی قرض نموده اوقات گذاری خود می نمودند روزی زن آن بقال گفت اگر من
همسایگی شما نمی بودم کار شما بهلاکت می رسید این سخن بطبیعت ایشان گران آمد عهد کردند که از قرض نگیرند روزی آن
قضیه را بعرض خواجه رسانیدند فرمودند که هرگز من بعد قرض نگیریم و در وقت حاجت بطاقچه حجره ما دست انداخته بقدر
حاجت نان کاکی برداشته و صرف خود کنند و هر که خواهند بدهند بعد ازان هرگاه که میخواستند از طاق نان میگرفتند و این نان
را کاکی میگویند در مجلس سماع برین بیت احمد جام شعر کشتگان خنجر تسلیم را ٭ هر زمان از غیب جانی دیگر است ٭ بروز دوشنبه
چهاردهم ربیع الاول سنه [illegible] هجری انتقال فرمودند ٥٣ حضرت خواجه معین الدین چشتی رحمة الله علیه قطب وقت صاحب معرفت و منبع
انوار معرفت و مشرف القلوب زبده مشایخ اجل و قدوه اولیای اکمل بوده اند اهل هند را روی ارادت بخدمت حضرت ایشان
بوده و در جمیع علوم ظاهری و باطنی یگانه زمان بوده اند کرامات و خوارق عادات عجیب و غریب از حضرت ایشان بظهور آمده زیاده از حد
بیان است گویند که چون حق تعالی حضرت ایشان را توفیق توبه کرامت فرمود املاک و اسباب خود را صرف درویشان نموده متوجه
سمرقند و بخارا شدند و در آنجا حفظ قرآن مجید و کسب علم نموده اند و از آنجا بطرف عراق و عرب عزیمت کردند چون بقصبه هارون که از نواحی
نیشاپور است رسیدند حضرت شیخ عثمان هارونی را ملازمت نموده اند و بیست سال بخدمت شیخ بودند و حضرت خواجه در سیاحی اکثر مشایخ کبار
دریافته اند چنانچه بصحبت حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه در جیلان رسیده پنج ماه و هفت روز با ایشان بوده انواع فوائد ربوده اند و شیخ نجم الدین
کبری را در خوارزم و خواجه یوسف همدانی را در همدان و شیخ ابوسعید تبریزی را در تبریز و شیخ حسین زنجانی را در لاهور دیده اند و از بلخ با هند آمدند و
ازانجا بدهلی و از دهلی باجمیر رفته متوطن شده اند ولادت حضرت خواجه در سنه ٥٣٦ هجری وفات حضرت ایشان روز دوشنبه ششم ماه رجب سنه ٦٣٣ هجری بوده
مزار پر انوار شان در اجمیر متبرک است و فقیر چند بار بزیارت مشرف شده ١٢

والیشان از حضرت خواجه عثمان ٥٤ هارونی رضی الله عنه والیشان از حضرت حاجی ٥٥ شریف زندنی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه قطب الدین ٥٦ مودود چشتی رضی الله عنه

٥٤ حضرت شیخ عثمان هارونی قطب وقت و یگانه عصر خود بوده اند و بموضع هارون که یکی از مضافات نیشاپور است سکونت
داشتند و هفتاد سال از عمر خود در ریاضت گذرانیده اند و درین مدت آب و طعام سیر نخوردند و شبها خواب نکردند و دعای حضرت
ایشان گاهی از حضرت رب العزت رد نگردیده حافظ کلام ربانی بودند هر روز یکختم قرآن کردندی و در سماع ذوق و شوق تمام
داشتندی وفات حضرت ایشان پنجم شوال است در سنه [illegible] هجری قبر در مکه معظمه است نود و یک سال عمر داشتند ١٢
٥٥ خواجه حاجی شریف زندنی صاحب احوال عجیبه و مقامات غریبه بودند از عمر چهارده سالگی وضوی خود را شکست
و همیشه جامهای کهنه پوشیدندی و فقر و فاقه را دوست داشتندی و روزه حضرت ایشان روزه طی بود بعد سه
روز بسبزی بی نمک افطار کردندی و از آن سبزی بی نمک دیگر هر کسی که خوردی مجذوب گشتی و اکثر سماع شنیدندی و حین سماع
چندان گریستندی که بیهوش گشتندی و اگر دنیادار در مجلس سماع ایشان حاضر شدی تارک الدنیا گردیدی بتاریخ دهم ماه رجب
سنه [illegible] هجری وفات یافتند عمر شریف حضرت ایشان یکصد و بیست سال ٥٦ خواجه مودود چشتی ولی مادرزاد بودند
و قطب الاقطاب و قطب الدین لقب داشتند و بخطاب شمس صوفیان و چراغ چشتیان و یگانه روزگار و محبوب پروردگار و صاحب
الاسرار و مخزن الانوار مخاطب بودند و خرقه فقر و ارادت از پدر بزرگوار خود داشتند و در بهار طیران هم می نمودندی و در عمر
هفت سالگی قرآن حفظ کردند و در عمر شانزده سالگی بکمال تحصیل علوم رسیدند منهاج العارفین و خلاصة الشریعت تصنیف فرمودند
چون بعمر بیست و نه سالگی رسیدند پدر حضرت ایشان برحمت حق پیوستند و حضرت ایشان بر سجاده مشیخت نشستند و بهدایت
خلق مشغول گشتند چنانچه از بیت المقدس تا نواحی چشت و بلخ و بخارا و غیره سیر نمودند و دو هزار خلفای نامدار
داشتند و مریدان حضرت را حد و نهایتی نبود و با شیخ الاسلام احمد جام ملاقات داشتند و چون خواجه
مودود التماس تربیت و اخلاص خویش بخدمت ایشان نمودند حضرت شیخ احمد جام دست حضرت ایشان را
گرفتند و برکنار چهار بالش خود نشاندند و سه بار فرمودند بشرط علم و سه روز بخدمت حضرت شیخ جام بودند
و فائدها حاصل نمودند و سلسله چشتیه از خواجه مودود بحضرت شیخ جام نیز میرسد وفات ایشان در غره رجب سنه ٥٢٧
بوده و قبر حضرت ایشان نیز در مزار متبرکه چشت است ١٢

والیشان از حضرت خواجه ناصر الدین ابی یوسف چشتی والیشان از حضرت خواجه ابو محمد چشتی رضی الله عنه والیشان از حضرت ابو احمد چشتی رضی الله عنه ،

۵۱ حضرت خواجه یوسف رحمة الله لقب ناصر الدین داشتندی و خواهرزاده و مرید و تربیت یافته خواجه محمد بن خواجه ابو احمد چشتی اند گویند که خواجه محمد همشیره داشتند که سن او بچهل رسیده بود و بجهت خدمت برادر را ارادت تزویج نداشتند و بطاعت و عبادت خدا تعالی مشغول بودند شبی خواجه محمد بزرگوار خود خواجه ابو احمد را در خواب دیدند که فرمودند در ولایت شام فلان مردیست محمد سمعان نام تحصیل علوم کرده و صالح است خواهر خود را باو عقد کن خواجه اورا طلب داشته همشیره را باو عقد کردند و خواجه یوسف در چشت از ایشان متولد شدند و بر ایشان در آخر عمر سکر و حیرت چنان غلبه کرده بود که گاه بودی که خادم آب وضو ریختی در اثنای وضو از خود غائب می شدند و ساعتی دران غیبت می ماندند و باز حاضر می شدند و وضو را باتمام می رسانیدند وفات ایشان در چهارم ربیع الآخر در سنه ۴۵۹ هجری روی داده و مدت عمر هشتاد و چهار سال بوده ۱۲

۵۲ خواجه ابو محمد چشتی از اولیای کبار و مشائخ نامدار و مقتدائی روزگار بودند لقب حضرت ایشان ناصح الدین دل او زناد بود شانی عظیم و رتبهٔ بلند داشتند خرقهٔ فقر و خلافت از پدر بزرگوار خود پوشیدند گویند در غزوه سومنات همراه محمود سبکتگین در سن هفتاد سالگی بوده کار محمود باشارت و لبشارت رفته بود و ببرکت اقدام ایشان فتح سومنات شده وفات ایشان در غره رجب سنه ۴۱۱ هجری بوده و قبر ایشان در چشت است ۵۳ حضرت خواجه ابو احمد ابدال چشتی سر حلقه سلسله چشتیانند و مرید شیخ ابو اسحاق شامی اند گویند چون شیخ ابو اسحاق بقصبه چشت رسیدند خواجه دست ارادت بدامان شیخ زدند نقل است که روزی خواجه ابو احمد در سن بیست سالگی همراه پدر خود سلطان فرسنافه بقصد شکار جانب کوه رفتند و در اثنای شکار از پدر و اتباع جدا افتادند بکوهی رسیدند که چهل از رجال الغیب ایستاده بودند و شیخ ابو اسحاق شامی نیز در میان جماعه بودند حال بر ایشان گشت از اسپ فرود آمده در پای شیخ ابو اسحاق افتادند و سلاح هر چه داشتند بگذاشتند و پشمینه پوشیده با ایشان همراه شدند هر چند پدر و مردم طلب کردند ایشان را نیافتند بعد از چند روز خبر آوردند که با شیخ ابو اسحاق اند در فلان موضع پدر ایشان جمعی را فرستاد تا بیاورند هر چند پند دادند و بند نهادند باز نگشتند آورده اند که ولادت ایشان در سنه ۲۶۰ هجری بوده و وفات در دهم جمادی الآخر سنه ۳۵۵ روی داده و قبر ایشان در چشت است ۱۲

والیشان از حضرت خواجه ابو اسحاق شامی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه ابو اسحاق علو دینوری رضی الله عنه والیشان از حضرت امین الدین خواجه هبیرهٔ بصری رضی الله عنه

۵۱ ابو اسحاق شامی جامع میان علوم ظاهری و باطنی بودند و بزهد و ریاضت از خلق بی نیاز و با خالق در ساز و بدرویشان همراز و در اولیا ممتاز و در فقرا سرفراز بودند بعد هفت روز روزه افطار کردندی و فرمودندی که معالج الفقر جوع و در اوائل چون خواستند که مرید کسی از اولیا الله شوند چهل روز پی در پی استخاره کردند آخر از غیب آواز دادند که ای ابو اسحاق برو و دست ارادت بدامان ممشاد دینوری زن که مراد خواهی رسید پس بخدمت خواجه دینوری حاضر شدند و هفت سال بخدمت حاضر ماندند بتکمیل رسیدند و خرقه خلافت یافتند و سید فرقه مشائخ اهل چشت نیک سرشت گردیدند چون به بغداد بخدمت پیر روشن ضمیر خود حاضر شدند حضرت خواجه فرمودند که از کجائی و چه نام داری گفتند که بنام ابو اسحاق چشتی موسوم فرمودند که شما خواجه اهل چشت هستید چون خلافت یافتند باز بخصت پیر خود بمقام چشت تشریف بردند و بخواجه چشت اشتهار یافتند وفات ایشان بتاریخ چهاردهم ماه ربیع الثانی سنه ۳۲۹ هجری است مزار پر انوار در شهر عکه نزدیک بلاد شام ...

۵۲ خواجه علو دینوری از مشائخ عراق جامع الآیات کشف و کرامات از اقران شیخ جنید و رویم و ثوری بودند و بصحبت خلفای شیخ معروف کرخی نیز مشرف شده اند و از ایشان نیز خرقه خلافت داشتند و در سلسله معروف کرخی نیز صاحب اجازت بوده اند بعضی گویند که خواجه علو دینوری و خواجه علو ممشاد دینوری یکی بوده اند بعضی گویند که هر دو دو بزرگوار اند انتقال ایشان در سنه ۲۹۹ هجری بود ۱۲

۵۳ خواجه هبیره بصری در فقر مقام رفیع داشتند و در عمر هفده سالگی بتکمیل علم رسیدند و قرآن حفظ نمودند و چنانچه هر روز دو ختم قرآن کردندی و مجاهده و ریاضت شاقه نمودندی روزی از غایت محبت حق بحق نالیدند ندا رسید که ای هبیره ما ترا بخشیدیم باید که برای حصول مقامات فقر نزد حذیفه مرعشی بروی پس ازین بارشاد ربانی بخدمت خواجه مرعشی رسیدند و مرید شدند چون قبل از ارادت تا سی سال ریاضت سخت و محنت شاقه بجا آورده بودند در یک هفته بمقام قرب رسیدند و بعد یکسال خرقه خلافت یافتند و از روزی که خرقه فقر پوشیدند نمک لشکر نخشیدند و از لذائذ دنیا ترک کردند و چندان گریستندی که حاضرین از خوف هلاک حضرت ایشان گشتندی و تمام عمر بیک معه بسر بردند و گاهی در خانه دنیا دار نرفتند و روی دنیا دار ندیدند و طعام ایشان تجوع بوده و تمام عمر در فقر و تجرید گذرانیدند وفات خواجه در سنه ۲۸۷ هجری بتاریخ هفتم ماه شوال است ۱۲

والیشان از حضرت خواجه حذیفه مرعشی رضی الله عنه والیشان از حضرت سلطان ابراهیم ادهم رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه فضیل بن عیاض رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه عبدالواحد بن زید رضی الله عنه

۵۱ خواجه حذیفه مرعشی فقیه و عالم و عامل بودند و تصانیف‌ها داشتند و تا سی سال بوضوی عشا نماز فجر گزاردند و روزه بعد شش روز افطار کردندے و فرمودندے که غذای اهل عرفان و قوت روح ایشان کلمه لا اله الا الله است چون از علوم ظاهری فراغت یافتند برهنمای خضر علیه السلام بخدمت حضرت سلطان ابراهیم آمدند و بعد شش ماه بتکمیل رسیدند وفات خواجه در ۲۰۷ هجری شده ۱۲ ۵۲ سلطان ابراهیم ادهم از مشایخ عظام بوده اند نسب کرام حضرت ایشان به پنج واسطه با میرالمومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بدین طریق که سلطان ابراهیم بن ادهم بن سلیمان بن ناصر بن عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی الله عنه سلطان بتخت بادشاهی سالها سال اجلاس فرموده حکمرانی بعدل و داد میکردند و شب و روز مشغول بطاعت و عبادت می بودند که شبے حضرت سلطان در خوابگاه شاهی بخواب استراحت بودند که سقف خانه بجنبید سلطان از خواب بیدار گشتند و آواز دادند که بالای سقف کیست جواب آمد که من شخصے مسافرم و شتر خود گم کرده ام و درینجا میجویم سلطان فرمود که ای نادان شتر را بر بام خانه میجوئی جواب آمد که از من نادان تری که اراده آن داری که خدا را بیابی و دم از بادشاهی میزنی و بر بستر اطلس و دیبا خواب میکنی سلطان علی الصباح فرزند خود را بر تخت سلطنت نشاندند و بکلی ترک سلطنت کرده سر بصحرا نهادند و راه شاهی را جامه های شاهی بشبانی بخشیدند و جامه های شبانی زیب تن کرده به نیشاپور آمدند و در غار کوه بعبادت حق مشغول شدند روز پنجشنبه بالای غار برآمدندی و پشتاره هیزم جمع کرده و بر سر برداشته بشهر بردندی و هرچه که از فروخت آن حاصل شدے نیمه آن براه خدا دادندی و نیمه آن بصرف احتیاج خود آوردندی چون کار ریاضت و مجاهده تمام کردند باشارت غیبی در مکه معظمه رفتند و بخدمت خواجه فضیل بن عیاض مرید گشتند و بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند و سوای ایشان از خواجه عمران بن موسی بن زید راعی و از شیخ منصور سلمی و نیز از خواجه اویس قرنی خرقه خلافت و تبرک بعالم باطن داشتند و به پنج فاقه افطار کردندی و بوقت افطار گاه سبزی بے نمک که چیدے تناول کردندی و خواب کم کردندی و جامه پیوندی پوشیدندی و پابرهنه گشتندے و با امام اعظم کوفی و جنید بغدادی صحبتها داشتندے وفات ایشان بتاریخ نوزدهم جمادی الاول سنه ۱۶۱ هجری بوده مدفن حضرت ایشان در اقلیم شام است عمر حضرت ایشان یکصد و دو سال بود ۱۲

والیشان از حضرت خواجه حسن بصری رضی الله عنه والیشان از حضرت امیرالمومنین علی مرتضی رضی الله عنه

۵۱ خواجه حسن بصری سرخیل پیران چشت نیکو سرشت خرقه و ارادت از امیرالمومنین علی کرم الله وجهه پوشیده خواجه حسن بصری را کرامات و مقامات بسیار اند و فضائل بے شمار ولادت با سعادت ایشان بمدینه واقع شده و از غایت حسن و جمال ظاهری مخاطب بخطاب حسن لولوی گردیدند و بعضے بر آنند که خواجه حسن بازرگانی و تجارت مروارید میکردند و ازین سبب بخواجه حسن لولوی موسوم گشتند و از کار بازرگانی دولتے پایان بهم رسانیدند چون جاذبه عنایت الهی بطرف خود جذب کرد دولت دنیا بمساکین و فقرا تقسیم نمودند بحدیکه برای خور و قوت یکروزه هم نگذاشتند و بخدمت حضرت امیرالمومنین علی کرم الله وجهه حاضر شده دست ارادت بدامان آنحضرت زدند و از کاملان وقت شدند و کار ریاضت و زهد بدین غایت رسانیدند که بعد هفت روز طعام خوردندے و تا هفتاد سال بوضوی ایشان سوای نماز فجر شکست نقل است چون خواجه حسن بصری متولد شدند والده ایشان بخدمت امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه بردند حضرت عمر رضی الله عنه فرمودند که سموه حسنا فانه احسن الوجه یعنی نام او حسن کنید بدرستی که او نیک رواست نقل است که در حالت شیر خوارگی چون مادر خواجه حسن بکاری مشغول بودندے والیشان گریستندی حضرت ام سلمه پستان مبارک خود در دهان ایشان نهادندے و از غیب قطره چند شیر پدید آمدندے و در حلق مبارک ایشان رسیدندی و حضرت ام سلمه همیشه در حق ایشان دعای خیر کردندے و فرمودندے که الهی این پسر را مقتدای خلق گردان پس همچنان بوقوع آمد و حضرت حسن یکصد و سی تن را از اصحاب نبوی که مجمله ایشان هفتاد تن از اصحاب بدر بودند دریافتند و در لبس خرقه علما اختلاف دارند فیما بین مولانا فخرالدین چشتی و مولانا شاه ولی الله نقشبندی که درین باب تحریر شده من شاء فلیرجع الی تحریرهما علامه سیوطی در رساله اتحاف الفرقه بوصل الخرقه ملاقات حسن بصری را با جناب امیر علیه السلام روایت بدلایل ثابت کرده علامه در آن رساله تحریر می فرماید که جماعتے از حفاظ محدثین سماع حسن بصری را از امیرالمومنین علی بن ابی طالب انکار کرده اند و بعض متاخرین ازین مسلک رفته اند و بطریق لبس خرقه و تلقین اعتراض کرده و جماعتے آن را ثابت کرده اند همین است راجح نزد من بوجوه و این را ترجیح داده اند حافظ ضیاءالدین مقدسی ولادت ایشان در سنه ۲۱ هجری بوده و مدت عمر شریف ایشان هشتاد و نه سال وفات در پنجم رجب سنه ۱۱۰ هجری و قبر ایشان در بصره است ۱۲ ۵۲ حضرت امیرالمومنین علی مرتضی ولادت حضرت ایشان در مکه معظمه بوده است اول کسیکه از صبیان ایمان آورد حضرت ایشان بودند در سال سی و پنجم یا سی و ششم از هجرت بر تخت خلافت نشستند و مدت خلافت ایشان پنج سال و سه ماه بود وفات حضرت ایشان شب پنجشنبه بیست و یکم ماه رمضان سنه ۴۰ هجری است قبر ایشان در نجف است چنانکه مشهور است ابن کثیر از ابن ابی الدنیا روایت کرده چنانکه در تاریخ الاسلام ابن کثیر کمال شرح مرقوم است ۱۲

و ایشان از حضرت خاتم الرسالت محمد رسول الله صلی الله علیه وعلی آله واصحابه وازواجه وذریاته اجمعین الی یوم الدین دارند **قوله رضی الله عنه** ارادت من با الله تعالی قبول وسائط نمی کند چه در جذب و مراد واسطه نباشد بشنو بشنو که مراد از توسط و عدم توسط حیلولت و عدم حیلولت است نه تبعیت و عدم تبعیت آنچه از حضرت غوث الاعظم قدس سره در فتوح الغیب و حضرت معترض در شرح آن و شیخ محی الدین عربی در فتوحات مکیه و دیگر اکابر انکار توسط مذکور است مراد ازان همان معنی اول است زیرا که هیچ دقیقه از دقایق این راه و هیچ معرفتی از معارف این درگاه بے متابعت حضرت خاتم الرسالت علیه الصلوة والتحیة میسر نیست ه

	محال است سعدی که راه صفا		توان رفت جز در پے مصطفی	

در همچو مقامات از توسط تبعیت مراد گرفتن خطا است پس معنی این است که قبول وسائط در طریقه جذبه نیست **قوله رضی الله عنه** پس من هم مرید محمد رسول الله ام صلی الله علیه وسلم و هم هم تره پس رو او یعنی هرگاه ارادت من به محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم بوسائط کثیره متحقق است چنانکه مفصلاً مذکور شد پس من مرید رسول الله ام صلی الله علیه وسلم در سلوک و مقتدی و محب وی و هم صف لشکر و پس رو وے تره بالفتح و تشدید ثانی صف لشکر را گویند و اصحاب ارادت البته تشبیهی بصف لشکر دارند و پس رو باشند یعنی در طریق جذب و حق سبحانه تعالی طریقه جذب را بطفیل پیغمبران با امتان ایشان کرامت کرده است تفضل شامل ایشان و اگر گویند که این بے ادبی است آری اگر قبول داریم ولاکن از مجذوبان خود قبول کرده است بلکه خوش آمده است مثل قصه حضرت کلیم الله [سله] و چوپان و مثل آن مجذوبے که در حرم رسول الله گفت که طعام بدهی و یا قندیل هاے شما بر شکنم

[سله] در مثنوی مولانای روم این قصه بکمال البسط مذکور است چند شعر درین مقام مذکور میشود ه دید موسی یک شبانی را براه ÷ کو همی گفت ای کریم وای اله ÷ گر بدانم خانه‌ات را من مدام ÷ شیر و روغن آرمت صبح و شام ÷ هم پنیر و نانهاے روغنین ÷ خمرهاے جوزات نازنین ÷ سازم و آرم بپیشت صبح و شام ÷ از من آوردن ز تو خوردن طعام ÷ گفت موسی های خیره سر شدی ÷ خود مسلمان ناشده کافر شدی ÷ وحی آمد سوی موسی از خدا ÷ بنده ما را ز ما کردی جدا ÷ تو برای وصل کردن آمدی ÷ نی برای فصل کردن آمدی

و قصه [سله] برخ **قوله رضی الله عنه** بر خوان آن دولت هرچند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام الخ در رساله کشف الغطا مذکور است چه مطلوب بالذات دعوت محبوب است دیگران را بطفیل او خوانند و به تبعیت او طلبند اما جلیس یک سفره اند و در یک مجلس علی تفاوت درجات استفاده و تلذذات و تنعمات می فرمایند امتان که زله بردار ایشانند و اولش خوار شان اگر فردے را از افراد امت ایشان که بکرم خداوندی جل شانه مخصوص بود و جلیس مجلس اکابر گرداند این عبارت را بغیر محل فرود می آرند و استثنا را راجع بطفیل و تبعیت می دانند و خیال می نمایند که درین کلام نفی تبعیت هم نمود و این استثنا راجع به زله بردار و اولش خوار است یعنی این فرد بصدقه متابعت پیغمبر خود صلی الله علیه وسلم بدین دولت سرفراز است که در رنگ انبیاء دیگر علیهم الصلوة والسلام همنشین سفره است و از اکثر افراد است بدین تشریف ممتاز ه

	اگر بادشه بر در پیرزن		بیاید تو ای خواجه سبلت مزن	

غایت الامر مساوات این با انبیاء دیگر ازین بیان متوهم می شود لیکن این را در مکتوب دیگر به بیان شافی حل نموده اند که توهم مساوات مطلقاً بر مے خیزد حاصل آن تحقیق آنست که مقصود از دعوت هرچند محبوب است اما انبیاء دیگر را بطفیل او خوانند و شریک سفره ساختند پس انبیاء طفیلے اند بدین معنی که مقصود اصلی نیستند اما مقصود بدعوت اند بخلاف امتان که انها را دعوت جداگانه نیست بلکه در ضمن متبوع و تبعیت او دران مجلس حاضر شده اند و از خوان نعمت شان بهره برداشتند و استعداد انها باین دولت بواسطه عمل شریعت مطهره او است

[سله] قصه برخ این است که در بنی اسرائیل دو سال قحط گردید موسی برای دعای استسقا با هفتاد هزار تن بصحرا آمدند وحی رسید که ایشان که [illegible] بوده اند گناهان قلوب ایشان را تاریک ساخته دعای ایشان [illegible] برخ رجوع کن که از بندگان من است [illegible] حضرت موسی [illegible] برخ [illegible] ۱۲

که اگر درین کارخانه خللی راه یابد ازان دولت سرا محروم مانند و در حق انبیا علیهم السّلام
این تبعیت مفقود است و در رنگ آنست که مهمانی به خانه کریمی وارد شود و میزبان بواسطهٔ او احباء
و اصدقاء خود را نیز استدعا نماید و شریک سفره سازد درین صورت این جماعه طفیلی محض اند بی
تبعیت و خادمان مهمان تابع محض اند که اگر از خدمت او یکسو می بودند ازین مائده بهره ور نمی شدند
و آنکه گفتیم که این استثنا نه از معنی تبعیت است بنا بر آنست که خود دران مکتوب بتصریح کرده اند
کما اینجا نیز حیلولت نبی مفقود است و تبعیت موجود و دیگر بشنو که نهایت ازین کلام آنچه لازم آمد
آنست که فرداست همنشین سفرهٔ حضرت خاتمیت افضل الصلوة والتحیه شده و حال آنکه شیخ شعرانی
در مناقب شیخ ابراهیم المتبولی در لواقح الانوار بلند تر ازین می نویسد قَالَ سَمِعْتُ سَيِّدِي
عَبْدَ الْقَادِرِ الدَّسْطُوْطِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ
لَهٗ سِمَاطٌ يُّمَدُّ كُلَّ سَنَةٍ فَوْقَ سَدِّ الْاِسْكَنْدَرِ ذِي الْقَرْنَيْنِ غَيْرَ سَيِّدِيْ
اِبْرَاهِيْمَ لَا يَتَخَلَّفُ عَنْهُ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْاَوْلِيَاءِ عَنْ
حُضُوْرِهٖ فَيَجْلِسُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَ
السِّمَاطِ وَ الْاَنْبِيَاءُ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا عَلٰى قَدْرِ تَفَاوُتِ دَرَجَاتِهِمْ
وَكَذٰلِكَ الْاَوْلِيَاءُ وَنُقَبَاءُ ذٰلِكَ السِّمَاطِ الْمِقْدَادُ ابْنُ
اَسْوَدَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَجَمَاعَةٌ كَذَا فِيْ مَنْبَعِ الْكَمَالَاتِ
لِلْمُرَادِ الشِّرْوَانِيِّ اصل این است که جذب الٰهی را تاثیر نسبت عظیم بهمچنانکه گفت

ف۱ یعنی از عبد القادر دسطوطی شنیدم که می فرمود که برای کدامی ولی دسترخوان نیست که بر سد سکندر ذی القرنین هر
سال گسترد سوای ابراهیم که ایشان را چنین دسترخوان گسترده می شود و هیچ یکی از نبی و ولی نیست که برین حاضر نشود رسول الله صلی الله
علیه وسلم صدرنشین این دسترخوان می شود و دیگر انبیاء به یمین و یسار آنحضرت می نشینند حسب درجات خود و همچنان اولیاء
گذاشته ایشان حسب درجات شان می شوند نقباء این دسترخوان مقداد بن اسود و ابو هریره و جماعت بوده اند همچنین
در منبع الکمالات مراد روی برده است ا

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَجَعَلْنَا مِنْ
بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ
وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اگر خدای نباشد ز بنده خوشنود	شفاعت همه پیغمبران ندارد سود

نه فهمیده اند که در عرف طفیلی که عزت دارد از برای خوشنودی ضیف می خوانند۔
قوله رضی الله عنه هر چند تابعیم اما از اصالت بی بهره نیم چرا که ولایت انبیا را اصل است
و ولایت اولیا ظل او و از کمال تبعیت از اصل بهره مند میشوند لقدر تبعیت هم چنانکه گفته اند
بی بهره نیم و نگفته اند که ما هو هو **قوله رضی الله عنه** هر چند امتیم اما شریک دولتم نه شریک
که ازان دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با مخدوم و این معنی
خود منطوق آیات قرآنی و احادیث نبوی است و پروردگار از برای خوشنودی بندگان
مومن ضعیف خود در حق بندگان خاص خود در دولت ایمان شریک گردانیده۔
گفته است اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ و بر افضل مخلوقات
تکرار امر کرده است که گوید وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَبِذٰلِكَ
اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ و کلیم الله گفتند وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ
و میفرماید وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ
قوله رضی الله عنه هر چند اویسی ام اما مربی حاضر و ناظر دارم و هر چند در طریقه نقشبندیه
پیر من عبد الباقی رضی الله عنه است اما متکفل تربیت من الباقی است جل جلاله و عم نواله در عرف ...

ملاحظه کمال ... [illegible]

کسے را میگویند کہ مربی ظاہر و حاضر داشتہ باشد و حضرت بلطافت می گویند کہ من اویسی ام
و مربی حاضر و ناظر دارم یعنی اللہ و با مرشد طریقت یعنی در مجاز پیر من یعنی مربی من عبد الباقی
است اما متکفل تربیت من در حقیقت اللہ باقیست بہمین مناسبت حضرت گفتہ اند کہ ہم مرید
رسول اللہ ام و ہم ہمشیرہ او و ذکر پیر باین طور بے ادبی نیست زیرا کہ بمقابلہ نام باری تعالی است
چنانکہ می گویند اللہ و محمد نمی گوید قولہ رضی اللہ عنہ من بفضل تربیت یافتہ ام و
براہ اجتبا رفتہ ام سلسلہ من رحمانی است کہ من عبد الرحمن ام چہ رب من رحمن است و مربی
من ارحم الراحمین و معلوم است کہ اویسی ام و فضلی و مجتبا بودن را مرجع یکی است یعنی بے
ریاضت این کمالات برمن حاصل است و حکمت درین کہ بی ریاضت این کمالات حاصل است
این کہ مربی من اسم رحمن است و مقتضای ارحم الراحمین چنین است در باب و صد و ہفتاد
از فتوحات مکیہ مذکور است کہ اقطاب و صالحین را اگر چہ در دنیا اسما می باشند کہ بدان ندا
کردہ می شوند مگر پیش حضرت ربوبیت باسم عبودیت مسمی می باشند حق تعالی جل شانہ فرماید کما
قام عَبْدُ اللّٰهِ این اسم جامع است مر اقطاب او بلحاظ مقامات اقطاب اسما باشند کزان ندا کردہ
شوند پس نام موسی عبد الشکور است و نام عیسے عبد الملک و اسم مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
عبد اللہ پس برای ہر قطب سوائے نام مشہور در دنیا و نام جامع کہ عبد اللہ است نامی باشد و نام حضرت
مجدد علیہ الرحمۃ عبد الرحمن است مقتضای مقام حضرت مجدد رحمہ اللہ ہمین است قولہ رضی
اللہ عنہ طریقہ من طریقہ سبحانی است الخ یعنی منسوب بذات باری تعالی بدون لحاظ اسمی
وصفتی و این سبحانی را با سبحانی کہ حضرت بایزید فرمودہ مساسے نیست آن از سکر برآمدہ و این از
صحو است بدون مزج سکر و معنیش صحیح است و ظاہر یای سبحانی یای نسبت است نہ یای متکلم چرا
کہ لفظ طریقہ و بعد او از راہ تنزیہ رفتہ ام نمی گذارد کہ یای متکلم باشد معلوم است کہ مرشدان
طریقت طالبان خود تلقین اسمی کردہ بذات بحت متوجہ میگردانند و میگویند بجانب بے صفتے
ترسد کہ تا بشیر تے صفات در ماندہ از مقصود اصلی باز ماندے و بہمین معنی اشارات کردہ گفتہ اند

یا من سبحانی

از اسم و صفت بجز ذات اقدس نخواستہ ام و در ینجا تصریح کردہ میگویند کہ سبحانی من نہ سبحانی -
بسطامی است سبحانی مراز سبحانی او مساسی نیست چرا کہ سبحانی بسطامی از دائرہ النفس برآمدہ
است و سبحانی من از ورای آفاق و انفس است و یای او یای متکلم است و در سبحانی من یای
نسبت است باید دانست کہ در اصطلاح این طائفہ علیہ سیر آفاق و انفس است کہ درین آیہ کریمہ اشارت
است سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ
و بعضے نہایت را سیر انفس می گویند و سیر آفاقی را سیر مستطیل می گویند بمعنی ابعد کہ مقصود را از
ورای خود جستن است و سیر انفس را سیر مستدیر میگویند کہ بمعنی اقرب است یعنی مقصود را در
اطراف قلب خود جستن است و جمعی مقصود را ورای آفاق و انفس می دانند و دلیل این طائفہ
اول آیہ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ باحاطہ ذاتی بیکیفی قائلند و صفات را زائد بر ذات نمی گویند دلا ہو و لا
غیرہ میدانند و طائفہ کہ سبحانی گفتہ ہر چند تنزیہ ارادہ نماید البتہ شائبہ از تشبیہ ہست
و طائفہ ثانی میگویند کہ از بس کہ ذات او اعلی و اجل است ممکن را ممکن نیست کہ کسب فیوض بی واسطہ
نماید و حق سبحانہ در خارج ذات خود صفات را ایجاد نمود کہ قدیم اند تا کسب فیض از شیون کردہ
بکنہش برسانند و انا البتہ یونات ذاتی خود مستغنی از صفات است و از این جہت سبحانی این طائفہ
از دائرہ انفس و آفاق است و منزہ از تشبیہ بلا اشتباہ است و از عین صحو برآمدہ است و
سبحانی طائفہ اول از سر ذہبہ سکر بجوش زدہ قولہ رضی اللہ عنہ ارحم الراحمین
در حق بندہ اسباب تربیت را غیر از معدات نداشتہ است الخ از اول این مکتوب تا آخر صریحا
ضمنا ہمین مفہوم شد کہ من مجذوب و اویسی ام در اصل وصول کہ در ظاہر مرا بغیرے احتیاج
نشد بفضل و کرم خود اجتبا کرد و این ہمہ از مقتضیات اسم رحمن ارحم الراحمین است و کشف
الغطا مذکور است مراد آنست کہ بہ پیر ظاہر احتیاج نماندہ است بزرگان فرمودہ اند کہ پیر بمنزلہ
دایہ است و بچہ ہنگام فطام کہ تمامی مدت رضاعت باشد حاجت بہ ضعہ ندارد و ہمچنان سالک چون
بہمت استعداد و بمدد مرشد بفنا فائز شود و بقا باہر مشرف شود و بمقام شیخ خود برسد بحالت فطام رسید کہ احتیاج او از پیر

میشود و بعد از ان آنچه در کمین استعداد او و دیعت نهاده اند بظهور می آید لهذا مریدے به پیر خود گفته است اگر در وقت خاص من که با حق سبحانه باشد تو درمیان درآمی سرت از تن جدا کنم پیر از وے این سخن پسندید و در کنار گرفت منقول است که حضرت خواجه بزرگ در خدمت پیر خود امیر کلال بپایان سلوک تمام کردند حضرت امیر فرمود که آنچه درین راه حاصل کرده بودم نثار شما کردم اما استعداد شما بس بلند افتاده از هر کجا بوے مطلب بمشام شما برسد از ترک و تاجیک طلب نمایند حضرت غوث الثقلین در فتوح الغیب باین معنی اشارت می نماید آنجا که می فرماید فَاِذَا بَلَغَ الْمُرِيدُ حَالَةَ شَيْخِهِ اُفْرِدَ عَنِ الشَّيْخِ وَ قُطِعَ عَنْهُ فَتَوَلَّاهُ الْحَقُّ فَيَقْطَعُهُ عَنِ الْخَلْقِ جُمْلَةً فَيَكُونُ الشَّيْخُ كَالظِّئْرِ وَالدَّايَةِ لَا رِضَاعَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ بشرح مکتوب که بفضل الله تعالے موفق شدم اگر دران ادنی تامل بکار رود واضح میتوان شد که اساس تمامی اعتراضات که وارد کرده میشود منهدم شده بخاک آمیخت اکنون ضرورت ان نبود که به هر قول اهل النقل نموده بجوابش پرداخته شود مگر احتیاطاً بان متوجه میگردم البته جا بجا بشیخ رحمة الله علیه اعتراض بر رفع توسط نموده و این را از اعظم اعتراض شمرده چون شیخ خود در تعریف مجذوب سالک برفع توسط قایل است چنانکه مذکور شود پس هر اعتراض وے بر معترض عاید میگردد فما هو جوابه فهو جوابنا لهذا در بعض مقام از جواب آن تحاشی نموده شد اگر حضرت معترض کلام خود را بغور ملاحظه میفرمود لب اعتراض بر حضرت مجدد رحمة الله علیه نمی کشود قال سبحان الله وله العظمة والکبریا این چه سخنان و این چه کلمات است و این چه سلطنت و سطوت است این چه خطبه خوانی و ثنا گستری نفس است اقول اظهار نعمة ربانی را بر خطبه خوانی و ثنا گستری نفس محمول نباید فرمود والا از سبے بزرگان دین صورت بسو ظن خواهد بود حاشا که ازین سخنان جز تحدیث بنعمة الله ترفع و افتخار بر ابناء روزگار مطمح نظر بوده باشد و در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه کلمات انکسار که مذکور نمی شوند زاید بران چه توان بود در مکتوب یازدهم از جلد اول میفرماید و هر که در عالم است حتی که کافر فرنگ و ملحد زندیق از خود بوجود بهتر می داند و بدترین همه از ین ها خود را انگارد انتهی که کیف انکار برین

با وصف چنین تصریح انتساب این اقوال بر خطبه خوانی و ثنا خوانی و ثنا گستری زیبد حضرت شیخ در رساله ایراد العبارات الفصیحة فی قوله الدین النصیحة میفرماید هرچه دران شبه بود توقف دران لازم اگر قائل و فاعل آن مردی است که امام است در علم و عمل و مستقیم است در تقوی و ورع تاویل و توجیه قول و فعل وے باید نمود انتهی پس هرگاه در کلام هیچ محل شبه نبود خواه مخواه بران ایراد پیش کردن کے جائز خواهد بود و همین است مسلک ابن حجر و دیگر اکابر که حسب قصه بتاویل توجیه مقوله بزرگان پرداخته اند بلکه در بعضے مواضع تصحیح شطحیات هم نموده اند قال اکبر درویشی شکستگی و خاکساری و ادب و تواضع و کم دیدن نفس است حضرت خواجه محمد پارسا رحمة الله علیه رحمة واسعة در آخر رساله قدسیه باین رباعی وصیت کرده اند رباعی

	اندر ره حق جمله ادب باید بود	تا جان باقی است در طلب باید بود	
	در هر دم اگر هزار دریا به کشی	کم باید کرد و خشک لب باید بود	

اقول الحق درویشی شکستگی و خاکساری است

	چند پرسی که بندگی چه بود	بندگی جز فگندگی چه بود	

کیست که مثل حضرت مجدد رحمة الله علیه تواضع نموده باشد کیست که مثل حضرت ایشان راه انکساری و شکستگی طے نموده باشد در مکتوب دو صد و بست و دوم از جلد اول فرماید بزرگے فرموده که مرید صادق آنست که مدت بست سال کاتب شمال او چیزے نیابد که بروی نویسد و این فقیر بتقصیر بذوق و وجدان صحیح خود می یابد که کاتب یمین هیچ معلوم نیست که در مدت بست سال حسنه یابد که در صحیفه اعمال او درج نماید خدا داناست جل شانه که این سخن را بتصنع و تکلف نمی گوید والحاصل بذوق می یابد که کافر فرنگ از وی بمراتب بهتر

ع گر تحدیث به نعمة الله منافی شکستگی و خاکساری نیست حضرت غوث انام رضی الله عنه فرماید ع
انا کنت قبل القبل قطباً مبجلا ⁂ تطوف بی الاکوان والرب همانی ⁂ در قصیده می فرماید ع ونفخت فی الانجیل جهاراً فخرج
فی رفیقی کان موسی بن عمران ⁂ وطلعت رمزا کان عیسی بحمله ⁂ به کان یحیی الموتی والرمز سریانی

است واکرم آنرا پرسند از جواب عاجز آید وایضا بطریق ذوق خود را محاط الخطیات
رسیده اند و مشمول سیئات می انگارد و حسنات که بوجود می آید کاتب شمال خود را
بکتابت آن حق می بیند و می یابد که کاتب شمال وی همیشه در کار است و
کاتب یمین او معطل و بے کار و صحف یمین را خالی و سفید می داند و صحف شمال را مملو و
سیاه امیدی بجز رحمت ندارد و دست آویزی بجز مغفرت نه[۵] اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ
ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ موافق حال او ست عجائب
کار و بار است فیوض و ارادت الہی جل سلطانه که علی الدوام در مدارج کمال و تکمیل فایض
و وارد است تا کیلا این دید قصور می نماید و تقویت این عیب بینی میفرماید بجائے عجب نقصت
می افزاید و در محل ترفع راه بتواضع و فروتنی می کشاید و در آن واحد هم بکمالات ولایت مستشعر
است و هم بدید قصور متصف هر چند بالاتر میرود پایان تر خود را می بیند بلکه همان بالاتر
رفتن سبب پایان تر دیده شده است ظرفا انرا باور دارند یا نه و اگر سر آنرا معلوم کنند
باور دارند انتهی ۵

ره این است سعدی که مردان راه	به عزت نه کردند در خود نگاه

شکستگی و تواضع منافی تحدیث بنعمة الله نیست حاشا و کلا و العجب کل العجب که
برین انکسار هم مدعی التفات نه نماید و زبان لعنت کشوده گوید که خود را از کافر بدتر دانسته
سبحان الله و بحمده در بحر المعانی مذکور است چون عاشق را وصال در آید هزار لقب و نام از ان
حضرت آید یعنی معشوق حقیقی اسمهای آن محبوب را اختراع گرداند تا آنکه کافر گویند چون
آنرا بدین نامها و لقبها خوانند در خاطر فتورے و نفورے نیاری بلکه به عیش ابد در

۵ خداوندا مغفرت تو وسیع تر است از گناهان من و رحمت تو بسیار امید دارد تر د ما از عمل من ١٢ نعما د حضرت
غوث صمدانی رحمة الله علیه از تحدیث بنعمة الله مالا مال است چند شعر درین مقام مذکور میشود ۵ انا الاولا اجاعفر را الکبیر [illegible]
[illegible] شکست [illegible] مغز بگیرد [illegible] شست اینست از نام بلخی ١٢

رقص و رائے و ذوق گیری که[١] لَيْسَ بِصَادِقٍ فِيْ حُبِّهٖ مَنْ لَّمْ يَتَلَذَّذْ بِضَرْبِهٖ
یعنی نیست در حب او کسے صادق که در زخم ہائے او لذت نگیرد انتهی نقل است
که مریدی از مریدان شقیق[٢] بلخی قدس الله روحه اتفاق سفر حج افتاد و از شقیق رخصت
طلبید شقیق گفت برو بخدا سپردم اما چون در بسطام برسی باید که بپای بوس سلطان العارفین بایزید
مشرف گردی از من او را دعا برسانی چون مرید به بسطام رسید بپای بوس ابو یزید مشرف
شد پرسید تو کیستی و از کجا آمدی او گفت من مریدی ام از مریدان شقیق بلخی به نیت حج میروم
پرسید که پیر تو چه کار می کند او گفت پیر من مقام توکل درست می کند و پای توکل بجائے
رسانیده است که می گوید که اگر آسمان همه آهنین گردد و روی زمین همه سنگستان شود
نه از آسمان چیزے بارد و نه از زمین چیزے روید و جمله خلایق عیال و اطفال من باشند
من از توکل خود نگردم سلطان العارفین گفت اینست صعب کافری و این بت مشرکی
اگر ابو یزید کلاغی باشد در مقام آن مشرک بپرد و را از من بگوی که از بهر دو نان خداوند تعالی
را چرا می آزمائی اگر ترا بنانے حاجت افتد از همجنس خود بخواه و بخور تا از شومی تو آن شهر
و آن ولایت خراب نه گردد اینجا صاحب سبع سنابل[٣] گوید پایه توکل شقیق قدس سره که در دهم
و فهم خلایق نمی گنجد عارفے همچو ابو یزید باید که بران توکل جرح کند و گرنه کرا حد و کرا مجال

١ نیست صادق در محبت وے هر که لذت نگرفت بر ضرب وے ١٢ ٢ نقلا ز ناظر طریق ابو علی شقیق یگانه وقت بود
در شیخ زمان و در زهد و عبادت قدمی راسخ داشت و همه عمر در توکل رفت در انواع علوم کامل بود و تصانیف بسیار داشت
استاد حاتم اصم بود و طریقت از ابراهیم گرفت و با بسیار مشایخ صحبت داشت و یکهزار و هفت صد استاد را شاگردی کرد
شهادت ایشان در سنه ۱۹۴ هجری بوده قبر ایشان در ختلان بوده است ١٢ ٣ از تصانیف مشهوره میر عبدالواحد بلگرامی
است محتوی حکایات و مسائل تصوف میر عبدالواحد مرید شاه صفی الدین بود و بخدمت شیخ حسین سکندره تعلیم یافت
اکبر بادشاه ویرا بسیار احترام کرد و شرح نزهة الارواح حقایق هندی شرح قصه چار برادر و حل شبهات شرح مصطلحات دیوان
حافظ و رسائل در تصوف [illegible] از تصانیف وی شرح کافیه است [illegible] حقایق بالجمله غیر منصوص نگاشته درین مقام

که درین چنین تنگ سخن گوید ؎

منزل عشقت مکانے دیگر است	مرد این ره را نشانے دیگر است
عقل کے داند که این رمز از کجاست	این حکایت را بیانے دیگر است
بر سر بازار صرافان عشق	زیر هر دارے دکانے دیگر است
معرفت در جبه و دستار نیست	وآن عزیزان را نشانی دیگر است

قال[2] وَقَالَ بَعْضُ الْعُرَفَاءِ حَقِيقَةُ الطَّرِيقِ اَنْ تَكُونَ مُفْلِسًا اَبَدًا وَاَنْ تَكُونَ طَالِبًا لِلْاَعْلٰى وَمَتٰى ظَنَنْتَ اَنَّكَ وَصَلْتَ مَا وَصَلْتَ وَمَتٰى ظَنَنْتَ اَنَّكَ ظَفِرْتَ مَا ظَفِرْتَ وَمَتٰى ظَنَنْتَ اَنَّكَ حَصَلَ لَكَ حَالٌ لَا حَالَ لَكَ حَالَ سالکان این راه و مقبولان و محبوبان درگاه همه ناظر درین است

منبی از اوائل آن طریق اختصار ایراد می رود الکلمة لفظا ای کلمة التوحید ملفوظة علی السنتنا و ملحوظة بقلوبنا و محفوظة بجوارحنا
یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبان های ما ملفوظ است و در مرتبه تصدیق در دلهای ما ملحوظ است و در مرتبه اعمال و احوال
بجوارح ما چنان محفوظ است که بیرون نمی رود [illegible] محفوظ است مصنف رح اکتفا بمرتبه اقرار کرده و دو معطوف محذوف
فرو گذاشت بجهت آنکه حکم کردن بر اسلام و سبب جاری تکالیف شرعیه منوط و مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارت
مصنف است که می گوید وضع لمعنی مفرد [illegible]
کفر و نفاق و افراد [illegible] الاقرار والاقرار من النفاق فی مرتبة التصدیق والافراد من العاصی فی مرتبة الاحوال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۲

اقول این کلام فی حد ذاته صحیح است مگر از ان الزامے عائد نمی شود فلا یصح التقریب زیرا که محصل مرام همین است که طالب را لازم است که مدام در عجز و افتقار و تفرع و انکسار بوده باشد و همیشه استدعا در رتبه اعلی و درجه ارفع نموده باشد و خود را واصل نه پندارد و ظاهر است که این معنی منافی تحدیث نعمت نیست که او واجب است قال[1] نعم از بعضے اقطاب فخر و مباهات بر اهل زمان خود بوقوع آمده است و از مقام و از مرتبه خود خبر داده اند گویند که آن بامر پروردگار است نه بطریق تکبر و نفسانیت شاید که درینجا نیز ازین قبیل خواهد بود والله اعلم اقول فی الواقع همچو بعض اقطاب حضرت مجدد رحمة الله علیه نیز فخر و مباهات نموده از مقام خود خبر داده اند نه بطریق کبر و نفسانیت چنانچه جابجا در مکاتیب شریف فرموده اند که بافشاء این همه امر کردند و نیز فرموده اند ؎

در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند	هر چه استاد ازل گفت همان مے گویم

و نیز گفته مقصود ازین گفتگو اظهار نعمت حق است سبحانه و ترغیب طالبان این طریقت نه تفضیل خود بر دیگران الخ قال اما ان نسبت با قران و شرکا گفته اند نه نسبت بحضرت سید کائنات علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات اقول این کلام از پایه اعتبار ساقط است اما اولا پس نقض تفصیلی آن است که من این را تسلیم نمی کنم چه این حضرات رضی الله عنهم چنانکه نسبت با قران و اخوان خود گفته اند همچنان نسبت با انبیاء عموما و نسبت بسید انبیاء خصوصا علی جمیعهم افضل الصلوة و اکمل التحیات شیخ محی الدین بن عربی در جزء ثانی از فتوحات مکیه ناقل است لَقَدْ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْبَدْرِ التَّمَاشِکِیُّ الْبَغْدَادِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنِ الشَّیْخِ بَشِیْرٍ مِنْ سَادَاتِ بَابِ الْاَزَجِ عَنْ اِمَامِ الْعَصْرِ عَبْدِ الْقَادِرِ اَنَّهُ قَالَ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ اُوْتِیْتُمُ اللَّقَبَ وَاُوْتِیْنَا مَا لَمْ تُؤْتَوْا

[1] حضرت غوث الثقلین فرماید سقانی الحب کاسات الوصال فقلت لخمرتی نحوی تعالی ... حضرت انا الساقی لمن کان حاضرا [illegible]
اذ علیهم کرة بعد کرة ۱۲ [2] حضرت غوث الثقلین فرماید [illegible] ۱۲

بقیه بر صفحه (۸۱)

قوله اوتیتم اللقب ای حجر علینا اطلاق لقب النبی وان کانت النبوة العامة ساریة فی اکابر الرجال واما قوله واوتینا مالم توتوا هو معنی قول الخضر الذی شهد الله له بعد الته وتقدمه فی العلم وانعب الکلیم المصطفی المقرب موسی علیه السلام فی طلبه مع العلم بان العلماء یرون ان موسی افضل من الخضر فقال له یا موسی انا علی علم علمنیه الله لا تعلمه انت فهذا عین معنی قوله اوتینا مالم توتوا فی حاله ونیز در فتوحات می طرازد وکان عبد القادر الجیلی ممن شطح علی الانبیاء والاولیاء بصورة حق درین عبارت لفظ انبیاء که شامل است مرنبی ورسول را ملاحظه نمودنی است ونیز در فتوحات مذکور است ومنهم من یغلب علیه الشطحات بالحق کعبد القادر فیظهر العلو علی امثاله واشکاله وعلی من هو اعلی منه فی مقامه صحابه وانبیاء الله عموماً فائز مقام علی بوده اند حضرت غوث انام آنچه به نسبت حضرت سید کائنات فرموده اند استقصار آن دشوار است درین مقام چند اشعار قصیده التقامی و دیگر بعضے فضلاء دعوی کرده اند که

بقایا صفحه ۱۸۰ یعنی ما را لقب نبی عطا نشده اگرچه نبوت عامه در اکابر اولیاء الله ساری است تا علالت وتقدم علمی خضر علیه السلام از شهادت عالم شهادت پیدا است موسی علیه السلام را حکم شد تا ملاقات حضرت خضر علیه السلام کنند باآنکه نزد علماء حضرت موسی علیه السلام افضل بود از حضرت خضر علیه السلام با حضرت موسی علیه السلام خطاب کرده گفت که مرا علمے است که از الله تعالے بمن تعلیم فرموده و این علم شما را حاصل نیست ۵ ۵ شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه بر انبیاء و اولیاء شطح می کرد بصورت حق ۱۲ ۵ بر بعضے ارباب ولایت شطح غالب آید چنانکه عبد القادر رضی الله تعالے عنه که علو مے فرمود بر امثال خود و کسانیکه در درجه و مقام از وے بالاتر بوده اند ۱۲

که آن بروایات متواتره صحیحه ثابت شده است ۵

انا اول المکنون فی علم خالقی	انا آخر المبعوث فی سر مدیة
انا کنت فی العلیاء ونور محمدی	بمکنون سر الله قبل النبوة
نعم نشأتی فی الحب من قبل آدم	وسری فی الاکوان من قبل نشأتی
وما قلت هذا القول فخرا وانما	اتی الاذن حتے تعرفون حقیقتی

ازین ظاهر است که حضرت غوث انام باذن باری تعالی افشار این سری فرمایند که حضرت ایشان در علم خالق اول مکنون بودند و آخر مبعوث و هنوز نور محمدی در سر بود که حضرت ایشان در علیا بودند و در حب نشار حضرت ایشان قبل آدم بود و قبل نشاة و بحر شر در اکوان بود پس ای برادر این را بچشم انصاف بنگر که از کجا به کجا می رسد و با وصف این قسم از ال انکار چگونه روا بود و که همچنین تبری لایق تصدیق باشد ۵

چند بر جبین کنی ابرو ستم اغا کنی	خنده زن که گره از دل ما باز کنی

امام شعرانی در لواقح الانوار فی طبقات الاخیار از حضرت بایزید بسطامی علیه الرحمة نقل می کند انه قال خضنا بحرا وقف الانبیاء بساحله درین عبارت نیز لفظ انبیا مذکور است که جمع نبی است واز حضرت بایزید بسطامی لوائی ارفع من لواء محمد اشتهار تام دارد واین ترفع خاص نسبت بحضرت رسالت پناهی است صلوة الله علیه باعلان اسم مبارکش صلے الله علیه وسلم وکلمات حضرت غوث انام رحمة الله علیه نسبت به انبیاء اولی العزم وغیر اولی العزم مشهور اند و بعض فضلاء آنرا مروی بروایات متواتره صحیحه مدعی بوده اند چند اشعار به نور الفتوح تحریر مے شود تا برهمین قیاس فرمایند ۵

انا کنت مع یعقوب فی حزن یوسف	وما اجتمع الاثنان الا بحر کتی
انا کنت مع نوح بما شهد الوری	بحارا وطوفانا علے کنه قدرتی
انا کنت مع ادریس لما ارتقی بعلے	واسکنه الفردوس احسن بقعتی

انا کنت فی رویا الذبیح فداؤہ	وبا انزل اللبش الا بفتوتے
انا کنت مع ایوب فی زمن البلا	وما شفیت بلواہ الا بدعوتے
انا کنت مع عیسے فی المہد ناطقاً	واعطے داؤد حلاوۃ نعمتے

ازین کلام حضرت غوث انام رضی اللہ عنہ ترجیح وتفضیل وے بر حضرت یعقوبؑ ویوسفؑ ونوحؑ وادریسؑ وابراہیمؑ وایوبؑ وعیسےؑ وداؤدؑ علے نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام لازم می آید پس انچہ معترض انکار تام فرمودہ مبنی است بر عدم تتبع کلام حضرات صوفیہ اما ثانیا پس بر تقدیر تسلیم می گوئیم کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بجز اظہار تواضع وتحدیث بنعمۃ اللہ جاے بہ نسبت امثال واقران خود ترفع نہ نمودہ با کابر انبیاء اللہ صلوات علیہم واولیاء اللہ رضی اللہ عنہم چہ رسد بلکہ ہر گاہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مدار مدارج علیا ومناط مراتب کبریٰ را بر متابعت حضرت خیر الورےٰ علیہ صلوۃ الملک العلی جا بجا ظاہر فرمودہ تا انکہ اگر نیک نگریستہ شود در مکتوب شریف تائیدی کہ در حکم متابعت مذکور است ہم پایہ آن ذکری دیگر نیست پس انتساب ترفع خانہ انصاف را سوختن است اگر این بحث را کہ بعبارات مختلفہ در مقامات عدیدہ اندراج یافتہ بطور استقصا انتخاب نمودہ درین مقام بنگارم موجب اطناب خواہد بود معہذا چند مقام بالنشان مید ہم در مکتوب چہل وچہارم از جلد اول می فرماید چون ان سرور محبوب رب العالمین است متابعان او بواسطہ متابعت بمرتبہ محبوبیت می رسند چہ محب ہر کہ از شمائل واخلاق محبوب خود می بیند آنکس را محبوب خود میدارد ومخالفان را ازینجا قیاس باید کرد

محمد عربی کابروی ہر دو سراست	کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراو	

در مکتوب صد ودوازدہم از جلد اول می فرماید احوال ومواجید کہ بی تحقیق بحقیقت معتقدات این فرقہ ناجیہ میسر شود جز استدراج ہیچ نمیدانیم وجز خرابی ہیچ نمی انگاریم باین دولت اتباع فرقہ ناجیہ ہر چہ بدہند منت می داریم وشکر بجا مے آریم واگر چنین را بدہند وہیچ از

احوال ومواجید ندہند باک نداریم وراضی ایم انتہی در مکتوب صد وچہاردہم از جلد اول میفرماید ذرہ این متابعت مرضیہ از جمیع تلذذات دنیاوی وتنعمات اخروی بمراتب بہتر است الخ در مکتوب صد وپانزدہم از جلد اول کہ بملا عبد الحق دہلوی صدور یافتہ درباب قطع ہفت گام می فرماید کُلُّ ذٰلِکَ مَنُوْطٌ بِمُتَابَعَۃِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ اَکْمَلُھَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَفْضَلُھَا ودر مکتوب شصت وپنجم از جلد اول درین باب بسطی فرمودہ ہمچنان در مکتوب صد وہشتاد وششم ومکتوب صد ونود ویکم وصد ونود ودوم وغیرہ از جلد اول ودیگر جلدہا از حکم متابعت مالا مال است در مکتوب ہفتاد وہشتم از جلد اول میفرماید کہ وصول باین نعمت عظمی وابستہ باتباع سید اولین وآخرین است علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا تا تمام خود را در شریعت گم نہ سازد وبہ امتثال اوامر وانتہا از نواہی متحلی نہ گردد بوے ازین دولت بمشام جان او نرسد باوجود مخالفت شریعت اگرچہ برابر سر موی باشد اگر بالفرض احوال ومواجید دست دہد داخل استدراج است آخر او را رسوا خواہند ساخت خلاصی بے اتباع محبوب رب العالمین علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا ممکن نیست درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت دارند واز عالم حقیقت نیک شناسا اند از ایشان ہمتے باید طلب نمود ومددی باید جست تا عنایت حق سبحانہ اندریچہ ایشان ظاہر شدہ تمام بجانب قدس خود تعالی جذب نماید ومخالفت را در روی گنجایش نماند تا سر موے راہ مخالفت شریعت کشادہ است محل خطر است تمام سبیل مخالفت را باید مسدود ساخت

	محال است سعدی کہ راہ صفا	توان رفت جز در پے مصطفی	

صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلے آلہ انتہی مختصراً ودر کتاب مبدا ومعاد بدین الفاظ نگاشتہ اند ولی ہر کمال کہ می یابد وبہر درجہ کہ میرسد بطفیل متابعت نبی خود است علیہ الصلوۃ والسلام حصول آن کمال بواسطہ متابعت آن نبی است ونتیجہ ایست از نتائج اتباع سنت او

[illegible]

انتہی و نیز در ہمان کتاب فرمودہ اند حظ وافر از طریق صوفیہ بلکہ از ملت
اسلام کسے راست کہ فطرت تقلید و جبلت متابعت در وے بیشتر است مدار
کار انجا بر تقلید است و مناط امر درین موطن بر متابعت تقلید انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام بدرجات علیا میرساند و متابعت اصفیا بمعارج عظمی می برد
الخ و در رسالہ معارف لدنیہ بدین نمط ارشاد فرمودہ و عجب است از بعضے درویشان
خام ناتمام کہ کشف خیال خود را اعتبار نمودہ بانکار و مخالفت این شریعت باہرہ اقدام می
نمایند الخ پس با وصف چنین تحریرات و تصریحات چگونہ از حضرت ایشان فخر و مباہات
خصوص نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات باور پندا شتہ شود قال
و بعضے از کبرائے مشائخ گفتہ اند انا ماد بابی الا ہر سنوا اللہ
و حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرمودہ اند لیس علی منۃ الا اللہ ولرسولہ
این درست است اقول حسب مذاق حضرت معترض رحمۃ اللہ علیہ چگونہ درست باشد انکار
نعمت پیران طریقت و ائمہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لازم بتین این کلام است و جاے
در مکاتیب و رسائل حضرت مجدد رضی اللہ عنہ انکار نعمت آن حضرات اندراج نیافتہ فشتان
بینہما حضرت مجدد رضی اللہ عنہ در رسالہ مبدء و معاد می فرماید مرید ہر کمالے را کہ می یابد از
تقلید پیر خود می یابد خطا پیر بہتر از صواب مرید است انتہی و نیز در ہمان کتاب مذکور است کہ
اعتقاد مرید بافضلیت پیر و اکملیت او از ثمرات محبت است و از نتائج مناسبت کہ سبب
افادہ و استفادہ است الخ قال اما آنکہ گویند در قرب و وصول بمقامے رسیدہ ام کہ ہیچکس
واسطہ نیست و ہیچ یکی را دخلے نہ رسول را نہ غیر وے را اگر واسطہ بودند در وقت سلوک بودند
حالا کہ سلوک تمام شد و قرب درگاہ حاصل گشت و وصول بحصول پیوست ہیچکس واسطہ نیست

ؔ مرا منت رسول اللہ پر دہ ۱۲ ؔ برا صرف منت اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بودہ است
حضرت غوث صمدانی فرماید سے نحن فی رجال اللہ تال ہکا منتی ٭ و جدی رسول صدق الاصل ربانی ٭

و ہمہ منقطع شدند اقول حضرت غلام علی شاہ صاحب[۱] رحمۃ اللہ علیہ فرماید العیاذ باللہ
این ہمہ خلاف نویسی است و این ہمہ بے تحقیق گوئی است در ہیچ مکتوب ایشان این چنین
عبارت نیست یا شیخ عفی اللہ عنک از کلام ایشان چنین معلوم می شود کہ دو راہ قرب الہی است
یکے طریق ولایت کہ بکسب سلوک از توبہ و انابت بمقام رضا روند و از تجلی صفاتی بہ تجلی ذاتی
ترقی نمایند دوم طریق کمالات نبوت و اجتبا کہ موصل اصل الاصل است و بہ تجلیات ذاتیہ
دائمی استمراری میرسد و حصول ہر دو طریق بے تبعیت و متابعت حبیب خدا صلے اللہ علیہ و
سلم ممکن نیست در طریق ولایت در شہود سالک ذات پاک رسول خدا حائل است و در طریق
کمالات نبوت در شہود سالک ذات مقدس مطہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حائل نیست انتہی تحریر

[۱] از اعاظم خلفای حضرت مرزا جانجانان است و نسب شریف وی بحضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ می رسد والد
بزرگوار وی سید عبد اللطیف رحمہ اللہ مرتاض از اہل مجاہدہ بود کہ بجای طعام بآب لقمہ اکتفا کردی و در صحرا ذکر جہری می نمود و در سلسلہ
قادریہ عظیمیہ مرید ناصر الدین قادری بود منشای او قصبہ بٹالہ پنجاب است و تاسن بلوغ در آنجا سکونت داشت ایشان
سالگی والد بزرگوار وے را از بٹالہ در دہلی طلبید بارادہ آنکہ او را بخدمت پیر خود حاضر کردہ مرید کند چون غلام علی شاہ در دہلی
شاہ ناصر الدین فوت کرد و نوبت بیعت نرسید پس والد بزرگوارش فرمود کہ ما شما را برای بیعت شاہ ناصر الدین طلبیدہ بودیم اما
تقدیر چنین بود حالا ہر کجا کہ بوی مقصود بمشام جان شما رسد بیعت کنید پس حضرت شاہ اول بخدمت شاہ ضیاء اللہ و شاہ عبد
خلفای خواجہ محمد زبیر حاضر شد بعد از ان بخدمت میر درد فرزند خواجہ ناصر الدین و مولانا فخر الدین چشتی دہلوی و شاہ تانو و شاہ غلام
سادات چشتی و دیگر اعزہ و مشائخ دہلی حاضر شدہ خط بہا بر داشت آخر در عمر بیست و دو سالگی بخدمت حضرت مرزا مظہر جانجانان
در ۱۱۸۰ ہجری حاضر شدہ دست ارادت بدامان آن حضرت زد و اول بیعت بخاندان عالیہ قادریہ نمودہ بتکمیل رسیدہ خرقہ خلافت
سلاسل اربعہ یافت و بعد از وفات مرشد خود جانشین و صاحب سجادہ ایشان شدہ ہزارہا کس طالبان حق را بحق رسانید و خوارق و کرامات آنحضرت
حد و حساب نیست علوم ظاہری تلمذ بمولانا شاہ عبد العزیز داشتند رسائل تصوف حضرت ایشان مشہور و معروف اند رسالہ کہ بجواب
ایرادات شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نگاشتہ اند محتوی تحقیقات بدیعہ بودہ اند ولادت باسعادت وی در قصبہ بٹالہ علاقہ ملک
پنجاب بوقوع آمدہ در ۱۱۵۶ ہجری و وفات در ۱۲۴۰ ہجری ست چون جناب شاہ عبد اللہ قیوم زمان و حزین جہان فرمودہ رحلت گزید

رفع توسط و وسائط بسبب حصول طریق این کمالات نبوت و اصطفا است کہ بفضل و موہبت الہی از کمال متابعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بآن امتیاز یافتند در مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث می فرمایند کہ سادہ لوحی از ین عدم توسط کہ در طریقہ جذبہ و غیرہا گفتہ شدہ استغنا از بعثت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم اگرچہ نسبت بہ بعض بود تو ہم نکنند و عدم مبعوث احتیاج بمتابعت و تبعیت او گمان نبرد کہ آن کفر و الحاد و زندقہ و انکار است از شریعت حقہ او صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہمہ پس رو اویند و بے توسط او کمال اخذ نمی نمایند چہ ہرگاہ وجود شان بے توسط او وجود و صورت نہ بندد و کمالات دیگر خود تابع وجود اند بے توسط او چہ صورت دارند بلے محبوب رب العالمین چنین مے باید صلی اللہ علیہ وسلم بکشف صحیح و الہام صریح بہ یقین پیوستہ کہ ہیچ از دقایق راہ و ہیچ معرفت از معارف این قوم بے توسط او و بے متابعت او صلے اللہ علیہ وسلم میسر نیست و منتہی را در رنگ مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راہ بے تبعیت و طفیل حاصل نیست ۵

محال است سعدی کہ راہ صفا	توان رفت جز در پے مصطفے	

انتہی پس معلوم شد کہ از کمال متابعت بہ مرتبہ قرب رسیدند کہ انجا در شہود ذات پاک آن سرور حائل نیست و عدم توسط در متابعت موجب نقصان نیست چنانچہ عدم توسط از ین آیہ شریفہ کہ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ مفہوم می شود و این آیہ در شان مخلصان و صعالیک مہاجرین صحابہ وارد است رضی اللہ عنہم و رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم از بس علو شان طلب نصرت از جناب الہی بواسطہ آنہا مے نمودند چنانچہ بروایت محی السنۃ در حدیث آمدہ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ و آن جماعت این مرتبہ از متابعت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم یافتہ اند و در حدیث است کہ چون بندہ نماز می خواند حجابے کہ در میان بندہ و خدا بود رفع مے شود و گفت حضرت عایشہ رضی اللہ تعالی عنہا در وقت نزول آیہ براۃ و انا لک نحمد اللہ و لا نحمد احدا انتہی و درین مقام شیخ محی الدین بن عربی آنچہ

[illegible]

در باب ہفتاد و سوم از فتوحات مکیہ افادہ فرمودہ حاسم مادہ اشکال است مے فرماید و ہم علی قسمین طایفۃ منہم قد ربطت ہمتہا علے ان الرسول انما جاء مبینا و معلما بالطریق الموصل الی جناب الحق تعالے فاذا اعطی العلم بذلک زال من الطریق و خلی بینہم و بین اللہ فہولاء اذا سارعوا و سابقوا الی الخیرات لم یروا امامہم قدم احد من المخلوقین لانہم قد ازالوہ من نفوسہم فانفردوا الی الحق کرابعۃ العدویۃ رحمہا اللہ فہولاء اذا حصلوا فی المجالس و المحادثۃ خاطبہم الحق بالکلام الالہی من غیر واسطۃ کلام معین و اما الطائفۃ الاخری فہم قوم جعلوا فی نفوسہم انہ لا سبیل لہم الیہ تعالی الا و الرسول معہا حجاب فلا یشہدون سندا مرا الا و یرون فی سیرہم قدم الرسول بین ایدیہم و لا یخاطبہم الحق الا بلسانہ و لغتہ این عبارت بدیدہ بینا نگریستنی است مفادش این است کہ در طائفہ علیہ خدا رسیدگان دو طایفہ بودہ اند گروہے بمقامی رسند کہ واسطہ برخیزد و اخری را واسطہ در کار باشد فارتفع الاشکال بحذافیرہ فالحمد للہ علے ذلک در کشف الغطاء[1] مذکور است وخیال نکنی کہ نفی تربیت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و التسلیمات کردہ باشند حاشا و کلا زیرا کہ در مکتوب دیگر می نویسند کہ ولایت من برابر ولایت محمدی دعوی موسوی است یعنی من از ہر دو ولایت تربیت یافتہ ام و بولایت رسیدہ چہ تربیت یافتن ولایت کہ عبارت از طوق

[1] کشف الغطاء عن وجوہ الانبیاء تصنیف شیخ محمد فرخ رحمۃ اللہ است کہ از نبایر شیخ احمد مجدد بودہ اند با درشان ہند و درع و تقوی موصوف بعلوم صوری و معنوی معروف بخوارق کرامات مشہور بودند نقل کہ شیخ محمد فرخ بحرمین شریفین تشریف بردہ اول بمکہ معظمہ سید محمد برزنجی کہ [illegible] شیخ احمد مجدد شدہ [illegible] در مدینہ منورہ بود [illegible] از مدینہ بمکہ آمدہ در مقام مجددی مضامین [illegible] بشیخ محمد فرخ کردہ الزام دہد چون خبر آمدن محمد برزنجی بشیخ فرخ رسید [illegible] دعا بجناب حق بر آوردہ گفت کہ الہی [illegible] و مجادلہ و مباحثہ در حرم کعبہ مناسب نیست [illegible] کفایت کن [illegible] دعا اجابت یافتہ [illegible] رشد تا آنکہ شیخ فرخ بعد طواف کعبہ رفتہ و بزیارت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدہ باز بمکہ آمدہ و رجوع بہندوستان کردہ [illegible] سوار شدند [illegible] سید محمد برزنجی [illegible] شیخ [illegible] و [illegible] [illegible] [illegible] بطرح [illegible] کہ [illegible] [illegible] شیخ محمد [illegible] غرق شد [illegible] حضرت ایشان در سنہ [illegible] است [illegible] [illegible] [illegible] ۱۲۵

واتحاد است باسمی از اسماء الٰہی معنی ندارد بلکہ بیشتر اطلاق ولایت در اصطلاح ایشان
بر حقیقت عارف است کہ عبارت است از مبداء تعین او و ہیچ ابلہے این را گمان نکند زیرا کہ
خود در مکتوبات و رسائل سعادت او البستہ باتباع شریعت داشتہ اند مراد از ان نفی تبعیت
تا نگاری بلکہ مراد نفی حیلولت حقیقت اوست سلہ درمیان ذات تعالیٰ و تقدس میان ایشان
چنانچہ خود در مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث تصریح بدان کردہ اند باین عبارت مخدوما
وصول فیوض بسالک بتوسط و حیلولت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام تا زمانے
است کہ حقیقت آن سالک کہ محمدی المشرب است بحقیقت محمدی منطبق نگشتہ است و
بآن متحد نشدہ است و چون بکمال اتباع بلکہ بمحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن
حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاست چہ توسط و حیلولیت در مغائرت است و
اشارت بدین معنی نمودہ است عارف جامی قدس سرہ در شرح فصوص در بیان قول شیخ
تجلی الذات لا یکون الا بصورۃ المتجلی لہ مے نویسد وھذا اعلی
درجات التجلیات الا ان یکون عینک عین الاعیان الثابتۃ
کلھا الی ان قال فتعین الحق لک کتعینہ فی نفسہ چہ این عبارت صریح
دلالت بران دارد کہ از تجلی ذات بی پردہ و خصوصیات سالک بہرہ ور گردد و واسطہ
درمیان ذات او تعالیٰ نماند و کذلک عبارتیکہ بعد ازین تحقیق آوردہ است قال فاعلی
درجاتک شھود لک الحق ھو ما یکون بعد تحققک بعینک الثابتۃ
شاذا تجلیت انت بعینک الثابتۃ ثم انت عینک الثابتۃ

سلہ درکشف المحجوب از ابو سعید فضل اللہ بن محمد منقول است التصوف قیام القلب مع اللہ بلا واسطۃ
تصوف قیام دل بود باحق بے واسطہ ۱۲ سلہ پس اعلیٰ درجات تو شہود است تجلی اوئی ست کہ بعد تحقق تو بعین
ثابتہ تو گردد و چون بعین ثابتہ خود متحد گشتی در تو و عین ثابتہ تو امتیازی نباشد و خدا و ندا قدس را در خود چنان
خواہی دید کہ نفس خود را مے بینی و نفس خود را بصورت حق بینی ۱۲

من غیر امتیاز و رأیت الحق کما تری نفسہ فیک و رأیت نفسک
صورۃ فی الحق وصریح تر از ان است آنچہ ہم عارف جامی در خطبہ شرح فصوص می نویسد
اعلم ان الحکمۃ الفائضۃ من الحق سبحانہ علی قلوب مکمل عبادہ و مخلص عبیدہ
انواع منھا ما یفیض علیھم بواسطۃ الملائکۃ المقربین بالفاظ و عبارات
محفوظۃ عن التغیر والتبدل وھو القرآن ومنھا ما یفیض علیھم
بواسطۃ او بغیر واسطۃ ومن ھذا القبیل الحدیث القدسی
وھذا النوع لیس مخصوصا بالانبیاء بل یعم الاولیاء وصالحی
المؤمنین وفی منبع الکمالات حکی الامام الشعرانی عن بعض
العارفین انہ کان یقول ان الرجل لا یکمل عندی فی مقام العلم
حتی یکون علمہ عن اللہ تعالیٰ عز وجل بلا واسطۃ الی ان
قال کما اخذہ الخضر علیہ السلام وفیہ ایضا عن بعضھم
انہ کان یقول اذا کمل العارف فی مقام العرفان اورثہ اللہ
تعالیٰ علما بلا واسطۃ وقال الشیخ فی الفتوحات المکیۃ
فی بیان احوال الاقطاب اثنی عشر واما القطب اثنی عشر

سلہ بدانکہ حکمت از حق تعالیٰ بر قلوب کاملین باقسام مختلفہ فایض می شود بعضے بواسطہ فرشتہ مقربین
نازل می شود بعبارات کہ محفوظ از تغیر و تبدل باشد آن قرآن است و بعضے بواسطہ و بغیر واسطہ ازین قبیل ہست
حدیث قدسی این قسم مخصوص بانبیاء نیست بلکہ اولیاء و صالحین را عام باشد در منبع الکمالات مذکور ہست کہ شعرانی
از بعض عارفین حکایت کردہ کہ مے گفت کہ مرد در مقام علم نزد ما ہرگز کامل نمے شود تا آنکہ علم وے از اللہ تعالیٰ بلا
واسطہ نباشد و در ان است کہ بعضے از عرفا گویند کہ ہرگاہ عارف در مقام عرفان کامل شود اللہ تعالیٰ
او را علم بلا واسطہ عطا سازد و شیخ در فتوحات در بیان احوال اقطاب نگاشتہ کہ قطب دوازدہم بر قدم شعیب
می باشد و ختامی علوم وے علوم الہیہ است کہ حاصل نکردہ آن را مگر انا اللہ تعالیٰ ۱۲

فهو علی قدم شعیب ع الی ان قال و کل اصناف هذا العلوم عنده علوم الٰهیة ما اخذها الا عن الله سبحانه و در مرصاد العباد می نویسد اما تجلی علمی مثمر ظهور حقائق علوم است بی واسطه و علّم آدم الاسماء کلها و علمناه من لدنا علما کذا و آنچه بالانقل کردیم از بعض کبرا که خضر مقام آنست انسان باین تحقیق نامزد می تواند شد یعنی خضر مقام است که سالکان چون باین مقام رسند از اصل بی واسطه فیض گیرند چنانچه خضر علیه السلام میگرفت وآن را وراثت خضری خوانند و شک نیست که وراثت مقام است و نزدیک باین توجیه شیخ شعرانی از شیخ ابی المواهب شاذلی نقل کرده است ازین عبارات منقوله صریحا و دلالة اخذ فیوض بلا واسطه از اصل مفهوم میشود باید دانست که در کلام محققان صوفیه وصول ذات دایمی واقع شده است آنرا وصل عریانی نامند سالکی که سیر او در تفصیل اسما و صفات افتاد چون کلمات الٰهی التعالت تفاوتیست این سیر او را هم پایانی نباشد ه

نه حسنش غایتی دارد نه سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنه مستسقی و دریا همچنان باقی

اما سالک رشیدی محمدی المشرب بواسطه حب ذاتی و تعطشی که از ان ناشیست قل الله ثم ذرهم گویان رپویان و جویان آستان قدس میگردد و زبان حالش بدین ترانه مترنم

ذات من نیست جز محبت ذات	ذات بر من زده است او صفات

صفات واجب تعالت هر چند از ذات جدائی متصور نیست لیکن حالة ذات تعالی بدان در نیست آویز دو از صفات جز ذات نمی خواهد پس درین حالت بدیهی است که حائل و حاجب میان این عارف و ذات تعالی نمی ماند هر گاه صفات واجبی تعالت و تقدست که نزد علما اهل حق کثر الله تعالی سعیهم هم چنین نزد حضرت ایشان موجود اند بوجود زاید بر ذات تعالی حائل نباشند حقائق ممکنات که از صفات اعتباریه اند اگر حائل نباشند چرا محل استبعاد بود از بحر المعانی نقل است که فرد از تجلی ذات دایمی بهره مند بیساز ند حضرت خواجه احرار در فقرات می نویسند چون دل از مزاحمت غیر حق سبحانه آزاد شد الوهیت دیگری از پیش بصیرت او برخاست

و درین مقام شهود تجلیات صفات حق سبحانه از شهود اوصاف خود و غیر خود نجات یافته از تجلی آثار از پس پرده تجلی صفات بهره مند شود رسیدن باین دولت که شهود انکشاف ذات از تفاصیل اسما و صفات ذاهل شده غیر ذات مشهود او نشود بسیار متعذر است مگر کسی که از ذات و صفات خود نیست شده باشد و تجلیات ما خاص که تعبیر ازان بوجود موهوب صفاتی کرده اند مشرب شده باشد انتهی و در رشحات می آرد که حضرت خواجه احرار فرموده اند که معنی لا اله الا الله پیش بعضی که الله اسم ذات است من حیث هی آن تواند بود که نیست اله که عبارت است از مرتبه الوهیت یعنی ذات مع الصفات الا الله یعنی ذات بحث معرا عن الکل شیخ عبد الکریم جیلی قدس سره در کتاب مناظره الٰهیه می نویسد السیارون فی الله هم الافراد الواصلون الی الله تعالی یجدون فیه لذة ذاتیة تاخذهم بحکم الضرورة الی قطع افلاک کل صفة ذاتیة او اسمیة او فعلیة فیستوفون منازل کل برج من ابراج مقتضیات فلک الصفة بالذوق العالی انچه گفته شد از صوفیه وجودیه منقول است همین است که عارف اصبر بر تراز مرتبه صفات ممکن نیست و یحذرکم الله نفسه بران حجت ارند و نیز ذات من حیث هی اگر متعلق علم گردد باید که در احاطه در آید و آن ممکن نیست شیخ محی الدین عربی قدس سره انچه در بیان تجلی ذات می نویسد که التجلی من الذات لا یکون الا بصورة المتجلی له فالمتجلی له ما رای سوا صورته فی مرآت الحق و ما رای الحق و لا یمکن ان یراه الی ان قال فلا تطمع و لا تتعب نفسک فی ان ترقی فی اعلی من هذه الدرج دلالت بر منع ترقی تا ذات بحت می کند و همچنین کلام خواجه احرار قدس سره که در شرح قول حضرت امیر کرم الله وجهه لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا فرموده اند مصرح است بمنع صاحب رشحات نقل می کند که فرموده اند کشف غطا هرگز ظاهر نخ شود و ممکن نیست نیز پیش ارباب تحقیق مقرر شده است که ذات هرگز ظاهر نمی شود الا در پرده

صفات گوییم آنچه از حضرت خواجه بشیر افتاد و مختار ایشانست وآنچه در شرح قول حضرت امیر
فرموده اند مبنی است بر قول صوفیه وجودیه ومنع صوفیه سیر وسلوک آنا ذات بحث مبنی بر
اصل ایشان است که فوق تعین اول مرتبه لاتعین است نزد ایشان که جمیع نسب واعتبارات
آنجا ساقط است چه هرگاه صفات واضافات ازان مرتبه مسلوب باشد پس اگر علم عارف بدان
مرتبه مقدس متعلق شود ذات تعالی می باید که معلوم گردد واعتبار معلومیت پدید آید مع سقوط
جمیع الاعتبارات عنها وبر مشرب حضرت ایشان ذات تعالی چون موجود خارجی حقیقی است
وصفات واجبی تعالت نیز موجوده اند بوجودات زائده پس آن مرتبه مقدسه را حقیقت لاتعین
نمی توان گفت واگر اطلاق لاتعین بران مرتبه واقع شده باشد بتسامح وتجوز خواهد بود
همچنین هر که ازین محققان تجویز تجلی ذات کرده است ناظر بهمین تحقیق است دیگر مقرر
محققان صوفیه است که تجلی ذات درمیان سائر انبیا مخصوص بسرور انبیا است علیه وعلیهم
الصلوة والسلام واگر مرتبه لاتعین بدان معنی باشد که اهل توحید وجودی قرار داده اند باید
که آنسرور هم بدان متحقق نباشد وهو باطل یکی می گوید ؏

موسی ز هوش رفت بیک پرتو صفات		تو عین ذات می نگری در تبسمی

معلوم تو باد که این امور کشفیه اند وذوق یکی بر دیگرے حجت نیست ؏

تو و طوبے و ما و قامت یار		فکر هر کس بقدر همت اوست

جمیع کمالات بازبسته بمتابعت سید الاولین والآخرین است ومتابعت فرع محبت است و
هر که در محبت ومتابعت آنسرور بیش قدم است در ترتب ثمرات ونتایج آن بیش قدم
پس اگر تجلی ذات درخوان نعمت آنحضرت صلی الله علیه وسلم کردند ولش گویان نیز امیدوار
شدند ما صبّ الله شيئاً في صدري إلا وقد صببته في صدر أبي بكر
آن را شاهد عدل بالجمله اقوال مشایخ در حیلولت وعدم حیلولت وحصول تجلی ذات وعدم حصول

؏ نه انداخت الله تعالی در سینه من چیزے مگر آنکه آنرا در سینه ابی بکر صدیق رضی الله عنه انداخت ۱۲

آن مختلف بنظر می در آید شیخ در فص شیثی می نویسد فخاتم الرسل من حيث ولايته
نسبته مع ختم الولاية نسبة الأنبياء والرسل معه يأخذ
خاتم الرسل من مشكوة خاتم الولاية وخاتم الأولياء
الولي الوارث الآخذ من الأصل بلا واسطة
وحضرت ایشان او واصل بقرب نبوت صحابه کرام را می دانند که حیلولت در آنجا مفقود است
ودر تابعین هم این دولت را عموماً وخصوصاً مقرر می دارند پس اے عزیز تو خود درین مقام
انصاف بده وبنظر صائب تامل فرما امرے که مختلف فیه این طائفه باشد وجماعۂ عظیم از صحابه
وتابعین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین وغیرهم بدان سرفراز باشند اگر فردے از افراد امت
در ازمنه متاخره اظهار نماید که مرا بطفیل سرور بشر صلی الله علیه وسلم بعضے معاملاتے که
بسابقان مرحمت فرموده اند نواخت چرا شغب نماید امر مبتدع را دعوی نکرده است قل ما
كنت بدعا من الرسل آنرا می پرورد بلکه اگر امرے که دیگرے باظهار آن مبادرت
نیستم نو پیدا از پیغمبران ۱۲
نه نموده است در معرض بیان آرد تا صریح مخالفت اقوال ائمه امت ویقینا نداشته باشد نباید ش
رد کرد قال بلکه من مرباے الٰهی ام ومجتبائی دیم فعل دیگرے را درحق من دخلی نیست و
من بدیگرے درین معنی متوجه نیم آن دیگر کدام است رسول خدا حاشا اقول این اعتراض مبنی
است بر مراد معترض بانکه در مکتوبات این معنی درج است ونه متفاهم عرف حضرت غلام علی
شاه صاحب فرماید بر ارباب فکر ظاهر است که از کلام قائلان رفع توسط مریدی خدا وپیغمبری
رسول خدا لازم می آید الله تعالی در آیه شریفه يريدون وجهه وما من حسابك
عليهم من شيء ما عليك من حسابهم من شيء جماعه صحابه کرام را رضی الله عنهم مریدات خود
فرموده وارادت بیعت که بردست رسول خدا صلی الله علیه وسلم می نمودند درین آیه منسوب
بذات خود نموده إن الذين يبايعونك إنما يبايعون الله يد الله فوق أيديهم فمن نكث
فإنما ينكث على نفسه کسے که در اتحاد این دو ارادت فرقے دارد آیه کریمه أن الذين هو

بَيْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تلاوت نکرده است پس ارادت خدا مستلزم همسری رسول خدا گردید
آنچه از کلام الٰهی و کلام بزرگان مستفاد گردد اگر در کلام کسے یافته شود چرا جاے اعتراض و آن
همه غوغا باشد خدا دیده انصاف بے پرده اعتساف کرامت فرماید مردم بعد پانصد سال خود
را مرید غوث الثقلین قدس سره می گیرند و از همسری مشایخ که درین مدت تا به انجناب وسائط
کثیره اند هیچ محابا ندارند که در حقیقت سلسله ارادت بمرشد حقیقی آخر مے شود و مریدی پیران
پیر است ؎ مرد آخر بین مبارک بنده ایست ❊ انتهی معهذا این معنی مسلم حضرت
معترض است که مراد ان را نخست کشش می شود پس استبعاد راجع به قول وے می شود ؎

کم طالعے نگر که من و یار چون دو چشم	هم سایه ایم و خانه هم را نه دیده ایم ❊

فما هو جوابکم فهو جوابنا قال سبحان الله هیچ کس یا رسول خدا این چنین در پے افتد و گستاخی
می کند و میگوید که من هم رسول الله ام اقول در مکتوبات شریف لفظ هم پره نیست این
لفظ معنی ندارد و مزاد حرفه علیه البیان من اللغة و شان حضرت مجدد رحمة الله ارفع از انست
که کدامی لفظ بے معنی استعمال فرماید البته لفظ پره واقع است بالفتح و تشدید ثانی که بمعنی صف
لشکر و برگ کاه است اگر از پره صف لشکر یا برگ کاه مراد گیرند هیچ گستاخی نیست بلکه محمول بر
عجز و انکساری است قال در وقتے مرید وے بود مرا ان مرید خدا ام بے وساطت او و در
فریکه با خدا دارم وے صلی الله علیه وسلم واسطه نیست از خلو تیکه من با خدا دارم روی بیرون
دست است اقول این قول بوجوه مخدوش است خدشه اول این همه ناشی است
از خیال حضرت معترض اثرے ازان در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود خدشه
دوم هرگاه در معنی مرید وساطت معتبر نیست چنانکه عرض داشته ام و آن را حضرت معترض
خود بیان فرموده چنانکه مذکور شود پس مرید خدا بے واسطه گفتن نه صرف جماع منافیین است
بلکه ذهول است از معنی مرید ؎

ای بخت من بدست من انداز دامنش	ورنه سرے بپین که در قدمم او چه میکند

قال باید دریافت که مضمون این سخن چیست و ازینجا چه لازم می آید هیچ عارفے باین طرز
سخن گفته و دعوے کرده است همانکه به اولیاء خدا در افتاده بودند بس نبود تا نوبت پیغمبر
خدا رسید بعد ازان نمی دانم بکجا خواهد کشید اقول حاشا که از کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه
حسب مرام حضرت معترض اسائتی لازم آید بلکه آن مبنی است بر مضمونیکه حضرت معترض بیان
فرموده حضرت مجدد ازان بری است وَنَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى ذٰلِكَ قال معهذا این مطالب
عالیه را کسے نه داند و نه شناسد تا آنکه محنت ها نکشد و این می رانند چشد کملین اولیاء الله کار سنجدا
می رسانند می دانند هر کرمی دانند حضرت سلطان المشایخ مے فرماید اگر دل سالک از غیر پاک گردد در
زمره سالکان داخل شود چنانچه نماز و روزه و حج و زکوة و ظهور کشف و کرامات شرک و نفاق است
نماز گزاردن کار بیوه زنان است و روزه داشتن کار مرتضیان است و حج رفتن کار قاصدان است
و زکوة دادن کار تاجران است و بهوا پریدن کار مگسان است و بر آب رفتن کار ملاحان است و علم
خواندن کار باد فروشان است و مرید بسیار کردن کار جوگیان است و بنای مسجد و خانقاه و باغ و چاه
کار باغبانان است و جبه و دستار و ریش دراز این همه اسباب شیطان است و زهد و تقوی و چله
و گوشه کار جای ماندگان است و نفی و اثبات کردن کار آهنگران است و لا زعورت باز ماندن کار
عنینان و خواجه سرایان است و ظهور کشف و کرامات کار بازی گران است و حکایت کم کردن و بعلم مشهور
بودن و فتوح گرفتن و خلق را پابوسی کنانیدن کار ساحرانست و مشایخ شده پیر و مرشد گویانیدن
و سجده گرفتن و خدا نمائیدن کار خود نمایان است و از خود رفتن و بیخود بودن و تسلیم شدن کار مردست
سالک تواند که خدا شده ماند بنده شدن نه تواند این کار شیخ و مقتدایان است این که گفته شد
کار فاسقان است و خود را گم کردن کار عاشقان است العلم نکته کثره الجهال انتهی این عبارت ابدیه
امعان نگریسته شود که حل بیشتری اشکال زاید و عقده اکثری از اشتباه ها کشاید درخا نماگرس
است حرفی بس است قال و گفته اید اگرچه امتم اما شریکے و لستم یعنی اگرچه امت محمد رسول الله ام
اما شریکے و لست ادیم در منقبت و کمالات و فضیلت و اگر بتعمق نظر نمایند این معنی مفهوم می گردد که

که در فتح است او و تابع او بودم که در سلوک طریق قرب متابعت ولیس وی وے می کردم و چون
مقرب درگاه حق شدم و مرید وے تعالی گشتم شریک او شدم **اقول** این کلام از سر تا سر مخدوش
است **خدشه اول** تفسیر شریک دولت من تلقا بنفس معترض است از کلام حضرت
مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود ببادی النظر نگریسته شود یا بامعان نظر **خدشه دوم** -
حضرت غلام علی شاه صاحب فرماید مسلم داشتیم که مشایخ طریقه در توسط آن سرور صلی الله
علیه وسلم اختلاف دارند اما آن گروه که قائل اند بعدم توسط دعوی همسری و شرکت نمی کنند
از کلام ایشان مساوات و همسری فهمیدن از راه لعنت است ایشان مساوات و همسری را کفر
صریح می فرمایند چنانچه در مکتوب هشتاد و هشتم از جلد ثالث مکتوبات گفته اند شریک دولتم
نه شریکے که از ان دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با مخدوم مراد
از دولت فیض است که بطریق اصطفا و اجتبا فائض شود مخفی نیست که عامه امت شریک دولت
فیوض رسول است صلی الله علیه وسلم کما ورد ﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ و ﴿كَانَ حَقًّا
عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ و ﴿أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ پس در ولایت
و قرب الٰهی و نصرت و اجر غیر ممنون همه مومنان و انبیا علیهم السلام بر حسب مراتب خود شریک
اند و در شریک دولت گفتن در شرع قباحتے نیست و هیچ بے ادبی نه انبیا طفیلے و خادم جمیع مراتب
مخدوم سیر کنند و برابری او با مخدوم هم لازم نمی آید و این مثل این است بادشاہے بوستانے
بنا کرده است و انواع اشجار و قصور عجائب در انجا ترتیب داده است و امرا عظام دار دکه
ندیده اند بادشاه بر سر لطف و اکرام آمده گفته است تماشایان با اصحاب خدمه خود بارفته تفرج
بکنید چرا که مردم کلان بے اصحاب و خادمه در سیر حظ ندارند و هر کدام با اصحاب و خدام خود سیر می کنند
بمراتب یک جمعے از خدام هستند که پیش رفته راه می نمایند و سوانع راه دور کرده فتح ابواب وغیره می
نمایند و جمعے اصحاب برابر مخدوم و یا پیش و یا عقب مشی می نمایند و شک نیست که این اصحاب خدام
همه طفیلی اند بمراتب که مخدوم رفته است همه رفته اند لعقل عاقلے خطور نمی کند برابری و یا تفوق

خادم و یا اصحاب را با مخدوم و در دار آخرة حوران و غلمان که در خدمت سرور کائنات در مقام
وسیله باشند لازم می آید که برابر افضل مخلوقات باشند و یا تفوق بر سائر انبیا داشته باشند
خدشه سوم هر که کتب قوم را دیده و معنی فنا و بقا فهمیده است نیک می داند که بعد وصول
بمرتبه فنا غیریت یکسر زائل می شود و مولانا روم[۱] قدس سره می فرماید ؎

زین نمط بسیار آمد در خبر / کان بنسبت باشد ای جان معتبر
گفت قایل در جهان درویش نیست / ور بود درویش آن درویش نیست
هست از روی بقائے ذات او / نیست گشته وصف او در وصف هو
چون زبانه شمع پیش آفتاب / نیست باشد هست باشد در حساب
هست باشد ذات او تا تو اگر / بر نهی پنبه بسوزد زان شرر
نیست باشد روشنی ندهد ترا / کرده باشد آفتاب او را فنا
در دو صد من شهد یک اوقیه خل / چون درافگندی و در وے گشت حل
نیست باشد طعم خل چون می چشی / هست یک اوقیه فزون گر برکشی
پیش شیرے آهوے بیهوش شد / هستیش در هست او روپوش شد
این قیاس ناقصان بر کار رب / جوشش عشق است بر ترک ادب
نبض عاشق بے ادب بر می جهد / خویش را در کفه شه می نهد
بے ادب تر نیست زو کس در جهان / با ادب تر نیست زو کس در نهان
هم به نسبت دان وفاق ای منتجب / این دو ضد با ادب یا بے ادب
بے ادب باشد چو ظاهر بنگری / که بود دعوی عشقش همسری
چون به باطن بنگری دعوی کجاست / او و دعوی پیش آن سلطان فناست

[۱] ملا جلال الدین محمد بن محمد البلخی ثم القونوی در سنه ۶۷۲ قضا کرد مثنوی مستغنی از توصیف است در کشف الظنون مفصل کیفیت
مثنوی مذکور است علامه بحر العلوم لکهنوی رحمة الله علیه شرحی حاوی و جامع بر نگاشته ۱۲

	بات زید یا اگر فاعل بود	لیک فاعل نیست کو عاطل بود	
	او ز روے لفظ نحوی فاعل است	ور نہ او مفعول و مولتش قاتل است	
	فاعلے چہ کو چنان مقہور شد	فاعلی ہا جملہ ازوے دور شد	

دریں مقام حضرت معترض بر معنی مراد کہ ذکرش نمودہ نظر انداختنی است کہ بجائی شبہ متزلزل مے سازد ؎

	آنکہ شیخ مخمور ز صہباے کرد ؎	لب بگیون تراکاش تماشاے کرد	

خدشہ چہارم لفظ مرید دریں مقام غلط است ومبنی بر ذہول از معنی مرید دریں جا مراد گفتنی است قال سبحان اللہ در ارادت خدا امت بہ پیغمبر شریک می باشد خصوصًا با محمد کہ بہتر و بہتر پیغمبر النست صلے اللہ علیہ وسلم اقول این معنی ہیچگونہ محل استبعاد نیست زیرا کہ شرکت در ارادت لنسبت بخواص مثل شرکت در ایمان است لنسبت بعوام کہ بر مذہب منصور حضرت ابو حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان در ایمان زیادتی و نقصان را بار نیست چنانکہ شرکت ایمانیہ با حضرت خیر البریہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ باعث منقصت نیست ہمچنان از شرکت ارادیہ شناعتے نی محصل این است کہ نفس شرکت در امری محل استبعاد نیست حق تعالیٰ جل شانہ فرماید قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ البتہ شرکتے ممنوع است کہ از ان دعوی ہمسری خیزد فَاِنَّمَا هُوَ مَمْنُوعٌ لَيْسَ بِثَابِتٍ حضرت مجدد رحمۃ اللہ در رسالہ مبدا و معاد می فرماید ولے ہر کمالے کہ می یابد و ہر درجہ کہ می رسد بطفیل متابعت نبی خود است علیہ الصلوۃ والسلام اگر متابعت نبی نبی بود و نفس ایمان او نمی بود راہ بدرجات از کجا می کشود پس اگر ولی را فضلے از فضائل جزئیہ حاصل شود کہ نبی را حاصل نبودہ و درجہ خاص از درجات علیا میسر شود کہ نبی نداشتہ نبی را نیز از ان فضل جزئی و از ان درجہ خاص نصیب کامل است چہ حصول آن کمال بواسطہ متابعت آن نبی است و نتیجہ ایست از نتائج اتباع سنت او پس انچہ نبی را از ان کمال بہرہ تام باشد کما قال علیہ الصلوۃ والسلام

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهُ وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا

لیکن ولی در حصول این کمال سابق است و در وصول باین درجہ مقدم و این قسم فضل ولی بر نبی جائز داشتہ اند کہ جزئی است کہ مجال معارضہ بکلی ندارد و انچہ صاحب فصوص می فرماید کہ خاتم الانبیاء علوم و معارف از خاتم الولایۃ اخذ می کند راجع باین معرفت است کہ این فقیر را بآن ممتاز ساختہ اند و سراسر موافق شریعت است و شراح فصوص در تصحیح آن تکلف نمودہ اند و گفتہ اند کہ خاتم الولایۃ خزینہ دار خاتم النبوۃ است اگر بادشاہ از خزینہ خود بگیرد ہیچ نقص لازم نیاید وَحَقِيْقَةُ الْاَمْرِ مَا حَقَّقْتُهٗ وَمَنْشَاءُ التَّكَلُّفِ عَدَمُ الْوُصُوْلِ بِحَقِيْقَةِ الْمُعَامَلَةِ فَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْبَشَرِ وَاٰلِهِ الْاَطْهَرِ ولایت ولی جزئے است از اجزائے ولایت نبی او علیہ الصلوۃ والسلام ولی را ہر چند درجات علیا میسر شود آن درجات جزئے از اجزائے درجات آن نبی خواہد بود و جزء ہر چند عظمت پیدا کند کمتر از کل خواہد بود اَلْكُلُّ اَعْظَمُ مِنَ الْجُزْءِ قضیہ بدیہیہ است احمق باشد کہ کلانے جزء را تخیل نمودہ از کل افزون داند کہ کل عبارت از ان جزء و اجزاء دیگر است قال وعجب کہ با وجود اثبات شرکت گفتہ اند نہ شرکتے کہ از ان دعوی ہمسری خیزد کہ آن کفر است دیگر شرکت کدام است کہ از ان دعوی ہمسری نمی خیزد معنی شرکت و ہم سری یکے است نزدیک ترادف یا متلازمان و متساویان اند اقول اطلاق ترادف خواہ تلازم و تساوی بر شرکت و ہمسری صحیح نیست زیرا کہ میان شرکت و ہمسری نہ توحد در مفہوم است و نہ تلازم در تصادق ترادف عبارت است از اتحاد فی المفہوم و تساوی آنست کہ در اطلاق یکے بر دیگرے تلازم داشتہ باشد توضیح این مقال و تفصیل این اجمال آنست کہ شرکت عبارت است از انباز شدن یعنی از یافتن چیزے کہ محدود دیگر می باشد در و چیز و ہمسری عبارت است از برابر شدن یعنی بسبب شرکتے کہ در ذاتیات در تمام صفات یا در ذاتیات و اکثر صفات یا در تمام صفات فقط یا در اکثر صفات فقط یافتہ شود

پس شرکت عام مطلق باشد و همسری خاص مطلق زیرا که در مفهوم همسری اشترکت معتبر است و تمام مفهوم همسری در شرکت معتبر نیست اما دلیل بر عموم شرکت آن است که شرکت بجای همسری مستعمل می شود دوگانه بجای غیر آن بوجهی که معنی همسری ازانجا هرگز فهمیده نمی شود اما استعمال اول پس مثلش میگوید ۵

دونون زدوابروشد نافی دوباطل	شرکت بخدا قول بجا دو سے محمد ؐ

چنانکه ظاهر است که تا آنکه در نفس ذات و تمام صفات یا در نفس ذات واکثر صفات یا در تمام صفات یا اکثر صفات فقط قائل شرکت نشوند هرگز هرگز اطلاق شرکت بدین معنی بر و روا ندارند و کافرش نه پندارند و چون کفار غیر خدا را در امور مذکوره شریک او تعالی جل شانه می کنند مستحق همسریت عیان بزبان قال یا حال مثل سجده وغیره آن مودی می نمایند اطلاق کفر بر ایشان روا شد اما استعمال ثانی پس محقق دوانی در اخلاق جلالی در بیان حکمت عملی می نویسد و آن عبارت است از علم باحوال نفس ناطقه انسانی ازین روکه افعال محموده و مذمومه بارادت از و صادر تواند شد تا بسبب آن علم از رذائل متخلی و بفضائل متحلی شود و بمهاے که متوجه آن است برسد و افعال مذکوره منقسم بر دو قسم است یکے آنکه راجع شود با هر نفسے بانفراد و آنرا علم اخلاق و فرهنگ خوانند و دیگر آنکه راجع باشد بمشارکت با فراد و این نیز دو قسم است یکی آنکه راجع شود بمشارکت منزل یعنی آنچه سبب نظام احوال اهل منزل واحد باشد و آنرا علم کتخدائی و تدبیر منزل گویند

۱۵ چه آنکه اگر همسری بمعنی برابر است مگر نفظ برابر مقتضی مماثلت کلیه نیست در سبع سنابل مولوی عبد الواحد بلگرامی مذکور است شیخ ابو احمد بعد دوازده سال شیخ محمد را خرقه خلافت پوشانید و دست شیخ محمد گرفته سمت قبله ایستاده شد و گفت الہی محمد چشتی را خرقه درویشی پوشانیدم او را در کار دین بتو سپردم فردای قیامت بروی محمد مصطفے صلے الله علیه وسلم و جمیع پیران ما سرخرو گردانی آواز شنید که خاطر جمع دار دعای تو قبول کردیم فردای قیامت محمد چشتی را برابر محمد مصطفے صلے الله علیه وسلم در بهشت بریم چون محمد چشتی یکی از دوستان ماست هرکه محمد چشتی را دوست دارد او نیز در بهشت بریم [illegible] نشست ۱۲

دیگر آنکه راجع بمشارکت در بلد و ولایت یا اقلیم و مملکت و آنرا علم مملکت داری و سیاست مدن خوانند انتهی و ازین عبارت صاف مستفاد است که کسانیکه مشارکت در منزل یا بلد دارند در ایشان شرکت در منزل یا در بلد یافته می شود زیراکه مشارکت مصدر است از مفاعلة مع هذا همسریت بمعنی مذکور یافته نمی شود زیراکه در خانه مولے و عبد مسکن می پزیرند و در بلد غنی و فقیر و بادشاه و رعیت می باشند و درینجا اصلا آنچه همسریت باشد خواص و عام در ذهن نمی آید اما دلیل بر خصوص همسری آن است که معنی همسری سوائے مفهوم مذکور جائی مذکور نشده و بر السنه احدی از خواص و عوام نمی رود و معنی الفاظ با تصریح ائمه لغت مدرک می شود یا تفاهم عرف فاذا انتفی انتفی ازین تمهید مقدمات چند امور واضح شد امر اول آنکه نفی شرکت از شرکتے که از و دعوی همسری خیزد بے تاویل درست است زیراکه عام بدین حیثیت که در ضمن خاص یافته می شود از خاص دیگر مسلوب می شود امر دوم آنکه در بعض شرکت دعوی همسری نمی خیزد چنانکه در شرکت منزل مولے یا عبد یا شرکت در بلد غنی و فقیر و سلطان و رعیت امر سیوم آنکه شرکت عام مطلق است و همسری خاص مطلق نه آنکه نزدیک ترادف و یا تساوی و اتحاد فی المفهوم را ترادف گویند و نزدیک ترادف امرے است مستحدث ۵

گردش لیل و نهار است چه می باید کرد	فتنه از چشم نگار است چه می باید کرد
دوش ازان شوخ جفا پیشه خود نالیدم	دل کشیده آه که یار است چه می باید کرد

حضرت غلام علی شاه صاحب رحمة الله علیه فرماید الحق در فیض کسبی واسطه را دخل نیست نه در فیض وهبی اگر منصبداری که بواسطه وزیر معروضات خود به بادشاه میرساند پس نسبت کمال الطفل بادشاهی بیواسطه بحضور معروض نماید این از کمالات تقرب و جاه وزیر است در حضرت بادشاه که بنده او باین مرتبه رسیده است حضرت شیخ رحمة الله علیه ازین رفع توسط همسری انبیاء متعرض شدند حضرت مجدد رحمة الله نفی کرده اند همسری کفر است چه نسبت همسری با خاتم الرسل صلی الله علیه وسلم [illegible] انتصاب است و قول حضرت عائشه صدیقه [illegible]

ایشان از آنکہ جواب ما در خود گفتہ نحمد اللہ عزو تعالی و آیہ شریفہ فما من حسابك علیهم من شیء رفع توسط می نماید توسط پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم در اتباع عقائد و اعمال و اخلاق ہمیشہ ثابت است ثبوت رفع توسط در کلام بزرگان از احوال بزرگان از غلبہ احوال است کہ حیلولت ذات پاک واسطہ کائنات علیہ افضل الصلوۃ در آخر مشہود نمی شود نہ کہ در واقع نیست معاذ اللہ علم و عمل و اخلاق و محبت و قرب ہمہ بواسطہ آنجناب مقدس است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان خود در مکتوبات نفی مساوات می نمایند شریک دولتم نہ شریکے کہ از ان ہمسری خیزد کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم با مخدوم بدانکہ در دولت توحید و ایمان و انوار ولایت کہ پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم خازن و قاسم آن است ہر کہ شریک نیست مسلمان نیست پس شریکیاشان مرضی حق سبحانہ است اما در نبوت کہ ختم است بر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیچ مسلمان نمی گویند و نمی اندیشند انتہی **قال** و آنکہ گفتہ اند بلکہ شرکت خادم با مخدوم است یعنی اگرچہ این خادم چیزے از خانہ خود نیاوردہ و ہرچہ دارد از مخدوم دارد و لیکن ہرچہ مخدوم داشت بوے داد و شریک خود ہمچو خود گردانید این ہرگز بوجود نمی آید مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب حال وے باشد و مخدوم خادمان بسیار دارد و بہر کدام بخشش وے می دہد چنانکہ ذکر اولش در کلام ایشان در بیان این معنی بسیار واقع شدہ است از آولش دادن لازم نمی آید کہ ہرچہ در خانہ داشت داد بلکہ آنچہ در خور اوست می دہد و خود درین مطالب عالیہ چہ گنجائش این تمثیلات و تقریرات دارد **اقول** تفسیر شرکت مبنی بر ہمان معنی غلط است کہ بطلانش بتوضیح بیان کردہ شد و الا برائے شرکت خادم با مخدوم ضرور نیست کہ آنچہ مخدوم پیش خود داشتہ باشد بخادم سپارد و ہمچو خود گرداند فی الواقع معمول برین جاریست کہ مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب حال خادم می باشد لیکن این قدر اعطا برائے ثبوت معنی شرکت بسند است و من نمی گویم

ساہ ستایش میکنم اللہ تعالے را ۱۲ ساہ۲ نیست از حساب تو بر ایشان چیزے ۱۲

کہ از اعطا اولش لازم نمی آید کہ ہرچہ در خانہ داشت داد بلکہ آنچہ در خور اوست می دہد مگر در ہمچو مطالب عالیہ ذکر تمثیلات جائے نیست بلکہ از تمثیلات انکشاف مدعا بطرز دلخواہ مے گردد نمی نگرند کہ کلام رب العزت از تمثیلات[۱] و تشبیہات مالامال است قال تعالے و تقدس مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح علاوہ برین اینجا تمثیل و تشبیہ نیست کہ ما خادمیم و سرور ما مخدوم ما **قال** و مقرر است کہ دعوی مساوات با انبیا خصوصا با سید انبیا صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم باطل است **اقول** بلکہ کفر است چنانکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بآن تصریح کردہ و خود حضرت شیخ آن را نقل کردہ حاشا کہ در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ دعوی مساوات[۲] و برابری با انبیا علیہم الصلوۃ والسلام واقع شدہ باشد حضرت غلام علی شاہ صاحب فرمایند بدانکہ آیہ شریفہ یریدون وجہہ جماعت صحابہ را مرید حضرت حق سبحانہ می فرماید و آیہ شریفہ ید اللہ فوق ایدیہم نیز اصحاب کرام را مرید حق تعالے می فرماید پس آنچہ از آیات ثابت شود جائے اعتراض چرا گردد انتہی **قال** و تفرقہ و تفصیل باعتبار خادمی و مخدومی و اصالت و فرعیت نیز باطل و عاطل **اقول** این تفرقہ باعتبار مخدومی و خادمی و اصالت و فرعیت ضروری است کہ انکارش از انکار بدیہیات است ہر کہ پیر است فیض از حق گرفتہ بر خلق پاشیدہ مخدوم است و در ایصال فیض اصل است و مرید خادم و در اکتساب فیض فرع مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درین باب جابے کہ تحریر ساختہ قابل وجد است می فرماید کہ پیغمبر اکرم صلے اللہ علیہ وسلم را مخدوم و اصل نداند و خود را خادم و فرع نہ پندارد اگر این تفرقہ باطل است پس لازم می آید کہ فیض انبیا علیہم باشد و بدیگرے نرسد وھو باطل عندہ

ساہ حق تعالی جل شانہ فرماید و تلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون ۱۲ ساہ۲ مثل نور او در یچہ ایست کہ در وے چراغ باشد ساہ۳ و آنچہ در کلام اقطاب کاملین واقع شود ان را بر مساوات یا ترقی محمول نباید فرمود حضرت غوث اعظم فرماید ساہ انا کنت مع نوح بالفلک سفینۃ ؞ بحارا و طوفانا تاتے کعت قدرتی ؞ و کنت مع ابراہیم ملقی بنارہ ؞ و ما بردا لنیران الا بہ عون الی آخر القصیدہ ۱۲ ساہ۴ این باطل است نزد کاملی اہل اللہ ۱۲

جمیع اکمل اللہ انتہی قال وازز بان بعض مہدویہ شنیدہ شدہ است کہ ہر کمالے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشت در سید محمد مہدی نیز بود و فرق ہمین است کہ آنجا باصالت بود و اینجا بہ تبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ ہمچو او شدہ و این بعینہ مقولہ ایشان است اقول این بنا رفاسد بر فاسد است از تحریرات سابقہ ظاہر است کہ نسبتے کہ خادم را با مخدوم باشد ہرگز مقتضی مساوات نیست و خود از مہدی این چنین قول منقول نیست فاکلم معین الدین عبید اللہ الملقب بخلیفہ اخوند شیخ چشتی در کتاب معارج الولایت فی مدارج الہدایہ می نگارد سید محمد مہدی نام پدر او یوسف است و اصل او از جیون پور است مرید و خلیفہ شیخ دانیال است و از اولیاء مسلوب الحال و صاحب سکر بودہ در حالت سکر چنانکہ بعضے اکابر اَنَا اللّٰہُ و اَنَا الْحَقُّ و سُبْحَانِیْ وَقَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیٍّ و امثال آن گفتہ وے درین حال اَنَا مَہْدِیٌّ فرمودہ و در حالت افاقہ چنانکہ اکابر از دعوی الوہیت استغفار کردہ و گفتہ وَاِنْ قُلْتُ سُبْحَانِیْ فَاَنَا مَجُوْسِیٌّ فَاقْطَعُوْا زُنَّارِیْ وَاَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ او نیز از دعوے مہدیت تائب شدہ و مہدی موعود اقرار نمودہ چنانکہ نزد اکثر از اکابر این مقدمہ بدیہی است تا جمعی از جہلا کہ در زمان سکر حاضر بودہ و زمان صحو را درک نہ نمودہ مساودت او را اعتبار نکردہ و بر سخن اول اصرار نمودہ او را مہدی موعود دانند و طایفہ از جہال کہ معنی سکر و صحو اولیاء اللہ ندانند گفتہ کہ سخن سکر را اعتبارے نیست بلکہ وی در زبان صحو مدعی این معنی شدہ و دعوی خود را باثبات رسانیدہ است و این محض افترا و بہتان است کہ بر آن سید بیچارہ بستہ اند انتہی اگر عقیدت مہدویہ حسب تصریح حضرت شیخ تسلیم کردہ شود پس می گوئیم کہ حاشا از کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این چنین دعوے یافتہ شود و معلوم نمی شود کہ از کجا مقولہ مہدویان بعینہ مقولہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فہمیدہ شد قال و چنین شنیدہ می شود کہ شیعہ نیز در شان ائمہ اثنا عشر رضوان

ل من مہدی ام ۱۲ ل اگر سبحانی گفتم بس آتش پرستم پس زنار خود می شکنم و مے گوئیم لا الہ الا اللہ ۱۲

مہدویہ

اللہ تعالے علیہم اجمعین می گویند کہ ایشان شاگرد پیغمبر اند صلے اللہ علیہ وسلم بمرتبہ استاذ رسیدہ اقول شاید مقولہ شیعان ہمچنان باشد مگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نہ نفس نفیس خود را ہم پلہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام می دانند و نہ کدامی از ارادتمندان چنین عقیدہ نسبت وی دارد قال بر ہر تقدیر این خادم را باید حق نعمت شناخت و نزد مخدوم جز بہ بندگی و نیاز دم نزند و دعوی مساوات نگیرد ع اے ایاز آن پوستین را یاد دار اقول ہرگاہ بخیال حضرت شیخ در مطالب عالیہ گنجایش تمثیلات و تقریرات نبود پس از خادم و مخدوم چرا حرف زد و چرا حکایات ایاز را بیاد آورد فا در نفس صحت این کلام شبہ نیست قال و مثال این خادم با این مخدوم کہ دم از برابری میزند و گستاخی میکند حال آن غلام است کہ ہمراہ خواجہ کہ مقرب بارگاہ سلطان بود در مجلس سلطان رفت پس خواجہ بمجلس قرب نشست و غلام نیز آنجا بایستاد و چون خود را در مجلس بادشاہ با خواجہ یکجا دید بنازید و مغرور گشت و از بے خردی و بیتابی کہ رسم غلامان است خود را گم کرد و با خواجہ شریک و برابر گرفت و گفت من ہم بندہ بادشاہ و مقرب درگاہ اویم و ندانست کہ ہمچنان کہ نخست نزدیک سلوک طریق کہ قرب و وصول بوساطت و طفیل خواجہ بمجلس بادشاہ رسید و وی را اسم بود الآن کہ قرب و وصول حاصل شدہ است نیز واسطہ است و لیکن از غایت غرور و بے خردی و کم فکری وجود وساطت از نظر وے ساقط شدہ و در حیطہ کفران نعمت افتاد اقول جواب این تقریر را برین کلام قل و دل حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ختم کنم کہ ہمہ و ہم خود است ہیچ خادم باین صفت موجود نیست انتہی قال و اینجا ہم ہمین جواب بخاد محمد وی ادا داند این سخن ہیچ فائدہ نمی کند جز فرق بہ تبعیت و اصالت اما دعوی ہمسری و برابری لازم ہیچ این کلام است بلکہ دعوی ہمسری و برابری از خادم و تابع نامقبول و نامسموع تر است اقول الحق دعوی ہمسری و برابری از خادم و تابع نامقبول و نامسموع تر است خصوص با سرور انبیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کہ الحاد و زندقہ و کفر اکبر است لیکن از ہیچ تحریر و تقریر حضرت ایشان دعوی ہمسری و برابری مستفاد نشدہ کلماتی کہ در تحریرات

انجاکه احدے از عقلا از مقوله بالا برابری و ہمسری نبی فہمد و دعوی لازم بین عام ازین که بالمعنی الاعم باشد یا بالمعنی الاخص نظری است محتاج بدلیل و پیش ازین بطلان لزوم کرده شد پس این امر محمول است بر عدم فہم معنی لازم بین کما لا یخفے علی ارباب المعقول ۵

تو مہربان نہ شدی ورنہ آنچہ در دل بود	ہزار بار فزون نالہ از زبانم رفت ؎

قال - عجب آنکه فرموده اندکه بر خوان این دولت ہر چند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام ہر چند تابعم اما از اصالت بے بہره نیم اینچه معنی دارد طفیلی خود ہمان کس را می گویند که ناخوانده بیاید و تبعیت ضد اصالت است و اجتماع ضدین محال **اقول** در ہر دو فرق ما بالذات و ما بالتبع است یعنی طفیلی بالذات بوده ام و مدعو بالعرض و تابع بالذات ام و اصیل بالعرض و میان ہر دو تبعیت فرق ہا است و تقریر رفع اجتماع ضدین این است که در عرف طفیلی که عزت دارد از برائے خوشنودی ضیعفی خوانند **قال** و اگر گویند بوجہے تابعم و بوجہے اصیل این سخن معنی محصلی ندارد و یا نخست در وقت سلوک تابع پیر و مرید بودم اکنون بعد از وصول بمرتبہ اصالت رسیده ام و بسر خود دم و ہمہ وسائل و وسایط که بودند ساقط شدند و از میان بدر رفتند چنانکه اسباب ترتیب خود را بمعدات تشبیه داده اند و پیش ازین مرید محمد رسول الله صلے الله علیه وسلم یا مرید یکے از خاصه گان درگاه وے بودم اکنون مرید خدام بیواسطه و ارادت من بالله تعالیٰ قبول وسائط نمی کند و ارادت من بے واسطه با الله تعالیٰ است من ہم مرید محمد رسول الله ام باعتبار سابق و ہم ہم پیره ادیم بحکم حال تعالی الله از تصور این معنی و تکلم باین کلام موی بر بدن اعتقاد و اخلاص مسلمانے میخیزد بخدا سوگند بس عظیم است این کلام و بغایت شنیع است این مرام **اقول** این تحاشی از عدم فہم کلام متکلم است پیش ازین معنی کلام بتوضیح تمام برنگاشته ام درین تقریر غلطی صریح این است که حضرت معترض می نگارند اکنون مرید خدام بے واسطه حالانکه این معنی مرید نیست بلکه معنی مراد است حضرت معترض در معنی مرید و مراد خلط ملط می کنند حالانکه و معنی مرید و مراد در برنگاشته اند و مراد را بے واسطه نگاشته

کاش اگر در معنی مرید و مراد با معان نظر ملاحظه می فرمود از چنین غلطی فاش مصون می ماند منشا آن نقل بالمعنی است معہذا در ہیچ جا در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه مرید بے واسطه تحریر نشده نه از کلامش مستفاد است و آنچه تحریر فرموده من ہم مرید رسول الله صلی الله علیه وسلم ام باعتبار سابق و ہم ہم پیره ادیم بحکم حال تقیید سابق و حال از اختراعات حضرت معترض است البته این معنی از حضرت معترض باعث صد گونه اعجاب است تعالی الله از تصور این معنی و تکلم باین کلام موے بر بدن اعتقاد و اخلاص می خیزد بخدا سوگند بس عظیم است این کلام و بغایت شنیع است این مرام ۵

درد دل گفتم تغافل کرد خواری را ببین	گریه کردم خنده زد بے اعتباری را ببین
صبر کردم سر کشید و شور سر کردم رمید	شکوه کردم رنجه شد ناسازگاری را ببین

مولانا شاه عبد العزیز دہلوی رحمة الله علیه فرماید بدیہی است که دخل پیغمبر و مرشد در فیض کسبی است نه در فیض وہبی يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ مَا قَالَهٗ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا نَحْمَدُ اللّٰهَ وَلَا نَحْمَدُ اَحَدًا انتہی **قال** راه راست آنست که اعتقاد کنند و بگویند که ہمه مریدان حضرت رسول الله اند صلے الله علیه وسلم و رسول مرید خدا است جل جلاله از حق فیض می گیرد و بخلق میرساند معنی نبوت و رسالت این است **اقول** ظاہر درین کلام تحاشی است از اطلاق مرید الله و مراد الله درین معنی است با اصطلاح صوفیه ہر گاه از اصطلاح صوفیه واقف است نیک میداند که این از مراتب کملین اولیاء الله رضی الله عنہم است چنانکه مرید رسول الله گفتن جائز است ہمچنان مرید الله و مراد الله و آنچه حضرت معترض گفته ہرگز راه راست نیست بلکه راه راست این است که چنانکه حضرت رسول الله صلے الله علیه وسلم را مرید الله گویند ہمچنان مراد الله نسبت وی صلی الله علیه وسلم اختصاص ہرگز زیبا نیست اعتقاد باید داشت که سرور عالم صلے الله علیه وسلم جامع جمیع صفات انسانی و ملکوتی بوده اند **قال** - و ہیچ کس را بے وساطت وی صلی الله علیه وسلم راه نیست بسوی خدا و در درگاه وے جائی نه خواه در وقت سلوک یا بعد از وصول **اقول** این کلام فی الجمله سنا فاتے دارد

از تقریرے کہ حضرت شیخ در رسالہ تبیین الطریق لاہل الارادۃ بالتزام وظایف الخیر والعبادۃ۔ بدین عبارت نگاشتہ اما احتیاج مردم بمرشد و استاد پس از برای تسہیل طریق و سرعت وصول است و سلوک طریق بے مرشد و استاد اگر توفیق رفیق گردد فی الجملہ ممکن است بموجب قولہ تعالے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا لکن بتعب شدید و مدت طویل و ہو نادر جدا و اللہ اعلم انتہی و تحقیق مقام این است کہ اگر از وساطت تبعیت مراد باشد در صحت این کلام شبہ نیست و اگر حیلولت مقصود باشد پس در فیض وہبی حیلولت نمی باشد والا فیض وہبی نخواہد بود **قال** دیگر اطلاق سلسلہ در ارادت اللہ تعالی کہ بے واسطہ غیری است عجب واقع شدہ است اطلاق سلسلہ در جای مناسب ہست کہ بوسائط باشد ظاہرا سہو قلم است یا بطریق مشاکلت است این سخن طالب علمی است وَالْاَمْرُ فِیْ ذٰلِكَ سَهْلٌ **اقول** جواب اشکال بدو وجہ گزارش می رود اول آنکہ از تقریرات سابقہ اطلاع کافی دادہ شدہ است کہ دریں محل از عدم توسط عدم حیلولت مقصود است و این عدم توسط را توسط بمعنی تبعیت لازم الوجود است توسط بمعنی تبعیت از وسائط چارہ نیست پس لفظ سلسلہ را مناسبتے تمام باشد و دوم آنکہ شاید استعارہ تخییلیہ است ارادت را بباب تشبیہ دادند و سلسلہ را باو ثابت کردند دریں صورت ضرورت وسائط نیست و این چنین استعارات متعارف است آیات قرآنی ازیں مالامال است حق تعالے جل شانہ فرماید فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَیَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ وَغَیْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰیٰتِ اَلْکَثِیْرَۃِ بای حال اعتراض طالب علمی کار طالب علم است سخن از تصوف راندانی بود این ہوس در دل باقی است ؎

نہ خفت خسرو مسکین دریں ہوس شبہا	کہ دیدہ در کف پایت نہد بخواب رود

قال وگفتہ اند کہ ید من نائب ید اللہ است این فرع و نتیجہ ارادت اللہ است چہ ید مرید نائب ید پیر می باشد اما تلویح می افتد بقول حق سبحانہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ الْاٰیَۃ و این بحقیقت وقتے راست آید کہ بروئے اثر ہمیت اذن مثبت

لکن اللہ رمی مترتب گردد کہ بیک مشت خاک لشکری را منہدم گرداند و بے آن حکایت زبانی بیش نیست **اقول** آنچہ گفتہ شد چہ ید مرید نائب ید پیر می باشد بدو وجہ صحیح نیست اول آنکہ حضرت شیخ از مرید معنی متعارف مراد داشتہ نہ مصطلح متصوفین حالانکہ در کلام حضرت مجدد رحمہ اللہ مصطلح صوفیہ مراد است ہمچنانکہ دریں مقام مراد باید گفت نہ مرید دوم آنکہ وجہ انابت حسب مذاق اہل فن فنا و بقا است در فصل الخطاب از ترجمہ عوارف منقول است فنا عبارت است از نہایت سیر الی اللہ عزوجل و بقا عبارت است از بدایت سیر فی اللہ سبحانہ و سیر الی اللہ سبحانہ وقتے منتہی گردد کہ بادیہ وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی اللہ عزوجل آنگاہ محقق شود کہ بندہ بعد از فنائے مطلق در عالم اتصاف باوصاف الہی و تخلق باخلاق ربانی ترقی نماید انتہے پس ہرگاہ مرتبہ فنا و بقا حاصل گردد دست وی نایب مناب ید اللہ باشد

آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است	نہ کشف و یقین نہ معرفت نہ دین است
رفت او ز میان ہمین خدا ماند خدا	اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰهُ این است

در حالت فنا دوئے برخیزد ؎

زینسان کہ بقائے خویشتن میخواہی	از خرمن ہستیت جوے کے کاہی
تا یک سر موز خویشتن آگاہی	گر دم زنی از راہ فنا گمراہی

در رسالہ مشاہدۃ الانوار بین التجلی والاستتار خود حضرت شیخ در میان عابد و معبود و قاصد و مقصود و طالب و مطلوب و محب و محبوب فرق نہادہ و نمودہ حیث قال اما عنوانات دیگر کہ طالب و مطلوب و محب و محبوب است بیقین حکم نتوان کرد کہ طالب کیست و مطلوب کہ و محب کیست و محبوب کدام ہر دو ہم طالب اند و ہم مطلوب و ہم محب اند و ہم محبوب بوجہے او طالب

لہ فقر ہرگاہ تمام شد آن اللہ ست ۱۲

۵۲ در کشف المحجوب از شبلی رحمہ اللہ منقول است صوفی آن بود کہ اندر دو جہان ہیچ چیز نہ بیند بجز خدای عزوجل و از علی بن محمد ارصیر فی نیشاپوری منقول است تصوف آن بود کہ ظاہر و باطن خود را نہ بیند و جملہ برحق را بیند ۱۲

وابن مطلوب و در مرتبه دیگر او مطلوب این طالب و ئی بگزار که حقیقت یکی است مَن
یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَیَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِم زیاده برین چه گویم کفرهاے حقیقی در سینه درین
باب مضمر است که اگر آن را بیرون افگنم صد ایمان مجازی ازان بر شک آید اسرار در پرده بهتر
و ناگفته به انتهے انچه ذکر تلویح نموده شد صریح خطا است که نزول آیت در باب دیگر است یعنی
هرگاه غزوه حدیبیه پیش بود آن حضرت صلی الله علیه وسلم از صحابه رضی الله عنهم که یک هزار
چهار صد بودند بیعت گرفت بعضے صحابه رضی الله عنهم برین امر بیعت کردند که ما جنگ خواهیم کرد
تا آنکه قتل شویم و برخے برین امر که از جنگ فرار نخواهیم کرد قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَدُ اللّٰهِ بِالْوَفَاءِ لِمَا
وَعَدَهُمْ مِنَ الْخَیْرِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ در تفسیر ابی سعود رومی مذکور است اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اَیْ
عَلٰی قِتَالِ قُرَیْشٍ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَعْنِیْ اَنَّ مُتَابَعَتَكَ هِیَ مُتَابَعَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ
تَوْثِیْقُ الْعَهْدِ بِمُرَاعَاةِ اَوَامِرِهٖ وَنَوَاهِیْهِ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ یَعْنِیْ اَنَّ عَقْدَ
الْمِیْثَاقِ مَعَ الرَّسُوْلِ كَعَقْدِهٖ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ غَیْرِ تَفَاوُتٍ
بَیْنَهُمَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ
انتهے مختصرا در تفسیر کبیر مذکور است یَدُ اللّٰهِ بِمَعْنٰی نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ فَوْقَ اِحْسَانِهِمْ
اِلَی اللّٰهِ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ اَیْ نُصْرَتُهٗ اِیَّاهُمْ اَقْوٰی وَاَعْلٰی مِنْ نُصْرَتِهِمْ اِیَّاهُ

۵۱ هر که اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد الله تعالے را ۱۲ ۵۲ ابن عباس رضی الله عنهما گوید که آنچه الله تعالی با ایشان
وعده خیر کرده دست او برای وفا بر دست ایشان است ۵۳ کسانیکه بیعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بر قتال
قریش می کنند ایشان بیعت الله تعالے می کنند یعنی متابعت رسول متابعت الله تعالے است زیرا که مقصود
استحکام عهد است بمراعات اوامر و نواهی وے تعالے ید الله فوق ایدیهم یعنی عقد پیمان از رسول الله صلعم
چنان است که با الله تعالے شده درین هر دو هیچ فرق نیست الله تعالی فرماید هر که اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد
الله تعالے را ۱۲ ۵۴ معنی ید الله این است که نعمت الله تعالی بر ایشان زیاده از احسانی است که از ایشان
ظاهر شده و نصرت مر الله تعالی را بر ایشان زیاده تر است از نصرت ایشان که می کنند ۱۲

انتهے مختصرا ازین تقریر ظاهر است که سوق آیت در امر دیگر است و کلامے که در آن میرود
چیزے آخر فستان بینهما و آیه فَاِنَّهُمْ مَیِّتُوْنَ اِذْ هُمْ مَیِّتٌ بے محل ذکر کرده شده زیرا که بیعت
کنندگان صحابه اند رضی الله عنهم در امی مشت خاک سرور عالم بوده اند صلی الله علیه وسلم
انچه ذکر اضمار کفرها بیان فرموده شد از حضرت شیخ رحمه الله این چنین تحریر در ربط حیرانی گنند ۵

گله در پیش جانان گل رعنا کردم ؎	اگرچه داشت دلم غنچه صفت وا کردم

قال اکنون بعبارات و حقایق که در تحقیق این دعاوے نوشته اند دست زده دفع
این غلجانات و شبهات کنیم و من الله الاستعانة والتوفیق اقول انچه پیشتر ازین
نگاشته تمام اگر درآن تامل کافی رود دفع تمامی غلجانات و شبهات را مستکفل خواهد بود مگر چون
حضرت شیخ رحمه الله دست بدامان مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث زده ایرادات کرده است
پس چنان مناسب دانم که عبارت مکتوب را اولا نقل کنم سپس بر هر ایراد او ذکر کرده بدفع آن کوشم ۵

به بینیم که تا کردگار جهان	درین اشکارا چه دارد نهان

عبارت مکتوب این است اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
صحیفه گرامی که از روے شفقت و مهربانی نامزد این فقیر ساخته بودند بمطالعه آن مشرف
گشت اندراج یافته بود که عزیزے بر عبارت مکتوبے که در اجمیر نوشته بود دے اعتراضها
دارد در حل آن باید نوشت و بعضے از یاران چون تعیین مواضع اشتباه نوشته بودند
باندازه آن چند مقدمه در حل آن اشتباه نوشته آمد وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمُلْهِمُ لِلْهَادِیْ اِلٰی
سَبِیْلِ الرَّشَادِ مخدوما مکرما سیر مرادی و سیر مریدی امرے است که بوجدان صاحب آن سیر
تعلق دارد و الزام امرے نیست که بغیر تعلق داشته باشد پس حجت و برهان برا اثبات
آن طلبیدن گنجایش ندارد و مع ذلک کسے را که حضرت حق سبحانه قوت قدسیه داده است
اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر نیک ملاحظه نماید و فیوض و برکات و علوم و معارف

۵۱ ستایش مر خدای را است و سلام بر بندگان او که برگزیده اند ۱۲ ۵۲ الله تعالی کار نماینده است راه راست را ۱۲

الهی جل شانه که او بان ممتاز است مشاهده کند تواند بود که حاکم بسیر مرادی او نماید و هیچ محتاج بدلیل نبود در رنگ آنکه بعد از ملاحظه قرب و بعد و مقابله و اجتماع که قمر را با شمس است حکم کند که نور قمر مستفاد از نور شمس است اگرچه این معنی بر خبر ارباب حدس حجت نبود و نیز حضرت خواجهٔ ما قدس سره در اوایل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده بودند شاید یاران هم این معنی را از ایشان شنوده باشند و این ابیات مثنوی مطابق حال فقیر دانسته می خواندند

عشق معشوقان نهان است و ستیر — عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشق عاشقان تن زه کند — عشق معشوقان خوش و فربه کند
وز مرادان هر که واصل گشته است — او براه اجتبا رفته است

راه اجتبا مخصوص بانبیا نیست علیهم الصلوة والتسلیمات صاحب عوارف قدس سره در بیان مجذوب سالک و سالک مجذوب تصریح باین معنی فرموده است و راه مریدان را راه انابت و راه مرادان را راه اجتبا گفته قال الله تعالی اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ آری راه اجتبا بالاصالت مخصوص بانبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات و امتان را در رنگ سائر کمالات بتبعیت ایشان است نه آنکه اجتبا مطلقا مخصوص بانبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات و امتان را از ان اصلا نصیب نیست که آن غیر واقع است مخدوما وصول فیوض هر سالک را بتوسط و حیلولت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام تا زمانے است که حقیقت آن سالک که محمدی المشرب است بحقیقه محمدیه منطبق نگشته است و بان متحد نشده و چون بکمال متابعت بلکه بمحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاست چه توسط و حیلولت در مغایرت است نه در اتحاد متوسط و متوسط و حاجب و محجوب نبود انجا که اتحاد است معامله بشرکت است اما چون سالک تابع و الحاقی و طفیلی است از قبیل شرکت خادم بود با مخدوم و آنکه گفتیم که حقیقت

او را با حقیقت آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام انطباقے و اتحادی پیدا می شود بیانش آنست که حقیقت محمدی علیه و علی آله الصلوة والسلام جامع جمیع حقایق است و آن را حقیقة الحقایق گویند و حقایق دیگران در رنگ اجزا اند مر او را یا جزئیات زیرا که اگر محمدی المشرب است حقیقت سالک در رنگ جزی است مر آن کلی را و محمول است بر وی و حقیقت غیر محمدی المشرب در رنگ جز است مر آن کل را و غیر محمول است بر وی و این حقیقت محمدی المشرب اگر اتحادے در عروج پیدا شود با حقیقت پیغمبری خواهد بود که این بر قدم اوست و محمول بر آن حقیقت خواهد شد و شرکتے در کمالات مناسبت او را پیدا خواهد کرد لیکن از قسم شرکت خادم بود با مخدوم چنانچه گذشت و چون این جزئی را تعلقے بکمال متابعت بلکه بمحض فضل محبت خاص بکلی خود پیدا می شود و شوق وصول آن دامنگیر او میگردد و آن قید یکه کلی را به جزئی آورده بود بفضل خداوندی جل شانه روز بزوال می آرد و بتدریج بعد از زوال این جزئی را با آن کلی انطباقے و اتحادے حاصل می شود و آنکه گفتیم محبت خاص پیدا می شود در رنگ آنکه بمحض فضل این فقیر را پیدا شده و در غلبات آن محبت می گفت که محبت من بحضرت حق سبحانه از آن جهت است که او تعالی رب محمد است صلی الله تعالی علیه و آله وسلم و میان شیخ تاج و یاران دیگر از این مقوله تعجب میکردند انگارم که از خاطر شما هم نرفته باشد و تا این قسم محبت پیدا نه شود الحاق و اتحاد چگونه متصور بود ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ حقیقت توسط و عدم توسط را بیان می نماید نیک استماع فرمایند طریق جذبه را چونکه کشش از جانب مطلوب است و عنایت الهی جل شانه متکفل حال طالب است چار قبول وساطت نمی کند و در طریق سلوک چونکه انابت از طالب است ناچار از وسائط چاره نبود و در نفس جذبه هر چند وسائط در کار نیست اما تمامی جذبه منوط بسلوک است که اگر سلوک که عبارت از اتیان شریعت است از توبه و زهد و غیرها با جذبه منضم گردد جذبه ناتمام و ابتر است بسیارے از مجذوبان ناقص را دیده ایم که جذبه دارند اما چونکه بمتابعت صاحب

شریعت علیه وعلی آله الصلوة والسلام متحلی نگشته اند خراب وابتراند وغیر از صورت جذب
نصیبی ندارند سوال حصول جذب بنحوی از محبوبیت می طلبد پس کفار را که اعداء الله اند نصیبی
از جذب چگونه تجویز نموده اید جواب تواند بود که بعضی از کفار بنحوی از معنی محبوبیت داشته
باشند که باعث حصول جذب شان شده باشد و چون آنرا بمتابعت صاحب شریعت علیه و
علی آله الصلوة والسلام متحلی نساختند خاسر ومخذول ماندند وآن جذبه غیر از حجت برایشان
درست نکرده که اعلام استعداد شان نموده که بجهل وعناد آنرا از قوه بفعل نیاورده اند وما
ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ و در طریق جذبه اگر توسط متابعت صاحب شریعت
علیه وعلی آله الصلوة والسلام که عبارت از سلوک است وصول بمطلوب میسر شود بی واسطه و
بی حیلولت امری خواهد بود گفته اند لَوْ وُلِّيْتُمْ بِدَلْوٍ لَوَقَعْتُمْ عَلَى اللّٰهِ یعنی اگر رسیده
شوید بحضرت حق سبحانه و رساننده شوید بابطن البطون هر آئینه درمیان شما و درمیان
حق جل وعلا حیلولت وحجاب امری نخواهد بود و شاید که بخاطر شریف شما هم مانده باشد که حضرت
خواجه ما قدس سره می فرمودند که وصول از راه معیت که حق را جل سلطانه بانده است اگر میسر
شود ناچار بی توسط امری خواهد بود که مناسب معیت است واگر واسطه است در سلسلهٔ تربیت
است که عبارت از سلوک است و راه معیت یکی از طرق جذبه است وحدیث اَلْمَرْءُ
مَعَ مَنْ اَحَبَّ علی صاحبه الصلوة والسلام نیز تائید این معنی می فرماید زیرا که مرد را با محبوب
خود چون معیت به ثبوت پیوست واسطه مرتفع گشت اجتماع فرمایند هر ظل را با اصل خود شاید
است و هیچ چیز درمیان شان حائل نیست اگر بعنایت خداوندی جل شانه ظلی را با اصل
خود میلی پیدا شود و کششی باو هویدا گردد بدولت متابعت صاحب شریعت علیه وعلی
آله الصلوة والسلام آن ظل را با آن اصل وصولی واتحادی حاصل آید هر آئینه بی حیلولت
امری خواهد بود و چون آن اصل اسمی است از اسمای الهی جل شانه ناچار درمیان اسم
و مسمای او حائلی نخواهد بود و وصول ظل ازین راه با اصل که مسمای آن اسم است بی

توسط امری خواهد بود وایضاً هر که واصل حضرت ذات است تعالی بوصول بیچون توسط و
حیلولت امری در حق او مفقود است هرگاه در صورت وصول بحضرت ذات سبحانه حیلولت
وحجابیت صفات الهی جل سلطانه مرتفع گردد و حیلولت وحجابیت غیر صفات چه گنجایش دارد
سوال صفات واجبی را جل شانه هرگاه انفکاکی از حضرت ذات او تعالی جائز نباشد ارتفاع
حیلولت صفات از میان واصل وموصول البته بچه معنی بود جواب سالک را چون وصول
وتحقق باصل خود که اسمی است از اسمای الهی جل شانه و آن سالک ظل اوست حاصل گردد
هر آئینه درمیان حضرت ذات تعالی هیچ توسطی وحیلولتی نخواهد بود چنانچه درمیان اسم
و مسمای او حیلولت امری کائن نیست پس نه ارتفاع لازم آمد و نه انفکاک مثل این تحقیق
گذشته است درمیان اتحاد حقیقت سالک وحقیقت محمدی علیه وعلی آله الصلوة والسلام
ونیز شمهٔ ازین بیان در بیان وصول ظل باصل هم گذشته تنبیه ساده لوحی ازین عدم
توسط که در طریق جذبه وغیرها گفته شده است استغنای از تبعیت خیر البشر علیه وعلی
آله الصلوة والسلام گمان نبرد که آن کفر والحاد و زندقه است وانکار است از شریعت حقه
او علیه وعلی آله الصلوة والسلام و بالا گذشته است که جذبه بی توسط سلوک که عبارت از
اتیان شریعت است علی صاحبها الصلوة والتحیه ابتر و ناتمام است و نقمتی است که بصورت نعمت
برآمده و حجت را بر صاحب جذبه ناتمام تمام کرده بالجمله بکشف صحیح والهام صریح نیز بیقین پیوسته
است و هیچ دقیقه از دقایق این راه و هیچ معرفتی از معارف این قوم بی واسطه او و
بی توسط متابعت او علیه وعلی آله الصلوة والسلام میسر نیست و منتهی را در رنگ مبتدی و
متوسط فیوض و برکات این راه بی تبعیت وبی طفیل او حاصل نه

محال است سعدی که راه صفا	توان رفت جز در پی مصطفی

افلاطون از بی خردی صفائی که در نفس خود از ریاضت ومجاهدات یافت خود را از
بعثت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات مستغنی دانسته گفت نَحْنُ قَوْمٌ مُهَذَّبُوْنَ لَا حَاجَةَ بِنَا اِلٰی

[illegible] دانست که این صفا که بریاضات بے توسط متابعت انبیا حاصل شده است علیهم الصلوة والتسلیمات حکم آن دارد که مس سیاه را زر اندود سازند یا زهر را به شکر غلاف کنند متابعت انبیا راست علیهم الصلوة والتسلیمات که حقیقت مس را منقلب گردانیده زر خالص سازد و نفس را از امارگی به اطمینان آرد حکیم مطلق جل وعلا بعثت انبیا را و وضع شرائع ایشان را علیهم الصلوة والتسلیمات از برای تعجیز و تخریب اماره مقرر ساخته است و خرابی او را بلکه اصلاح او را در غیر متابعت این بزرگواران نهاشته علیهم الصلوة والتسلیمات اگر هزاران ریاضات و مجاهدات بے متابعت این بزرگواران علیهم الصلوة والتسلیمات کرده شود سر موے از امارگی او کم نگردد بلکه ازدیاد سرکشی او نماید مصرعه

	هر چه گیرد علتی علت شود	

ازاله مرض ذاتے او منوط بشرائع انبیا است علیهم الصلوة والتحیات و بدونها خرط القتاد باید دانست که جذبه را هر چند از سلوک چاره نیست مقدم باشد جذبه بر سلوک یا موخر اما فضل مر تقدیم جذبه راست که سلوک خادم اوست و در تاخیر جذبه سلوک مخدوم اوست که بدولت سلوک او را جذب میسر شده است و در تقدیم جذبه نه این چنین است که او بالذات مطلوب و مدعو است لهذا این مراد آمد و آن مرید و رأس مرادان و رئیس محبوبان محمد رسول الله صلے الله تعالے علیه وعلے آله وسلم که مقصود ذاتی و مدعو اولے ازین دعوت اوست علیه وعلے آله الصلوة والسلام و دیگران را طفیلی او طلبیده اند مرادان باشند یا مریدان لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ وَلَمَا اَظْهَرَ الرُّبُوْبِيَّةَ كَمَا وَرَدَ چون دیگران همه طفیلی او باشند و او مقصود اصلی ازین دعوت بود علیه وعلی آله الصلوة والسلام ناچار همه محتاج او باشند و بتوسط او فیوض و برکات اخذ نمایند علیه وعلی آله الصلوة والسلام و باین معنی اگر همه را آل او گویند گنجایش دارد علیه وعلی آله الصلوة والسلام که همه پس رو اویند و بے توسط او کمال اخذ نمے نمایند چه هر گاه وجود ایشان بے توسط وجود او صورت نه بندد کمالات دیگر خود که تابع وجود

اند بے توسط او چه صورت دارند علیه وعلی آله الصلوة والسلام بلے محبوب رب العالمین چنین باید استماع فرمایند مکشوف گشته است که محبوبیت او علیه وعلی آله الصلوة والسلام بآن محبت واجبی جل شانه کائن است که بذات بحت او تعالے بے ملاحظه شیون و اعتبارات تعلق گرفته است و حضرت ذات تعالے بآن محبت محبوب گشته بخلاف محبوبیت دیگران که بآن محبت کائن است که تعلق بشیون و اعتبارات دارد و متلبس باسماء و صفات است یا بظلال اسماء و صفات علی تفاوت الدرجات

له	فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ		حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ	

علیه وعلی جمیع اخوانه من الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین الصلوة والتسلیمات والتحیات والبرکات تحقیق این مقام آن است که توسط آن سرور کائنات علیه وعلی آله الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود یکے آنکه او صلی الله تعالے علیه وآله وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک بطفیل او و بتوسط تبعیت و متابعت او علیه و علی آله الصلوة والسلام بمطلوب واصل گردد در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کائن است بلکه می انگارم که طریق از شیوخ هر که در میان آمده است متوسط و حاجب شهود سالک است واے اگر در اواخر جذبه تدارک آن نه نماید و معامله از پرده به بے پردگی نکشد زیرا که در طریق جذبه بعد از رسیدن بحقیقت الحقائق توسط بمعنی ثانی است که طفیل و تبعیت است نه حیلولت و حجاب که پرده شهود و مشاهده و مانند آنها بود گفته نشود که این عدم توسط اگرچه بیک معنی بود قصورے بجناب حضرت خاتمیت علیه وعلی آله الصلوة والسلام والتحیه لازم می آید گوئیم که این عدم توسط مستلزم کمال انجذاب است علی صاحبها الصلوة والسلام نه مستلزم قصور در وجود توسط است زیرا که کمال متبوع آنست که تابع او بطفیل و تبعیت او به جمیع درجات کمال برسد و هیچ دقیقه فرو نگذارد و این معنی در عدم توسط کائن است نه در وجود توسط که آنجا شهود بے پرده است که اقتضاے

درجات کمال است و اینجا در پرده پس کمال در عدم توسط بود و قصور در توسط از شوکت و عظمت مخدوم است که خادم او در هیچ مقامی از وی تخلف نکند و بتبعیت او شریک دولت همگنان او گردد و از اینجاست که آن سرور فرموده است علیه و علی آله الصلوٰة والسلام عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ علیه و علیهم الصلوٰة والتسلیمات رویت اخروی بے توسط و بے حیلولت امرے خواهد بود در حدیث صحیح آمده است علی صاحبه الصلوٰة والسلام که بنده چون به نماز داخل می شود حجابیکه درمیان بنده و خدا است مرتفع می گردد و لهذا صلوٰة معراج مومن آمد و حظ وافر از آن نصیب منتهی واصل گشت چه رفع حجاب مخصوص بواصل منتهی است پس ارتفاع توسط و حیلولت ثابت گشت این معرفت از خواص معارف لدنیه این فقیر است که بمحض فضل و کرم آنرا عطا فرموده اند و بحقیقت آن متحقق ساخته ؎

	من آنخاکم که ابر نوبهاری	کند از لطف بر من قطره باری ؎	
	خوش گفت ؎		
	اگر بادشه بر در پیرزن	بیاید توای خواجه سبلت مکن	

مشایخ طریقت قدس الله اسرارهم در توسط و عدم توسط آن سرور اختلاف نموده اند علیه و علی آله الصلوٰة والتسلیمات جمعے بتوسط رفته اند و گروهے بعدم توسط و هیچ کدام شان تحقیق توسط و عدم توسط نه نموده است و از کمال و قصور شان سخن نگفته ارباب ظواهر نزدیک است که عدم توسط را که کمال ایمان است کفر دانند و قایل آنرا نادانسته تضلیل کنند و توسط را از کمال ایمان تصور نمایند و قایل آن را از کمل تابعان شمرند و حال آنکه عدم توسط مبنی از کمال متابعت است و توسط مشعر از قصور متابعت کَمَا مَرَّ کُلُّ ذٰلِکَ مِنْهُمْ بِعَدَمِ الْاِدْرَاکِ عَنْ حَقِیْقَةِ الْحَالِ قَالَ اللهُ تَعَالٰی بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تندو ما اویسی گفتن انکارے از پیر ظاهر نیست زیرا که اویسی کسے است که روحانیان را در

تربیت او مدخلے باشد حضرت خواجه احرار را قدس سره باوجود پیر ظاهر چونکه امدادے از روحانیت حضرت خواجه نقشبند قدس سره یافته بودند اویسی می گفتند و همچنین حضرت خواجه نقشبند باوجود پیر ظاهر چون مددها از روحانیت حضرت خواجه عبد الخالق قدس سرها یافته بودند اویسی بودند علی الخصوص شخصے که باوجود اویسیت اقرار به پیر ظاهر دارد و بزور انکار بر پیر مراد بستن عجب الضاف است مخدوما مراد از ترکیب لفظ عبد الباقی معنی اضافی است نه معنی علمی هرچند بابلغ وجوه اشعاری بمعنی علمی هم دارد یعنے پیر من هرچند بنده باقی است اما متکفل تربیت من الله باقی است اینجا کدام تحریف است و چه سوء ادب الله تعالی الضافی بدیهه مخدوما قصورے که در معنی سبحانی که از بسطامی قدس سره در غلبات سکر صادر شده است گفته باشد لازم می آید از آنکه آن قصور در قائل آن مستقر و مستمر باشد تا دیگرے از وی افضل بود و چه بسا معارف است که در وقتے بمقتضای حال آنوقت صادر شده است و در وقت دیگر بعنایت خداوندی جل شانه چونکه قصور آن معرفت را دریافته است از آن درگذشته و بمقام فوق رسیده در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظهار این سخنان بسیار مستبعد است مخدوما هر که این سخنان نوشته است منشای آن سکر است و بی مخرج سکر درین باب دست بقلم نه برده غایت ما فی الباب در سکر مراتب کثیره است هرچند سکر بیشتر شطح غالب تر سکر بسطامی باید که بے تحاشی قول لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ ازان بوجود آید پس هر که صحو دارد گمان نکنند که سکر همراه او نیست که آن عین قصور است صحو خالص نصیب عوام است هر که صحو را ترجیح داده است مرادش غلبه صحو است نه صحو صرف و همچنین هر که سکر را ترجیح می دهد مرادش غلبه سکر است نه سکر خالص که آن آفت است جنید قدس سره که رئیس ارباب صحو است و صحو را بر سکر ترجیح می دهد چندان عبارت سکر آمیز دارد که چه تعداد آن نماید فرموده هُوَ الْعَارِفُ وَالْمَعْرُوْفُ و گفته وَلَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِهٖ و فرموده اَلْمُحْدَثُ اِذَا قُوْرِنَ بِالْقَدِیْمِ لَمْ یَبْقَ لَهٗ اَثَرٌ صاحب عوارف که از

[illegible]

کمل ارباب صحو است در کتاب و چندان معارف سکریه است که چه شرح آن دهد و این فقیر در ورقی بعضی معارف سکریه اورا قدس سره جمع کرده است از لوازم سکر است که تجویز افشای اسرار نموده می آید و از سکر است که مباهات و افتخار کرده میشود و از سکر است که مزیت خود بر دیگری اظهار کرده می آید اگر صحو خالص باشد افشای اسرار را مجال کفر بود و خود را از دیگری بهتر دانستن شرک باشد بقیه سکر در صحو در رنگ نمک است که مصلح طعام است اگر نمک نباشد طعام معطل و بیکار بود ؎

گر عشق نبودی و غم عشق نبودی	چندین سخن نغز که گفتی و شنودی

صاحب عوارف قدس سره که قول قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ را که از حضرت شیخ عبد القادر قدس سره صادر شده است بر حیثیت سکر محمول داشته است مرادش قصور این قول نیست کما توهم که آن عین محمدت اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که مبنی از مباهات و افتخار است بی بقیه سکر کائن نیست که در صحو خالص امثال این سخنان بتکلم نمودن دشوار است این فقیر که این همه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیه نوشته است ظاهر بخاطر شریف شما قرار یافته است که از روی صحو خالص نوشته است بی مزج سکر حاشا که آن تمام و منکر است و گزاف و سخن باقی است سخن با فلان که بصحو خالص متصف اند بسیار اند چه این قسم سخنان نیافتند و دلهای مردم را ندانه جانه برند ؎

فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست	هم قصه غریب و حدیث عجیب هست

مخدوما این قسم سخنان که مبنی از افشای اسرار باشد و از ظاهر مصروف در هر وقتی از مشایخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بظهور آمده است و عادت مستمره این بزرگان گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده لَیْسَ هٰذَا اَوَّلُ قَارُوْرَةٍ کُسِرَتْ فِی الْاِسْلَامِ پس این همه شور و غوغا چیست اگر لفظی صادر شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد آن را باید که توجیه از ظاهر صرف نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد و اشاعت ناخشه و تفضیح ناحق هرگاه در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح

مسلمانی به مجرد اشتباه چه مناسب بود و تشهیر آن منادی کردن که ماتم بدین باشد طریق مسلمانی و مهربانی آنست که کلمه که ظاهرش مخالف علوم شرعیه است اگر از شخصی صادر شود باید دید که قائل آن کیست اگر ملحد و زندیق بود رد آن باید کرد و در راه اصلاح آن نباید کوشید و اگر قائل آن کلمه از مسلمانان بود و ایمان بخدا و رسول داشته باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برای آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نهی منکر برفق اولی است که باجابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است الله تعالی توفیق دهاد عجب آنکه از مکتوب شریف مفهوم می شود که بعد از استماع کتابت فقیر از ان عزیز اشتباهی و انحرافی در ملازمان شما نیز طاری شده بود ما را که انعکاسی باشد بایستی که منشأ اشتباه را ایشان خود حل می کردند و برین فقیر می انداختند و تسکین فتنه می فرمودند از یاران دیگر چه گله نماید که بعضی از ایشان با وجود قدرت رفع اشتباه خود را معاف داشتند و سکوت ورزیدند ع

	ما ز یاران چشم یاری داشتیم

قال نوشته اند که سیر مرادی و مریدی امری است که بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد هیچکس چه سخن کند که راه سخن بربسته اند لاکن هر چیز را حجت و برهان باید هیچ چیز بی حجت و برهان معقول و مقبول نمی افتد مرادان و محبوبان خود در اصطلاح قوم جماعه کسانند که نخست ایشان را جذب می نمایند و بدرگاه می کشند بعد از ان توفیق سیر و سلوک داده واصل می سازند که معنی مجذوب سالک است و مریدان آنانکه ایشان را بعد از سلوک می کشند و ایشان را سالک مجذوب می گویند آیا این هم میباشد که صاحب سیر مرادی بجای میرسد که در ارادت او بحق و قرب و وصول وی بجناب قدس وی تعالی وساطت حضرت سید المرسلین و سلطان المحبوبین صلی الله علیه و سلم سقوط می پذیرد و برمی افتد و وجه کمالات برابر سید المرسلین می باشد و بدعوی شرکت و همسری او برآید

می کشند و جامع کمالات ابراهیمی و محمدی می گردد و صاحب این سیر هم پیرو محمد رسول الله صلعم می گردد و می گوید که هم چنانکه آن حضرت مرید خدا است بیواسطه من هم مرید خدا ام بیواسطه

اقول برین قول خدشه ها وارد می شود خدشه اول مرتبه مریدان و مرادان اگر با معان نظر دیده شود ازان واضح خواهد شد که تا آنکه مرتبه سلوک و جذب طے کرده باین مقامات نرسد مرید و مراد و مقامات ایشان را نتوان شناخت ؎

بس قصهٔ بلقیس و قصهٔ هدهد	کسے رسد که شناسائے منطق الطیرست

من لم یذق لم یدر ع لذت می نشناسی بخدا تا نچشی ؎ در عوارف المعارف تعریف مریدین مذکور است وَالسَّالِكُ الَّذِی تَدَارَكَهُ الْجَذْبَةُ هُوَ الَّذِی كَانَتْ بِدَایَتُهُ الْمُجَاهَدَةَ وَالْمُكَابَدَةَ وَالْمُعَامَلَةَ بِالْإِخْلَاصِ وَالْوَفَاءِ بِالشُّرُوطِ ثُمَّ اُخْرِجَ مِنْ وَهَجِ المكابدة إلیٰ رَوْحِ الحال فوجد العسل بعد العلقم وَتَرَوَّحَ بِنَسَمَاتِ الْفَضْلِ وَبَرَزَ مِنْ مَضِیقِ الْمُكَابَدَةِ إِلَى مُتَّسَعِ المساهلة وأُنس بنفحات القرب وفتح له باب من المشاهدة فوجد دواءً وفاض وعاءه وصدرت منه كلماتُ الحكمة ومالت اليه القلوب وتوالى عليه فتوح الغيب وصار ظاهره مسدّدًا وباطنه مشاهدًا وصلح للجلوة وصار له في جلوته خلوة فيغلب ولا يغلب ويفترس ولا يفترس يوصل مثل هذا للمشيخة لانه اخذ في طريق المحبين ودر تعريف مرادین مسطور است المجذوب المنتهى ادرك بالسلوك ببادية الحق بالكشوف وانوار اليقين ويرفع عن قلبه الحجب ويستتر بانوار المشاهدة وينشرح وينفسح قلبه و يتجافى عن دار الغرور وينيب الى دار الخلود ويتوقى عن مجال المحال ويتخلص من الاغلال والاعلال ويقول معلنا لا اعبد ربا لم اره ثم يفيض من باطنه على ظاهره ويجري عليه صور المجاهدة والمعاملة من غير مكابدة

آن روز که آتش محبت افروخت	عاشق روش سوز ز معشوق آموخت
از جانب دوست سر زد این سوز و گداز	تا در نگرفت شمع پروانه نسوخت

پس چنانکه مرید و مراد را سالکان راه در یافته چنان سیر مرادی و مریدی امریست که بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان برائے اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و درین امر راه سخن بربسته نیست اگرچه راه مراد صعب است و وصول این راه بجز محنت محال است فاما اگر ذوق دارند چرا محنت نکشند و مقامات سلوک طے نکنند و بمرتبه مریدی فایز نشوند تا این مقام را بچشم بصیرت بنگرند خدشه دوم برائے هر چیز ضرورت حجت و برهان در محل نظر است در مرئیات و مذوقات که طفل شیرخوار هم ازان واقف باشد راه استدلال بربسته اند برا عمی تبیین انوار شمس هیچ حجت و دلیل نشاید و کسیکه مدت العمر شکر و نمک را نچشیده تکلف اول بدیهی الانتاج گرچه ازان نکشاید خدشه سیوم تعریف مراد و مرید که بر نگاشته شد دران قصور است و الامر ما بیناه خدشه چهارم در تعریف مجذوب سالک لفظ نخست تحریر فرموده شد و درمیان لفظ نخست و بیواسطه درین مقام فرقے نمی نماید پس این مادم شبهاست باشد که جابجا حضرت معترض بر لفظ بیواسطه مرة بعد اولی و کرة بعد اخرے وارد نموده ؎

وقت مردن دامن قاتل بدست آمد مرا	آخر عمر آرزوے دل بدست آمد مرا

اگر حضرت معترض معنی لفظ نخست را ندین خود منقش می فرمود بار بار این اعتراض را اعاده

حاشیه حضرت معترض در اخبار الاخیار در ذکر حضرت شیخ عبدالوهاب متقی نادر بی شاذلی که استاد معترض بود می نویسند عرض کرده شد که فنای وحدت چه باشد فرمودند که آن ازلی است چه پیدان تعلق دارد و مطلوب حقیقی جمیع عالمیان این ذوق را که جان لذت هست و هر کس که در عمر خود یکبار آن لذت چشید و گیرا زنده است ذوق آن باقی است انتهی پس چرا معترض کلام استاد خود را فراموش کنند و چرا برآن حجت و برهان نطلبید و چرا نه گوید که هیچ چیز بے حجت برا معقول و مقبول نمی افتد سیر مرادی و مریدی همان مقام فنا است افسوس است که معترض کلام استاد خود را فراموش کرده اعتراض کرد که ایچ سبوی کلام استاد او است ۱۲ منه ـــ امران هست و سخن بیان هست که من بیان کردم ۱۲

نمی گردد اندرین صورت تمامی اعتراضش را هیچ بسوی گنجایش نخواهد بود

چه بی دردانه امشب درد دل با یار می گفتم	که او کم می شنید از ناز و من بسیار می گفتم

خدشه پنجم حضرت معترض در تعریف مرادی فرماید بعد ازان توفیق سیر و سلوک داده واصل می سازند با آنکه اول گفته که نخست ایشان را مجذوب می کشد که بمعنی وصول است والا کلام صحیح نمی شود که معنی مجذوب بالکل همین کی اول وصول است بعد ازان سیر و سلوک پس سخن معترض رحمه الله که بعد ازان توفیق سیر داده واصل می سازند عکس این سنت است مع هذا بغایت ادب گزارش میرود که هرگاه حضرت معترض را به فن تصوف چنان ممارست نباشد که تعریف مراد و مرید صحیح برنگارند پس اینجا کس چه سخن کند که راه سخن بر بستند بجز آنکه گفته شود که سیر مرادی و مریدی امرے هست که بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد ه

ای که شور محشر از بیباکیت هنگامه است	از خدا خطت برای ما سفارش نامه است

خدشه ششم هرگاه خود حضرت معترض در تعریف لفظ نخست زیب تحریر فرموده پس سقوط وساطت کدام استحاله است و اگر وساطت است پس نخست چرا تحریر ساخته فعلیه البیان

خدشه هفتم آنچه تحریر فرموده بر می افتد لیکن هیچ جا از کلام حضرت مجدد یافته نمی شود کما بیّنّا ه

پرسید زمن کسی که معشوق تو کیست	گفتم که فلان کس است مقصود تو چیست
بنشست و بهای های بس بگریست	کز دست چنین کسی چسان خواهی زیست

خدشه هشتم هرگاه معترض در معنی مرید نگاشته که بعد از سلوک می کشند پس درین قول که آنحضرت مرید خدا است بی واسطه و مرید خدام بواسطه اجتماع متنافیین است و ذهول است

از معنی مرید ه

بجای نمی روی که دل بدگمان ما	تا باز گشتن تو بصد جا نمی رود

قال و آنکه نوشته اند که کسے را که حق تعالی قوت قدسیه داده اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر شریک ملاحظه نماید و فیوض و برکات و علوم و معارف الهی را شناسد که او بآن ممتاز هست

مشاهده کنند تواند که حکم بسیر مرادی او نماید هیچ محتاج بدلیل نخود سخن همچه است یعنی شما این قدر ادراک و شعور ندارید که اوضاع و اقوال و جمال و کمال ما را ملاحظه نمائید و فیوض و برکات و علوم و معارف ما را که بدان متفرد و ممتازیم مشاهده کنید و بسیر مرادی ما حکم کنید دیگر دلیل چه حاجت است **اقول** ندانم که این چه اعتراض است و بجز واصلان بارگاه مقربان درگاه را که شناسد و کسیکه معنی مراد و مرید ندانسته باشد ازو توقع ادراک احوال و اوضاع سیر مرادی کے می توان شد مولانا نظام الدین خاموش علیه الرحمة فرموده اند که چون علامه سید شریف جرجانی به صحبت حضرت خواجه علاء الدین عطار عطر الله تربته رسیدند و آنحضرت ایشان را قبول فرمودند ایشان از حضرت خواجه التماس نمودند که مرا صحبت با کسے فرمایند از اصحاب خود که بواسطه صحبت وی اهلیت این مجلس حاصل کنم و مناسبتے با اهل این نسبت پیدا سازم حضرت خواجه ایشان را به صحبت ما حواله کردند و سید بعد از فراغ درس می آمدند و پیش ما می نشستند و سکوت می کردند روزے نشسته بودند و مراقبه کرده ناگاه بیخودی و بیطاقتی از ایشان ظاهر شد چنانچه عمامه از سر ایشان افتاد ما برخاستیم و عمامه بر سر ایشان نهادیم چون به حال خود آمدند سبب آن بیخودی پرسیدیم گفتند عمرها بود که آرزوی آن داشتیم که یکساعت لوح دل من از نقوش علمیه پاک شود و زمانے دل من از اندیشه معلومات خود خلاص یابد درین ساعت به برکت این صحبت آن معنی دست داد از غایت ذوق و لذت آن مرا بیخودی روی نمود

از من بی ادبی صادر شد ه

نقد حیات خواهی جان کن فدای جانان	کین هست در ره عشق آئین مهربانان
مستان جام شوقش بر بوی لطف جانبش	بر درگه جلالش آیند جان فشانان
از چشم بد نهانند از خویشتن نهان تر	عالم شده ز سمن بو از بوی آن نهانان
چون تیره روزگاری زان ره نشان چه جوئی	گر ره روی نشان جو از راه بی نشانان

قال اینجا آن سخن یاد می آید که یکبارے از همین یاران یکے بخط دست ایشان نوشته بود

که عجب است که باوجود این عظمت و جلالت و مرتبت کرامات از شما ظاهر نمی شود در جواب او نوشتند کدام کرامت بالاتر ازین معارف و حقایق باشد که ما بیان می کنیم و بر ما وارد می گردد که دیگران را طاقت بیان آن نیست معجزه حضرت رسول الله نیز سخن بود که بمرتبه اعجاز رسیده بود اقول این کلام هیچگونه محل اعتراض نیست که همچنان از بزرگان مروی است منقول است که مولانا اصفهانی که در حدیث بی نظیر روزگار بوده بحضرت عزیزان خدای داد قدس سره بر سبیل تعرض گفته که شما دعوی قطبی میکرده اید سلطان پادشاه بیگ خان می خواهد که بر سر رافضی رود چند هزار زره و سلاح در کار است پیدا بکنید چون قطب هرچه خواهد می کند حضرت عزیزان فرمودند که دعوی از درویشان دور است لیکن اگر بمنصب قطبی قانع باشیم از فرعون و نمرود بدتر باشیم چه منظور این طائفه عالیه غیر از محبوب حقیقی نیست ه

چه منصب تعلق بود ای لسیر	تعلق حجابت بود سر بسر		
تعلق حجاب است و بی حاصلی	چو پیوندها بگسلی واصلی		

پس از مجلس حضرت عزیزان بغضب برخاسته اند و مولانای مذکور دامن آن حضرت را بر سبیل معذرت گرفته ایشان التفات بوی نه کرده متوجه فرار فالکشن الانوار حضرت خواجه بهاء الحق والدین قدس سره شدند چون به پل علی سلیمان که در راه مزار آن حضرت است رسیده اند فاتحه بروح پر فتوح ایشان خوانده برگشته اند فرمودند که هر دانشمندی را ولی از اولیاء الله مربی است و هر ولی را نبی از انبیاء الله علیهم السلام مربی است چون مولانا اصفهانی بر ما بے ادبی کرد متوجه شدیم که از اولیا کدامی ولی مربی این مولانا باشد معلوم ما شد که حضرت خواجه بزرگ قدس سره مربی وے بوده اند چون بدینجا رسیدیم روح شریف حضرت خواجه بزرگ پیشوا آمده فرمودند ما ازان مربی که بر شما بے ادبی کرده گذشتیم شما ازینجا خبر یاد کرده

ه در رساله اردات علی هوائی رحمه الله مذکور است مبتدی را طالب کرامت است منتهی را طالب استقامت ظهور کرامت مجز استدراج اهل حرمان ثبوت استقامت سراج معراج ارباب ایقان ۱۲

برگشتیم بعد ازان بیکماه نه کشیده که مولانای اصفهانی بعلت جذام مبتلا گشته بجهان علت هالک شده است فقط غرض از نقل این حکایت این است که از اولیاء الله اگر خواستگار کرامتے شوند ضرور نیست که حسب متمنای شان ظاهر کرده شود اینجا آن سخن یاد مے آید که یکبار کسی از یاران یکے بخدمت حضرت خواجه بهاؤالدین نقشبند رحمه الله عرض کرد که عجب است که باوجود این عظمت و جلالت و مرتبت کرامات از شما ظاهر نمی شود در جواب او فرمودند کدام کرامت بالاتر ازین خواهد بود که باوجود چندین بار گناه بر روی زمین میتوانم رفت و زمین از بار گناه ما غرق نمی شود تحقیق مقام آن است که خرق عادات از لوازم ولایت نیست بعضے مردان اولیاء الله اند و مقربان درگاه و خرق عادات اینها ظاهر نه شد چنانچه از اکثر اصحاب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خرق عادات مروی نیست حالانکه عموماً اصحاب ما از دیگر اولیاء الله افضل اند پس معلوم شد که فضیلت بعضے اولیا بر بعضے بکثرت خوارق نیست چه فضل عبارت است از کثرت ثواب و خوارق در حظوظ است مناط ثواب نیست مگر عبادت و قرب الٰهی و لهذا محدثین کرامات اصحاب در مناقب ذکر نه کرده اند بلکه کرامات را بابے علیحده آورده اند بعد ذکر معجزات خرق عادات در جوگیان هم می باشد این چنین حضرت مجدد رحمه الله فرموده صاحب عوارف گفته که حق تعالے بعضے مردم را خوارق می دهد و دیگران را خوارق نمی دهد و اینها افضل باشند از صاحب خوارق و خرق عادات کمتر است در مرتبه از ذکر قلبی بتجدید وے و شیخ الاسلام خواجه عبدالله انصاری گفته که مراتب عارفان مطلق است بدریافت استعدادات طالبان و مقامات اولیا و فراست اهل ریاضت و گرسنگی مخصوص بدریافت صور و احوال اشیا که غائب از نظر او است هر گاه که اکثر خلائق بدنیا مشغول از ذکر خدا منقطع دلهای شان بیشتر مائل است بسوی کشف احوال غائبان و این را بسیار عمده می دانند اینها با کشف اهل عرفان حقیقت کار ندارند و می گویند که اگر اینها از اهل الله می بودند از احوال غیب خبردار بایستے بودن این قدر خبر ندارند پس دیگر چه خواهند دریافت ازین چنین مبتدیان

[illegible]

درحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم می گفتند این عیبهان باین خیالات فاسده از برکات
دوستان خدا محروم اند و نمی دانند که حق تعالے درباره دوستان خود غیرت دارد که او
شان را بغیر خود مشغول نمی کند ؎

من ندانم فاعلات فاعلات
شعر می گویم به از آب حیات
قافیه اندیشم و دلدار من
گویدم منداش جز دیدار من

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ از پیر خود روایت کرده اند که شیخ محی الدین عربی بعضے جا نوشته
است که بعضے اولیا که از ایشان کرامات بسیار ظاهر شده وقت رحلت آرزو کرده اند که کاش که
از ما این قدر کرامت ظاهر نمی شد اگر کسے گوید که اگر خوارق شرط ولایت نباشد چگونه معلوم
کرده شود که این ولی اللہ است حضرت مجدد رضی اللہ عنہ ازین سخن دو جواب فرموده اند
یکے آنکه معلوم کردن ولایت ولی چه ضرور است ولایت نسبتے است با خدا کسے از آن مطلع
باشد یا نباشد اکثر اولیاء اللہ از ولایت خود اطلاع ندارند تا بدیگران چه رسد بعد مرگ ثمره
آن خواهند دید احتیاج بخوارق مر انبیا را است که برای دعوت خلق اند ضرور است که بر خلق
نبوت خود ظاهر کنند و باثبات رسانند اولیا دعوت می کنند بسوی شریعت پیغمبر خود معجزه
برای دعوت او کافی است علما و فقها بظاهر شرع دعوت می کنند و اولیاء مریدان را اول
بسوی بجا آوردن ظاهر شریعت دعوت می کنند بعد از آن ذکر تعلیم می کنند و می فرمایند
که اوقات خود به یاد الٰہی معمور کن تا که ذکر الٰہی مستولی شود و غیر خدا در دل تو خطور نکند و درین
دعوت احتیاج کرامت نیست دوم آنکه مرید رشید هر ساعت و هر لحظه کرامت شیخ در ذات خود
به تبدیل احوال خود می بیند که دل مرده او را زنده کرد و بمشاهده و مکاشفه سرافراز ساخته زنده
کردن مرده نزد عوام عمده کار است و زنده نمودن روح و قلب نزد خواص معتبر است پس
کرامت در نظر مرید موجود است و برای عوام در کار نیست در تحقیقات حضرت خواجه محمد پارسا رحمة
اللہ مذکور است شیخ ابو القاسم گرگانی رحمة اللہ علیہ گفته است که بر آب رفتن و در هوا پریدن و

وا از غیب خبر دادن باین هیچ کرامت نبود کرامات آن باشد که کسے را به تمامی عمر بجز اتباع فرمان
حرام نبود و این اعتماد را نشاید و آن دیگر ممکن باشد که از شیطان بود که شیاطین را نیز از غیب
خبر است و کسانے که ایشان را کاهن گویند از بسیار خبر دهند و خبرهای عجب بر ایشان برود
اگر بر شیر نتوانی رفتن باک مدار چون آن سگ غضب را که در سینه تست در زیر پاے زدی
و مقهور کردی بر شیر نشستی و اگر از غیب خبر نتوانی داد باک مدار چون عیب و غرور نفس خود شیطان
بدانستی و از آفت و تلبیس وے آگاه شدی از غیبها یافتی و اگر بر آب نتوانی رفت و در هوا نتوانی
پرید باک مدار چون بیرون از حس و خیال ترا مقامے پدید آید و بدان برفتی در هوا پریدی نهی
تفصیل این بحث در مقدمه مذکور شد فارجع الیها و برخی از کرامات حضرت مجدد رحمه اللہ نیز
مذکور شده مگر اصل این است ؎

ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

قال آمدیم بمقصود که در امتیاز شما به بیان علوم و معارف سخن نیست لیکن غایت آنچه ظاهر مے
گردد آن است که شما را عالم و فاضل و ماهر و دانشور و سخندان دانیم بلکه عارف و مکاشف هم گوئیم
اما آن را از کجا معلوم کنیم که شما بسیر مرادی مرتبه رسیده اید که وساطت حضرت سید المرسلین و
سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم در میان شما و خدای عزوجل نمانده است تا آنکه هم پیره و پیر بهای
آنحضرت شده اید این معنی لازم سیر مرادی نیست و احوال و اوضاع و علوم و معارف
شما دلیل نیستند بر آن اقول ؎

پس از عمرے نگاہے گریه سوزیم کرد جا دارد
شهید زخم شمشیر تغافل اجرها دارد

اے برادر عدم علم مستلزم علم عدم نیست اگر حضرت را علم این معنی نیست که حضرت مجدد رحمه اللہ
بسیر مرادی رسیده اند پس ازین لازم نمی آید که فی الواقع باین درجه فائز نشده باشند
اگر کدامی بزرگ خدا رسیده ظاهر کند که از مواهب عطایا اکتساب فیض وهبی می نماید که محض
بیواسطه است ضرورت انکار چیست آنچه حضرت باقی باللہ قدس سره اثبات حضرت مجدد نموده

حضرت شیخ خود شاہد آن است واین چنین انکار نسبت به بیشتر اولیا را افتاد از علماے ظاہر قوم
شده درین محل جمال واوضاع حسب دعوی خود پیش کردنی بود تا به دفع خلجان متوجہ می
شدم سکوت در ہیچ مواقع از آداب مناظره دو است ٥

رحم می آید مرا بر بلبل آن بوستان ۔۔ کز نزاکت ہاے گل فریاد نتوانست کرد

حضرت خواجه محمد پارسا رحمه الله در فصل الخطاب می فرماید طائفه مشایخ اند که بجذبات عنایت
حق سبحانه سلوک راه دین و سیر بعالم الیقین حاصل کرده اند واز مکاشفات الطاف خداوندی
علوم لدنی یافته اند و در پرتو انوار تجلی صفات حق سبحانه بنیای حقایق و معانی واسرار گشته اند
و بر احوال و مقامات و سلوک راه حق سبحانه وقوفی تمام یافته واز حضرت عزه سبحانه ولایت مشایخ
بدلالت و تربیت خلق و دعوة بحق عز و علا مامور گشته بعد از انکه عمری واعظ نفس خویش بوده
اند که عظ نفسک ثم عظ للناس والا فاستحیی منی واز واعظ الله سبحانه فی قلب کل مومن قبول
وعظ کرده و کمین گاه مکر و حیله نفس نگاه داشته بحکم و فرمان بدعوة خلق مشغول شده اند و
خلق را از خرابات دنیا و خمر شهوات و مستی غفلات بحظائر قدس و مجلس انس و مقعد صدق و
شراب طهور و تجلی جمال ساقی وسقاهم ربهم میخوانند بحکم وذکرهم بایام الله والیشان از ذوق مشارب
مردان می چشانند و سلسله شوق و محبت در دل ایشان می جنبانند و بحسب عقل و شناخت
و ذوق و شوق هر طایفه از شریعت و طریقه و حقیقه بیان میکنند تا هر کس حظ و نصیب خویش
بقدر همت خویش برمی دارند که قد علم کل اناس مشربهم واگر مرغ جانی که از آشیانه یحبهم طیران
کرده بر شبکه ارادت می افتد و بدانه یحبونه در دام بلا و عشق بند می شود آن شهباز بلند
پرواز را که سخت غریب و بدیع افتاده است در گریزگاه خلوتخانه میکنند و چشم هوای
نفس او را از مرادات دو جهانی می دوزند و لطعمه ذکر پرورش میدهند تا آنگاه که آن وحشت
التفات بماسوی حق سبحانه از و منقطع شود و مقام انس حاصل کند و مستعد و مستحق آن
شود که نشیمن دست ملوک اشاید انه جاعل فی الارض خلیفه حق اند سبحانه و نایب و میراث

دار انبیا اند علیهم الصلوة والسلام که علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل دیده هر کس بجمال و کمال
ایشان نیفتند که در زیر قباب غیرة حق متواری اند ٥

مردان ہرش زنده بجائے دگرند ۔۔ مرغان ہواش ز آسمانی دگرند
منگر تو بدین دیده بدیشان کایشان ۔۔ بیرون ز دو کون در جهانے دگرند

خلق اما ایشان همین سر در پیش بیند که از خویش قیاس احوال ایشان بر خویش و دیگران
کنند و ایشان را واعظی از واعظان یا عالمی از عالمان شمرند و ندانند لا یقاس الملایکة
بالحدادین قال و باوجود کثرت علوم و معارف ایا متصور نیست که یک جا خطا واقع
شود و عصمت مخصوص انبیاء است صلوة الله وسلامه علیه و خطا در کشف باتفاق ارباب
کشف جائز است و ملا زمان که خطاها بر شیخ بن عربی ثابت کرده اند از همین عالم است که باوجود
این حقائق و معارف که شیخ دارد خطا کرده است اقول تحقیق مقام این است که اگر کشف
و الهام مخالف حدیث احاد یا مخالف قیاسی باشد که جامع باشد شرائط قیاس را آنجا حدیث
و قیاس را ترجیح باید داد و حکم باید کرد بخطا در کشف واین مسئله مجمع علیه است در میان سلف
و خلف چرا که قول رسول الله صلے الله علیه وسلم حجتے قطعی است و احتمال کذب و نسیان در
روایت ثقات ضعیف است و در کشف اولیا خطا بیشتر واقع می شود و وقتے که در میان
دو کشف اختلاف واقع می شود پس هر کدام که شرع موید او باشد او ولے تر است بقبول
و اگر شرع از ان ساکت باشد پس صاحب هر دو کشف اگر یک شخص است پس کشف اخیر او ولے
و مقبول است چرا که صوفی دائما در ترقی است پس صاحب کشف در زمان اخیر اقرب است بسوی
خدای تعالے و اشبه است بانبیا و اگر صاحب کشف دو کس باشند پس کشف صاحب صحو اولی
است از کشف صاحب سکر چرا که کلام سکران بسیار احتمال غلط دارد و اگر هر دو در صحو و سکر یکسان
باشند پس کسیکه کشف او گاهی مخالف شرع نه شده باشد از کشف کسی بهتر است که او در کشف مخالفت
شرع افتاده باشد و کسے که نادر مخالفت شرع افتاده باشد کشف او بهتر است از کشف کسیکه غالبا مخالفت افتاده شد

واگر درین ہر دو برابر اند پس ترجیح کشف کسے راست کہ منزلت او اقرب است بخدای تعالیٰ وزین ہمہ وجوہ قوت کشف اند واگر ہر دو کشف در قوت برابر باشند ترجیح بہ کثرت اصحاب کشف است اگر یک کشف برده کس منکشف شود و دیگر کشف بر یک مرد منکشف شده کشف ده اولیٰ ومقبول است لیکن اگر صاحب کشف مردے اقوی باشد کشف اقوے بہتر باشد از کشف جماعت وحکم الہام ہمچو حکم کشف است علو مرتبہ کشفہای مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ در یافتنی است کہ گاہے مخالف شرع نہ افتاده بلکہ بیشتر را شرع موید است وبعضے چنان است کہ شرع ازان ساکت است این ہمہ امور برکسے کہ در کلام او بنظر انصاف بیند مخفی نماند واحتمال خطا مستلزم خطا نیست ونہ ازین احتمال اطلاق خطا جائز است تا آنکہ خطا ثابت نکرده شود بدلیلے اگر از شیخ ابن عربی خطا ثابت کرده شد ازان لازم نیاید کہ تمامی مکاشفات اولیاء اللہ خطا باشد **قال** وآنکہ نوشتہ اند کہ حضرت خواجہ ما قدس سره در اوائل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده بودند حضرت خواجہ اثبات شما بسیار می کردند وکسان واقف اند بران بیشتر از ہمہ این فقیر اما اگر الآن در قید حیوٰة صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان از شما راضی نمی شدند وہیچکس باین راضی نخواہد بود امیدواریم کہ شما ہم در باطن راضی نخواہید بود واللہ اعلم عبارت در اوائل حال کسے را درین ورطہ می اندازد کہ گوید شاید در اوائل حال نشانہائے این دریافتہ باشید بعد ازان حال متغیر شده باشید وَاللّٰهُ يَمْحُو الْاَحْوَالَ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ مقصود شما خود آن است کہ در ابتدا ر حال این حکم می کردند در انتہا خود چہ خواہد بود مسلم سیر مرادی ومقام مرادان ابتدا روانتہا شما را حاصل است اما آنکہ سیر مرادی این نتیجہ حضرت رسول اللہ علیہ وسلم این معاملہ دست داد وہمچنین در برابر افتادند کہ ایشان از میان ساقط شدند وواسطہ نماند قبیح است **اقول** حضرت شیخ خود این امر را تسلیم می سازند کہ حضرت خواجہ رحمہ اللہ اثبات حضرت مجدد رحمہ اللہ بسیار می کردند وبسیار کسان ازان واقف اند وحضرت شیخ بہ نسبت

[illegible]

دیگران زیاده تر اطلاع دارند ؎

وَاللّٰهِ قَدْ شَهِدَ الْعَدُوُّ بِفَضْلِهِ	وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

وظاہر است کہ ہرگاه حضرت خواجہ رحمہ اللہ سیر حضرت مجدد رحمہ اللہ را سیر مرادی مقرر فرموده بودند آن اوائل حال بود پس باخر چہ رسد انچہ ایما شد کہ اگر الآن در قید حیوٰة صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان راضی نمی شدند این محض خطا است حضرت خواجہ دریای معرفت بودند اگر شخصے کہ از فن تصوف بے بہره باشد بکدامی کلام معرفت راضی نباشد ازان لازم نے آید کہ عارف ہم نارضامندی ظاہر فرماید البتہ این خیالش حسب مزعوم وے خواہد بود انچہ قباحت سیر مرادی ذکر کرده شد ہمان است کہ خود معترض بان قائل است وجذب مرادان را بیواسطہ می انگارد پس ہرگاه حضرت معترض تعریف مجذوب سالک بر نگاشتہ بود خیال این معنی کردنی بود کہ ازین تعریف مرادان را سقوط واسطہ می گردد وہمان اعتراض کہ صدبار اعاده مے نماید بر معترض عاید می شود پس اگر این کلام باعث نارضامندی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ در تخیلہ معترض رحمۃ اللہ علیہ مرتکز است پس بکمال ادب گذارش می کنم کہ اگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ الآن در قید حیوٰة صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان از شما راضی نمی شدند وہیچکس باین راضی نخواہد بود امید واریم کہ شما ہم در باطن ازین تعریف راضی نخواہید بود **قال** باز ہمان سخنان کہ مذکور شد پیش مے آید ومکرر مے شود **اقول** فی الواقع در مکتوب شیخ از بس تکرار واقع است تا آنکہ اگر مکررات را حذف کنند بر چند ورق بیش نخواہد بود اگرچہ بمجبوری فقیر حقیر را اتفاق تحریر بعض مضامین بہ تکرار مے افتد مگر مہما امکن بر مکررات شیخ قلم مے زند ؎

ہمہ از فریاد خود آزرده مے گردم ولیک	گو بہ بندم لب بہ افغان سینہ روزن مے شود

قال ونوشتہ اند کہ اجتبا مخصوص نیست بانبیاء علیہم السلام وہمچنین باشد کہ اگرچہ در آیات قرآنی اجتبا ہمہ جا نسبت بانبیاء واقع شده است قولہ تعالیٰ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ

من يشاء فآمنوا بالله ورسله و بعد از ذکر انبیاء فرموده است اجتبيناهم وهديناهم الى صراط مستقيم و در وصف ابراهیم فرموده اجتباه وهداه الى صراط مستقيم و حقیقت آن است که معنی اجتبا برگزیدن است وحق تعالی برے گزیدن انبیا را بے سابقہ کسب و سلوک و اولیا را به کسب و ریاضت واتباع انبیاء واینجا آن اتباع نیست که در انبیاء است واین است تفسیر قول حق سبحانه تعالے الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب پس وجه مباہات نیست مگر عدم توسط چنانکه او عاکرده اند **اقول** این کلام از سر تا سر مخدوش است و مبنی است بر عدم اطلاع کلام صوفیه صافیه قدس الله اسرارهم خدشه **اول** آنچه درین مقام حضرت مجدد علیه الرحمه تحریر فرموده از عوارف نقل می فرماید پس حضرت معترض را رجوع بکلام عوارف منوط بود بر ناقل تصحیح نقل است لا غیر — ۵

طرفه حالیست که عاشق شب هجران دارد	خواب نادیدن و صد خواب پریشان دیدن

در عوارف مذکور است نجمع جمل حال الصوفية بشأن هما وصف الصوفية واليهما الاشارة بقوله تعالى الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب فقوم من الصوفية خصوا بالاجتباء الصرف وقوم منهم خصوا بالهداية بشرط تقدم الانابة فالاجتباء المحض غير معلل بكسب العبد هذا حال المحبوب المراد بادية الحق بمنحه ومواهبه من غير سابقة كسب منه يسبق كشوفه اجتهاده وفي هذا الحد بطائفة من الصوفية رفعت الحجب عن قلوبهم وبادرهم سطوع نور اليقين فاثار ناظر الحال فيهم شهوة الاجتهاد والاعمال فاقبلوا على الاعمال باللذاذة والعيش وبها قرة اعينهم فسهل الكشف عليهم الاجتهاد قال ابو سعيد الخراز اهل الخالصة الذين هم المرادون اجتباهم مولاهم واكمل لهم النعمة وهيأ لهم الكرامة فاسقط عنهم حركات الطلب فصارت حركاتهم في العمل والخدمة على الالفة والذكر والتنعم بمناجاته والاتهاد لقربه

وقال ابو سعيد الخراز المراد محمول في حاله معان على حركاتهم وسعيه في الخلق مكفي مصون عن الشواهد والنواظر فهذا الذي قاله الشيخ ابو سعيد هو الذي اشتبه حقيقته على طائفة من الصوفية ولم يقولوا بالاكثار من النوافل وقد رأوا اجماعا من المشائخ قلت نوافلهم فظنوا ان ذلك حال مستمر على الاطلاق ولم يعلموا ان الذين تركوا النوافل واقتصروا على الفرائض كانت بداياتهم بدايات المريدين فلما وصلوا الى روح الحال وادركتهم المكشوف بعد الاجتهاد امتلؤا بالحال فطرحوا نوافل الاعمال فاما المرادون فتبقى عليهم الاعمال والنوافل وفيها قرة اعينهم وهذا اتم واكمل من الاول فهذا الذي اوضحناه احد طريقي الصوفية فاما الطريق الآخر طريق المريدين وهم الذين شرط لهم الانابة فقال الله تعالى ويهدي اليه من ينيب فطولبوا بالاجتهاد اولا قبل المكشوف قال الله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا يدرجهم الله تعالى في مدارج المكسب بانواع الرياضات والمجاهدات وسهر الدياجر وظمأ الهواجر تتأجج فيهم نيران الطلب وتحجب دونهم لوامع الارب يتقلبون في رمضاء الارادة ويتخلون عن كل مألوف وعادة وهي الانابة التي شرطها الحق سبحانه وتعالى لهم وجعل الهداية مقرونة بها وهذه الهداية انما هداية خاصة لانها بداية اليه غير الهداية العامة التي هي الهدى الى امره ونهيه بمقتضى المعرفة الاولى وهذا حال السالك المحب المريد فكانت الانابة غير الهداية العامة فاثمرت هداية خاصة واهتدوا اليه بعد ان اهتدوا له بالمكابدة فتخلصوا من مضيق العسر الى فضاء اليسر بترقيهم من وهج الاجتهاد الى روح الاحوال فسبق اجتهادهم كشوفهم والمرادون سبق كشوفهم اجتهادهم

ازین تقریر ظاهر است که بعضے از صوفیه به اجتبا صرف سرفراز باشند و بعض بهدایت خاص
باشند بشرطیکه انابت مقدم باشد اما طائفه اولے پس اجتبا محض این طائفه علیه منوط به مشیت
الهی باشد ایشان را باصطلاح صوفیه محبوب مراد گویند که بدون سابقه کسب حق تعالے جل شانه
بر ایشان ظاهر شود و کشف ایشان بر اجتهاد مقدم باشد چنانچه بعض از اجلّه صوفیه چنان
یافته شدند که اول انجذب الهی حجب از قلوب ایشان زائل شد و شعاع نور الیقین بر قلوب ایشان
پرتوے انداخته تا آنکه سحاب عنایت تمامی بغمائر ایشان باریده و کرامات و بخشایش ہائے
انواع و اقسام بے طلب بایشان بخشیده پس ایشان توجه باعمال و اجتهاد نمودند اعمال ایشان
علت اجتبا نبوده است بلکه اجتبا مقدم باشد بر اعمال اما طائفه ثانی پس قرب ایشان بکسب
و ریاضت و مجاهده نفس و بیداری شب و روزه و کم خوردنی منوط باشد این طائفه را سالک
محب مرید گویند مگر بدلیسے که بایشان حاصل بود هدایت خاصه باشد نه عامه که هدایت کبوه امر بالمعروف و نهی عن المنکر
را گویند این انابت غیر هدایت عامه باشد به برکت این هدایت این طائفه از مضائق عسیر آیده
به فضاء یسیر طیران کنند و بحالات و مقامات فائز گردند خدشه دوم آنچه اجتبا را اولیاء الله
منحصر در کسب ریاضت گفته شد سخن بے دلیل است که بمقابله کلام شیخ الشیوخ بجوے نه
ارزد اگر در بیناب اولیاء الله را با انبیا مشارکت باشد هیچ محذورے لازم نیاید و این را
تفسیر قول حق سبحانه تعالے یجتبی الیه من یشاء و یهدی الیه من ینیب دانستن بعید است
درین آیة یجتبی الیه من یشاء را بامعان نظر دیدنی است معنی این است حق تعالے اجتبا می
کند هر کرا مے خواهد یعنی بدون سعی او برگزیده می کند و هدایت می کند کسے را که رجوع می آرد
جذب مطلق که عبارت است از اجتبا چنانچه انبیا را مے باشد به سبب مناسبت با مبداء
فیاض اولیا را هم دست می دهد لیکن بعد حصول مناسبت تام با حق تعالے چرا که مانع از جذب
مطلق عدم مناسبت بود و آن بمناسبت متبدل باشد پس معلوم شد که صوفی چون بسیر
مریدی واصل شود و دیگر منازل طے کرده بمقام محبوبیت رسد و بمتابعت رسول خدا صلے الله

علیه و سلم محبوب خدا گردد درین وقت اجتبا او به نیابت موقوف نباشد پس انسان آنچه ترقیات
او را خواهد شد بسیر مرادی خواهد شد مرآة رومی از شیخ تاج الدین روایت کرده که گفت که گاه
باشد که حق تعالے جذب کند بنده را بسوی خود و هیچ استادی را بر وی نگذارد و آن حسن
پرسیدند که مرشد تو کیست فرمود پیش ازین عبد السلام بن مشیش بود اکنون ده دریا ست
پنج در آسمان است و پنج در زمین است از شیخ پرسیده شد که مرشد تو کیست گفت پیش ازین
حماد دباس بود اکنون دوازده دریا می خورم دریاے نبوت و دریاے فتوت خدشه سیوم
وجه مباهات صرف عدم توسط نیست بلکه تمامی احوال سیر مرادی که بمقام خود مذکور است
موجب هزاران مباهات است ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ قال قولکم
و حصول فیوض سالک را بتوسط و حیلولت خیر البشر تا زمانے است که حقیقت سالک حقیقت
محمدی که جامع جمیع حقایق است و آن را حقیقة الحقایق گویند منطبق نگشته است و به آن متحد
نشده است و چون بکمال متابعت بلکه بمحض فضل این حقیقت را با آن حقیقت اتحاد حاصل
گشت توسط برخاست چه توسط حیلولت در مغایرت است انتهی اتحاد حقیقت سالک
با حقیقت محمدی که حقیقت الحقائق است چه معنی دارد و چه صورت دارد این سخن از مقام ادب
و انصاف دور است و گستاخی صریح و گزاف فضیح و با قطع نظر از حکم عقل که اتحاد جزء یکے شدن
آنهاست هر چند جزء و کل و جزئی و کلی باشند از محالات است لازم می آید که حقیقت هر سالکے
که باین مرتبه و مقام رسد حقیقة الحقائق گردد و ذلک ظاهر البطلان پس اگر از اهل حقیقت
کسے این اطلاق کرده باشد و حکم باتحاد نموده معنیش فناے آن در دو غیبت از خود در
حضور وے خواهد بود بجهت کمال متابعت و غلبه محبت چنانکه فنا فی الشیخ می گویند و خود
امام عالم و پیر جمله بنی آدم و وجه تمام کائنات و قبله موجودات اوست علیه افضل الصلوة
و اکمل التحیات همچنانکه اتحاد بذات مطلق الهی را تفسیر کرده اند باستغراق در هستی حق کما فی
الفقرات و چون اتحاد اعتبارے و حکمی هست با مغایرت حقیقی و نفس الامرے منافات نخواهد

داشت و منافی وساطت و حیلولت نخواہد بود و خود بتعین و تشخیص حقیقت سالک و جزئیت او باقی است چنانچہ اہل فنا در توحید میگویند ؎

تو او نہ شوی و لے اگر جہد کنی	جای برسی کز تو توئی برخیزد

یعنی ان توئی و دوئی کہ پیش از فنا و گم شدن در وے بود بلکہ ہمین گم شدن و فانی گشتن در وے قرب و وصول بحق است بوساطت وی پس این اتحاد و انطباق کہ حاصل گشتہ است عین توسط است اگرچہ این واصل بجہت غلبہ بیخودی و فنا دریافت این وساطت نمی تواند کرد حقیقت محمدی را عارفان واسطہ می دانند و می یابند در وجودات تمام اشیا و صفات و کمالات از جواہر و اعراض کہ وصول بحق و شہود وے نیز از ان جملہ است چہ آنہا کہ بآن حقیقت رسیدہ و در وے فانی گشتہ و حکم اتحاد گرفتہ و چہ غیر آن بلکہ توسط نسبت لطائف او لے و دریافت ان نسبے اقرب و اظہر باشد و این سخن دقیق است **اقول** این کلام از ستار از عدم تتبع کلام قوم ناشی است اگر حضرت شیخ بکتب قوم رجوع می آورد البتہ تقریر حضرت مجدد رحمہ اللہ بہ فہم عالیش می رسید درین مقام از حضرت معترض بسبب عدم مزاولت کتب تصوف بیشتر خطاہا سر زدہ کہ ذکرش باعث تطویل است فاما الطور انموذج سر چند امور اکتفا میرود **امر اول** درین مقام اتحاد بمعنی یکے شدن جزو کل و جزئی و کلی نیست بلکہ در اصطلاح متصوفین اَلْاِتِّحَادُ هُوَ شُهُوْدُ الْوَاحِدِ الْحَقِّ سُبْحَانَهٗ الَّذِیْ الْكُلُّ بِهٖ مَوْجُوْدٌ فَالْحَقُّ سُبْحَانَهٗ

ف اتحاد شہود واحد حق است کہ کل بوی موجود است پس حق سبحانہ متحد مے شود با وے کل باین حیثیت کہ کل شے بوے موجود است و معدوم بنفسہ است نہ ازین حیثیت کہ برائے او وجود خاص است کہ با و متحد شدہ کہ این محال است و بعضے گفتہ اند اتحاد ظہور سلطان حق است بر بندہ باین حیثیت کہ او را از تصرف باز دارد و قایم مقام او شود و این اشارہ بسوی حدیث صحیح کہ بطور حکایت است از اللہ تعالے من گوش او میشوم و چشم او میشوم و ہرگاہ سلطان حق بر بندہ باین طور ظاہر شود کہ او را از تصرف باز دارد و قائم مقام او گردد ملاحظہ شود در حس ظہور صفات و افعال از بندہ و ان فی الحقیقت از خدا تعالی است کہ در بندہ بصفات ذاتیہ خود متصرف است چنانچہ در حدیث کنت لہ سمعا و بصرا وارد است ۱۲

يَتَّحِدُ بِهِ الْكُلُّ مِنْ حَيْثُ كَوْنِ كُلِّ شَيْءٍ مَوْجُوْدًا بِهٖ مَعْدُوْمًا بِنَفْسِهٖ لَا مِنْ حَيْثُ اَنَّ لَهٗ وُجُوْدًا خَاصًّا اِتَّحَدَ بِهٖ فَاِنَّهٗ مُحَالٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْاِتِّحَادُ هُوَ ظُهُوْرُ سُلْطَانِ الْحَقِّ عَزَّ وَعَلَا عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْزِلُهٗ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَنُوْبُ مَنَابَهٗ وَهِيَ اِشَارَةٌ اِلٰى مَعْنَى الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ حِكَايَةً عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كُنْتُ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ وَاِذَا ظَهَرَ سُلْطَانُ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْزِلُهٗ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَنُوْبُ مَنَابَهٗ يُرٰى فِي الْحِسِّ ظُهُوْرُ الصِّفَاتِ وَالْاَفْعَالِ مِنَ الْعَبْدِ وَهِيَ فِي الْحَقِيْقَةِ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَصَرِّفِ بِصِفَاتِهِ الذَّاتِيَّةِ فِي الْعَبْدِ عَلٰى مَا وَرَدَ فِيْ فَاِذَا كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَبَصَرًا

چنانچہ حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمہ در فصل الخطاب افادہ فرمودہ پس این چنین اتحاد را از ادب و انصاف دور دانستن یا گستاخی و گزاف شمردن غلط فہمی است **امر دوم** حقیقت محمدی در اصطلاح صوفیہ هِيَ الذَّاتُ مَعَ التَّعَيُّنِ الْاَوَّلِ فَهُوَ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ كَمَا فِيْ مُصْطَلَحَاتِ حضرت مجدد رحمہ اللہ در رسالہ مکاشفات غیبیہ مے فرماید باید دانست کہ قابلیت اولے کہ معبر بحقیقت محمدی است علیہ الصلوۃ والسلام والتحیہ قابلیت ذات است مر اعتبار علمی را کہ متعلق شود بر سبیل اجمال بآن ہمہ کمالات کہ در شان کلام بلکہ در قرآن مجید تفصیل یافتہ و این قابلیت رب محمد است علیہ الصلوۃ والسلام و تواند بود کہ کلام بعض صوفیہ کہ فرمودہ اند کہ رب آن علیہ الصلوۃ والسلام شان العلم است راجع بہمین معنی باشد و باعتبار این قابلیت اولا بافادہ نسبت او لقائے متحقق گشت و ارباب متابعان کمل او کہ بر قدم وے اند علیہ الصلوۃ والسلام و لاد علیہم ثانیا قابلیات اعتبار مذکور ند کہ کالاجزا اند مر این قابلیت جامعہ را و ارباب انبیا اولے العزم و غیرہم من الانبیاء والرسل غیر از پیغمبر ما علیہ و علیہم الصلوۃ والتسلیمات قابلیت ذات است مر اتصاف جمیع صفات را علی سبیل الاجمال و ہمین قابلیت بہ بعض اعتبارات متبعض شدہ حقایق متعددہ ایشان گشتہ علی تفاوت در درجاتہم و جماعہ کہ بر قدم ایشان اند ازین مقدم بہرہ دارند لیکن حقایق ایشان سایر صفات ایشان

کہ در تحت ہمین قابلیت اخیرہ واقع شدہ اند واین قابلیت برزخیست میان ذات وصفات
از جل شانہ وقابلیت اولی برزخ است میان ذات وشیونات ذاتیہ ومیان آن قابلیات
کہ کالاجزا اند مرآن قابلیت را در برزخ چون حکم جہتین خود مے کرد لاجرم در قابلیت اخیرہ حکم
حجابیت پیدا شد چہ جہتہ اخیرہ وصفانند کہ زاید اند بر ذات وموجود اند بوجود زاید بر ذات
کما ہو مقرر عند علماء اہل الحق شکر اللہ تعالی سعیہم والحق ہم چنین است ولا معنی للحجاب الزائد علے
الشی وقابلیت اولے چون جہتہ تحتانیہ او قابلیات اند کہ زائد نیستند بر ذات الا بالاعتبار
المحض پس انصباغ ان قابلیت ازان جہتہ موجب حجابیت نباشد آرے آنجا ہم حجاب علمی پیدا
شد بخلاف در صورت اولی کہ حجاب عینی وخارجی است لیکن باید دانست کہ رفع حجاب علمی
ممکن ہست بلکہ واقع است ورفع حجاب خارجی ممکن نیست فمن ہہنا وقع الترقیات
للمحمدیین والعروجات لہم من اربابہم الی رب الارباب فلاجرم یکون التجلی الذاتی
مخصوص بہ ونصیبا لتبعہ علیہ وعلیہم الصلوۃ والتحیۃ وکل منہم لا یتجاوز شانہ
ودر حجاب صفات وقابلیات ان عروج از خلایق وارباب خود ممکن نیست چہ این حجاب ممتنع
نمی شود وتا عروج ممکن باشد کما مر وبعضے از صوفیہ کہ حقیقت محمدی را علیہ الصلوۃ والسلام
قابلیت اتصاف ذات بجمیع الصفات علی سبیل الاجمال گمان کردہ اند منشاء ان گمان نسبت
کہ اجتماعہ در خانہ صفات اند وازان مقام بی خبر دارند وقابلیت آن مقام قابلیت مذکورہ
است کما مر پس بضرورت آن مقام عالی را بآن سرور نسبت کردہ اند الحق فاذکروا واللہ سبحانہ
اعلم وہو یہدی السبیل وہمچنین است حال ایشان باآنکہ این قابلیت فوق شیونات است
وشیونات را در تحت او اثبات نمودہ اند آن شیونات نیستند بلکہ صفات اند کہ در تحت آن
قابلیت اند وچون نظر آن طائفہ ازان خانہ نگذشتہ است صفات را شیونات دانستہ اند
ازین جہت زیادتی صفات را ہم منکر آمدہ بلکہ شیونات عین ذات اند وصفات زاید بر ذات اند
انتہی ہمچون فرق میان شیون وصفات امرے نیست کہ بجز رجوع بعلم تصوف یا تحت بجہ

مشائخ نقشبندیہ میسر میتوان شد لہذا ذکرش خالی از فائدہ نیست حضرت مجدد رحمہ اللہ در
رسالہ معارف لدنیہ می فرماید حق سبحانہ وتعالے شیون ذاتیہ خود را کہ عین ذات او یند در
خارج در مرتبہ واحدیہ جدا جدا دانست وچون علم مقتضی تمیز است آن شیونات در خانہ علم
تمیز پیدا کردند وہر شانی مقتضی تمیز خاص وتشخیص علاحدہ گشت واین شیونات متغایرہ در
علم ممکنات یافتند چہ ممکن آنست کہ وجود وعدم در وے متساوی باشد ودر ایشان ہمچنین
است زیرا کہ اینہا برازخ اند بین الوجود والعدم نسبت بذوات خویش رو بوجود دارند چہ
شیون در خارج عین ذات اند ونسبت بہ تمیز وتشخیص او بعدم دارند چہ تمیز وجود بعدم است لہذا بعضے این اشیاء
واین صور علمیہ اصلا در خارج وجود ندارند واز خانہ علم بر آمدہ اند بلکہ حق سبحانہ وتعالی با آثار واحکام ایشان
در خارج ظاہر است پس این صور در علم باشند واحکام آثار ایشان در خارج لیکن این آثار واحکام در خارج
عین ذات اند زیرا کہ در خارج جز احدیت مجردہ نیست مطلق الظہور علینا بالوجود ومطلق الظہور بحکم الاشیاء
وآنکہ می نماید کہ این صور نیز در خانہ چند توہمی است محض وتصوری است واہی کما یشہد
بہ ذوق ارباب الکشف والعرفان ومنشاء این توہم آنست کہ حق سبحانہ وتعالی بقدرت
کاملہ خود این صور علمیہ را بظاہر وجود نسبت مجہول الکیفیت بخشید وخلق عبارت از ایجاد آن نسبت
آن نسبت نمایندگی در خارج شد چنانکہ صورت شخصے را نسبتے با آئینہ کہ محاذی اوست پیدا می شود
کہ بسبب نمایندگی آن صور در آئینہ می گردد وآئینہ ہمچنان بر بیرنگی وصفائی خود است فہو
سبحانہ الآن کما کان فی الازل ولا شیء معہ امثال آن شیون در علم غیر از تمایز از یکدیگر رنگ دیگر
قبول نکردہ اند وآنچہ در خارج سوائے تمایز ایشان ظاہر است از احکام ولوازم خارجیہ ایشان
ولہذا سالک چون بعین ثابت خود میرسد وآن عین ثابتہ بر و منکشف می شود آن اشکال
خارجیہ ہیچ چیز در وی نمی یابد وغیر از شی متمیز چیز دیگر بر وے ظاہر نمی شود واگر ورائے تمیز رنگے
دیگر میداشت ظاہر میداشت وانبساطے کہ می نماید بواسطہ اشتمال اوست بر شیونات
متعددہ وکرویتہ بواسطہ آنست کہ شکل طبعی بسیط کرویست امر سیوم در معارف لدنیہ

مذکور است فنا عبارت از نسیان ما دون حق است سبحانه بواسطه استیلاء شهود هستی
او جل ذکره بیانش آنست که روح انسانی مع ما یتضمنه من اللطائف اعنی من السر والخفی
والاخفی پیش از تعلق به بدن بصنائع خود جل سلطانه علمی داشت و نحوے از توجه
بآنجناب قدس او را متحقق بود و چون در نہاد او استعداد ترقیات نہاده بودند و ظهور آن
استعدادات منوط بود به تعلق به بدن عنصری لاجرم اولا او را صفت تعشق و محبت عطا
فرمودند و روے او را ثانیا باین پیکر ہیولانی گردانیدند و ارتباط حبی بر وجه کمال در انجا پیدا
آوردند پس روح بواسطه این تعلق حبی بسبب کمال لطافت خویش خود را درین محبوب
ظلمانی گم ساخت و وجود خود را با توابع آن در روے فانی گردانید لهذا بسیاری از عقلا خود
را غیر از جسد نمی انگارند و او را جسد امرے دیگر اثبات و حضرت حق سبحانه که ارحم الراحمین
است از کمال رحمت خویش بالسنه انبیا که رحمت ہاے عوالمند صلوة الله تعالی و تسلیماته
علی جمیعهم عموما و علی افضلهم و خاتمهم خصوصا ایشان را به جناب قدس خود دعوت فرمود
و از ان تعلق ظلمانی منع نمود و قال الله سبحانه قل الله ثم ذرهم هر کسے را
سعادت ازلی در کار گشت رجوع قهقری نمود و وداع صورت عالم سفلی کرد و روے بعالم علوی
آورد و ساعت فساعت محبت قدیم غلبه کرد و دوستی حادث روی بزوال آورد تا آنکه نسیان
تام نسبت باین محبوب ظلمانی میسر شد و اثرے از محبت او نماند آن زمان فنا جسدی
متحقق گشت و از دو خطوه که درین راه اعتبار نموده اند که خطوتان و قد وصلت یک خطوه
بانجام رسانید بعد از ان اگر بمحض فضل ایزدی جل سلطانه ترقی از ان مقام واقع شود شروع
مے افتد در نسیان وجود نفس روح و توابع وجودی او تا فانی تا این نسیان ازدیادے
پیدا می کند تا آنکه خود را تمام منسے می گرداند و جز شهود حضرت واجب الوجود جل جلاله هیچ
نمے ماند این نسیان عبر بفنا روحی است که خطوه دومی است از ان دو خطوه مقصود از
فرو آمدن بعالم سفلی تحصیل این قسم اخیر فنا بود و بدون این دولت میسر نمی شد [illegible]

فی ذلک خیر مخفی علی کمل اهل الله و ذلک السر هو ان الروح لا بد له نسیان
نفسه من شدة المحبة و کمال المودة مع الغیر و الصحبة کما تکون علیها
فی الشهادة لا یکون فی الغیب مثلها فاکتسب فی الشهادة کمال المحبة المفضی لنسیان الروح
اولا ثم اعلم فی الغیب بفنائه و نفسه ثانیا و هذا سر غامض لا یعرفه الا الاکابر من العرفاء نقی القلب للعالم
بالحقیقة الجامعة و هو تابع للروح فلما ارتقی من مکانه الی مکان
الروح حصل له هذا النسیان بتبعیة الروح و فنائه بفنائه
و اما نفس پس تزکیه او بر سیدن است در مقام قلب بعد از ارتفاع قلب بمقام روح و صاحب
عوارف که شیخ الشیوخ است نسیان مذکوره را در ماده نفس اثبات نمی کند و کمال طهارت او را
جز وصول بمقام قلب نمی گوید اما این ضعیف می گوید که نسیان مذکور در ماده نفس نیز متحقق
می شود لیکن بعد از ارتفاع نفس از مقام قلب بمقام روح پس نفس را هم فنا متحقق مے
شود چنانکه قلب را این نفس است [illegible] اطمینان رجوع برب خود کرده است
و از مقام قلب بجناب محبوب پیوسته و راضی و مرضی گشته حق سبحانه و تعالے در شان او
می فرماید یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة تا رسے نادر مقام
قلب است که شیخ الشیوخ از ان خبر داده است و از اطمینه نامیده است نسیان مذکور در
حق او مفقود است بلکه اسم اطمینان نیز دران موطن او را نمی شاید مرکبی شده است اما
تا با طمینان نه پیوسته است مقام قلب که موطن قلب است اطمینان ضد اوست پس خروج از ان
مقام شرط اطمینان باشد فهم هر کس اینجا نرسد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
والله ذو الفضل العظیم اما معامله که با قالب است سوای اعمال جوارح که شریعت مصطفویه علیه
و علی آله الصلوة والسلام و التحیة بان ناطق است از دائره ولایت معروفه خارج است
و از ان ہم و طریق جذبه و سلوک بیرون است زیرا که ورای تصفیه قلب و تزکیه نفس است
اطلاع نداده بر علوم و معارف این مقام مگر اقل قلیل را از اکابر اولیاء و چون هیچکس درین باب

بہ تفصیل سخن نرانده است و در کلام ربانی و احادیث نبوی اگرچہ مذکور است اما باشارت
و رموز است این ضعیف نیز درین اوراق از آن مقولہ سخن کمی راند و اقتصار بر مراتب افنیہ
مرتبہ ولایت معروفہ مے نماید اگر در ثانی الحال در مستمعان فہم این سخن دریافت باندازه دریافت
خود و فہم مستمعان درین باب خواہد راند انشاء اللہ تعالی وہو سبحانہ الموفق للصواب باید دانست
کہ لازم نیست کہ ہر گاہ فناء روحی میسر شود فناء قلبی ہم میسر شود این قدر ہست کہ قلب را میلے
بجانب روح کہ در رنگ پدر است مادر را پیدا می شود و اعراض از نفس کہ در رنگ مادر است
حاصل می گردد و اگر این میل وے غلبہ کند و تمام او را بجانب پدر بکشد و بمقام او رساند
آنزمان بصفت پدر کہ فناست متحقق می شود و ہم چنین است حال نفس کہ فناء روحی و قلبی مستلزم
فناء او نیستند غایۃ ما فی الباب نفس را بجانب پسر کہ قلب است میلے و کششے پیدا می گردد و اگر
این میل غلبہ کند و بمرتبہ پسر بازکہ بمقام پدر صالح رسیدہ است برساند ناچار بصفت پسر کہ
متخلق بخلق پدر است متصف گردد و فنائے حاصل کند و مراتب سہ گانہ کہ فوق روح اند ہمین
حال دارند کہ فناء روح مستلزم فناء آنہا نیست آرے در وقت ہبوط روح آن مراتب سہ گانہ
کلا و بعضا بمرافقت روح ہبوط کردہ باشند و غلبہ محبت روح در آنہا سرایت کردہ باشد
بمرتبہ نسیان النفس انہا رسانیده بود می شاید کہ در وقت رجوع قہقری فناء بنسبت بایشان
کلا و بعضا راہ یابد و در رنگ روح خالی گردند پوشیده نماند کہ رفع خواطر از قلب بالکلیہ علامت

گروہے از اہل معنی فنا را بلفظی افتاده است و پندارند کہ این فنا بمعنی فقد آفات و نیست گشتن شخص است و این بقاء اللہ بقاء حق بہ
بستہ و ہمہ ہیچ اند و این ہر دو محال است و اند ہندوستان مردے دیدم کہ دعوی بود تفسیر و تذکیر و علم یافتن ماند درین مناظرہ کردیم چون
نگاہ کردم وے خود فنا را نمی شناخت و بقا را نمی دانست کہ قدیم را از محدث فرق نمیدانست کہ این دانہ جہال این طائفہ بسیار
فنا کلیت صفتہا اند و این مکابرہ عیان بود کہ ہرگز فنا اجزاء الطبیعی را انقطاع آن روا نباشد مر این جاہلان را سیگویم کہ
این فنا چہ چیز را خواہند اگر خواہند فنا عین محال بود و اگر گویند فنا وصفہ روا دارم فنا صفتی بقیاء صفتی دیگر کہ حوالہ ہر دو صفت
بہ بندہ باشد و محال باشد کہ کسے بصفت غیری قایم باشد ۱۲ کشف المحجوب ۱۲

نسیان ما سواست ہمراه دون حق سبحانہ زیرا کہ خطره قلبی عبارت از حصول شیٔ است از اشیاء و
خطور آنست در خاطر ابتداء و تکرار حصول و خطور نفس علم است و چون خطره بالکل منتفی شد تا
بحدے اگر بہ تکلف بیارند نیاید و اگر یادش بدہند یادش نیاید پس علم بالکلیہ زائل گشت و زوال
علم ہمان نسیان است کہ در فناء معتبر است انیست نہایۃ مقام فناء از مشائخ ہیچ کس باین تفصیل
درین مقام سخن نکرده است و پیش از نسیان ما دون حق سبحانہ از فناء تعبیر نموده و ہنوز بجای
نیست سخن بسیار است اگر توفیق خداوندی جل سلطانہ مدد فرمود ازین ہم بتفصیل تر سخن خواہد
کرد کہ این مقام محل غلط طلاب است واللہ سبحانہ اعلم بالصواب گاه باشد کہ نظر سالک بر عالم ارواح
افتد و آن عالم را بواسطہ مناسبت بمرتبہ وجوب اگرچہ آن مناسبت بحسب صورت باشد حق مے
انگارد و شہود آن عالم را شہود حق جل سلطانہ تصور می نماید بآن محظوظ و متلذذ مے گردد و چون
عالم ارواح را بعالم اجساد نحوی از تعلق حاصل است شہود آن عالم را درین عالم شہود وحدت
در کثرت می ماند و حکم باحاطہ ذاتیت و معیت ذاتیت می کند و باین تخیلات راه ترقی و وصول
مطلوب حقیقی بر سالک مسدود می گردد و احسرتا اگر او را ازین مرتبہ بگذرانند و از باطل بحق
بعضے از مشائخ درین مقام سی سال روح را بخدائی پرستیده اند و چون از ان مقام گذرانیده اند
شناعت از ادای ستنداء چہارم عبارت فقرات این است اگر پرسند کہ اتحاد چیست گو
استغراق در ہستی حق انتہی این کلام نہایت مختصر و لطیف است مگر مراد از ان ہمان معنی فنا
است کہ مذکور شد و این فنا منافی وساطت و حیلولت است و لو کان الاتحاد اعتباریا
امر پنجم آنچہ قول اہل فنا مذکور شد

	تو او نہ شوی ولے اگر جہد کنی		جای برسی کز تو دوئی برخیزد	

پس ہر گاه توئی و دوئی کہ پیش از فنا گم شدن و بوده بود زائل شده پس لا محالہ این
معنی منافی وساطت و حیلولت خواہد بود چہ وساطت و حیلولت مقتضی دوئی است
فان الواسطۃ لا تکون بین الاثنین بنفسہا پس این صریح اعتراف است بقول حضرت

مجدد رحمۃ اللہ علیہ

نقاش ہر نقشم عیان من عاشق دیرینہ ام من ہم منم ہم سما من با تو ہستم جملہ جا	دیگر کسے نے در میان من عاشق دیرینہ ام من آفتابم ہم ضیا من عاشق دیرینہ ام

امر ششم اتحاد و انطباق را بین توسط گفتن معنی محصلی ندارد و این عینیت نہ باعتبار ذات است نہ مفہوم امر ہفتم ہرگاہ معنی حقیقت محمدی بیان کردہ شد پس ادعاے ایں امر کہ حقیقت محمدی ... این واسطہ می دانند محمول ست بر عدم فہم معنی حقیقت محمدی و انتساب غلط بسوے عارفان معاذ اللہ ہم بریئون عن ھذا الانتساب واین معنی ظاہر است کہ حقیقت محمدی بمعنی مذکور نزد عارفان چگونہ واسطہ در وجودات تمام اشیاء و صفات و کمالات از جواہر و اعراض کہ وصول بحق و شہود وے نیز از ان جملہ است خواہد بود چہ انہا کہ بہ آن حقیقت رسیدہ و در وے فانی گشتہ و حکم اتحاد گرفتہ و چہ غیر آن واعجب کل العجب کہ نسبت توسط بطائفہ اولے و انسب و اقرب و اظہر دانستہ شدہ و این معنی نہ تصور یدہ شد کہ ہرگاہ انہا بان حقیقت رسیدہ و در وے فانی گشتہ و حکم اتحاد گرفتہ پس چگونہ حقیقت متحدہ حقیقت متوسطہ خواہد بود فشتان بینہما اللّٰہم الا ان یقال قد یخفی ھذا الامر عندہ لغموضہ ودقتہ عندہ وان کان ظاہر فی نفسہ عند الفحول

اگر ز کاوش مژگان او دلم خون شد	خوشم کہ بہر من اسباب گریہ افزون شد

امر ہشتم براے دفع خدشات حضرت معترض رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ

سہ از فرزندان حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بودہ اند و ولایت محمدی المشرب گشتند در عمر شانزدہ سالگی بہ تحصیل علوم ... بعلوم باطنی متوجہ شدند و در آخر عمر حضرت مجدد رحمۃ اللہ با وصف کبری حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تربیت مریدان خاص ... بایشان تفویض فرمودند ... خانقاہ و رتحت سلطنت دانستہ بقناعت ... صحبت فقیا و بادشاہ ... محترز باشند ... شاہ جہان بادشاہ بمصاحبت ... کرد لیکن میسر نشد ... حضرت شد ... واقع بود ... حضرت ایشان را ... داشت ...

در مکتوب ہشتاد و ہشتم کہ بمولانا محمد حنیف شرف صدور یافتہ مے فرماید بگوش ہوش استماع نماید قال عز من قائل وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ذات حضرت واجب الوجود جل سلطانہ و ہمچنین کمالات ذاتیہ او تعالے از بندہ بہ بندہ نزدیکتر است پس سیر کہ باین مراتب متعلق شود وراے سیر آفاقی و سیر انفسی باشد و نیز وراے جذبہ و سلوک بود چہ سلوک سیر آفاق است و جذبہ سیر انفسی سیر آفاقی را البعد بعد فرمودہ اند و سیر انفسی را ہر چند قرب در قرب گفتہ اند لیکن آن قرب ظلی است ازین قرب اتحاد باید گذشت تا معاملہ اقربیت روے نماید و چنانچہ زوال علم حصولے اشیا کہ عبارت از فناے قلبی است بے تمامی سیر آفاقی ممکن نیست و بے شروع در سیر انفسی میسر نہ ہمچنین زوال علم حضورے شخص کہ بذات و صفات او متعلق است و فی الحقیقۃ فناے نفس است بانتہاے سیر انفسی و دخول در مراتب اقربیت مربوط است و در سیر انفسی علم حضوری عارف بر جاست چہ النفس ہی بین ہو طن بعنوان جامعیت پیدا است و از قید ان بہ تمام رہاے بحصول نہ پیوستہ تا وصول بمطلوب حقیقی پیدا آید چہ مطلوب بموجب کریمہ سابقہ وراے النفس است و انچہ در النفس نمودار است از آیات والہ است چنانچہ قرآن مجید بان مشعر است سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ وچون علم حضوری عین عالم است ناچار بزوال آن زوال نفس عارف خواہد شد و اثری از وے نخواہد ماند و زوال علم حضوری باین معنی است کہ علمی تعلق بذات عارف داشت از انجا کندہ بواجب تعالی متعلق شود و حاضر و سلان موطن حق باشد سبحانہ ذات او و بیانش آنست کہ ہمہ کمالیکہ در ممکن نمودار است ہمہ مستفاد و مستعار از مرتبہ وجوب است تعالت از وجود و حیوۃ و علم و قدرت و امثال آن و ممکن این کمالات را از خود فہمیدہ خیانت در امانت نمودہ است و چون عارفے را بمحض لفضل و کرم باین دید عارستے بنواز ند مرۃ ثانیۃ تواند بود کہ بحکم إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا امانات را درست بہ اہل امانات بسپارد و چون علم حضوری او پرتوے است از حضور ذاتی مطلوب این حضور یان آن حضور

فانی فی الحق خواهد شد و در رنگ سائر کمالات که باصول خود ملحق می گردد درین هنگام عارف خود را خاک
محض خواهد یافت و بعدم صرف ملحق خواهد دید نه ذکرے در خود احساس نماید و نه توجهے و نه یافتے
بود و نه حضوری بعد از محوق باصل اگر یافتیست از خود بخود است و اگر حضوریست هم از خود
بخود کَالمُحِقِّ الحَادِثُ اِذَا قُوْرِنَ بِالقَدِيْمِ لَمْ يَبْقَ که اگر درین موطن که موطن فنای
نفس است بروجه کمال اطلاق کلمه انا عارف زائل مے شود و عارف از خود به انا نے تواند
تعبیر کرد زیرا که بعد از فنا و نفس که مورد کلمه انا بود آثار امور و رے نماند که بران اطلاق یابد نه
باین معنی که انا بر حق اطلاق شود و خود را حق بیند که خودی در میان نمانده است و انانیت بر
کنده **سوال** هرگاه علم حضوری عین عالم باشد و آن علم بعد از کمال باصل خود که علم حضوری
واجب است ملحق می گردد و مقرر است که لحوق هر کمال باصل خود کائن است نه بامرے که مبائن
اصل آن باشد لازم می آید که حقیقت هر شخص و مبدا تعین او علم بود و حال آنکه صفات دیگر نیز
مبادی تعینات خلایق است چنانچه بطور حضرت ایشان ما قدسنا الله بسره الاقدس تکوین مبدا
تعین حضرت آدم است و کلام مبدا تعین حضرت موسیٰ و قدرت مبدا تعین حضرت عیسیٰ علی
نبینا و علیهم الصلوة والتسلیمات و جمعے که داخل ولایات این بزرگواران اند مبادی تعینات
شان جزئیات این صفات اند و جزئیات جزئیات این صفات علی تفاوت الدرجات **جواب**
حقیقت محمدی علے مصدرها الصلوة والسلام والتحیه چنانچه مقرر این طائفه است اجمال
حضرت علم است و حقایق سائر خلایق تفصیل این اجمال است پس نظر باین معنی توان گفت که
حقایق جمیع خلایق علم است چه همه خلایق ظهور و تفصیل آن حضرت است علیه و علی آله الصلوة
والسلام غایة ما فی الباب آن حقیقت جملی را در مرتبه تفصیل حصص لا تحصی است باندازه کمالات
مفصله علم که در حضرت اجمال اندراج و اندماج داشتند پس حقیقت هر شخصے از اشخاص سوای آن
سرور علیه و علے آله الصلوة والسلام حصه بود از حصص علم که تعلق علم در مرتبه تفصیل بکمالے
از کمالات مندرجه اجمال حاصل گشته است مثلا مبدا تعین حضرت ابو البشر علی نبینا علیه الصلوة والسلام

حصه است از علم که از تعلق آن بصفت تکوین که در اجمال مندمج بود بحصول پیوسته است و علی
هذا القیاس سائر الحقایق لیکن چون تمیز میان حصص و حقایق بآن کمالات است حقیقت هر شخصے
مسمی بکمالے از ان کمالات که نسبت خاص بآن شخص دارد که سبب تمیز او شده است نموده آید
پس علم اشرف صفات شد و برکات آن شامل جمیع موجودات آمد **جواب** دیگر آنکه اتحاد شئے
با شئے مستلزم آن نیست که شی اول حقیقت شی ثانی باشد چنانچه خاصه را با ماهیت نسبت
اتحاد است با آنکه از عوارض است اگر گویند برین تقدیر که علم ذات و حقیقت انسان بود حقایق
جمیع موجودات را تفصیل حقیقت محمدی گفتن چگونه راست آید چه حقیقت محمدی علم است گوئیم کلی
نیست که اجمال ذاتی تفصیل بود چه انواع مندرجه تحت حیوان را تفصیل ماشے توان گفت چه حیوان
ماشے ذاتی آن نیست و لو سلم گوئیم که حقیقت محمدی را اجمال و کل همه حقایق گفتن باعتبار اشتمال
و جامعیت علم است مر آن حقایق را با آنکه گوئیم تواند بود که حقیقت محمدی عبارت از جمیع کمالات
ذاتیه بود که متعلق علم است علی وجه الاجمال نه نفس علم من حیث هو لیکن چون دران مرتبه علم
را از ان کمالات تمیزے نیست و غیر از حضور و انکشاف امرے دران موطن هویدا و مفهوم
نه لهذا آن مرتبه را وحدت گویند و قابلیت محض خوانند و نیز علم را با معلوم بطور بسیاری
از محققان اتحاد کاین است ناچار تعبیر از ان حقیقت بعلم نموده اند لهذا در مرتبه تفصیل آن
کمالات متمیزه حقایق سائر اشخاص اند و برین تقدیر تقابل اجمال با تفصیل بے تکلف می افتد و
بغیر آن نه چنان و موید این توجیه است که نزد حضرت ایشان ما قدسنا الله سبحانه بسره
الاقدس حقیقت محمدی اجمال تعین وجودی است ما تعین حبی که تعین علمی از ان مراتب پایان
است چنانچه تحقیق آن در جاے دیگر ثبت یافته است اگر گویند که کلام بعضے اکابر ناطق
است بآنکه علم حقیقت انسان است چنانچه مولوی قدس سره فرموده ؎

اے برادر تو همین اندیشه الخ

و از حضرت ایشان نیز در بعضے اوقات مثل آن مسموع گشته گوئیم تواند بود که این اکابر

بر سبیل تجوز و مبالغه فرموده باشند یعنی عمده در تو همین فکر و اندیشه است باید که آن در
غیر مطلوب حقیقی مصروف نشود بلکه تمام مصروف آنجناب مقدس گردد و تحقیق درین مقام
آنست که حضرت ایشان با افاده نموده اند جائے که فرموده اند از ین بیان لازم آید که
در علم حضوری هم صورت معلوم با وجود حضور نفس معلوم کاین است که حاضر نفس معلوم
خالص نیست اعتبارے در وی راه یافته است که از نفس بصورت آورده است علم هر کس
بابن وقت نرسد و تا بذات بحت وصل نشود بوصول بیچونی این دقیقه راه نیابد انتهے مختصر
ازین تقریر ظاهر شد که حقیقت محمدی در اصطلاح صوفیه اجمال حضرت علم را گویند و از فنای
این مقام هیچگونه اسائت ادب لازم نیاید و همچنان معنی اتحاد هم مذکور شد سلمنا که معنی اتحاد
فنا است چنانکه اتحاد بذات مطلق را فنا می گویند و میان اتحاد اعتبارے و حکمے و مغایرت
حقیقی و لنفس الامر منافات نیست لیکن هرگاه توئی برخیزد البته این معنی منافی وساطت و
حیلولت خواهد بود و این اتحاد را عین توسط گفتن هرگز بخیال نمی آید و هرگاه این وصل بجهت
غلبه بے خودی و فنا دریافت این وساطت نمی تواند پس اگر او انکار وساطت نماید چه
باک خواهد بود و نظیرش برائے توضیح پیش میکنم نگریستنی است که در سکنجبین سرکه و انگبین را باهم
بنوعے مخلوط می کنند که اشاره حسیه بسوی احدی ازین اجزا عین اشاره بسوی دیگرے
می باشد مگر نمی توان گفت که سرکه انگبین گردیده یا انگبین بقلب ماهیت لباس سرکه پوشیده
آنچه ادعاے این معنی نموده شد که حقیقت محمدی را عارفان واسطه می دانند مبنی است بر
عدم اطلاع بر اصطلاح صوفیه کرام چنانکه مذکور شد **قال** قولکم انجا که اتحاد است معامله
بشرکت است این نیز خالی از غرابتے نیست چه شرکت دوئی را می طلبد و شریک در امرے
دو کس مے باشند و حقیقت اتحاد خود اصلاً بشرکت جمع نمی شود و بمعنی فنا و غیبت نیز که
اتحاد حکمی است فانی و غایب از میان رفته حکم عدم گرفته شرکت از و چه تصور دارد تو سطرا گفتند که دوئی
می طلبد شریک و شرکت نیز همینست **اقول** هرگاه حضرت مجدد در توجیه کلام خود فرموده باشند پس ضرورت این معنی چیست

که آنرا التسلیم نساخته بمعنی دیگر محمول کرده قایل باستحاله شوند اتحاد بمعنی فنا است و شرکتے
که هست مثل شرکت خادم است با مخدوم ملاحظه فرموده شود اگر بتبعیت مخدومی خادمی بارگاه
شاهنشاهی در آمد در شرکت منزل کلامی نخواهد بود مع نقصان التوسط زیرا که در یک محل جا گزینید
تحقیق مقام این است که مراد حضرت مجدد رحمة الله علیه صورت ثانی است مثلاً کسے در سیر سلوک
خود را بحقیقت محمدی متحد یافت و هر فیضے که می آید بیک حقیقت میرسد ظاهراً او را در ضمن او
حقایق دیگر هستند که بهمه میرسد پس معامله بشرکت گفتن است شد و همین لفظ معامله قرینه
است چرا انصاف از دست داده شود ؏

کاش گردون از سر معزون بر دسودا می تو	یا مر اصبرے دهد چندانکه استغناے تو

قال قولکم طریقه جذبه را چون کشش از جانب مطلوب است و عنایت الهی متکفل حال طالب
است ناچار قبول وسائط نمی کند و در طریق سلوک چونکه انابت از جانب طالب است
از وجود وسائط چاره نبود این عین مدعاست و سخن بے دلیل است طریقه جذبه و مرادی
و محبوبی چنانکه سابق بیان رفت زیاده بر آن نیست که لطف الله تعالی بنده خود را پیش
از آنکه طلب کند و سلوک نماید جذب می کند و انجذاب هم اجمالی است که بدان سلوک آسان
می گردد و قرب و وصول و حصول مراتب و مقامات آن بعد از سلوک حاصل می گردد و این
منافات بوجود وسائط آرد بلکه چون جذبه تنها کار نمی آید و سلوک بے وسائط نمی باشد
لازم آید وجود وسائط چنانکه مقرر قوم است و خود هم گفته اند که در نقص جذبه هر چند وسائط در کار
نیست اما تمامی آن منوط به سلوک است که اگر سلوک نباشد جذبه ناتمام و ابتر است **اقول**
این کلام از اول تا آخر مخدوش است خدشه **اول** هرگاه حضرت مجدد رحمة الله علیه درین
باب مناط کلام بر عوارف شیخ الشیوخ نهاده و این تقریر همان است که از عوارف منقول شد
پس این را عین مدعا و سخن بے دلیل گفتن از داب مناظره بعید است برای ناقل کلام شیخ
الشیوخ دلیلے است کافی معهذا هر که قدم در بادیه عشق نهاده فا ذا اتفاق ملاحظه ناز و نیاز

معشوق افتاده است نیک می داند که هرگاه جذب از جانب مطلوب است ضرورت وساطت
نمی باشد مطلوب را جذب طالب بیک اشارهٔ چشم کافی است ه

دوستی را که باشد بهم جان و هوش	حکایت کنانند و لب ها خموش

خدشهٔ دوم این کلام معترض رحمة الله علیه مخالف آن است که پیش ازین به تعریف
مجذوب سالک برنگاشته چه در تعریف لفظ نخست تحریر فرموده که بمعنی بیواسطه است
فَتَذَكَّرْ مَا سَلَفَ، خدشهٔ سوم کشش مطلوب را ذریعهٔ آسانی سلوک تصور بدان ترقی
معکوس است و نه صرف منافی عقل است بلکه نقل خلاف آنست کما مر کلام السهروردی رحمة الله علیه
فِي تَحْقِيقِ الْمُرَادِ وَالْمُرِيدِ، خدشهٔ چهارم قرب و وصول و حصول مراتب و مقامات مرادین
را منوط بر سلوک داشتن هم غلط است کما مر خدشهٔ پنجم آنچه نوشته شده که چون جذبه تنها
بکار نمی آید و سلوک بی وسائط نمی باشد لازم آید وجود وسایط محمول است بر عدم فهم کلام حضرت
مجدد رحمة الله علیه درین مقام چه از سلوک معنی مصطلح متصوفین مراد نیست بلکه مراد از سلوک
اتیان شریعت است از توبه و زهد وغیرها چنانکه خود حضرت مجدد رحمة الله علیه بالتصریح
فرموده وَالْعَجَبُ خَفَائُهٗ عَلَى الْمُعْتَرِضِ مَعَ تِبْيَانِ مَعْنَاهُ اندرین صورت ادعای
لزوم وسایط دعوی باطل است والعجب کل العجب که معترض در نقل عبارت تحریف فرموده
عبارت اینست اگر سلوک که عبارت از اتیان شریعت است از توبه و زهد وغیرها با جذبه
منضم نگردد جذبه ناتمام و ابتر است بسیاری از هنود و ملاحده را دیده ایم که جذب دارند اما
چونکه بمتابعت صاحب شریعت علیه وعلی آله الصلوة والسلام متحلی نگشته اند خراب و ابتر اند و غیر
از صورت جذب نصیبی ندارند انتهی اگر این عبارت سالم النقل می فرمود یا با معان النظر آن را
مطالعه می کرد بنای اشکال منهدم می شد غرض اینست که متابعت شریعت موقوف علیه مراد این
است و این مستلزم وسائط نیست وَمَا هُوَ مُسْتَلْزِمٌ لِلْوَسَائِطِ لَيْسَ مُرَادًا هٰهُنَا فَارْتَفَعَ الْإِشْكَالُ
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ اقول اگر گویند که احتیاج در طریقهٔ جذبه بسلوک و وسائط پیش از وصول است و بعد

از وصول برطرف می شود بخلاف طریقهٔ سلوک که آنجا بعد از وصول نیز واسطه می ماند چنانکه
گفته اند که در طریقهٔ جذبه اگرچه بتوسط متابعت شریعت که عبارت از سلوک است وصول مطلوب
میسر شود بیواسطه حلول امری خواهد بود گوییم چه دلیل است برین دعوی مفهوم جذبه و حصول
طریقهٔ وی خود مقتضی این نیست چنانکه معلوم شد و مدعای دوم که در طریقهٔ سلوک از وسائط
چاره نبود ما را که قایل بوجود توسط مطلقا دخل در آن مناسب نیست ولیکن بطریقهٔ بحث و
مناظره گفته آمد که چرا آنجا هم بعد از وصول بوجود وسائط واسطه برطرف نشود بوجود جذب
بعد از سلوک بلکه همچنین باید بقول ایشان که خاصیت جذبه عدم وسایط است و سقوط
آنها است و در کلام شما نیز اشاره به آن واقع شده است آنجا که گفته اند در طریق سلوک از شیوخ
هر که در میان آمده است متوسط و حاجب شهود سالک است وای اگر در آخر حال جذبه تدارک
نماید یعنی وسایط از میان بردارد حاصل آنکه در طریقهٔ جذبه و سلوک هر دو پیش از وصول
وسایط در کار است و آنکه در طریقهٔ جذبه بعد از وصول وسایط ساقط گردد و در طریق سلوک
میماند تحکم است چرا در هر دو جا باقی نماند و چرا در هر دو جا ساقط نگردد و سخن درینجا است و اگر
گویند که این امر کشفی و وجدانی است بحث فایده ندارد و آن چیز دیگر است اما شما مقید باستدلال
شده اید و توجیه نموده اید که چون در طریقهٔ جذبه کشش از جانب مطلوب است عنایت الهی
متکفل حال طالب است ناچار قبول وسایط نمی کند و در طریق سلوک چون انابت از طالب
است از وجود وسایط چاره نبود و خود جذب و سلوک به هر دو تقدیر فرق بتاخر و تقدم فایده
ندارد و اگر گویند مدعا و دلیل هر دو کشفی است چنانکه یکبارگی از شما مثل این سخن شنیده شده
است این گریزگاه خوب است و بعد از آن در اثبات عدم توسط و تقریر آن طرف دیگر بیان
کرده اند یکی وصول از راه معیت که حق را با بنده است ناچار بی توسط امری خواهد بود
مناسب معیت است و اگر واسطه است در سلسلهٔ تربیت است که عبارت از سلوک است
اقول این قول سراپا مخدوش است و مبنی است بر عدم فهم معنی جذب و سلوک و توسط

خدشهٔ اول هرگاه حضرت معترض در مفهوم جذبه لفظ نخست تحریر ساخته پس مفهوم جذبه وحصول وے مقتضی عدم توسط است ۵

خوش آن مجلس کہ آنجا تو بہ خود چون کنم ظاهر	مرا ساقی گریبان گیر و دوے در گلو ریزد

خدشه دوم حصول کمالی امر بدون واسطه محل استبعاد نیست اگر بکتب قوم رجوع نموده آید آشکارا استبعان شد که در بعض امور توسط را بار نیست وایجاب جزئی تناقض سلب کلی است امام شعرانی در مقدمه طبقات می آرد وَكَانَ الشَّيْخُ اَبُوْ يَزِيْدَ الْبِسْطَامِيُّ[له] رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لِعُلَمَاءِ عَصْرِهٖ اَخَذْتُمْ عِلْمَكُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الرُّسُوْمِ مَيِّتًا عَنْ مَيِّتٍ وَنَحْنُ اَخَذْنَا عِلْمَنَا مِنَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ در فتوحات مکیه نیز این حکایت منقول است این کلام بسطامی رحمة الله علیه ناطق است بر عدم توسط امام شعرانی در یواقیت میفرمایند[۵۲] فَاِنْ قُلْتَ فَهَلْ يَكُوْنُ الْاِلْهَامُ بِلَا وَاسِطَةٍ فَالْجَوَابُ نَعَمْ قَدْ يُلْهَمُ الْعَبْدُ مِنَ الْوَجْهِ الْخَاصِّ الَّذِيْ بَيْنَ كُلِّ اِنْسَانٍ وَبَيْنَ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا يَعْلَمُ بِهٖ مَلَكُ الْاِلْهَامِ لٰكِنْ هٰذَا الْوَجْهُ يَتَسَارَعُ النَّاسُ اِلٰى اِنْكَارِهٖ وَفِيْهِ اِنْكَارُ مُوْسٰى عَلَى الْخَضِرِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَعُلِمَ اَنَّ الرَّسُوْلَ وَالنَّبِيَّ يَشْهَدَانِ الْمَلَكَ رُؤْيَةَ بَصَرٍ وَغَيْرُ الرَّسُوْلِ يُحِسُّ بِاَثَرِهٖ وَلَا يَرَاهُ فَيُلْهِمُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِوَاسِطَتِهٖ مَا يَشَاءُ اَوْ يُعْطِيْهِ مِنَ الْوَجْهِ الْخَاصِّ بِارْتِفَاعِ الْوَسَائِطِ وَهٰذَا اَجَلُّ الْاِلْقَاءِ وَاَشْرَفُهٗ وَيَجْتَمِعُ فِيْ هٰذَا الرَّسُوْلُ وَالْوَلِيُّ

[له] شیخ بایزید بسطامی رحمة الله علیه می گفت به علمای زمان خود که شما علم خود از علمای رسوم حاصل کرده اید که یکے بعد دیگرے مرده اند و من علم خود را از زنده حاصل کرده ام که هرگز نمیرد و یعنی الله تعالیٰ حاصل کرده ام ۱۲ [۵۲] اگر گوئی که آیا الهام بدون واسطه می باشد جواب آنست که بدون واسطه می باشد گاهے الهام بنده را مے شود بوجه خاص که در انسان و خداوند تعالیٰ مے باشد فرشته الهام را هم آن خبر نمی باشد مگر مردمان بانکار آن متوجه شوند و درین انکار موسیٰ است بر خضر علیهما السلام پس دانسته شد که رسول و نبی چشم سر فرشته را می بینند و غیر رسول نشانها ے فرشته می یابند و نمی بینند ۱۲

هرگاه الهام بلا واسطه شود و درین محذوری عاید نگردد پس اگر در جذب هم واسطه نباشد چه باک بود شیخ عبد الکریم جیلی در کتاب مناظر الٰهیه می نویسد اَلْمُتَجَرِّدُ عَنِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ يَكُوْنُ هُوَ فِيْ نَفْسِهٖ ذَاتًا سَاذَجًا فَلَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاسِطَةُ اِسْمٍ وَصِفَةٍ و در موضع دیگر ازین کتاب می نویسد وَهُوَ مَعَ الذَّاتِ وَكُلَّمَا تَجَلّٰى عَلَيْهِ صِفَةٌ يُرَاجِعُ عَنْهَا اِلَى الذَّاتِ بِمَا هُوَ اَكْمَلُ مِنْهَا وَفِيْ هٰذَا الْمَشْهَدِ رَاَيْتُ الْاِمَامَ اَبَا الْحُسَيْنِ النُّوْرِيَّ وَمَعْرُوْفَ الْكَرْخِيَّ وَجَمَاعَةً مِنَ الشُّيُوْخِ این عبارت بدیدهٔ امعان نگریستنی است که چه قدر حجاب وساطت رامی درد قطب ابن محی قدس سره در مکتوبات خود می نویسد که بهر مقصود را با حق تعالیٰ دو راه است در یک راه واسطه میان بنده و حق ثابت است و در راه دیگر هیچ واسطه در میان نیست این بعینه ناظر بهمین تحقیق است که حضرت الیشان نوشته اند که واسطه در راه سلوک است نه در راه جذبه چون اقوال ائمه فن بسماعت در آمد پس بگوش شنیدنی است که مفهوم جذبه و حصول طریقه وے مقتضی عدم توسط است همچنان مفهوم سلوک و حصول طریقه وے مقتضی توسط جذبه بمعنی کشیدن است چون مطلوب طالب را بتوجه خاص بسوے خویش کشد احتیاج توسط چیست البته طالب را بوصول مطلب احتیاج ذرایع و توسط می افتد هرگاه سلوک موصل بمطلوب شود تا آنکه جذب نباشد بدون توسط چاره نبود هرگاه جذب پدیدار آمد پس رفع توسط از جذب خواهد بود نه از محض سلوک برای تصدیق قلب این مسئله را بجانم ظاهر و دربار سلاطین چرا قیاس نکنند و چرا بر حالات ملوک نظر نه اندازند گاهے امیدوارے را شوق لقاے بادشاه برای انجاح حاجات و عرض معروض بدسرے افتد و اولاً کباسے که برای حصول ملازمت سلطانی مقرر است از جامه و نیمه و دستار و قبا و عبا تیار کنانیده بر تن خود راست می کند و کمر را از کمر بند زرین محکم بر مے بندد و نذر برای سلطان مهیا می دارد و ببارگاه وزیر رساے حاصل می کند چون وزیر در آن سامانے و لیاقتے که برای حضوری بپیش سلاطین در کار می باشد ملاحظه می فرماید موقع یافته به پیش

سلطان عرض می دارد سلطان او را طلب می سازد و او با وزیر تا وقت دربار حاضر می باشد
با او را باریابے حاصل نمی شود اگر حاصل بشود بہمین طور کہ ہمراہ وزیر رفت و واپس آمد مگر
سلطان را بوے میلانے خاص نمی باشد و نہ بطور خود او را اجازت حضوری می باشد گاہے
شخصے باطاعت وزیر طبیعت وزیر را چندان بخویش مائل مے کند کہ وزیر بدرگاہ سلطانی
چنان عرض میدارد کہ این شخص لیاقت آن دارد کہ او در سلک خاص محرمان و جلیسان
سلطانی منسلک کردہ آید پس سلطان بوساطت وزیر یا بطور خود او را طلب داشتہ از خواص
محرمان و جلیسان خویش میسازد پس درین ہر دو صورت محذور شرعی یا عرفی نیست اگر
نیک ملاحظہ رود اول نظیر سلوک است و ثانی طریق جذب این نظیر برائے تفہیم شخصے کہ از کشف
بہرہ ندارد بسنده است اگر چشم بینا داشتہ باشد این معنی او را از کشف و وجدانیات من قبیل
مرئیات خواہد بود چون حالت جذب و سلوک متفاوت است و ہر دو متقابل بودہ اند پس چگونہ
حالت یکے ازان مثل دیگرے خواہد بود یعنی اگر واسطہ باشد در ہر دو جا و اگر ساقط شود در ہر دو
جا بلکہ در سلوک واسطہ خواہد بود نہ در جذبہ خدشۂ سیوم کشفے بودن اصلا گریزگاہ نیست
چنانکہ معقولات از اوہام مدرک نہ شود و موہومات در دام خیالات در نہ آید و تخیلات بہ
ضبط حواس نرسد امرے کہ بعین یقین معاینہ کردہ می شود ادراکش بعلم الیقین از دائرہ امکان
خارج باشد حضرت معترض در رسالہ تحصیل التعرف از شیخ عبدالوہاب نقل فرمودہ بنی العلم
علی البحث والتحقیق و بنی الحال علی التسلیم والتصدیق و حضرت خواجہ محمد پارسا در تحقیقات
می فرماید بعد ازان علوم خواطر و علوم مشاہدات و مکاشفات کہ علم اشارت عبارت ازان علوم
است پدید آید و این ان علوم است کہ طایفہ متصوفہ بدان مخصوص گشتہ اند بعد از جمع و حصول
سائر علوم مذکور و اما این علوم را بدان سبب علوم اشارت خوانند کہ از مشاہدات قلوب و مکاشفات
اسرار عبارت نتوان کرد چہ در تقریر نگنجد بلکہ معرفت این علوم بمنازلات و مواجید کہ در باطن
سالک طالب پدید آید توان یافت و حقیقت این علوم را جز آنکس کہ بمقام مشاہدہ و مکاشفہ

۵۰ یعنی علم الیقین داخل تحقیق است و عین الیقین داخل تصدیق ۱۲

رسیدہ بود و این معانی حال او شدہ نتواند شناخت و ادراک نتوان کرد و سعید بن مسیب روایت
کرد از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال[۵۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن من العلم
کہیئة المکنون لا یعلمہا إلا أہل المعرفة باللہ سبحانہ فإذا نطقوا بہ لم ینکرہ إلا أہل الغرة باللہ سبحانہ
و عبدالواحد بن زید گفت از حسن بصری سوال کردم کہ علم باطن چیست حسن گفت از حذیفہ
الیمان پرسیدم از علم باطن او گفت کہ از رسول صلی اللہ علیہ وسلم پرسیدم از علم باطن فقال[۵۲]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت جبرئیل علیہ السلام عن علم
الباطن فقال جبرئیل علیہ السلام سألت اللہ عز و جل ثناؤہ عن علم الباطن فقال ہو
سر من أسراری أجعلہ فی قلب عبدی لا یقف علیہ أحد من خلقی قال و گفتہ اند کہ
راہ معیت یکے از طریق جذبہ است انتہی پوشیدہ نماند کہ ہر گاہ راہ معیت یکی از طرق جذبہ
باشد و قرار یافت کہ در طریق جذبہ از سلوک چارہ نیست پس در طریق معیت برای وصول
نیز سلوک در کار خواہد بود و از وسایط ناگزیر و کلام در وے ہم چنان خواہد بود کہ در طریق
جذبہ گذشت اقول این تقریر خارج از داب مناظرہ است تقریر معیت را حضرت مجدد
رحمۃ اللہ علیہ از حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نقل میفرمایند و ہذا قول صحیح است نہ نقض بر
تقدیر تسلیم گفتہ شود کہ درین شک نیست کہ راہ معیت یکے از طرق جذبہ است و
از جذبہ از سلوک چارہ نیست پس در راہ معیت از سلوک یعنی تبعیت چارہ
نخواہد بود مگر سلوک مصطلح موقوف علیہ یا متوسط جذب نمی باشد و من[۵۳] ادعی فعلیہ
الاثبات قال دیگر مثال ظل با اصل نمودہ اند کہ ہم طریقے است اگر بعنایت الٰہی ظل را

۵۱ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بعضے از علم مثل ہیئت پنہان داشتہ شدہ است کہ آنرا بجز اہل معرفت کسے
نہ داند ہر گاہ اہل معرفت بآن کلام گویند از ایشان انکار نکند مگر شخصے کہ او را نا آشنائی باشد بہ خدا و ند کریم ۱۲ ۵۲ گفت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ از جبرئیل علیہ السلام پرسیدم کہ علم باطن چیست گفت من از بزرگ باری تعالی پرسیدم گفت
و از اسرار من است کہ می نہم در قلب بندہ خود کہ بر آن کسے مطلع نمی شود ۱۲ ۵۳ و ہر کہ دعوی کند برو اثبات است ۱۲

باصل میلے پیدا شود کشش بوے ہویدا گردد وآن ظل را باصل وصول حاصل شود ہر آئینہ
بے حیلولت امری خواہد بود چون آن اصل اسمے از اسماء الٰہی است ناچار درمیان اسم
ومسماے وی حایلی نخواہد بود و وصول ظل ازین راہ باصل الاصل کہ مسمای آن اسم
است بے واسطہ امری خواہد بود انتہی پوشیدہ نماند کہ ظاہر آن ہست کہ این نیز از طریق
جذبہ خواہد بود چنانکہ در طریق معیت پس این نیز محتاج بہ سلوک خواہد بود چنانکہ طریق
جذبہ اینجا نیز ہمان کلام است کہ آنجا است دیگر کشش ظل باصل مسلم واتصال اسم بامسمی
نیز ہمچنین اما وصول ظل باصل الاصل کہ مسماے ان اسم ہست چرا بواسطہ ان اسم نباشد
بل الامر کذلک **اقول** انچہ دعوے ظہور نمودہ شد در محل خفا ہست محتمل است کہ این غیر
طریق جذبہ باشد چہ در جذبہ کشش از اصل باشد واین کشش از ظل است باصل فَاِذَا جَاءَ
الاحتمال بطل الاستدلال واگر تسلیم نمودہ شود کہ این از طریق جذبہ است پس چون نفس جذبہ
را توسط سلوک درکار نیست این را ہم درکار نخواہد بود باے حال اینجا نیز ہمان کلام است
کہ آنجا است بہ عقل ہیچ عاقل نمی رسد کہ اسم را اسماے الٰہی را اصل چیزے قرار ندہند وگویند
کہ در وصول آن چیز بامسمای آن اسم این واسطہ ہست بر تقدیر تسلیم مراد از عدم حیلولت
آن است کہ پردہ سہ شود نہ ہمچنانکہ در توسط نبی صلے اللہ علیہ وسلم گفتہ شد نہ آنکہ اصلاً و
قطعاً واسطہ نباشد **قال** قولکم ایضاً ہرکہ واصل ذات است تعالی بہ وصول بیچونی توسط و
حیلولت امرے در حق او مفقود است وہرگاہ در صورت وصول بحضرت ذات سبحانہ خیلولت
وحجابت صفات واجبی مرتفع گردد حیلولت وحجاب غیر ذات چہ گنجایش دارد انتہی پوشیدہ
نماند کہ امرے مقرر است کہ صفات پردہ ذات است کہ ہرگز نمی افتد اگر یک پردہ برخاست
پردہ دیگر می نشیند ذات راجز در پردہ صفات نمی توان دید و مشہود کرد و در یافت لیکن
صاحب شہود ذات را بجہت غلبہ انجذاب توجہ تمام بسوی او وصفات ملحوظ ومنظور نمے
افتد و بر ہر تقدیر پردہ درمیان ہست در یابد یا در نیابد **اقول** کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

صفات حجاب پردہ ذات است

بر اصول صوفیہ است خصوصاً نقشبندیہ کہ طالبان خود را بذات بحت بدون ملاحظہ صفات
متوجہ می گردانند وصفات را از ماسوے می انگارند چنانکہ در حدیث اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ
مِنْكَ بآن اشارت شدہ است البتہ فہم این معنی بر کسیکہ مذاق صوفیہ ندارد خیلے دشوار است
اکنون بگوش حقیقت نیوش شنیدنی است کہ این کلام منقوض است تسلیم نمی کنم کہ صفات پردہ
ذات است کہ ہرگز نمی افتد واگر یک پردہ برخاست دیگرے می نشیند وذات را جز در پردہ صفات
نمی توان دید ذات حق سبحانہ تعالے کافیست از اعتبار صفات بلکہ مستغنی است از نفس
صفات یعنی انچہ بر صفات مترتب می شود ذات مجرد از صفات در ترتیب آن کافیست مثلاً
امورے کہ بصفت حیات وعلم وقدرت وارادہ وابستہ است اگر این صفات اصلاً متحقق نشوند
ذات تنہا کار آنہا کند نہ بآن معنی کہ صفات اصلاً موجود نیستند یا در علم موجود ند نہ در خارج چہ
این مخالف قول اہل سنت است بلکہ صفات باوجود استغناء ذاتی موجود اند در خارج
بوجود زاید بر ذات عز سلطانہ کما ہو مذہب اہل الحق این بمثالے واضح گردد گوئیم آب بالذات
از بلندی احتراز نمود بہ پستی مایل است واین میل را میل طبعی مے گویند پس ذات آب
کار علم وحیوۃ وقدرت وارادہ مے کند چہ اگر علم می داشت ہم بہ پستی می آمد وکار ارادت
کہ تخصیص احد المتساوین است نیز کرد وازین حرکت ارادیہ کار حیوۃ قدرت ہم شد وہمین
آب چون در مرتبہ تنزل جزو حیوان می گردد باوجود این میل طبعی بصفات زائدہ ہم متصف
می شود این امور را باوجود صفات طبعیہ نا یدہ ہم مے کند وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ذات
عز شانہ باوجود استغناء ذاتی وکفایت او از صفات در مرتبہ الوہیت بصفات زائدہ موجود
متصف می گردد وامورے کہ ذات در تحصیل آن کافی بود باین صفات از قوۃ بفعل مے
آرد پس چنانکہ در آب مجرد از صفات نمیتوان گفت کہ صفات او عین ذات اوید بلکہ اینجا
ذات است وبس صفت اصلاً گنجایش ندارد ہمچنین در ذات واجب تعالے نمی توان گفت کہ
صفات عین ذات اند چہ اینجا صفت نیست تا بعینیہ حکم کردہ شود وچون باعتبار صفت اللہ عینیہ بوجود

شد اگرچہ اعتبار علمی باشد پس واضح گشت کہ سخن متکلمین و اثبات صفات زائدہ موجودہ
در واجب تعالی درست تر است از سخن بعض صوفیہ کہ بعینیہ صفات قائلند صفات زائدہ
موجودہ اثبات نمی کنند و منشاء حکم بعینیہ صفات و نفی زیادتی آنہا بر ذات عز شانہ مبنی بر عدم
وصول است بحقیقۃ الحقائق چہ ذات تعالی ہنوز در پردہ این صفات مشہود این جماعت است
و چون ذات را در آئینہ صفات می بینند بحکم اختفاء مرأۃ صفات از نظر اینہا مختفی می گردند
حکم بعدم آنہا می کنند و اگر شہود ایشان ازین پردہ برآمد صفات از ذات جدا می دیدند
و حکم بوجود آنہا می کردند و ہمین سر است در حکم کردن ایشان بوحدۃ وجود زیرا کہ شہود
ایشان از پردہ نہ برآمدہ است بلکہ در پردہ ماسوی است لاجرم ماسوی از نظر شان بتمام مختفی
شدہ است این اختفا بحکم عدمیت آن رسانیدہ و چون در مرأۃ شہود مرأۃ مفقود است علم
است و علم آن موجود در ماسوی نیز باعتبار این دو حالت نفی وجود خارجی و ثبوت علمی کردہ
اند لہذا فنای ایشان اتم نمی شود بہ شعور ماسوی می ماند و شہود آن برطرف می شود و عدم شعور
ماسوی وقتی متحقق شود کہ شہود ایشان از مرأۃ ماسوی بتمام برآید و لیس فلیس بقاء
ایشان نیز اکمل نیست چہ اکملیت آن باعتبار اتمیت فناست این جماعت بعد از بقا خود را
حق می یابند و منشاء این علم نیز سکر است اگر بکمال بقا مشرف گشتند خود را چنانکہ ہستند می یابند عبد
مملوک لا یقدر علی شیء بعض جماعت از جماعات نیز اثبات علم و قدرت و سائر صفات می کنند و ثبوت آنہا
باعتبار سریان می دانند و ہو سبحانہ لا یسری فی شیء و احاطتہ بالاشیاء احاطۃ علمیۃ
والذات المنزہ لا نسبۃ لہ مع العالم اصلا الا انہ خالقہم و ربہم و رازقہم و مولاہم
و حقیقت این سخن بالا مذکور شد در بحث ذات آب سیل طبعی آن و ایشان باندازہ علوم خود برنگ دیگر
حکم نمودہ اند واللہ یحق الحق و ہو یہدی السبیل منقول است در مجلس خواجہ
یوسف ہمدانی کہ پیر حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی است کہ سرحلقہ سلسلہ حضرات خواجہا
ہست قدس اللہ تعالی اسرارہم روزی از احوال بعضی اعزہ شخصی مذکور ساخت فرمودند تلک

خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ بالجملہ احکام شرعیہ و علوم ماخوذہ از مشکوٰۃ خاتمیہ
(این خیالات اند کہ اطفال طریقت بدان پرورده میشوند)
علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ علی ظواہرہا المرادۃ و نصوصہا المستفادۃ بر مرکز عدالت و استقامت
اند و خلاف آنہا و لو کان بالتوجیہ والتاویل او بالکشف مستلزم اعوجاج و بی استقامتی است
قال سبحانہ ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل الآیۃ چنانچہ در مکاشفات
غیبیہ مذکور است ہرگاہ صفات زائد بر ذات باشد پس پردہ ذات بود و ذات بدان پردہ صفات
مشاہد گردد و آنچہ این معنی در رموزات قوم نگاشتہ شدہ مرجوح است در ہمین رسالہ جای
دیگر می فرمایند زیادتی شیون بر ذات تعالی شانہ بمجرد اعتبار است و زیادتی صفات بر ذات عز
سلطانہ بوجود خارجی است زیرا کہ صفات در خارج موجود اند بوجود زائد بر ذات کما ہو مذہب
اہل الحق و فرق در میان شیون و صفات بسیار دقیق است کمل محمدیان را برین فرق اطلاع
است و بسیاری ازین طائفہ بواسطہ عدم علم باین فرق شیون را عین صفات دانستہ منکر وجود
صفات فی الخارج گشتہ اند و بہ کمال سکر مخالف اہل السنۃ والجماعۃ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین این حقیر فرق مذکور را بتفصیل و بعضی از مسودہای خود نوشتہ است و بہ تنظیر
و تمثیل روشن ساختہ المقصود شیون داخل دائرہ اصل اند ہیچ ظلیتی باینہا راہ نیافتہ قابلیات
کہ در تحت این شیون اند کالظلال اند مر این شیون را حقائق محمدیان است علی حسب
تفاوت درجاتہم و مراتبہم حقیقت محمدی اجمع جمیع اینہاست علیہ و علی مظہرہا الصلوات والتحیات
والتسلیمات والبرکات اولی و اکمل نہایت عروج اقطاب ایشان تا نہایت مرتبہ قابلیۃ اولی
است کہ حقیقت محمدی است صلوۃ اللہ تعالی و سلامہ علیہ و مقام این اقطاب گویا در
نقطہ مرکز این قابلیۃ است ہر قطب کہ باشد مدار ارشاد و چون فرود می آید از ہمانجا فرود می
آید ایشان را ترقی از ان مقام تا مقام فوق نیست اگر واقع است بعضی را فی الجملہ واقع است
و ترقی از ان مقام و وصول در دائرہ اصل مخصوص بافراد این امت است رضوان اللہ تعالی
و تقدس علیہم اجمعین و تا مقام فردیت نرسد ازین کمال بی حاصل است آری بعضی کمل بواسطہ

صحبت افراد و تاثیر آن در ایشان ازان کمال بهره میرسد بے آنکه بمقام فردیت برسند بے آنکه داخل دائره اصل گردند چه این دخول مخصوص بافراد است اما نصیبے از ان مقام دیگران را هم بواسطه مناسبت بافراد حاصل است و در افراد نیز تفاوتها بسیار است بعد از دخول در دائره اصل چه شیون نیز داخل دایره اند اگرچه عین ذات نیستند اما بالاعتبار المحض یا دنی ، در ایشان حاصل است ؎

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست	درون دیده اگر نیم موست بسیار است

شهود ذات همه را حاصل است خواه در مرتبه شیون است خواه اصل ذات بعد از آنکه او داخل فی تلک الدائرة لفظ شهود وغیره از تنگے عبارت است والا شهود را دران موطن دخلے نیست و ایضاً صورت آن کیفیت خاص در عالم مثال بصورت شهود و نگرانی متمثل است در بآن اعتبار این الفاظ و امثال آنها اطلاق کرده می شود نگرانی مذکور نیز بے دخول در دائره اصل متصور نیست طائفه که غیر داخل اند و از مراتب ظلیه تمامها گذشته اند مشهود اینها دائره اصل است که جامع حضرت ذات تعالی شانه و شیونات اند مشهودات فقط بے مشارکت شیون مخصوص بافراد است باید دانست که واصلان ذات ازین بزرگواران که بافراد ملقب اند نیز اقل قلیل اند اکابر صحابه و ائمه اثنی عشر از اهل بیت رضوان الله تعالی علیهم اجمعین باین دولت فائز اند و از اکابر اولیاء الله غوث الثقلین[۱] قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی است قدس الله تعالی سره الاقدس باین دولت ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند که اولیاء دیگر ازان خصوصیت قلیل النصیب اند و همین امتیاز فضل باعث شان ایشان شده است که فرموده اند قدمی هذه علی رقبة کل ولی اگرچه دیگران را هم فضائل و کرامات بسیار است اما قرب ایشان بآن خصوصیت از همه زیاده تر است در عروج بآن کیفیت کسے بایشان نمیرسد با صحاب[۱] ائمه اثنی عشر درین باب مشارکند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ و من بعد هذا ما لا ق صفاته وما كنه انحطى لديه واجمل

انتهی قاضی ثناء الله[۱] پانی پتی در ارشاد الطالبین میفرماید هرچند صفات حقیقیه حق تعالی هفت اند یا هشت اند چنانچه علماء کلام بدان حکم کرده اند اما جزئیات آن صفات وغیرها نهایت ندارند حق تعالی می فرماید وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ یعنی اگر تمام اشجار زمین قلمها شوند و دریا و هفت دریای دیگر این چنین سیاهی باشند کلمات الهی بپایان نرسد یعنی کلمات مدح که بر صفات و کمالات دلالت دارند تمام نشوند چنانچه سعدی گفته ؎

نه حسنش غایتے دارد نه سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنه مستسقی و دریا همچنان باقی

چنانچه صفات حق تعالی غیر متناهی اند ظلال صفات هم غیر متناهی اند حق تعالی می فرماید آیه مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ یعنی هرچه نزد شما است فانی است و هرچه نزد خدا است باقی است پس اگر در ولایت صغری و مراتب ظلال کسے بتفصیل سیر کند ابدالآباد منقطع نشود و لیکن هرکس در مراتب ظلال هر قدر که در حق او مقدر است سیر می کند ظل یا ظلے باشد و آن را ظلے دیگر در مرتبه ثانیه و ثالثه و رابعه الی ماشاء الله می باشد صوفی در مرتبه ترقی عروج کرده باصل خود میرسد و دران فانی میشود و ازان ترقی کرده در اصل آن فانی میشود همچنین هر ظل که میرسد خود را دران فانی و مستهلک می بیند و بوجود آن باقی میماند همین

[۱] نقشبندی مجددی بود و از خلفاے کبار حضرت مرزا جان جانان رحمة الله علیه نسب وے بجلال الدین پانی پتی میرسد قاضی در علوم عقلی و نقلی و کمالات ظاهری و باطنی از ممتازان وقت بود تفسیر مظهری از عمده یادگار اوست این چنین تفسیرے در هند نگاشته نشده مالابد منه ارشاد السالکین تذکرة الموتی والقبور از تصانیف اوست ارشاد السالکین دیگر رسایل تصوف او در تحقیق معارف حضرت مجدد رحمه الله بوده است قاضی رساله بجواب ایرادات شیخ عبدالحق دهلوی نگاشته محتوی تحقیقات اگر در مطالعه فقیر نه در آمده شنیده شد که در رامپور پیش بعض اکابر موجود است شعر ما دیم تراگنج مقصود نشان گر ما نرسیدیم تو شاید برسی ، قاضی صاحب اول حال مرید شیخ الشیوخ محمد عابد نقشبندی مجددی شده به توجهات وی بمنازل قلبی رسیده باز حضرت ارشاد ایشان خدمت حضرت مرزا رحمه الله حاضر آمده به نهایت مقامات طریقه مجددیه احمدیه رسیده ...

است معانی بیت مولانای رومی که گفته ؎

هفتصد هفتاد قالب دیده ام	همچو سبزه بارها روئیده ام ؎

بعد ازان اگر عنایت شامل حال صوفی شود از انجا عروج واقع شود و بمتابعت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم دخول در دائره اسما و صفات می گردد که اصل این دوایر ظلال است و سیر یکه دران واقع شود سیر فی الله خواهد بود و شروع در ولایت کبری خواهد بود که ولایت انبیا علیهم السلام است دیگران را به تبعیت این دولت رسیده هر کرا رسیده نهایت عروج لطایف پنجگانه عالم امر نهایت این دایره است بعد ازان بمحض فضل الهی جل شانه ازین مقام عروج واقع شود سیر دائره حصول اینها خود بود و اگر گذشت آن دایره حصول و بعد از طے آن دایره فوقانی ظاهر میشود حضرت مجدد الف ثانی میفرمایند که چون غیر قوسی ظاهر نشد بهمان قوس اختصار کرده اند درین سیری خواهد بود که بران اطلاع بخشیدند و این اصول سه گانه اسما و صفات که مذکور شدند مجرد اعتبارات اند در حضرت ذات تعالی و تقدس حصول کمالات این اصول سه گانه مخصوص بنفس مطمئنه است و حصول اطمینان نفس همدرین موطن میسر گردد و درهمین مقام شرح صدر حاصل میشود و سالک باسلام حقیقی مشرف میگردد و نفس مطمئنه بر تخت صدور جلوس میفرماید و بمقام رضا ارتقا می نماید این موطن منتهای ولایت کبری انبیا است حضرت مجدد میفرمایند که چون سیر تا باینجا رسانیدم متوهم شد که کار تمام شد ندا دادند که این همه کرتفصیل اسم الظاهر شد که یکبازوی طیران است و اسم الباطن متعلق از مبادی تعینات ملاء اعلی است و شروع درین سیر نمودن قدم نهادن در ولایت علیا و ولایت ملایکه حضرت مجدد رحمة الله فرماید که بعد از حصول دو جناح اسم الظاهر و اسم الباطن چون طیران واقع شد معلوم شد که ترقیات بالاصالت نصیب عنصر نار نیست و عنصر هوائی و عنصر آبی ملائکه را ازین عنصر سه گانه نصیب است چنانچه وارد شده که بعضے از ملائکه از نار و ثلج مخلوق اند و تسبیح شان سبحان من جمع بین النار و الثلج است و فوق آن بفضل الهی چون سیر واقع شود

شروع در کمالات نبوت خواهد بود حصول این کمالات مخصوص انبیا است علیهم السلام و ناشی از مقام نبوت است کمال تابعان انبیا را نیز به تبعیت ازان کمالات نصیب است و در میان لطایف انسانی حظ وافر ازین کمالات عنصر خاک است و سایر عناصر و لطایف عالم خلق و عالم امر تابع آن هستند و چون این عنصر مخصوص به بشر است خواص بشر از خواص ملائکه افضل گشتند کمالات جمیع ولایت صغری و کبری و علیا همه ظلال کمالات نبوت و شبح و مثال آنست و در دایره کمالات نبوت چون بمرکز مے رسد آن مرکز بصورت دایره ظاهر می شود و آن دائره کمالات رسالت است که بالاصالت بانبیا و مرسل مخصوص است دیگر هر کرا میسر شود بطفیل و تبعیت میسر شود و چون بمرکز آن دایره ثانی رسیده میشود آن مرکز هم بصورت دایره ظاهر میشود که آن دایره کمالات اولو العزم است عالیت از مشالیت انبیا را اولو العزم را چون این منصب هند قیام اشیا ربوی باشد بعضے صاحب دولتان از اولیا را باشند که به تبعیت انبیا این منصب بوی عطا می شود حضرت مجدد رحمة الله علیه میفرمایند که چون این سیر با نجام رسانیدم شهود گشت که اگر بالفرض قدم دیگر در سیر افزاید در عدم محض خواهد افتاد اذ لیس وراءه الا العدم المحض ای فرزند ازین ماجرا در توهم نه افتی که عنقا در شکار آید فهو سبحانه تعالی وراء الوراء ثم وراء الوراء یعنی حق تعالے هنوز وراء الوراء پس وراء الوراء است این مرتبت نشاء اعتبار حجب است چه حجب تمام مرتفع گشته بلکه باعتبار ثبوت عظمت و کبریا است که مانع ادراک است فهو سبحانه اقرب فی الوجود و ابعد فی الوجدان یعنی حق تعالے در وجود قریب تر است و در ادراک بعید تر بعضے کمل مرادان باشند که درون سراوقات عظمت و کبریا به طفیل انبیا علیهم السلام ایشان را جای دهند و محرم بارگاه سازند فعو مثل معهم فاعو من مثل این معامله مخصوص به هیئت وحدانی انسانی است که از مجموعه عالم خلق و عالم امر ناشی گشته مع ذلک رئیس درین موطن سیر عنصر خاک است کمالات این مقام مخصوص به هیئت وحدانی است این چنین کس بعد قرون متطاوله هزارها ساله پیدا می شود

سه او سبحانه قریب تر است در وجود و بعید تر است در وجدان ۱۲ سه بس معامله کرده شد با ایشان آنچه کرده شد

انتہی اگرچہ ہنوز دردل حکایت ہا باقی است فاما بخوف ملالت بر ہمین قدر اکتفا میرود ۵۰

سعدی از داغ جگر پنبہ بکش	بکشا سوزن آتش کدہ را

قال و قولکم تحقیق این مقام آن است کہ توسط سرور کائنات علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام بدو معنی تواند بود یکے آنکہ او صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حائل و حاجب بود درمیان سالک و درمیان مطلوب و معنی دوم آنست کہ سالک بطفیل وی و بتوسط و بتبعیت و متابعت وی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک و پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی کاین است بلکہ می انگارم کہ درین طریق از شیوخ ہر کہ درمیان آمدہ است متوسط و حاجب و شہود سالک است واے اگر در آخر حال جذبہ تدارک نماید و معاملہ بہ بے پردگی نکشد زیرا کہ در طریق جذبہ و بعد از رسیدن بحقیقت الحقایق توسط بمعنی ثانی است کہ بطفیل و تبعیت است نہ حیلولت حجاب کہ پردۂ شہود گردد و مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور اختلافہا دارند جمعے بتوسط رفتہ و گروہے بعدم توسط انتہی پوشیدہ نماند کہ در توسط و تبعیت و طفیل ہیچ کس را جای سخن نیست و متفق علیہ است و جمہور عرفا و محققین برانند کہ توسط بمعنی حیلولت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان سالک و شہود و مطلوب نیز ثابت است و ہیچ شہودے بے توسط روحانیت آنحضرت صلعم حاصل نیست و قول مخالف لا یعبأ بہ است و ناشی از کوتہ نظری است و ایشان می گویند کہ توسط روحانیت آنحضرت در جمیع مراتب وجودی و شہودی یعنی جمہور عرفا ، و عیانی و معادی بتمامہ عوالم جسمانی و روحانی ثابت است و این توسط داخل حجابی نیست کہ از ان پردہ بر روی شہود نشیند بلکہ موجب انجلا

۵۱ در کشف المحجوب مذکور است مرتعش گوید الصوفی لا یسبق ہمہ خطوتہ البتہ صوفی آن بود کہ اندیشہ وے با قدم وے برابر باشد یعنی جملہ حاضر بود دل انجاکہ تن و تن انجاکہ دل و قول انجاکہ قدم و قدم انجاکہ قول و این نشان حضوری بود و بے غیبت بر خلاف آنکہ گویند از خود غایب است و بحق حاضر بلکہ بحق حاضر و بخود حاضر و این عبارت از جمع الجمع بود و از انچہ تا رویت خود بخود بود غیبت بود از خود و چون رویت برخاست حضوری بے غیبت بود ۱۲

و انکشاف است در رنگ حیلولت عینک در ابصار عالم ظاہر مثلاً وجود ادراک و شہود ذات بے پردہ ممکن نیست ع در پردہ عیان باشم و بے پردہ نہان ۵ و میگویند کہ حقیقت الحقایق بودن آنحضرت و احاطہ بجمیع ماہیات مخصوص بجواہر و ذات نیست بلکہ عام و شامل است مر صفات و معانی را کہ شہود مجذوبان و محبوبان و مرادان یکے از انجملہ است و میگویند کہ در وقت این شہود و حضور کہ در قرب و وصول حاصل است روح پر فتوح سید المرسلین و محبوب رب العالمین حاضر است و واسطہ است و از ذات حق مفارق نیست چہ محب و محبوب از یکدگر جدا نشوند خصوصا این محبوب کہ محبوبیت وے بذات بحت بے ملاحظہ جمیع شیون و اعتبارات بود از جہت بودن او مظہر جامع قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ مَا اَرْسَلَ الرَّحْمٰنُ اَوْ یُرْسِلُ مِنْ رَحْمَتِہٖ تَصْعَدُ اَوْ تَنْزِلُ فِیْ مَلَکُوْتِ اللّٰہِ وَمُلْکِہٖ مِنْ کُلِّ مَا یَخْتَصُّ اَوْ یَشْمَلُ اِلَّا بِوَاسِطَۃِ الْمُصْطَفٰی عَبْدِہٖ وَنَبِیِّہٖ وَمُخْتَارِہٖ الْمُرْسَلِ وَاسِطَۃٌ فِیْہَا وَاَصْلٌ لَہَا یَعْلَمُ ہٰذَا کُلُّ مَنْ یَعْقِلُ و این شامل جمیع مراتب وجود است و قال ان روح النبی ما غابت من نفوس باللّٰہ فی اللّٰہ طابت و قال فی وصفہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المحقق المحکوم بالجہل علی کل من ادعی معرفۃ اللّٰہ مجردۃ فی نفس الامر عن نفسہ الکمال ۱ھ

و میگویند کہ این مشاہدہ مجذوب یا سالک تواند کہ بجہت قصور معرفت و تمیز یا بجہت غلبہ فنا و بیخودی از ادراک و دریافت آن قاصر و ذاہل باشد اما در نفس الامر ثابت و دایم و قایم است و آن ذہول در حقیقت از قبیل عدم علم بعلم است چنانکہ در مواضع دیگر گفتہ اند از ین ہمہ گزشتیم و مسلم داشتیم کہ مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور اختلاف دارند اما آن گروہ کہ قایل اند بعدم توسط آیا دعوی شرکت و ہمسری و ہم پیگی واجتبا و عدم مدخلیت آن حضرت در حق ایشان و عدم توجہ ایشان بآنجناب چنانکہ گفتہ می کنند و مشایخ درینجا ہم اختلاف دارند سخن درینجا است حاشا و کلا ہمہ متفق اند در رعایت بندگی و نیازمندی و سرافگندگی و احتیاج آن جناب اقول آخر رفتہ رفتہ کار بجای رسید کہ حضرت شیخ عالم

چند عبارات حضرت مجدد علیہ الرحمہ چنان نقل فرمودکز ان اصل مرام کالشمس فی رابعۃ النہار آشکار اگردید وخس وخاشاک شبہاتے کہ از اول تا آخر در صدد اثبات آن بوده برہوا پرید فالحمد للہ علی ذالک ہمانا این چنین امور حضرت شیخ را بر رجوع مجبور کرده باشد فماذا بعد الحق الا الضلال کنون وقت الست کہ از انوار وبرکات روحانیت حضرت شیخ رحمہ اللہ [بر ہمیں ... بعد حق ...]
انصاف جوئیم و در راه کشف حال وتوضیح مقال پوئیم ؎

سراپا ناز من از ترحم دامن کشان بگذر	مبادا غافل از حالم برار دآرزو دستے

ہرگاه از عبارت منقولہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ظاہر وباہر است کہ توسط روحانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درجمیع مراتب وجودی وشہودی ثابت است مراتب توسط وحجابی نیست کہ انسان پرده بر روے شہود نشنند بلکہ موجب انجلاء وانکشاف است واین معنی را بہ حیلولت عینک تشبیہ داد وپس این توسط را بمعنی حیلولت وحجاب قرار دادن بنہایت بعید است ہمچنان ہرگاه حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ حقیقۃ الحقائق بودن آنحضرت را چنان عام قرار داده اند کہ شامل است مر صفات ومعانی را کہ شہود مجذوبان ومحبوبان ... ازان یکے ازان جملہ است در روح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از ذات حق متفارق نمیداشند تا آنکہ ہیچ شہود وحضور نخواہد بود کہ دران روح پر فتوح صلے اللہ علیہ وسلم متفارق باشد تا آنکہ اگر کدامی مجذوب یا سالک مدعی این معنی شود کہ او معرفت ذات باری تعالے بوجہے نموده کہ نفس محمدی بوے متقارن نبود این را محمول بر قصور معرفت وی نموده پس اکنون کہ ام موقع خدشہ خواہد بود آیا این تقریر بہتر است با اصرار واستبداد برین معنی کہ ذات پاک سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم واسطہ بمعنی حجاب است ؎

نہ گوئیم حال دل از حال من گو بے خبر باشد	بہ بے درد ان بیان درد دل درد دگر باشد

البتہ در مرتبہ سلوک کہ مرتبہ مبتدی است ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی واسطہ وحجاب می باشد در مرتبہ جذبہ ومعیت وظل ہرگز واسطہ باین معنی نے باشد بلکہ بوجہے میباشد کہ بر

توسط روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در جمیع مراتب ثابت است

اطلاق واسطہ بر وی نتوان شد چنانچہ مذکور شد این ہمہ شور وشغب از عدم فہم مراد حضرت مجدد علیہ الرحمہ است والا ہیچکس بہتر وبیشتر در معارف ازین سخن نتوان گفت حضرت خواجہ احرار کہ مظہر کلام ربانی وکاشف اسرار حقانی اند برین معنی تصریح کرده اند کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حجاب وپرده شہود سالک نیستند فقره حصول آنچہ مقصود است از خلقت انسانی جز بتجرید قلب از شواغل نیست در دل چیزے مانده اند اگر تصفیہ تجرید دل از ہر چہ است حاصل شود آنچہ ظاہر شود ہیچ چیز مقابل آن چیز نیست جز تجلی ذاتی ودرین تجلی فنا کلی از خود وہمہ حاصل شده شعور ش از کثرت خلقیہ بلکہ از کثرت صفاتیہ منقطع شده بلحق بہمین شود واگر خواہند کہ اورا چنان سازند کہ از و دیگران بہره مند شوند اورا رہائی از خود حاصل شود واورا قوتے از نزد خود حق سبحانہ بدہد بتعبیر ازین معنی بہ بقا بعد الفنا ووجود موہوبی حقانی کرده اند وبعضے قایل بآن شده اند کہ در وجود قلب احجاری باشد مثل حجر بہت وغیرآن تعبیر ازین حجر بہ نکتہ ذاتیہ فی القلب کرده اند بسبب حجب غلیظ ظاہر نمی شود وگفتہ اند این نکتہ ذاتیہ مثل مردم چشم است مثل ساعتے است کہ در روز جمعہ پنہان است وگفتہ اند اگر بر دوام ذکر وتلاوت اعمال خیر دل صافی ومزکی شود ومالہا ما یقابل سوی الحضرۃ الحق الذاتیۃ فینشر من ذلک الحجر نور من لحب التجلی فیسیر فیہ وابا الجسم فبہت العقل ذرة ویتیم ذلک النور المنفہوم من ذلک الحجر وشعشانہ ولا یظہر لہم تصریف وانحانتہ لا ظاہرة ولا باطنۃ ولہذا سمی الحجر البہت فاذا

سلہ شیخ محی الدین بن عربی در تحقیق این مسئلہ در کتاب فتوحات در باب ہفتاد وسیوم تحریر ے فرماید کہ اصحاب ایمان وعرفت سیر دو قسم اند یکے گروہے اند کہ مربوط کرده اند ہمت خود را برین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نیست مگر منبہ ومعلم طریق وصلت بجناب حق عزوجل وچون علم بدان حاصل آید واسطہ از راه برخیزد وتخلیہ می شود میان آنہا ومیان خدای تعالے پس آن گروه چون مسلک خود مسالک کنند بسوی خیرات نمی بینند پیش خود یا قدم واحد سے از مخلوقات وآنہا چون در آینہ در مجالس حق خطاب می کنند حق با آنہا بکلام الہی بغیر واسطہ زبان معین ودیگر گروہے است کہ تمسک کرده اند در نفوس خود دیگر نیست راه بسوے خدای تعالے مگر کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم واسطہ است وحاجب است پس اینہا مشاہده نمی کنند احدے را از خدای تعالے مگر کہ می بینند پیش خود قدم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم رابتبار ... بیکہ خدا اللہ تعالے مگر بزبان رسول وغیرہ او

أراد الله أن يبقي هذا العبد أرسل على قلبه سبحانه نكوت ما تحول بين النور المنفهق من تلك النكتة وبين القلب فينتشر النور إليها منعكساً وينشرح الأرواح و الجوارح وذلك هو التثبيت فبقي العبد شاهداً أمن وراء تلك السبحانة لبقاء الرسم وبقي المتجلي دائماً لا يزول أبداً من ذلك الحجاب ولهذا نقول كثيراً أن الحق ما تجلى لشيء قط ثم احتجب عنه بعد ذلك ولكن تختلف الصفات

انتهى این عبارت بغور ملاحظه فرموده شود که نفی تمام وسائط می نماید تا آنکه واسطه را هم می افکند بدان ارشدک الله تعالے که در کلام صوفیه صافیه ذکر مقاماتے وحالاتے که حجاب توسط را آبی است بیش از بیش واقع است استبعاد بسبب فقدان ذوق صحیح است در ہمچو مواقع لب انکار گشادن حریفان را در ورطه تحیر انداختن است ؎

میان من و تو چه جای میان است
میان من و تو میان در نگنجد

کتاب مستطاب تحقیقات حضرت خواجه محمد پارسا علیه الرحمه ازان مالا مال است چنانچه امورے چند درین محل بمعرض بیان در آورده مے شود ؎

چه خوش است از دو یک دل سر حرف باز کردن
سخن گذشته گفتن گله را دراز کردن

امر اول چون سالک محدثات و موجودات را در تحت اشعه انوار قدم زایل شده و در عین ذات احدیت مستهلک بیند ہمچنانچه حق بود و با وی ہیچ چیز غیرے و مقارن وجود نبود چنان مشاہده کند که حق موجود است و بس وحده لا شریک و سالک و سلوک الیه و سلوک و عشق و عاشق و معشوق بلکه ہر چه در عالم اسم غیریت بران اطلاق کند ہمه را عین ہویت الہیه داند که در مراتب مختلفه از جبروت و ملکوت و ملک در ہر صورتے ظہورے کرده و درین حالت حال سالک چنان باشد که ہر چه بیند حق بیند و چنان داند که حق است که خود بخود ناظر است در صورت ناظری و منظوری و ہر چه گوید و شنود چنان داند که حق است که گویاست بخود و شنواست از خود در صورت قایل و سامع و درین حال وجود بنده فی نفس الامر متحقق است ولیکن بینده که عبد است مغلوب تجلی نور ظہور حق است

وجود جز وجود حق مشاہده نمی کند و بمرتبه ارواح ہمه رسیده است که در جمال الله متحیر ناند **امر دوم** حسین بن علی علیه السلام را پرسیدند که عارف را کے مشاہده شود گفت که چون شاہد ظاہر گردد و شواہد فانی گردند و حواس نماند و اخلاص مضمحل شود یعنی شاہد حق ظاہر گردد و آن افعال و الطاف حق است که در ازل با تو کرده است از انواع نیکوئیها و کرامت با او معرفت و توحید و ایمان بدو که ترا بخشیده است رویت این نعمتہاے حق تعالے ترا در خود فانی گرداند از دیدن افعال و نیکوئیها و طاعت ہاے خود تا بسیاری از افعال و طاعت ہاے خود را اندک انچه ازان حضرت بود مستغرق یابی و انچه از او بود اندک نباشد و انچه از تو بود بسیار نبود اما شواہد انست که رویت خلق از تو ساقط شود یعنی نه ضرر از ایشان بینی نه نفع و نه ذم و نه مدح اما معنی ذہاب حواس انست که حواس در نور حق فانی گردد تا تو بنور حق بینی و شنوی و گوی چنانکه رسول میفرماید حکایة عن ربه فبي يسمع وبي يبصر وبي ينطق **امر سیوم** چون بحق سبحانه و تعالے نزدیک گردد و حق عزوعلا از مقام عزت به بنده نزدیک شود گویا در یک منزل جمع شده اند این را مقام منازله گویند **امر چہارم** ابن عطا گفت رحمه الله تصوف انست که حال خود را بحق تعالے فرو گذارد تا متصرف وے در حال خبر او تعالے بود **امر پنجم** جنید رحمة الله علیه را پرسیدند که التصوف چیست گفت تصوف پوسته سر است بحق سبحانه و تعالے و این معنی خبر بفناء النفس از اسباب و وسایط و قوت روح و قیام بحق دست دہد **امر ششم** ارباب احوال و اصحاب کمال اند که عقاید صافیه ایشان بنا بر اصول صحیحه است از کتاب و سنت و اجماع امت موید است بدلایل نقلیه و شواہد عقلیه و با این ہمه اہل ذوق و وجدان و کشف و عیان اند فقد اقبل سبحانه وتعالى عليهم بلطفه وجذبهم عز وجل اليه بعطفه

ط۱ بطور حکایت از پروردگار عالم از من مے شنود و از من مے نگرد و از من مے گوید ط۲ متوجه شد الله تعالے بایشان بمہربانی خود و کشید ایشان را بسوی خود بعنایت خویش یا بایشان مہربانی باری تعالی متوجه گردید پس قصد کردند ایشان به الله سبحانه و سیر کردند بسوی وے بدی گردانید ہمه ایشان را بسوی الله جلت عزا ایشان را بکرد

سبقت لهم منه الحسنى والزمهم كلمة التقوى فهموا عن الله سبحانه وسائرين
الى الله سبحانه واعرضوا عما سوى الله سبحانه فخرق الحجب انوارهم وجالت
العرش اسرارهم امر هفتم جمعیت دل چنان باید که غیر حق نه بیند و موجودات را کلی در
تحت اشعه ظهور انوار قدم ناچیز و مستهلک یابد و هرچه بیند حق بیند و چنان داند که حق است که
خود بخود ناظر است در صورت ناظری و منظوری و هرچه گوید و شنود چنان داند که حق است گویا
بخود و شنوا است از خود در صورت قایل و سامع بنده چنان مغلوب حق است در جمعیت
که چیزے جز وجود حقایق مشاهده نمی کند و بمرتبه ارواح همه رسیده چه ممکن است که حق سبحانه و
تعالی سلطنت محبت بر دل بنده چنان مستولی گرداند و بغلبه و افراط آن عقل و طبایع از حمل
آن عاجز گردند و امر وے از کسب وی ساقط شود که غیر را در مقام وی راه نبود همه حجابها و کمالها
در حضور وے بسته است و غیب از خود راهی است بحضوری با حق سبحانه والمتجلی له لا یشعر
بنفسه فضلاً عن غیره واختفاء الاغیار عند ظهور الحق فی نظر المتجلی له
کاختفاء الکواکب عند طلوع الشمس مع بقاء اعیانها واهل الله سبحانه قد
یجری علی السنتهم فی غلبات الاحوال انهم الحق ای انهم متحققون بالحق
فانون فیه من قال انا الحق فهو باحد لتاویلین اما ان یکون جاریا ذلک
علی لسانه فی معرض الحکایة عن الله تعالی فی سکر و غلبات حال و اما ان یکون
مستغرقا بالحق سبحانه حتی لا یکون فیه متسع لغیره واذا لم یحل فی القلب

۵۱ حضرت خواجه معین الدین رحمة الله علیه فرموده اند که شیخ
عثمان هارونی شمے فرموده که حق سبحانه را دوستانند که اگر یک ساعت در دنیا از محبوب واشند نابود گردند ۔ سفینة الاولیا

۵۲ شخصیکه بر تجلی گردد نفس خود را نه داند و غیر بے را که داند و غیر او ندروی انچنان مستواری گردد چنانکه ستارگان بوقت بر آمدن
آفتاب حالانکه ستارگان موجود باشند کاهی بر زبان اهل الله در غلبه احوال کلمه انا الحق جاری شود یعنی ایشان موجود اند بحق و فانی بوده
مسئله انا الحق را دو تاویل است یکی آنکه در سکر و غلبه حال بطور حکایت حق سبحانه جاری شده دیگر آنکه قایل چنان مستغرق و فانی بحق

الا جلال الله وجماله حتی صار مستغرقا به بصیر کانه هو لا انه هو تحقیقا
فیعبر عن هذه الحالة بالاتحاد علی سبیل التجوز ونعنی به الاستغراق و
علیه ینبغی ان یحمل کلام ابی یزید رحمه الله حیث قال انسلخت من نفسی کما تنسلخ
الحیة من جلدها فنظرت فاذا انا هو ویکون معناه انسلخت من نفسی انه
من ینسلخ من شهوات نفسه وهواها وهمها فلا یبقی فیه متسع لغیر الله
سبحانه ولا یکون له هم سوی الله سبحانه واذا لم یحل فی القلب الا جلال
الله سبحانه وجماله حتی صار مستغرقا به بصیر کانه هو لا انه هو تحقیقا فیعبر
اذا دبالنور عن المنور مجازا وفرق بین قولنا کانه هو وبین قولنا هو هو ولکن
قد یعبر بقولنا هو هو عن قولنا کانه هو کما ان الشاعر تارة
یقول کان من اهوی وتارة یقول انا من اهوی ومن اهوی انا وهذه مزلة الاقدام فان
من لیس له قدم راسخ فی المعقولات ربما لم یتمیز له احدهما عن الاخر فینظر الی کمال
ذاته وقد یتزین بما تلألأ فیه من حلیة الحق سبحانه فیظن انه هو الحق سبحانه وقد
غالط غلط النصاری حیث رأوا ذلک فی ذات عیسی علیه السلام فرأوا اشراق نور
الله سبحانه قد تلألأ فیه فغلطوا فیه کمن یری کوکبا فی مرآة او فی ماء فیظن ان
الکوکب فی المرآة او فی الماء فیمد الیه الید لیأخذه وهو مغرور به والصبی اذا رأی انسانا
فی المرآة ظن ان الانسان فی المرآة فکذلک القلب خال عن الصور فی نفسه
وعن الهیات والماهیة قبول معانی الهیات والصور والحقائق فیما یحل
القلب یکون کالمتحد به لا انه متحد به تحقیقا اعلم انه لا یجوز فی طور الولایة
ان یظهر من العبد ما یقصر العقول باستحالته نعم یجوز ان یظهر فی
طور الولایة ما یقصر العقل عنه بمعنی انه لا یدرک بمجرد العقل فانه
امر عیانی رای المتجلی له فی ذاته عند تجلیه سبحانه بذاته فیفنی تارة ویبقی اخری

یعنی چون در حق نیست شوند کمالات ذاتی که از حق در وے سرایت کرده بحق راجع میشود و باز چون
وجود حقانی او را ارزانی می کنند ان همه باز بوے عود می کند این بود مقام اهل خصوص و من
لا یُفرِّقُ بین ما یحیلهُ العقل و بین ما لا ینالهُ العقلُ فهو اخسُّ من ان یخاطب
بما فیترک و جهلهُ و کلمات الصوفیة بناء علی مشاهدات الفتح لهم فی طور الولایة و مجهاد العقل
اقتصر عن درکه ذالک امر هشتم ابو یزید رحمة الله علیه گفت عالم کسے است که علم از خداوند خود
بگیرد هر وقت که خواهد بے خط روایت و درس کتاب وَهٰذا هُوَ العالِمُ الرَّبانی و الیه اشاره
لا سنارة وَ اٰتَیْنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا مع ان کلَّ علمٍ من لدُنه و لکن بعضها بواسطة تعلیم
الخلائق فلا یسمّٰی ذالک علمًا لَّدُنِّیًّا ٭ و علم لدنی علمے بود که اهل قرب را بتعلیم
الٰهی و تفهیم ربانی بے واسطه معلوم و مفهوم گردد و آن علم را بمعرفت ذات و صفات حضرت عزت
تعلق باشد آن علم را حق سبحانه تعالیٰ در عالم غیب در دل ایشان انداز و آن علم شهادت
و جد و ذوق بود نه بدلالت عقل و نقل و این در وقتے باشد که نور حقیقت ظهور کند و سبا غفرال
گرد و بے حجاب صفات بشریت لوح دل از نقوش علوم روحانی و عقلی و سمعی و حسی بکلی صاف
شده باشد و بنده از وجود بشریت بیرون آمده و از لدن خویش بلدن حضرت حق سبحانه تعالیٰ
رسیده از ان صفت در معرفت ذات و صفات او جل ذکره ادراک معانی و فهم کلمات لو انّهٗ
امر لهم قال حجة الاسلام نبوت و ولایت یکی از درجات دل آدمیست و حاصل آن سه خاصیت است
یکے آنکه عموماً خلق را بخواب چیزہا کشف افتد یعنی ظاهر نموده شود و وے را در بیداری کشف
افتد دوم آنکه نفس عموم خلق بجز در تن ایشان اثر نکند نفس وی را جائیکه خارج تن وی است اثر
کند بر طریقے که صلاح خلق دران باشد و فسادی نه بود سوم عموم خلق را آنچه از تعلیم حاصل
شود او را بے تعلیم از باطن خویش حاصل شود هر کس که این سه خاصیت را جامع شود وی از
پیغمبران بزرگ بود و اگر یکے بود و از ین هر سه یکدر جا و را از نبوت یا ولایت حاصل بود و در غیر نبی هر کس
را آن سه درجه حاصل بود از اولیاء بزرگ بود و در هر یکے ازین درجات تفاوت بسیار

است کسی باشد که وے را از هر یکے اندکی بود و کسے بود که از هر یک بسیار بود و کمال این درجه
بتمامی رسول ما را بوده است صلے الله علیه وآله وسلم و در ایشان از هر سه بکمال بوده طائفه از اولیا
چنانند که ذات و هستی خود را از خود نه بینند بلکه خودی خود را از خود نه بینند این طائفه را نه ذات
بود و نه صفت و نه فعل و نه حال و نه مقام و نه اثر در هر دو عالم خبرے ندارند و این وصف کہیچ
ندارند هم ندارند صحو در محو ایشان داشت یعنی افعال ایشان را افعال حق نیست شده و محق
فی محق یعنی صفات ایشان در صفات حق نیست شده و طمس فی طمس یعنی هستی ایشان در
هستی حق نیست شده و هماناکه اَلْفَقْرُ فَخْرِی که خواجه علیه السلام فرموده اشارت بدین فقر
است و این فقر است که صوفیه دگران هیچ مقام ثبوت نکرده اند و صاحب این فقر را در دو کون
هیچکس نشناسد بجز حق سبحانه چه خداوند سبحانه غیور است اولیا خود را از نظر اغیار مستور دارد
تا غایتے که از نظر خود شان نیز مستور دارد اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری بیان حال
ایشان است و کیسے الشخص الهیا الا ان یکون ما اخذ العلوم الا عن الله سبحانه
من الفتوح و المکاشفة بالحق ٭ گفته اند که بنا و این کار بر نفس می باید نهاد و نفس
عبارت است از دوام حال مشاهده و تواتر و تعاقب امدادان که حیات قلب اهل محبت بدان
مربوط است بر مثال تواتر و تعاقب انفاس است که بقا و حیات قالب بدان مشروط است
چنانکه اگر ساعتے مدد انفاس جدیده و اثر ترویح ان از صورت قلب منقطع شود از شدت حرارت
غریزی دل سوخته گردد و مرد هلاک شود اگر لحظه و لمحه مدد شهود از حقیقت قلب مشتاق منقطع گردد
از شدت تعطش و حدت شوق بسوزد و قالوا افضل الاعمال حفظ الانفاس مع الله سبحانه
حجاب ها همه از بندگان است و گرنه حق تعالے منزه است از حجاب و هیچ چیز حجاب حق تعالی
نتواند شد آنچه نورانی بود بروحانیت تعلق دارد و آنچه ظلمانی بود به نفس تعلق دارد امر دوم
اصل در محبت نا دیدن و نا شنودن بود که محب غیر دوست نه بیند و از غیر دوست نشنود

	از هستی مرده ام الحمد لله		بجانان زنده ام الحمد لله	

ز فضل و رحمت و توفیق یزدان — بدوره برده ام الحمد لله
ز جام مصطفی شرب الهی — مصفا خورده ام الحمد لله
تولایم بمحبوب است و از خود — تبرا کرده ام الحمد لله
درخت وصل را در باغ وصلش — ببار آورده ام الحمد لله
ندارم پرده با معشوق و از خلق — اگر در پرده ام الحمد لله
ز قاسم پرده در پیش دل بود — فنا شد پرده ام الحمد لله

اگر همه اش مسلم داریم پس شنیدنی است که هرگاه باعتراف حضرت معترض مشایخ در توسط و عدم توسط اختلاف میدارند پس درین مسئله کلام حضرت مجدد محل اعتراض نماند ه

آرزو دارم که پرسم از تو بعد از آشتی — بی سبب از خالص بیچاره رنجیدن چه بود

باقی ماند این معنی که اکنون صرف اعتراض بدعوی شرکت و همسری وغیره است این محمول است بر عدم اطلاع بر معانی این الفاظ کما قال فصلنا ها فاهجرهم الیهم حتی یاتیک الیقین

[illegible]

سعدیا این همه فریاد تو بی چیزی نیست — آتشی هست که دود از سر آن می آید

قال مخفی نماند که توسط آنحضرت در شهود و وصل موجب عظمت و جلالت و سبق و تقدم او است در درگاه عزت و عدم توسط بسبب تاخیر و سقوط و قصور حاصل حکایت عدم توسط آن راجع می گردد که سالک همیشه خادمانه همراه آنحضرت بتبعیت و طفیلی میرفت و اقتباس انوار از وی میکرد چون بقرب درگاه رسید بیشتر رفت و درون در آمد و آن حضرت را پس انداخت و بیرون در گذشت و از میان ساقط گردانید و خود در مجلس درآمد و بر منصه قرب و وصال به نشست و کامران شد و می گوید که من و تو برابریم من هم بنده و تو هم بنده و ترا توسطی در میان من و خدا نماند اگرچه در اصل بنده تابع تو و خادم تو بودیم و بواسطه تو رسیدیم الآن تو هیچ عمل و توسط نداری اقول همین خیال حضرت شیخ رحمه الله را آنشان گشتان پیر سر انگاره آورده بنای این خیال تغلیط است میان معنی توسط بالا بیان شده است که توسط آن سرور کائنات علیه و علی

آله الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود معنی اول آنست که او صلی الله تعالی علیه و علی آله وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک بطفیل او و توسط تبعیت و متابعت او علیه و علی آله الصلوات والسلام بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کاین است چون فرقی را که میان هر دو توسط است از دست دادند صورت تخیله که مذکور شد پدید آمد مثال توسط بمعنی اول آنست که وزیر شخصی را پیش بادشاهی حاضر آرد و بادشاه بذریعه وزیر از وی کشف حال نماید داد و هرچه گوید وزیر خدمت شاه رساند مثال توسط بمعنی ثانی این است که برحال یکی از مقربان وزیر سلطان را اطلاع باشد پس بایں وجه که او مقرب وزیر است سلطان را هم بروی توجهی حاصل است سلطان هیچ وقت آن مقرب وزیر را پیش خود طلب داده و بروی التفات فرماید این هیچ رحمت حاصل شود مگر شخصی را که به نفسی درجه متابع باشد اگرچه این معنی خود ظاهر است مگر چون در چشم ظاهر بینان خفای داشت شبه را بیان فرموده دفع ساخت چنانچه میفرمایند که گفته نه شود که این عدم توسط اگرچه بیک معنی بود قصوری بجناب حضرت خاتمه علیه و علی آله الصلوة والتحیة لازم می آید گوییم که این عدم توسط مستلزم کمال آنجناب است علی صاحبها الصلوة والسلام نه مستلزم قصور در وجود توسط است زیرا که کمال متبوع آن است که تابع او بطفیل و تبعیت او بجمیع درجات کمال رسد و هیچ دقیقه فرو نگذارد و این معنی در عدم توسط کاین است نه در وجود توسط که آنجا شهود بی پرده است که اقصای درجات کمال است و آنجا در پرده پس کمال در عدم توسط بود و قصور در توسط انتهی پیش ما مردم این افاده از قبیل بدیهیات است از تخییل محض و از قضایای شعریه قرار دادن تحکم محض است و واضح باد که پیش ازین چند بار معنی توسط گذارش نموده ام پس بار بار ضرورت باعاده آن نبود ه

یا بخت من طریق مروت فرو گذاشت — یا او بشاهراه طریقت گذر نکرد
گفتم مگر بگریه دلش مهربان کنم — در سنگ لاخ قطره باران اثر نکرد

مع هذا این مسئله را بخیری توضیح بر نگاریم ملاحظه فرموده شود و وصول باین مقام عالی صورت

دارد و حقیقتے صورتش ہمینست کہ سالک از جہت کثرت اشتغال بذکر مستغرق در ذکر شدہ ہستی او وغیر او از شعور سالک پوشیدہ شود و این پوشیدہ شدن را در اصطلاح قوم عدم میگویند بسبب این عدم ہستی مذکور ظہور میکند کہ سالک شاہد و ست ہمین ہستی مذکور را وجود عدم میگویند در اصطلاح قوم در ہمین ہستی است کہ گفتہ اند وجود عدم احتمال دارد کہ بوجود بشریت عود کند چراکہ وجود بشری سالک از نظر دل سالک پوشیدہ شدہ بود از جہت استغراق او در ذکر و نہ زایل شد معنی علیہ و احتمال دارد کہ از سالک تقصیری واقع شود کہ از استغراقش باز ماند کہ ساتر وجود بشرے او بود و وجود بشرے او ظاہر شود و وجود مذکور عود کند اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ هٰذَا وگفتہ اند وجود فنا احتمال عود ندارد و سرش ہمینست کہ فنا مربوط است بکشف حقایق اشیا کہ درین آیہ کریمہ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا الآیۃ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا و در حدیث شریف اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ و تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ اشارت است برین معنی بلکہ جمیع قرآن دلالت برنفی وجود می کند و این فنا کہ عبارت از کشف حقایق است موہبت محض است وگفتہ اند کہ مرشد را ہیچ مدخل نیست و اما مرتبہ عدم بتعلیم مرشد حاصل میشود و صورت تخیلی این معنی اینکہ وجود عالم ظل حقیقت محمدی است ہمینست کہ سالک بذوق کشف میکند کہ این وجود او ظل مضغہ است و مضغہ ظل علقہ است و علقہ ظل نطفہ است و نطفہ ظل طعام حتی بحقیقت محمدی میرسانند و جمیع عالم دران حقیقت مضمحل میشود و کشف علم مخلوق تا اینجا است و ہمین حقیقت مثل نور منبسط منکشف میشود کہ محیط ہمگی عالم است و نہایت مقام ولایت خاصہ است و علم باسد ایشان علم حضوری است کہ در ولایت عامہ علم حصولی بود و این ہمہ مراتب جذوب است و ازین مقام نیز ترقی واقع شود و معلوم میشود کہ این ہم وجود ظلیست حقیقی سیرش بمراتب وجوب می انجامد تعبیر ازین مراتب بسی مشکل است و مشتے نمونہ از انبار شود و اگر تقصیر در تقریر افتد حق تعالی ببخشد و مرتبہ اول معلومات ربانی است منقسم بمراتب اسما و صفات است این را قوم عالم تاتبہ و مرتبہ احدیت گویند و این مراتب اصول مراتب صفات و شئونات

منشار این اصول اسم العلیم است کہ حقیقت محمدی است در مراتب اسما و مربی حقیقت مخلوقی او صلے اللہ علیہ وسلم و این مراتب وجوب در مرتبہ غیب الغیب است و مکشوف ہیچ احدے نمیشود چراکہ این مندمج در اسم العلیم است و اسم العلیم مندمج در صفت علم است و صفت علم مندمج در ذات است و معلوم است کہ ذات مدرک کسے نیست لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ نص قاطع است سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ خبر صحیح و این ہمہ گفتگوے ذوق است مثال ہمین را کشف میگویند شمار انید و سالک را اگرچہ وجود صوفی او مضمحل شدہ است از ذوق او ولیکن اصل او در مراتب وجوب است کہ علم حق است و چیزے کہ اصل او در مرتبہ علم باشد ہیچ معدوم نمیشود ولیکن از صفتے بصفتے متبدل میگردد و فنا اتم حاصل نیست و اگرچہ این فنا اتم نصیب انبیا است و خصوصا سید انبیا علیہم السلام ولیکن امت را بالطفیل و تبعیت بہرہ ہست و ازینجا ہم ترقی واقع شود و اند کہ این مرتبہ ہم ظل صفت علم است کہ در اصطلاح قوم علم ظلی و مرتبہ حدوث و حقیقت محمدی گفتہ اند گویا ہمینست نسبت ولایت انبیا علیہم السلام کہ ولایت خاص الخواص و درینجا علم باسد ایشان بحضور علم است ہچنانکہ در ولایت خاصہ بعلم حضوری بود و ازینجا ہم ترقی نماید و داند کہ این مرتبہ نیز ظل است و داند کہ اصل ہمہ ذات است و جمیع مراتب بمراتب ظل این مرتبہ بودہ اند مضمحل و مستہلک شدہ در ذات لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ از آثار چیزے نماند و گویا لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ عبارت از ہمین مقام باشد ؎

چشمم ہمہ اشک گشت و چشمم گریست	در عشق تو بے چشم ہمی باید زیست
از من اثرے نماند این عشق از چیست	بس من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

و این است فنای اتم کہ امت را بالطفیل پیغمبران بہرہ و حظ وافر ہست ہر کدام را بقدر تبعیت و معلوم شد کہ در فنا زوال وجود بشری سالک است از علم سالک بجای وجود بشری او وجود حقانی آمدہ است و مراد از وجود فنا ہمین وجود حقانیست و این وجود حقانی احتمال عود بوجود بشری ندارد چگونہ احتمال داشتہ باشد کہ حقیقت خود را دانست سالک کہ او ظل

بیش بنوده است وحق را بحق دارد و فارغ شد از دعوی بمعنی واین فانی مثل مجنون نسبت
واین است معنی ثنا و صلواتی که از بنده صادر میشود وحقیقت ثنا علم او تعالی بجمیع کمالات
او کما هو هو است وحقیقت صلوة تفصیل صفات اوست تعالی بذات او کما هو هو لا احصی[له]
ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک وقف یا محمد ان ربک یصلی اشارت باین
باشد وگویا این است نسبت مرتبه نبوت واین معنی بجز حضور در حضور و حضور بحت اچیز دیگر
تعبیر نتوان کردن واین است معنی کلام بزرگان که گفته اند از حقیقت محمدی عبور شده و یا
از مراتب وجوب گذرانیده و یا حقیقت محمدی حایل و پرده شهود نیست نه آن خیالات فاسد
که بواسطه تو رسیدم تو از میان رفتی و حالا من و تو برابر شدم و میان من و تو فرق نیست
تو هم بنده و من هم بنده وغیره وغیره بلکه این همه مبنی است بر عدم خدمت علم تصوف پیران
و خواجگان نقشبندیه علیهم الرضوان که این معنی از وظایف ایشان است ؎

با من بودی منت نمیدانستم	یا من بودی منت نمیدانستم	رفتم چو من از میان ترا دانستم	تا من بودی ترا نمی دانستم

قال قوله و از ینجاست که آن سرور فرموده است علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
این را بران نکته چه متفرع و مترتب ساخته اند از بیان سابق خود لازم آید که فرمایند علماء[۱]
امتی کانا زیرا که شما ایشان را قصے درجات کمال ثابت گردانیده بودید و در تمامه کمالات شریک
آن گردانیده اید این خود بالاتر از مرتبه انبیاء بنی اسرائیل است زیرا که هیچ یکے از ایشان شریک
آن حضرت صلی الله علیه وسلم در تمامه کمالات نیست و حق آنست که مرتبه علماء امت به مرتبه
انبیا نمی رسد و تشبیه باعتبار خلافت و نیابت در تبلیغ احکام و شرایع است چنانچه انبیاء بنی
اسرائیل تابع توریت بودند و بعد موسی علیه السلام تبلیغ احکام ان مے کردند نه در قدر و
مرتبه و نزدیک محدثین این حدیث بصحت نرسیده است و حدیث العلماء ورثة[۲]

[۱] بنده نمی کنم ثنای تو مرد تو شایان آن چنانکه ثنای خود کرده و ایستادہ ای محمد خدای تو نماز می گذارد ۱۲ [۲]
علمای امت من مثل انبیاء بنی اسرائیل بوده اند ۱۲ [۳] علمای امت من مثل من ۱۲

الانبیاء[۱] صحیح است عجب که اینجا بصرف انظاهر فار کتاب خلاف آن راضی شده اید
اقول این کلام از سر تا سر مخدوش است اما اولا پس[۲] وجه تفریع بنهایت ظاهر است چون
شرکت دولت از تبعیت است و علماء است به تبعیت مثل انبیاء بنی اسرائیل باشند فرموده
از اینجاست که فرموده انحو انا تانیا پس انتساب دعوی شرکت تمامی کمالات با سرور عالم صلی الله
علیه وسلم فترا محض است اما ثالثا پس از کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه یالتہ نمی شود که تشبیه
در قدر و مرتبه است اگر این چنین هم باشد محذورے نیست چه تشبیه مقتضی مساوات در
مایه التشبیه نیست در فتوحات مکیه در وصایا مذکور است علیک یا اباهریرة بطریق اقوام
اذا فزع الناس لم یفزعوا واذا طلب الناس الامان من النار لم یخافوا قال
ابو هریرة من هم یا رسول الله حلهم وصفهم لی حتی اعرفهم قال قوم من امتی
فی اخر الزمان یحشرون یوم القیمة محشر الانبیاء اذا نظر الیهم الناس ظنوا انهم
انبیاء مما یرون من حالهم حتی اعرفهم انا فاقول امتی امتی فتعرف الخلائق انهم
لیسوا الانبیاء فیمرون مثل البرق والریح تغشی الابصار اهل الجمع من انوارهم
فقلت یا رسول الله مرلی بمثل عملهم لعلی الحق بهم فقال یا اباهریرة
رکب القوم طریقا صعبا لحقوا بدرجة الانبیاء الحدیث
اما رابعا پس ملا علی قاری در موضوعات کبیر میطراز و حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
قال الدمیری والعسقلانی لا اصل له وکذا قال الزرکشی وسکت عنه السیوطی

[۱] علما وارث انبیاء بوده اند ۱۲ [۲] ای اباهریره لازم گیر طریقه قومی را که بترسند یکه فریاد خواهند قوم ایشان فریاد نخواهند
در هنگامه مردمان امان خواهند از آتش ایشان نترسند گفت ابوهریره ایشان کیستند یا رسول الله وصف ایشان بیان کن تا بشناسم
ایشان را فرمود ایشان قومی اند از امت من در آخر زمان که بروز قیامت در حشر انبیاء مبعوث شوند هرگاه مردم ایشان را
بینند از حالت ایشان گمان برند که ایشان انبیاء اند تا من ایشان را بشناسم و امتی امتی گویم پس خلایق بدانند که ایشان انبیاء نیستند
ایشان مثل برق و باد بگذرند که انوار ایشان چشمهای مردم را خیره شود گفت ابوهریره یا رسول الله مرا بمثل عمل ایشان فرما تا ملحق شوم

واما حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فروی الاربعۃ عن ابی الدرداء و حافظ سخاوی مقاصد حسنہ[۱]
نے نگار وقال شیخنا یعنی الحافظ ابن حجر و الذهبی و الزرکشی انہ لا اصل لہ زاد
بعضهم ولا یعرف فی کتاب معتبر وقد مضی فی اکرموا حملۃ القران کاد حملۃ
القران ان یکونوا الانبیاء الا انهم لا یوحی الیهم ولابی نعیم فی فضل العالم العفیف
بسند ضعیف عن ابن عباس رضہ اقرب الناس من درجۃ النبوۃ اهل العلم والجهاد
هرگاه میان حفاظ و انبیاء علیهم السلام همین فرقی باشد که بر حفاظ وحی نازل نشود و انبیاء
مهبط انوار وحی باشند و اهل علم از درجہ نبوت قریب تر باشند پس در صحت معنی این حدیث
ریبی نیست از همین جا است که صوفیہ کبار این را نقل کنند چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی
قدس سره در باب چارم از فتوحات مکیہ می فرماید وقد ورد[۲] الخبر عن النبی صلی اللّٰه
علیہ وسلم علماء هذه الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل یعنی فی المنزلۃ التی اشرنا الیها
فان انبیاء بنی اسرائیل کانت تحفظ علیهم شرائع رسلهم وتقوم بها فیهم
وکذلک علماء هذه الامۃ وائمتها یحفظون علینا احکام رسولها صلی اللّٰه
علیہ وسلم کعلماء الصحابۃ ومن نزل عنهم من التابعین کالثوری وابن عیینہ
وابن سیرین والحسن ومالک وابن ابی رباح وابی حنیفۃ ومن نزل عنهم

[۱] المقاصد الحسنۃ فی کثیر من الاحادیث المشهورۃ علی الالسنۃ از شیخ ابی عبداللّٰه سخاوی متوفی سنہ ... [۲] گفت شیخ
من حافظ ابن حجر و ذهبی و زرکشی این را اصل نیست و بعضی گفته اند که در کتاب معتبر نیست و گذشت در حدیث تعظیم کنید حفاظ
را که قریب درجہ نبوت اند مگر آنکه بر ایشان وحی نازل نمی شود و ابی نعیم در فضل عالم پارسا از ابن عباس مرفوعا روایت کرده
که قریب تر از مردمان در درجہ نبوت اهل علم و جهاد بوده اند ۱۲ [۲] و از رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم مروی است که علماء این امت
مثل انبیاء بنی اسرائیل اند یعنی در مرتبہ که بآن اشاره کردیم انبیاء بنی اسرائیل شرائع پیغمبران خود را حفظ می داشتند و دین
ایشان قایم بود همچنین است علماء این امت که احکام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم را حافظ بودند مثل علماء صحابہ و آنکه
بعد صحابہ اند از تابعین مثل ثوری و ابن عیینہ و ابن سیرین و حسن و مالک و ابن ابی رباح و ابی حنیفہ و آنچہ بعد ایشان اند

کالشافعی و ابن حنبل ومن جری مجری هولاء الی هلم جرا فی حفظ الاحکام اما خامسا
پس از تقریر بالا ظاهر شد که در مجاز بیهار صرف در ظاهر با رتکاب خلاف ظاهر نسبت فعلی
للمعترض الاثبات قال فرزندی شیخ نور الحق میگفت که بکبار گفته اند ایشان فی الجمهور الولایۃ افضل من النبوۃ مذکور
شد فرمودند هر چند توجیهات و تاویلات راست و درست دارد اما موهم خلاف حق است بنا بر این گفت
این تناقض هست تناقض نیست در کلام ایشان بسیار است با الجملہ در عقائد اهل سنت و جماعت مقرر شده است
بر جبین نی رسیده اقول در تسلیم این نقل ازین وجه تامل یا واقع است که در مقدمہ آنچه مسلک
حضرت مجدد رحمۃ اللّٰه علیہ مذکور شده ازان ظاهر است که این کلام از سکریات است و فی نفسہ
صحیح نیست اگر تسلیم کنم پس تناقض را تسلیم نمی کنم زیرا که بعض تاویلات که در مقدمہ مذکور
شد ازان سخن راست و درست می نماید اگر چه موهم خلاف حق است این چه تناقض است در
کلام حضرت مجدد رحمۃ اللّٰه علیہ تناقض واقع نیست و اگر تناقض بلحاظ مقامات متبادر گردد آن
فی نفسہ تناقض نخواهد بود قال و قولکم در حدیث آمده که بنده چون به نماز داخل میشود و
حجابیکه در میان بنده و خدا است مرتفع می گردد انتهی لهذا صلوۃ معراج مومن آمده و حظ وافر
ازان نصیب منتهی واصل گشت چه رفع حجاب مخصوص به واصل منتهی است پس ارتفاع حیلولت
و توسط ثابت گشت انتهی این خود صحیح است و لیکن ایشان نمی بینند که در تشهد که آخر وقت
اداء نماز است بوقت اکملیت و اتمیت شهود است می گوید السلام علیک ایها النبی
و بعد از وصول باتم و اکمل مستغنی و فارغ نه نشیند از توسط به جمال و کمال آنحضرت و نیاز و
تسلیم و توجه بدرگاه وی پس هنوز توسط و توسل مرتفع نگردیده است و این حجاب که در وقت
نماز مرتفع میشود حجابها است که بنده بدان از مقام قرب و حضور دور افتد نه حیلولت و توسط
حقیقت محمدی که وی باخدا است دائم اقول الحمد للّٰه که حضرت معترض اعتراف این معنی
نمودند که در نماز حجاب مرتفع می گردد و درین هیچ شبهه نیست که مصلی کامل در وقت اداء نماز
گویا از دنیا که از دولت قربت قلیل النصیب است اگر نصیب حاده قرب ظلی دارد می بر آید و به حضرت

که موطن قرب اصلی است می پیوندد و وصلتی که بآن نشاء مربوط است مناسبت آن فرامی گیرد و متعطشان بوادی حیرت و فراق درین نشاء از سرچشمه زلال نماز مانوس و سیراب اند و متولیان بیدای کبریائی و جلال امروز در سراپردهٔ محفل عروسی او مدهوش بوی وصال رسول الله صلی الله علیه وسلم فرموده است اِذَا اَقَامَ الْعَبْدُ فِی الصَّلٰوةِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَکُشِفَتِ الْحُجُبُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ رَبِّهٖ وَاسْتَقْبَلَتْهُ الْحُوْرُ الْعِیْنُ مَا لَمْ یَتَمَخَّطْ پس حجب و استار که میان عبد و معبود است مرتفع گردد و جلوهٔ قرب پیدا آید و تشهد حکایت معراجیه است در صلوة که معراج مومن است این را حجاب نباید گفت ظاهر است که اول بنده بمقام قرب رسید و ثنا گفت بسلطان حقیقی بکلمه التحیات لله الی آخره و التفات بمقربان درگاه کرده گفت السلام علیک ایها النبی این مقام گویا مقام ثم دنا فتدلی است بنده ازین مقام ترقی کرده بکلمه السلام علینا الخ طلب اجازت عرض حال کرده میگوید اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ یعنی نیست موجود و فاعل و معبود اِلَّا اللّٰهُ یعنی بجز ذات تو و اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی محمد صلی الله علیه وسلم که بندهٔ تو و رسول و فرستادهٔ تست و وسیلهٔ ماست که بنده نوازی کرده فرستادهٔ از برای هدایت ماندگان بی راه و دور از قرب و ادای حق خدمت بجای آورده ماندگان دور مانده را بتو رسانید و او را باما حق است و ادای حق گذاری او هم برماست که چرا که بنده مالک چیزی نیست گویا گفت اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الی آخره و این مرتبه گویا مثل مقام قاب قوسین است و اگر این معنی بذوق معلوم نیست بالفاظ رجوع بکنید که بچه معنی موضوع اند و اسرار وضع چیست شیخ معترض در رساله تحصیل البرکات بعض اقوال منافی توسط نگاشته چنانچه می نگارد که چون ورود این کلمه در اصل یعنی در شب معراج بصیغه خطاب بود دیگر تغیرش نداد و بعد وفات سرور عالم صلعم صحابه می گفتند اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ نه به لفظ خطاب انتهی و ظاهر است که این تقریر منافی این مقام است آنچه گفته شد که توسط و توسل مرتفع نگشت این چه اعتراض است چرا گفته نشود که تشریع نماز به توسط سرور انبیاء علیه الصلوة والسلام توسط را معنی توسل گفته این نتیجه پیدا کرد اگر هیچ نیست که حیلولت حقیقت محمدی با خدا دایم است چرا توسط را دخل حجاب نمکنند چنانکه عینک که این حجاب

نیست و متوسط است و چرا حقیقت محمدیه را حقیقة الحقایق نگویند فافهم و تذکر قال انکه نوشته اند که رویت اخروی بی توسط و حیلولت احدی خواهد بود بی موقع است زیرا که سخن در رویت و شهود دنیاوی است و این بی پرده نمی باشد لااقل پردهٔ صفات در میان است که حقیقت رویت اخروی نیز بی پرده صفات نخواهد بود و صفات حق منفک از ذات نیست و بنابر عرف است که دیدن ذات را با صفات در عرف دیدن ذات میگویند کسیکه زید را می بیند با چندین صفات از طول و عرض و لون و شکل و غیر آن میگوید زید را دید هیچ کس نگفته است که در آخرت ذات مجرد از صفات را خواهند دید پس اگر روح محمد صلی الله علیه وسلم که با ذات حکم صفات دارد نیز باشد چه مانع است اقول برین کلام نقض تفصیلی وارد می شود صفات امر معنوی است که قایم بذات است پس چگونه حایل ذات باشد در رویت بصری آری در رویت قلبی جایز است چرا که بدل آن

صفات ذات مطلق در تعقل نمی آید ه

فهم سخن تا نه کند مستمع	قوت طبع از متکلم مجو

و آثار صفات که ظهور او در خارج ذات است و خارج از مراتب صفات است می تواند که حایل رویت بصری شود و در آخرت این حایل نباشد تا مزیت لازم آید و فرق شود و آن جماعتی که به احاطهٔ ذاتی بی کیفی قایل اند گویا رویت بصری در پرده را در دنیا قایل اند چنانکه شیخ عبدالله بلیانی قدس الله سره گفته ه

تا حق بدو چشم سر نه بینم هر دم	از پای طلب می ننشینم هر دم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید	آن ایشانند من چنینم هر دم

و بر تقدیر تسلیم می گوییم که کلام در ضرورت و عدم ضرورت توسط است عام از نیکه دنیاوی باشد یا اخروی و هرگاه دیدن ذات را با صفات در عرف دیدن ذات گویند و بر توسط صفات نظر نمی افتد و صفات را توسط نمی گویند پس اگر رویت اخروی را که تجلی بصفات باشد بی توسط گو گویند تا آن هیچگونه محذور لازم نیاید و در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه این معنی مذکور نیست که

در آخرت ذات بحت مجرد از صفات را خواهند دید این معنی مبنی بر فهم معترض است آنکه در صورت
اگر روح محمد صلی الله علیه وسلم که با ذات حکم صفات دارد نیز باشد هیچ مانع نیست بلکه اگر عبارتیکه
پیش این حضرت معترض از حضرت مجدد رحمة الله علیه نقل فرموده اند بغور ملاحظه فرموده شود از ان واضح شده است که
معین عبارت منقول این است که حضرت مجدد رحمة الله علیه روح محمدی را حجاب میگویند و حضرت معترض
بحجاب علیٰ و پرده تعبیر می نمایند پس آنچه رعایت اداب در کلام حضرت مجدد رحمه الله بوده است بوی
از ان از کلام معترض بمشام نمیرسد قال قولکم این معرفت از خواص معارف لدنیه این فقیر است
که حق سبحانه و تعالی بمحض فضل وکرم آن را عطا نموده بحقیقت آن متحقق ساخته است و این معرفت
شارحست با آنچه گفته اند که عدم توسط موجب کمال است و توسط موجب نقصان که آنجا شهود بے پرده
است و اینجا در پرده و این کمال تابع است و گفته اند که کمال و شوکت و عظمت مخدوم متبوع است که
تابع و خادم او بجای رسیده که او آنجا رسیده است و بتبعیت او شریک دولت او شده سبحان الله
این چه تمثیل و توهم است و سرور و ابتهاج است و در لوازم این سخن نمی نگرند که چها است استخفاف
رسول خدا است از میان دعوی مساوات مادی ترجیح اولیا بر انبیا علی نبینا و علیهم السلام
چنانچه تقریر آن گذشت حاجت به تکرار نیست اما همین یک سخن باز تکرار کرده میشود که واسطه
کرا میگویند و کرا مے خواهند محمد رسول الله را مے خواهند که محبوب رب العالمین و مقصود دنیا
و دین است و آنحضرت را پرده میگویند و حجاب نام می نهند زہے سعادت آن عارف و کمال
آن مشاهده که حق را در مرات محمدی مشاهده کنند جانها فدای عشق این پرده باد سبحان الله این
نقصان است کدام کمال بالاتر ازین باشد که جمال محمد صلی الله علیه وسلم و کمال حق هر دو
مشهود شود و منظور گردد محمد صلی الله علیه وسلم را حق برای ان آفریده است که در آئینه جمال
و کمال وے قدس ذات را مشاهده کنند و در خلوت خانه حقیقت وی در آمده با ذات و صفات
حق مواصلت نمایند که هرچه هست در آنجا هست گفته اند قال بعض العارفین [illegible] اشغله الله
[illegible] که دور باید کرد پردهای ظلمانی و روحانی و نفسی

وا فاقی است که حجاب مقصود و پرده مشهود شوند نه آنکه ذات محمد صلی الله علیه وسلم را پرده گویند و از
میان ساقط گردانند و چیزها گویند که نباید گفت این قضیه انشاء الله تعالی در روز حشر مشخص گردد
بلکه در عالم برزخ نزد آنحضرت مذکور شود اگر من پیش از شما از عالم رفتم اول شکایتیکه از شما پیش
آنحضرت کنم این خواهد بود و اگر شما رفتید نخست گرفت دیگر که بر شما شود این خواهد بود والله اعلم و
اگر درین دنیا بوقایع و معاملات هم مطلع شوید نیز دور این است اقول این معرفت را منحصر
در خود داشتن قصور است چه اکثر تحقیقات را مرجح قرار نه دهند چه این همه از افادات حضرت
مجدد است علیه الرحمه که هیچ یکے بآن پے نبرده و آنچه در باب کمال و شوکت و عظمت مخدوم متبوع
فرموده شد که تابع او در هیچ مقامے از وے تخلف نه کند و به تبعیت وے شریک دولت همگنان او گردد
از غبار مخدور پاک و صاف است عام از انکه فی ذاته باشد یا بلوازمه این را اسقاط رسول خدا
صلی الله علیه وسلم با دعوی مساوات اندیشیدن خیال غلط است ساعتے عینک انصاف بر
دیده حق بین نهاده ملاحظه فرمائید که هرگاه تابع به تبعیت مخدوم متبوع بجائے رسیده است
پس این اثبات مخدومیت و متبوعیت انحطاط مرتبه تابع را مقتضی است نه اسقاط و مساوات
را محو حیرتم که بار بار از ذکر الزامے که پا در هوا دارد چه سود یا انبا عاده این چنین الزام بے
سرو پا عام از انکه هزار بار باشد غبارے بر دامن می نشیند حاشا و کلا بلکه قال مردمان این
را محمول بر نفسانیت می کنند چه اگر خطا است یکبار و دو بار نه از اول تا آخر یک خطا این قدر
استبعاد و اصرار ضرورت چیست که آنحضرت را پرده و حجاب نام نهند چرا موجب انجلا و انکشاف
نه دانند و حقیقة الحقائق نه گویند زہے سعادت آن عارف و کمال آن مشاهده که حق را در مرات
محمدی مشاهده کنند نه آنکه پرده و حاجب انگارند و میان این و آن فرق زمین و آسمان است
چه در صورت اول جمال محمدی و کمال حق هر دو مشهود شود و منظور گردد محمد صلی الله علیه وسلم
را حق برای آن آفریده است که در آئینه جمال و کمال وی قدس ذات را مشاهده کنند و در
خلوت خانه حقیقت وی در آمده با ذات و صفات حق مواصلت نمایند که هرچه هست در آنجا

است قال بعض العارفين لا يتجلى اشعة الله بقلب التمر ما اقسره وهو النور المطلق
درصورت ثانی واسطه و پرده حجاب است که درجذب محبت برالقتد و معامله عیانا مشاهدا قتدو
دین صورت اول عجب کیفی پیدا کند و الله على كل شئ قدير
پس ذات محمد را پرده گفتن مستلزم استقامت است درهیچ صور و هرکه چشم بینا دارد
این قصه بیش وی از مرجحات تشخیص وی طابروز چرا محول ساختن طالبین تحقیق را
تا این مدت چشم براه انتظار داشتن ست چون درتحقیق مراحل تصوف
راه استدلال بربسته اند و بنای وی برریاضت و مجاهده نهاده اند
پس چرا در مجاهده کمر همت برنه بندند و بنگرند که درهردو صورت چه فرق است الحمدلله
که درعالم دنیا حضرت معترض مبشر شدند وغشاوة بشری ازدل انوار منزل حضرت ایشان زایل
گردید اگرچنین اتفاق نمی افتاد درعالم برزخ ذات حقیقة الحقایق را صلی الله علیه وسلم مظهر انوار
حقانی ملاحظه نموده اعتراف بقول حضرت مجدد رحمة الله علیه می نمودند نوبت به شکایت نمیرسید
وانچه امرحق راستی گرفت دیگر تصور بدیده شد بجوابش همین قدرکافی است

بدم گفتی وخرسندم عفاک الله نکو گفتی		جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

سوم بدالبغایت ادب عرض پردازم که حضرت معترض در رساله تحصیل التعرف تحریر می فرماید
کما انچه بعض علما کتب در ردم اصحاب صوفیه صافیه تصنیف فرموده اند تا سالکان را از راه غلط
و مواضع اهتمام آگاه ساختنا الشیان در ورطه بدعت وغفلت نه افتند ازین کتب هیچ یکی مستفید
نمی توان شد تا آنکه جامع سه شرایط نه باشد اول آنکه معترض عالم محقق متورع مجتهد باشد
تا در صورت خطا مثاب باشد دوم آنکه تاویل قول قایل برخود لازم گیرد و بر محلی حمل
کند که اعتراض وانکار را بوی بار نباشد ویقول انما صدر هذا القول والفعل عن غلبة
حال او طغیان سکر والمغلوب لا ضبط ولا اختیار له یا گوید که در بینجا غلطی وخطا واقع شده
ولیس مجال الاکابر بمعصوم یا گفته شود که قایل ازین مسئله واقف نبوده است

ولیس العلم بالکل من شرط الولایة یا او راز لت در علم وعمل حاصل شده لعدم العصمة وخلط تقدیر الله
شیوم آنکه نظر او در خوش مقصور دارد و نقص خود را متهم سازد و از توبه واستغفار بجا واتش پرداز و آنجا از
تا او انقین فن تصوف بیان نه نماید لانه اذا سمع ما یشعر بعیوب الاکابر انحل عقدة
اعتقاده وشوش علیه اعتقاده الذی ربما کان سبب نجاته
حضرت معترض امری دیگر بران افزوده که آن امر چهارم است یعنی آن را ذریعه فضل خیر
نگردانند و برای اظهار علم خویش آنرا در مجالس ومجمع مردمان بیان نکنند واگر احیانا بسبب غرض
صحیح ضرورت ذکر باشد پس صرف قول نقل کنند ونام قایل درمیان نه آرد تا منجر بسوی تحقیر
وتهوین نگردد اذ ستر زلل الائمة والاکابر واجب فلا یهتک سترهم چون صیانت
دین واجب است مخالفت از ان نه ورزد لاکن بداند که رعایة الانصاف وعدم التجاوز
عن طریق الحق لازم فلا یتعصب ولا یکابر ولا یخاصم فی دیانة یعجبها هوی
فلا یتکلم بالنفسانیة انتهی بمحصله پس اگر ادنی تامل بکار رود از ان
واضح می توان شد که رساله شیخ فاقد شروط بوده است زیراکه حضرت شیخ مجتهد نبوده است
و بالقصد مطالب اصلیه را گذاشته به مطالبش که سیاق بلکه تصحیح حضرت مجدد رحمه الله مخالف
آن است محمول می سازد تا اعتراض بر و وارد کرده شود و بر غلبه حال وسکر محمول نمی کند تا آنکه
عذر حضرت مجدد رحمة الله علیه درین باب به قضایای شعریه لایق قبول ندارد پس کی او را
محمول بر تقصیرات نفس توان کرد بلکه این را که فضل باید تصور بدید وتحقیر وتهوین خود پیدا
است پس لامحاله محمول بر تعصب ومکابره وهوای نفس خواهد بود والله اعلم قال می
بینیم که همه زبان حال وقال بتوسل گدا گری واستمداد واستفاده از ان جناب کشاده جز بندگی
ونیاز وشکستگی وسگی وغلامی نمی نمایند بر روی ایشان نشنیده ایم که کدام در معرفت کشاده
اند ورو ی حقیقت نموده که این چنین سخنان بوجود آمده وسر بر زده است حیرت است
ظاهر است که شما دغا خورده اید نشنیده ایم که از دست که خورده اید والله اعلم والعاقبة بالخیر

اقول معاف دارید حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ را می بینیم کہ ہمہ زبان حال و قال بتوسل و گدائی و استمداد و استفادہ ازان جناب کشادہ کہ بندگی و نیاز و شکستگی و بستگی و غلامی مے نمایند بر روی معترض نمیدانم کہ کدام در معرفت کشادہ اند و روے حقیقت نمودہ کہ این چنین سخنان بوجود آمدہ سر زدہ است حیرت ماست ظاہر گشت کہ شما دغا خوردہ اید نمیدانم کہ از دست کہ خوردہ

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَالْعَاقِبَۃُ بِالْخَیْرِ

درحضور غیر با من این ہمہ دشنام چیست	ای بقربان تو من این لطف بے ہنگام چیست

قال — شیخنا مجدد ما طریق صواب است کہ قطع نظر ازین تفصیلات و تحقیقات معارف کہ مذکور است نمودہ بے تردد و تفصیل گویند کہ ہمہ فیوض و فتوح در اول و آخر ظاہر و باطن قبل الوصول و بعدہ مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را ہمہ بتبعیت و طفیل و توسل آنحضرت است و دیگر سخن نیست زیادہ چہ گوید اقول جناب الامکتوبات شریف بغور ملاحظہ فرمودہ شود در مکتوبات شریف چند جا تصریح باین معنی رفتہ است کہ ہمہ فیوض و فتوح در اول و آخر ظاہر و باطن قبل الوصول و بعدہ مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را ہمہ بتبعیت و طفیل و توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل است و اگر کدامی مطلب بتفصیل بیان کردہ شد مضائقہ ندارد قال عجب کہ این آیۃ کہ در شان کافران و مکذبان قرآن وارد شدہ بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ وَلَمَّا یَاْتِہِمْ تَاْوِیْلُہٗ در شان این فقیران صرف کردہ اید و ایشان ہم اگر این آیۃ را نخواندند و اَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ چہ شود قال قول حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ قتھاس است کہ در کلام عرب از متقدمین و متاخرین شایع و ذایع است لطف این است کہ در این آیت صرف بیان واقع است و لفظے نیست کزان ہتک شان شان گردد و عجب کہ حضرت شیخ از طرف ایشان وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ برخواندند این معنی از ادب شیخ بغایت بعید است ؎

ہر دم آزردگی بے سبب را چہ علاج	ناگذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ در تحقیقات در ذیل آیۃ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ ہَوٰہُ

وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ می فرماید و ما دام فی السالک ادنی تطلع الی الغیر فبقدر ذلک التطلع الیسیر ینقطع عن تطلعہ الی محبوبہ و ینقطع عن وصلہ و قربہ فان عرف بالیقین ان الذی اتخذہ الٰہا ہو فان و ہالک رجع من ضلال الالتفات الیہ الی ہدی الاعراض عنہ والاقبال بکلیۃ علی من علمہ الٰہا حقیقیا و محبوبا اصلیا فاذا عرف ہذا و افنی ذلک القدر الیسیر من بقایا کثرۃ نفسہ بحیث یطہر و حل قلبہ و یتجلی فیہ حضرۃ محبوبہ فی وحدۃ توحیدا علی البصیرۃ و انتفی عنہ اثر اثبات الغیر و فی نظرہ شہود الکثرۃ فیظہر و لکن مع ذلک اذا رجع بحکم ضرورۃ النشاءۃ الی نفسہ و حسہ و عقلہ فزال عنہ ظہور الواحد فظہر لہ شہود الغیر بحیث یزعم و یدعی ان ہذا الغیر ثابت فلم یثبت للسالک فی مقام التوحید مالم یمح اثبات الغیر و دعواہ ایاہ اگر حضرت معترض را اطلاع برین معنی مے بود درین محل تلاوت این آیۃ را خلاف مقصود خود مے دانست ؎

با صد کرشمہ آن بت بدست مے رود	خود مے کند خرام و خود از دست میرود

والسلام علی من اتبع الہدی قال و نوشتہ اند کہ بکشف صحیح و الہام صریح بیقین پیوستہ است کہ ہیچ دقیقہ از دقایق این راہ و ہیچ معرفتے از معارف این قوم بیواسطہ و بے متابعت او صلے اللہ علیہ وسلم میسر نیست و منتہی را در رنگ مبتدی فیوض و برکات این راہ بے تبعیت و بی طفیلی حاصل نشود انتہی این امرے مجمع علیہ است درین احتیاج بکشف و الہام چہ دارد چہ کمالات دین و صفات مسلمانی ہمہ موقوف برین است و گویا تخصیص بہ

سلہ تا آنکہ سالک را ادنی وقوفے بسوی غیر باشد بقدر آن از وقوف محبوب حقیقی باز ماند و از وصل و قرب وی محروم ماند پس ہرگاہ بیقین دانست کہ امری را کہ او الٰہ قرار دادہ است نیست شد و ہلاک شد انگاہ از التفات وی رجوع خواہد کرد و بالٰہ حقیقی و محبوب اصلی متوجہ خواہد شد پس چون این معرفت حاصل گردید و آن قدر قلیل القدر نیست گردید و بجز الٰہ حقیقی در دلش نماند پس توحید حقیقی متمکن گشت و اثبات غیر زائل گردید و شہود کثرت در نظر وے باشد لیکن ہرگاہ بسوی نفس و حس و عقل خود رجوع آورد پس ظہور واحد رفتہ و غیر در نظر یافت پس سالک در مقام توحید تحقیق نماند تا آنکہ اثبات غیر و دعوی وے باقی ماند ۱۲

دقایق و معارف بجهت ان است که سخن درو است بلکه مقصود از بیان آن است که هرکه این دقایق و معارف بیان میکند و مخصوص بشرح و بیان آن است به یقین باید داشت که بکمال متابعت موصوف است و زبان رد و اعتراض از وے قاصر است چنانکه در اول مکتوب افاده نموده اند بعد ازان زبان چندان بمدح و ثنائے رسول الله صلے الله علیه وسلم و احتیاج کلی بتوسط و توسل وے صلی الله علیه وسلم کشاده اند که جان را سیراب و دل را شاداب میگرداند و دفع تمام توہمات و سوء ظن میکند اما با وجود این رفع وسایط و استتار آن از میان دقایق و معارف و کلمات دیگر ناظر در سوء ادب و گستاخی چیست **اقول** اگر کدامی امر مجمع علیه از کشف و الہام ہم دریافته شود در ان مضایقه نیست و این معنی که منتہی برنگ مبتدی است امر یست محتاج بکشف و الہام و واضح باد که مراتب علم باہم اختلاف دارد اگر سوره اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ و آخر اذا وقعت تلاوت نموده شود این معنی ظاہر خواہد شد در حدیث است لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ **نقل** است که روزے علامه تفتازانی از حضرت خواجه نقشبند پرسیدند که عقیده شما مردم چیست ایشان فرمودند که عقیده اہل السنة و الجماعة علامه گفتند که اگر ہمچنین است خود را ممتاز ساختن چیست ایشان فرمودند که امور ظنی به یقین برسد اگر قائلی گوید که امور دینی ہمه بوحی است ظن چه احتمال دارد میگوئیم که حضرت ابراہیم در جواب اَوَلَمْ تُؤْمِنْ گفتند بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ و حواریین گفتند در جواب حضرت عیسیٰ وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا بر ناظر این مکتوبات شریف مخفی نیست که مکتوبات شریف از ذکر احتیاج کلی به توسط و توسل وے صلے الله علیه وسلم مالامال است برین یک مقام حصر نیست ۵

من شه باختیار خود میروم از قفائے او	آن مه و کمند عنبرین مے بردم کشان کشان

ازہمین جا است که طریقه نقشبندیه مجددیه در اتباع سنت نبوی صلی الله علیه وسلم ممتاز است و میان اقران سرافراز متبعین شریعت گروگر این سلسله اند و متوسلین طریقت زنگ ربای این طریقه ۵

لیلے و موی مشک بو ہر کس که دیدش مو بمو	مانند که زنجیر از چه زود در گردن مجنون بود

الحمد لله که حضرت معترض را ہم رفع تمامی توہمات و سوء ظن گردیده بسیار بی جان و شادابی دل رسانیده درین مقام ہمین قدر برائے شکریه حضرت معترض کافی دانم ۵

اداي حق محبت عنایتے است ز دوست	وگرنه عاشق مسکین ہیچ خرسند است

جزاه الله عنا و عن سائر المجددین خیر الجزاء بجرمة نبیه سید الانبیاء معہذا آنچه شکایت رفع وسایط و استتار آن از میان دقایق و معارف و کلمات دیگر که ناظر در سوء ادب و گستاخی است نموده شد محل تعجب است چه این معنی خود تناقض است ۵

وے بتبسم می زد و می گفت پنہان زیر لب	این سزائے آنکه اظہار محبت میکند

و پیش ازین مره بعد اولے و کره بعد اخرے کیفیتش معروض داشته ام و صد بار بعبارات مختلفه برنگاشته ام اگر حضرت معترض پے بحقیقت کلام می بردند و مسلک بدامن تصوف زده از مقالات عقلی و توجیہات دور از کار مے گذشتند این توہم را گنجائشے نے ماند ۵

دل اندر زلف لیلی بند و کار از عقل مجنون کن	که عاشق را زیان دارد مقالاتِ خردمندی

لاکن چون خیال میکنم که آخر الامر غشاوت بشری زائل شد ہیچگونه شکایت را موقعی نے یابم زیاده ازین چه عرض داشته شود

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے		و ز ہیچ و کم از ہیچ نیاید کارے	

قال مقرر است که ارباب صحو مفضل اند بر ارباب سکر و ارباب سکر محکوم وقت اند و حال حاکم است بر ایشان و ایشان را ابن الوقت گویند و از تنگنای نفس و احوال بر نیامده و ایشان را با اصحاب صحو که ازین مضایق بر آمده و حاکم و غالب شده اند بر وقت و ایشان را ابو الوقت گویند چه نسبت **قال** :- اولا تعریف سکر و صحو در میزان عقل سنجیدنی است پس از ان اختلافیکه درین مسئلک واقع است شنیدنی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمة الله علیه در عوارف المعارف می طرازد و السكر استیلاء سلطان الحال

والصحو العود الی ترتیب الاعمال و تهذیب الاقوال برین تعریف تعریفند کو رواست می آید شیخ محی الدین بن عربی در فتوحات مے طرازد و هو علم الاحوال و لهذا لا یکون الا لمن قام الطرب والالتذاذ پس صاحب فتوحات برای سکر سه مرتبه قرار داده سکر طبعی و سکر عقلی و سکر الٰهی چنانچه میفرماید فالسکر الطبعی سکر المؤمنین و سکر العقلی سکر العارفین و بقی سکر الکمال من رجال الله و هو السکر الالٰهی قال فیه رسول الله صلی الله علیه و سلم اللهم زدنی فیک تحیرا و السکران حیران فالسکر الالٰهی ابتهاج و سرور بالکمال و قد وقع فی التجلی الصوریة سکر فذلک سکر نبی کما قال بعضهم ~ واسکر القوم دور کاس + وکان سکری من المدیر

ازین تقریر آشکارا شد که تفضیل ارباب صحو بر ارباب سکر عموما قابل تسلیم نیست تمامی ارباب سکر محکوم وقت نه باشند و حال حاکم بر ایشان نباشد چه سکر الٰهی این چنین نباشد **قال** پس آنچه از بعضے اقطاب که قدوه ارباب صحو و تمکین اند مفاخرتے و مباهاتے و تفضیلے بر مشائخ دیگر واقع شده است به امر الٰهی است نه بغلبه سکر چنانکه حضرت غوث الثقلین امام الطریقین شیخ عبد القادر جیلانی فرموده اند قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و بزرگے دیگر فرموده است من تحت خضراء السماء مثلی و امثال آن بامر الٰهی است که در باطن اولیاء الله میباشد نه صادر بغلبه سکر و طغیان حال و سکر حیرت و بے تمیزیست و اشارت هذا منافی آنست که در بعضے احوال و مقامات حضرت رسول الله صلی الله علیه و سلم قدم ایشان را

سکر علم احوال است از همین جاست که سکر نے شود مگر کسے را که حرکت و شوق والتذاذ داشته باشد ۱۲ سکر طبعی سکر مومنین است و سکر عقلی سکر عارفین و سکر کمال سکر الٰهی است رسول الله صلی الله علیه و سلم فرموده که الٰهی در خویشتن مرا تحیر عطا فرما سکران سرگشته می باشد سکر الٰهی خوشی است بکمال برکسیکه تجلی باری تعالی پرتوے افگند سکر طاری نے شود این سکر نبی است بعضی گویند که قوم از دور شراب سکر آورده و سکر من از ساقی است ۱۲

۵۳ کسیست زیر آسمان مثل من ۱۲

بر اقدام خود نهاده فرموده اند که این قدم تو قدم من است پس گفت حضرت شیخ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله پس آن حضرت امتثال بامر الٰهی که به تحدیث نعمت واقع شده است **قول** الحمد لله که تحدیث نعمت امتثال امر الٰهی قرار داده شده ~

در بین دیار ازان زنده ام که گاه گاهے	نسیم عاطفتے زان دیار مے آید

اکنون شنیدنی است که آنچه از حضرت غوث اعظم رضی الله عنه قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله منقول است دران سه مسلک است مسلک اول در حالت صحو فرموده بامتثال امر الٰهی تحدیثا بنعمة الله مسلک دوم در حالت سکر فرموده همین است مسلک حضرت شیخ شهاب الدین سهروردی علیه الرحمه چنانکه بیاید ان شاء الله تعالی مسلک سوم در حالت سکر بامتثال امر الٰهی فرموده این است مسلک امام یافعی رحمة الله علیه **قال** اگر گویند پس چیست تفاوت و اختلاف احوال مشائخ و اولیاء از ارباب صحو و تمکین از صحابه و غیرهم رضوان الله علیهم اجمعین که بعضے گفته و بعضے نگفته اند گوییم ایشان تکلم نمی کنند مگر باذن خدائے عز و جل و امر وی جل و علی پس هر که امر کرده شد گفت و هر که امر کرده نشد نگفت چنانکه آمده است که از مشائخ وقت پرسیده شد که آیا شیخ عبد القادر این کلمه را بامر گفت گفتند نعم بامر گفت بی کیفیت و گفتند این نشان قطبیت است و از اقطاب در هر زمانے کسے هست که مامور کرده میشود بسکوت و گنجایش ندارد و در اگر سکوت و بعضے امر کرده می شوند بقول پس گنجایش ندارد ایشان را بجز قول این اکمل است در مقام قطبیت زیرا که این نشان شجاعت است و شیخ صاحب عوارف رحمة الله علیه بمقتضای قیاس عقل و مبلغ علم خود این سخن را و امثال این سخن را بر شطح سکر و غلبه حال و استغراق نفس حمل کرده و حمل کلام شیخ بر قصد محمدت این قول و عدم قصور ران چنانکه شما برائے مصلحت وقت که درین مکتوب بر ترجیح و تفضیل سکر واقع شده است حمل کرده اید بران ظاهر عبارت شیخ سیاقا و سباقا مخالف است هم شیخ در سخا این چنین رفته چه توان گفت و قول وے درین باب مخالف قول اکابر مشائخ آن وقت مثل شیخ ابو مدین و شیخ ابو النجیب سهروردی که پیر شیخ شهاب الدین سهروردی است واقع شده

است و دیگر مشائخ عظام کہ عدو الیشان موجب اطناب است چنانکہ در بہجۃ الاسرار کہ کتاب
معتبر[۴] است و ذکر آن است و در کتب قوم و در طبقات ذہبی[۵] کہ از مشاہیر علماء محدثین است و
شیخ محمد جزری کہ قدوہ علماے متاخرین است وغیر آن مذکور است مصنف آن بدو واسطہ
بحضرت غوث الثقلین میرسد و در کتب دیگر مثل روضۃ المناظر فی مناقب الشیخ عبد القادر کہ
تالیف شیخ مجد الدین فیروزابادی صاحب قاموس است و در کتب امام عبداللہ یافعی وغیرہ مذکور
است **اقول** شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ مسلک ثانی را اختیار فرمودہ و برین
مسلک صرف حضرت شیخ نرفتہ بلکہ دیگر اکابر نیز ہمین مسلک اختیار فرمودہ اند در عوارف
المعارف میفرماید[۶] فقل ان ینفک مرید فی مبادی ظہور سلطان الحال من العجب
حق لقد نقل عن جمع من الکبار کلمات موذنۃ بالاعجاب وکل ما نقل من
ذلک القبیل من المشائخ لبقایا السکر عندہم وانحصارہم فی مضیق سکر الحال وعدم
الخروج الی فضاء الصحو فی ابتداء امرہم وذلک اذا حدق صاحب البصیرۃ نظرہ
یعلم انہ من استراق النفس السمع عند نزول الوارد علی القلب و النفس اذا استرقت السمع
عند ظہور الوارد علی القلب ظہرت بصفتہا علی وجہ لا یخفوا علی الوقت وصلافۃ الحال فیکون
من ذلک کلمات موذنۃ بالعجب کقول بعضہم من تحت خضراء السماء مثلی وقال بعضہم قدمی

۵ ابو عبداللہ ترکمانی معروف بہ ذہبی از حفاظ محدثین بود در ۶۷۳ ہجری متولد شد و در دمشق روز دوشنبہ سوم ذی قعدہ
۷۴۸ ہجری انتقال کردہ ۱۲ ۶ قال فی کشف الظنون قال الشیخ عمر بن عبد الوہاب القرضی الحلبی فی ظہر نسخۃ من نسخ البہجۃ ذکر ابن الوردی
فی تاریخہ ان فی بہجۃ الاسرار امور اشنیع ومبالغات فی شان الشیخ عبد القادر لا تلیق الا بالربوبیۃ انتہی ومثل ہذہ المقالۃ قیل عن الشہاب
ابن حجر العسقلانی وانواع المبالغات التی نسبت الیہ مما لا یجوز علی شئ وقد تتبعتہا فلم اجد فیہا نقلا الا ولہ متابعون وغالب
ما اوردہ فیہا نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن وروض الریاحین وشمس الدین الزکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف
وعلم منہ نقل ہذا انما ہی […] ان ہذہ القصۃ نقلہا تاج الدین السبکی ونقل السمع عن ابن الرفاعی وغیرہ وفی
یعنی […] شیخ عمر فی فہم ما فی السطور وقع بلکہ من تزکیۃ النفس […] علی اللہ سبحانہ وتعالی ان یفہم العلی باللہ سبحانہ

علی رقبۃ جمیع الاولیاء و بہمین قول حضرت مجدد م استناد کردہ اگر گفتہ شود کہ در حوالہ و استناد عوارف کہ بہ
نسبت خاص ارشاد جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کردہ شدہ است برین جزم نمودن
باطل است در عوارف نام نامی جناب محبوب سبحانی مذکور نیست و نہ ذکر خاص قول حضرت
و نہ کلام عوارف بر اقوال و احوال حضرت عموما یا خصوصا منطبق میتوان شد چہ در عوارف
ذکر عقیدہ[۱] یان اہل سکر و مغلوبین وقت می باشد پس ارشاد منتہیان اہل صحو و تمکین را کہ بامر
ربانی باشد دران داخل نمودن از عقل و دیانت دور است علاوہ بران ہرگاہ شیخ الشیوخ
حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی این قول را تسلیم کردند و اطاعت فرمان نمودند و قائل
این معنی شدند کہ این از امر ربانی است پس اگر احیانا در عوارف این محمول بر سکرمے
نمودندے ہرگز قابل ترجیح و تسلیم نمی شد خواہم گفت کہ این قول از سر تا پا مخدوش است
زیرا کہ در عوارف نام نامی قائل بسبب شہرت گذاشتہ شدہ علاوہ بران این قول مختص است
بحضرت محبوب سبحانی بہ نہجے کہ از حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ منقول است از کسے دیگر مروی
نیست در بہجۃ الاسرار مروی است از شیخ ابی المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر قدس
سرہ کہ خبر داد مرا پدر من کہ پرسیدم از عم خود شیخ عدی بن مسافر اموی قدس سرہ آیا دانستے
ہیچ یکے از مشائخ متقدمین کہ گفتہ باشد قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ جز شیخ
محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ گفت نمیدانم انتہی و در عبارت عوارف[۲] اگرچہ ذکر عقیدہ یان
است مگر این ہم مذکور است وکل ما نقل[۳] من ذلک القبیل من المشائخ لبقایا السکر درین کلیہ
تمامی منقولات مندرج است سوای این در عوارف مذکور است ومن اشکل[۴] علیہ ذلک
ولم یعلم انہ من استراق النفس السمع فلیزن ذلک بمیزان احوال اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وتواضعہم واجتنابہم امثال ہذہ الکلمات واستبعادہم
ان یجوز للعبد التظاہر بشیء من ذلک حضرت مجدد کہ استناد
بقول عوارف نمودہ مقصودش ہمین است کہ این کلام از سکر سرزدہ آنچہ بخیال عوام این

معنی مستبعد می نماید آنرا دفع میکند و میفرماید که مرادش قصور این قول نیست کما توهم که
آن عین محمدت اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که مبنی از مباهات
و افتخار است بی بقیه سکر کاین نیست که در صحو خالص به امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار
است انتهی امام یافعی در نشر المحاسن می طرازد اِنَّ القوم وردوا بحرا لیس له ساحل
وکل احد من المنکرین علیهم من ذلک المورد وما حل بما فیه من جواهر المعارف
والاسرار والحکم جاهل وسقوا بکؤس الوصل رام المحبة التی لم یشم ریحها
من لم یقض من قتل نفسه نحبه فاخذ ینکر علیهم من لا یعرف تلک الجواهر التی
لا یعرفها الا من هو فی ذلک البحر ماهر وصدرت عنهم الفاظ فی حال السکر
فاخذ ینکرها من لا یعرف القدر وذلک بجهله بالاسرار التی فی تلک المعارف
والمراح التی فی تلک المعارف وها انا وان کنت جاهلا بذلک او من به واسلک
فی الجواب المذکور سبعة مسالک المسلک الاول الاعتذار عنهم بالسکر ذلک
ان الشطحیات الصادرات عنهم منها ما وقع لما وقع منهم فی حال السکر الغیبة
بواردات الاحوال والسکر لسبب مباح لیسقط التکلف فی الشرع بالشرط
المعروف فی کتب الفقه المسلک الثانی الاعتذار عنهم بصدور ذلک منهم علی سبیل
الحکایة عن الله سبحانه المسلک الثالث الاعتذار عنهم بالامر اعنی ان من الشطح
المذکور ما امروا به فصدر عنهم امتثالا للامر ویکون ذلک الامر تنویها بفضلهم
وبیانا لعلو شانهم وتعریفا للجاهل بکبیر قدرهم وارشادا الی التعلق بهم والتوسل
برفیع جاههم وغیر ذلک من المصالح ومن ذلک ما روی فی کتاب مناقب الشیخ
عبد القادر رضی الله عنه من طرق کثیرة بروایات شهیرة عن جماعة من المشائخ الاکابر
والعلماء الافاضل والاخیار الثقات واشتهر واستفاض حتی فی الجهات البعیدات
فی مجلسه وهو علی الکرسی یتکلم علی الناس قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله

امام یافعی ارادتی که بجناب بزرگان دین عموما و حضرت غوث انام رضی الله عنهم خصوصا دارد
از تصنیفاتش همچو خلاصة المفاخر فی انتخاب مناقب الشیخ عبد القادر رضی الله عنه و تاریخ مراة
الجنان وغیره ظاهر است کلامش نگرستنی است که قول قدمی را بحالت سکر و به امتثال الهی
مے گوید وحاشا که غبار منقصت بر دامان کلام قدسی نظامش نشیند چه ہر امرے که اظهارش
به امتثال امر الهی بوده باشد تا مردم علوی شانش دریابند و عظمت جاه وے شناسند و از وے
در مهام خویش توسل کنند بر استراق نفس زینهار محمول نخواهد بود و بر مردم اتباع آن حکم لازم
خواهد بود و منکران روے خسران و خذلان خواهند دید حضرت قدوه ارباب طریقت سید
آدم بنوری رحمه الله در کتاب[1] خلاصة المعارف و اسرار العقاید تحریر میفرماید که مرتبه کمال دولت
اولیا راست که ولایت خاصه است بکمالات غوثیت است و اکملیت درین مرتبه غوثیت
جن و انس است و این نصیب خاصه حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله تعالی عنه است
که غوث الثقلین است و لهذا غوث الاعظم اکمل حقیقی است و خود اهل ولایت انبیا است که فوق
این باشد و اهل این مرتبه را که اهلبیت ولایت انبیا است مرتبه امام باشد اگرچه مخفی باشد و
داخل دوازده امام نباشد اما در همه اولیا راست تا بمین آن هر دوازده امام این امام باشد در
هر عصرے که باشد سر قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ازینجا توان جست بهر دو معنی
یکے بمعنی کمال غوثیت و دیگر بر نظر ظاهر ولایت خاص الخواص که در ایشان نسبت بهمه اولیا

[1] کتابی است در تصوف محتوی بر فوائد عجیبه و سید آدم بنوری از اعاظم خلفای شیخ احمد مجدد الف ثانی است رحمة الله علیه در
ابتدای طریق از حاجی خضر تعلیم طریقه فرمود بعد از آن باجازت حاجی خضر بخدمت حضرت مجدد رحمة الله علیه مشرف شده در بدایت
حال سید بود در اوایل حال بهره از علوم ظاهری نداشت روزے در واقعه دید که از هاتف غیب ندای میشود که ای شیخ آدم قرآن چرا نخوانده
عرض کرد که الهی تو قادری حالا هم تعلیم فرمائی فی الحال دست نورانی پیدا آمد و بر سینه بی کینه وی مسح کرد و قرآن حفظ نمود و علوم
ظاهری را تعلیم گرفت و کمال و مقامات شریف معروف بود و در خانقاه وی زیاده از هزار کس طلباء روز مرہ طعام می بودند که من
رفته ایشان از نزدیکی شیخ آدم بود و بنور موضعی است از قوابع سرهند ماهوده بنوری بود گویند که در عهد شیخ صد کس از اولیا کامل و مکمل

اولین واخرین غیر از اصحاب کرام رضی الله عنهم غالب ظهور آمده بود و لفظ کل ولی الله بدین
معنی فرموده باشد پس در اولیا اهل ولایت خاصه بنظر امامت که بوصول ولایت انبیا
منوط است اگرچه مخفی باشد قدم آنحضرت بر رقبه هر ولی اهل مرتبه عامه و خاصه و ولایت مطلق باشد
یعنی توفیق ایشان بران همه دیگران واقع باشد و اولیا اهل کمال باطن مرتبه اخص الخواص
و خاص الخواص ولایت مطلق ازین زیر قدمی بیرون باشند و چون نادر است که در اولیا
است فردی بولایت انبیا برسد که این مرتبه خاص الخواص از ولایت مطلق است بلکه بولایت
ملاء اعلی هم که این مرتبه اخص از ولایت مطلق است پس حکم مر اکثر راست لاجرم کل اولیا هم
توان گفت و رسیدن بعالم و کمالات ولایت انبیا آسان ندانند که بر حالش آنچه پیش ازین
نوشته شده است در کتب و رسایل اکثر اولیای امت نایاب است و دیگر اکابر قدس
اسرارهم بنظر کل مطلق مخصوص بر زمانه ایشان گفته اند و معلوم این مسکین آن معانی گشتند
که مذکور شد و یک روز پیش تر از روز نوشتن این حقیقت قبل ازین بچند سال همین هر دو وجه
که بالا مسطور گشت بخاطر می گذشتند که اندران وقت روح آن حضرت غوث الثقلین حاضر
شد و باین فقیر این عبارت فرمود که فرزندا باین هر دو وجه خود هیچ غلطی نیست بعد ازان
معلوم شد که این کلمه از آنحضرت بی نظر و تفکر بطریق بی قصدی بالقاء ربانی از غیب ظاهر
شده است و حضرت شیخ الشیوخ هم در عوارف فرموده است قدس سره که این کلمه از حضرت
شیخ عبدالقادر در سکر بر آمده ای برادر نزد این فقیر بتقدیر سکر این سکر ممدوح است نه مذموم
ازین جهت که هیچ ترقی خالی از حالت مستی مطلق نمی شود مستی جلی باشد یا خفی و چون آنحضرت
بهان مراتب خاصه مخصوصه خود مشرف شده اند بقدرت الله سبحانه بی تکلف و بی قصد
بالقاء غیر فرمودند قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله من حیث ان تفوق ظاهر ولایت که بر وجه تامه
نصیب خود یافتند و روشن است که در کلام صوفیه ظهور سکر عبارت ازان حالت است که صاحب
آن حالت نتواند پوشیدن چیزی را آن چیز پیش ازان حالت لایق و لازم بوده است پس واضح شد

که حضرات اصحاب کرام و حضرت مهدی و بعضی افراد دیگر هم من حیثیت کمال باطن مرتبه اخص خاص
الخواص ولایت ازین زیر قدمی بیرون باشند و فوق بلکه افوق بوند اگرچه از هر همه اولیای
اولین و آخرین غیر اصحاب کرام من حیث جمع آن هر دو وجه مذکوره که کمال ظاهر ولایت خاص
الخواص و کمال غوثیت باشد که منصب اکمل مستوجب بکمال مرتبه خاص الخواص و کمال غوثیت
باشد که منصب اکمل مستوجب بکمال مرتبه خاص ولایت تفوق آنحضرت غوث الثقلین مرتفع
باشد اما کسانی که من حیث کمال باطن ولایت خاص الخواص برابر ایشان باشند یا بر ایشان
تفوقی داشته باشند اهانت پیدا نمی کند و آن تفوق مستلزم افضلیت غوث الثقلین بر
اوشان نمی باشد فافهموا اسرار کلام الاولیاء یا اخوانی و اگر این وجه مخصوصه را بگذاریم
و بر حکم علی العموم آئیم عامه اولیاء آنوقت باشند از مبتدی تا منتهی ولایت مطلق چنانچه حضرت
حماد دباس هم که پیر صحبت ایشان بوده اند فرموده اند که این عجمی را قدمیست که در وقت وی
بر گردن همه اولیای آن وقت خواهد بود و هر آئینه مامور شود تا آن که بگوید قدمی هذه علی
رقبة کل ولی الله همه اولیا گردن نهند و بدانند که لفظ مامور بنظر اثبات سکر که حضرت شیخ
الشیوخ علیه الرحمه فرموده است مراد بامر غیبی باشد تقدیرا و اراده بامر جلی الهاما و آنکه حضرت
حماد دباس گفت که این عجمی را قدمیست الخ دلیل بر مرتبه مخصوص ظاهر میکند از مراتب ولایت مطلق
که قدمی گفت بقید حرف یا قدم تکلم کرد و معتبر ساخت یعنی چنانچه اشارت مرتبه بغوثیت تامه
که اکملیت مرتبه خاص است با وجود مرتبه خاص الخواص از ولایت مطلق و نیز از عبارت شیخ حماد
مذکور قید زمانه ایشان بعبارت وقت ایشان هویدا نیست و نیز نقل است که از حضرت شیخ فریدالدین
چشتی قدس الله تعالی سره شخصی پرسید که شیخ عبدالقادر جیلی رحمة الله علیه قدمی هذه الخ فرموده
است شما چه میفرمایید فرمودند که اگر من در انوقت می بودم بر چشم خود میگرفتم پس تابعان
شیخ فریدالدین گفته اند قدس سرهم که این اشارت بتخصیص زمانه ایشانست بنظر کل مطلق
اولیای آن زمانه و زمانه عبارت از مدت صد سال است و نیز چون مجدد آن زمانه خود ایشان

بودند و درانوقت دیگر هم قرین ایشان واقع نباشد لاچار قدم ایشان برگردن همه اولیاء
آنوقت بود یعنی دران زمانه تفوق ایشان بر همه آن اولیاء واقع باشد واین تفوق نه مثل
تفوق دیگراست بلکه سخت تفوق است دیگر باید دانست که لازم نیست که در هر مائة هیچکس دیگر
افضل از مجددان مائة نبود چنانچه حضرت شیخ ما قدس سره که مجدد این الف ثانی است و مهدی در
الف حضرت مهدی افضل واکمل از ایشان وهمه اولیای امت مبعوث شد نیست انشاء الله
تعالی انتهی در حیدرآباد دکن که ما وارد انیم از سنه ۱۳۱۰ ھجری تا این زمان که سنه ۱۳۱۲ ھجری است
در قول قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله معرکه ارا در پیش است برخی از فضلاے
سلسله قادریه می فرمایند که حضرت غوث انام رحمة الله علیه این جمله را در حالت صحو فرموده و
درین کلام توقیت نیست و بعضے حضرات از سلسله چشتیه قایل به توقیت بوده اند و سلسله
تحریر از طرفین بس دراز است ببینیم که آخر الامر کدام مسلک بر کرسی اثبات می نشیند و کدام فریق
روی فتح ونصرت می بیند ازین خیال برهمین تقریر اکتفا ورزیدیم اگر کسے را زیاده تحقیق منظور
نظر بوده باشد رسایل علماے معاصرین ملاحظه فرماید **قال** ومریدان شما در سخنان شما
سه قسم یافتیم جمعے میگویند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و مارا کجا مجال فهم سخنان ایشان
است هرچه گفته اند اعتقاد می کنیم که حق است وجماعه میگویند که اینها از سکر و بیخودی
است وفرقه میگویند که هرچه ایشان میگویند ومیکنند همه بامر الهی است ومن هم برین مے
باشم اگر براهین قاطعه از کرامات وآیات که ازان بزرگان منقول ومشهور است مشاهده
کنیم وبے انهم بحکم تحسین ظن مجوز ومتوقفم الا این حرف که در وی نسبت بسرور کائنات
صلی الله علیه وسلم گستاخی وبے ادبی لازم می اید این را بی شک منکر میباشم ان الله لا
یامر بالفحشاء والمنکر **اقول** انچه در باب مریدان گفته شد کیفیتش این است که مریدانیکه
هنوز بپایه تکمیل نرسیده بودند وفهم ودرک مطلب مکتوبات شریف نمی داشتند بعضے
ازانشان گفته باشند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و مارا کجا مجال فهم سخنان ایشان است

هرچه گفته اند اعتقاد میکنیم که حق است وبرخی از ایشان ظاهر کرده باشند که از سکر و بیخودی است
وفرقه که میگویند که انچه ایشان میگویند ومیکنند همه بامر الهی است این قول محقق وصواب
است وبرای تسلیم این دعوی انچه ضرورت براهین قاطعه از کرامات وآیات گفته شد اگر مراد
ازان عنایت الهیه است که موجب استقامت بر احوال سنیه واعمال صالحه باشد پس حضرت
شیخ را خود بران اعتراف است وازبان حضرت باقی بالله قدس سره نیز شنیده اند واگر مراد
از کرامات معنی متعارف است پس کیفیتش از مقدمه باید جست **قال** وبهر تقدیر چنانکه عادت
این فقیر است توقف وتسلیم وتجویز درمیان داشت که صدور آن ناشی از مقام صحو وتمکین
باشد اما شما بزبان شریف خود اعتراف کردید وگفتید که هرکه مثل این قسم سخنان گفته منشار آن
سکر است وسکر را ترجیح بر صحو کرده اید وگفته اید که صحو صرف بی مزج سکر عین قصور است وصحو
خالص نصیب عوام است این سخن اختراعی است وخلاف اصطلاح قوم واجماع مشایخ است که صحو مرتبه
ایست که صاحب آن بکمال تمیز واطلاع بر مراتب ومقامات متصف شده در هیچ جا بسکر که
بے تمیزی وبے اطلاعی است از تمامه اشیاء ممزوج نگردد ودر حقیقت صحو وسکر ضد اند که
جمع نمی شوند صحو خالص که آنرا نصیب عوام گفتند کدام است سخن در مقام عارفان وکاملان
واهل الله خصوص میرود واز کلام ایشان معلوم میشود که از بزرگان آنها که صحو ایشان بسکر
ممزوج نیست وصحو صرف دارند وباین نوع کلمات تکلم نکرده اند داخل عوام اند این چه سخن
است **اقول** انچه حضرت مجدد رحمة الله علیه فرموده اند عین صواب است اعراض ازان
بسبب عدم مجاهده است یا عدم اطلاع است بر اقوال صوفیه کرام تا انکه ازین دو امور امرے
حاصل نشود در معرکه تصوف قدم نهادن خالی از خطر نیست ؎

جابجا می روی و هیچو بیدی می لرزم		که از شگفتن گلها بتو هوا نرسد	

درین مقام اولا حقیقت سکر وصحو مذکور می شود سکر در عرف صوفیان عبارت است از رفع
تمیز میان احکام ظاهر وباطن بسبب اختلاف نور عقل در اشعه نور ذات وبیان این سخن آن است

که اهل وجد دو طایفه اند محبان ذات و منشاء وجد ایشان ذات بود و محبان صفات و منشاء وجد ایشان عالم صفات در وجد محبان صفات فترات و وقفات بسیار اتفاق افتد بخلاف وجد محبان ذات بسبب عموم ذات و خصوص صفات و نیز وجدی که از عالم صفات بود آن قوت ندارد که وجدی که از آثار انوار ذات دارد پس واجد ذات در بدایت وجد بجهت قوت و غلبه که دارد مغلوب سلطنت حال گردد و عقلش که رابطه تمیز و بصر قلبی است در تواتر اشعه انوار ذات و غلبه آن متخطف و متظاهر شود و سر رشته از دست تصرف و اختیارش مسلوب گردد چنانکه محل حکم ظاهر که تفرقه است از محل حکم باطن که جمع است باز نشناسد و به افشاء اسرار ربوبیت که مکنون خزینه عزت اند مبالات نماید و مثل سبحانی و انا الحق زبان انبساط دراز کنند و صوفیان این وجد را باعتبار تواتر و قوت غلبه حال خوانند و باعتبار رفع تمیز سکر و اما صحو عبارت است از معاودت قوت تمیز در رجوع احکام جمع و تفرقه با محل و مستقر خود و بیانش آن است که چون وجود سالک در نهایت حال بغلبه انوار ذات فانی و مستهلک شود حق سبحانه در نشاة ثانیه او را وجودے باقی بخشد که از لمعان انوار ذات متلاشی و مضمحل نگردد و هر وصفے که از وی فانی شده باشد اعادت کند پس عقل نیز که رابطه تمیز است معاودت نماید مطهر از لوث حدوث و باقی به بقاء حق تعالی و برزخے گردد میان روح و نفس تا هیچ یک ازحد خود تجاوز ننماید و بر یکدیگر بغی نکنند و حکم جمع را با مستقر خود که عالم روح است راجع گرداند و حکم تفرقه را با محل خود که عالم نفس است رد کند و ترتیب افعال و تهذیب اقوال و حفظ اداب و کتم اسرار هر یک دیگر باره باز آمد و بر وجهے که از آفت زوال امین بود چون معنی سکر و صحو منقش خاطر شریف شد بذکر خدشاتے که بر کلام حضرت معترض مستنبط میشود متوجه میشوم خدشه اول هرگاه کلام صوفیه کرام گاهے از صحو و تمکین و گاهے از سر چشمه سکر سر برمے زند پس عموماً حمل کلام این طایفه بر صحو و تمکین نشاند خدشه دوم صحو صرف بے مزج سکر را عین قصور گفتن و صحو خالص را نصیب عوام دانستن سخن اختراعی نیست و خلاف اصطلاح قوم و اجماع مشایخ بلکه از ائمه صوفیه منقول است شیخ محی الدین بن عربے

خلاف اصطلاح قوم و اجماع مشایخ بلکه از ائمه صوفیه منقول است شیخ محی الدین بن عربے رضی الله عنه در فتوحات میفرماید ولما کان الصحو انکشافا للمراتب الامور قدمناه في الفضيلة على السكر اى صاحبه مقبول الحكم لمعرفته بالمواطن وان كان السكران صاحب حق الا ترى الصحو في السماء اذا صحت السماء اى زال غيمها وانكشف ليعطي الشمس من حرارتها لا يخرج من الارض من النبات وتخمين العالم ان لها اثرا في ذلك كما اعطى الغيم ما في قوته من الرطوبة في الارض لاجل ذلك النبات فانا وحال السكر وحال الصحو في الطبيعة فاذا لم يقم فائدة عند السكران في الطريق ولا عند الصاحي فما هو من اهل الطريق بل يكون كالصحو الذى معه القحط عند العرب مسلما تشبیه صحو و سکر بچشم خود نگریستے است گیاه و اشجار که بر سطح زمین میرویند و آن زمین از بارش رطوبت کسب مے کند پس هرگاه مطلع صاف مگیر دو دو دیگر موارثی پیدا می شود ماده روئیدگی در زمین حاصل مے گردد و گیاه و اشجار میرویند اگر بارش دایما بارد عالم غرقاب گردد و اگر همواره مطلع صاف باشد از قحط حیوانی و انسانی باقی نماند صفائی مطلع مشابه است بصحو و غیم بسکر و طبیعت مثل زمین است پس برائے حصول ماده طبع ضرور است که بقدر مناسب صحو و سکر باشد زیرا که سکر محض آفت است و صحو خالص نصیب عوام است و اگر بجز صحو خالص هیچ نباشد پس میان سایر مردم و ارباب صحو خالص امتیازے نخواهد بود لهذا کدامی از بزرگان دین صحو خالص نداشته اند اگر این تصریح ابن عربی خلاف اصطلاح صوفیه صافیه و خارق اجماع است فلا بد من اثباته و دونه خرط القتاد خدشه سیوم صحو را بر سکر باتفاق ائمه تصوف ترجیح نیست در کشف المحجوب مذکور است سکر و غلبه عبارتیست که ارباب معنی کرده اند از غلبه محبت حق تعالی و صحو عبارتے از حصول مراد و اهل معانی را اندرین معانی سخن بسیار است گروهی این را بر آن فضل نهند و گروهے آن را برین مزیت دهند آنانکه سکر را فضل نهند بر صحو آن ابو یزید است و متابعان وے گویند صحو بر تمکین و اعتدال صفت آدمیت صورت گیرد و آن حجاب

اعظم بود از حق و سکر بر زوال آفت و نقص صفات بشریت و ذهاب تدبیر و اختیار روے و
فنا ر تصرف اندر خود به بقاے معانی و قوای که اندروی موجود دارد بخلاف جنس وے
و آن ابلغ و اتم و اکمل آن حال بود چنانکه داؤد صلوٰة الله علیه اندر حال صحو بود فعلے از وے
بوجود آمد خداوند تعالےٰ فعل وی را بدو اضافت کرد و گفت وقتل داؤد جالوت و پیغامبر
صلے الله علیه وسلم اندر حال سکر بود فعلے از وی در وجود آمد که خداوند عزوجل او را
بخود اضافت کرد و گفت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى چون بنده بخود قایم بود چنان بود که چون
داؤد را علیه السلام یکنظر بجاے افتاد که می نبایست یعنی بر زن اوریا دید آنچه دید و چون بنده بحق
قایم بود چنان بود که پیغامبر را صلی الله علیه وسلم یکنظر افتاد هم از آن جنس زن زید بر زید حرام شد از آنچه آن نظر
در محل صحو بود و این نظر در محل سکر بود و باز آنانکه صحو را[۱۵] افضل نهند بر سکر و آن جنید است رحمة الله علیه و متابعان وے
گویند که سکر محل آفت است از آنچه تشویش حال است و ذهاب صحت و گم کردن سر رشته خویش در لطایف اشرع نه کو
است حضرت قدوة الکبرا میفرمودند در طیفوریان و جنیدیان اختلاف است در تفضیل ارباب
صحو و اصحاب سکر طیفوریان[۱۵] بر آنند که اهل سکر فاضل اند بر اهل صحو چه سکر از مواهب
الهی و صحو از مکاسب بنده در گاهی هر آئینه مواهب عالی باشد از مکاسب جنیدیان بر آنند
که صحو اعلی بود از سکر چه در سکر طریق ترقی بمدارج و سبیل تلقی بمعارج منقطع بخلاف صحو که

[۱۵] آنچه حضرت معترض در زبدة الاسرار اتفاق مشایخ برین معنی نگاشته که عموما اهل صحو برار باب سکر تفضیل دارند مبنی است بر
عدم اطلاع برین معنی که مشایخ را درین باب اختلاف است و در مسئلهٔ مختلف فیه دعوی اتفاق نازیبا است و خیلے بعید علی هذا
آنچه حضرت معترض در آن رساله نگاشته که تفضیل خود بر غیر در مقام صحو واقع میشود زیرا که اهل سکر در مقام مشاهدهٔ احدیت
ذات میباشند که از نفس خود غایب میباشند هرگاه ذات خود را مشاهده نکنند پس غیر را که ملاحظه خواهند کرد قابل تسلیم نیست
زیرا که چون در سکر نشاط کثیر و ذوق را فریبا گردد آنچه بر زبان ایشان بر می آید بخود دانسته و دستانه سر بر میزند و در حالت صحو که
بشر ابطالعلم متصف میباشند ظهور این چنین کلمات محل تسلیم نکنند و سبحانی ما اعظم شانی و لیس فی الدارین غیری و لیس فی جبتی
سوی الله و انا الحق هم از کلمات سکر بالبقای سکر است صدور این کلمات را با شغل این کلمات را بصحو خاص مخصوص

در وے حصول مراتب الهی و وصول بمناسب نامتناهی هر لحظه ممکن الوجود است پس مرتبه
اول را بنقیبت اخر چه نسبت در رسالهٔ قشیری آورده است سکر بر صحو فضل دارد چه صاحب
سکر اهل انبساط و مواجید بود و از لطایف جمال در سکر گشت یابد و بنده در سکر بشواهد
حال قایم باشد و در حالت صحو بشر الطعلم در مقام سکر بے تکلف بود و در وقت صحو بی تصرف
و هر کرا صحو بحق بود سکر هم بحق در ترجمه عوارف آورده است که سکر ارباب قلوب را باشد و
آن استیلای حال است از مشایخ کبار و شیوخ نامدار بعضے وقت کلماتی متضمن عجایب اسرار
و غرایب آثار در وجود آیدان بواسطه بقایاے سکر بود صاحب صحو را اینجا راه نیست و نیز
سکر بر دو نوع است یکی سکر از محبت باشد و آن بے علت بود و قوار و آن برویت منعم باشد
یعنی بیننده خود ندیده باشد و این از لوازم مقت میان است دویم سکر از شراب
مودت بود و آن معلول باشد از رویت نعمت که خود بیند و این را بر صحو فضل نتواند بود
و صحو نیز بر دو نوع است یکے بر اقامت محبت کشفے بود و دیگر صحو بغفلت است و این هر دو صحو
متعدیات است این صحو بر آن سکر فضل نباید انتهی مخدشه چهارم ادعاے این معنی که صحو
و سکر صفات اند که جمع نمی شوند خلاف تصریح اکابر صوفیه است در بحر المعانی می گوید سکر و
حیرت در طایفه اهل سکر بر سه وجه است سکر محبت و سکر مهابت و سکر حمیت و هر کلمه که
ازین مقام از مستان بر آید و در شریعت مقبول نباشد از آن کلمه بر ایشان مواخذه و عتاب
نه باشد سکر محبت مر خلیل ابراهیم علیه السلام را بود در آن روز که او را جانب آتش نمرودی
امتحان حضرت احمدیت بود و همچنین گوشت زهر آلوده در شکم حضرت رسالت صلی الله علیه و
سلم هیچ اثر نکرد زیرا که در و نه صلے الله علیه وسلم در سکر محبت پر بود و همچنین ابو الطیب

[۱۵] در کشف المحجوب است اما سکر بر دو گونه باشد یکے بشراب مودت و دیگر بکاس محبت و سکر مودت معلول باشد که تولد
آن اند رویت نعمت بود و سکر محبتی بے علت بود که تولد آن اندر رویت منعم بود پس هر که نعمت بیند بر خود بیند خود را دیده باشد هر گاه
منعم بیند چون بوی بیند خود را ندیده باشد اگر چه اندر سکر بود سکر وی صحو باشد و صحو نیز بر دو گونه باشد یکے صحو بر غفلت و دیگر

حجام چون حضرت رسالت را صلے اللہ علیہ وسلم حجامت کرد ہمہ خون حضرت رسالت پناہ را بیاشامید
سکر دوم مہابت است چنانکہ عمر رضی اللہ عنہ ردای مبارک حضرت رسالت علیہ السلام گرفتہ
بروی می کشید و مانع می شد و می گفت کہ یارسول اللہ بر جنازہ عبداللہ ابی کہ او از منافقان
بود نماز نگذار و حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بر عمر ہیچ مواخذہ نکرد سبب آنکہ
درو نہ او سکر مہابت بود سوم سکر حمیت چنانکہ موسیٰ علیہ السلام سر ہارون علیہ السلام
را گرفتہ می کشید علما ظاہر کہ ایشان از عالم جبروت کہ عالم انبیا است محروم اند گویند کہ این
چنین سکر در انبیا جایز نیست پس سکر محبت بمنزلہ غفلت است و حیرت چنانکہ در مستی خمر و
در خوردن خمر مراد مستی نیست بلکہ مقصود شارب انس و نشاط و ذوق است پس انبیا را
علیہم السلام را علی التواتر و توالی وارد است و حاصل است از مستی معصوم اند کہ بیخبر
باشند اما ذوق و انس و نشاط از بیخبری نیست بلکہ کرامت من اللہ است پس سکر اولیا را
نیز ہمین طریق است کہ اولیا در مقام اقتدا و متابعت اند و انبیا علیہم السلام در مقام
مسند مقتدا و امامت اند بدانکہ سکر شراب محبت بانسیات و ذوقیات بر انبیا علیہم السلام
نیز جایز است بی ہیچ قیل پس اگر این چنین سکر در اولیا قدس اللہ اسرارہم صادر شود انکار
نباید کرد خدشہ پنجم استعجاب ازین معنی کہ بزرگانی کہ صحو ایشان بسکر ممزوج ہست
صحو صرف دارند و باین نوع کلمات تکلم نکردہ اند داخل عوام اند مبنی است بر عدم رجوع بہ
کلام ائمہ تصوف در عوارف المعارف مذکور است فالسالک المجود لا یوهل للمشیخة
ولا یبلغها البقاء صفات نفسه علیه فیقف عند خطه من رحمة الله
تعالے فی مقام المعاملة والریاضة

از حادثات بر در آن صوفیان گریز ز ایشان شنو حقایق فقر از برای آنکہ	کز بود ناخوش اند و ز نابود شادمان تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

قال و گفتہ آید کہ سکر بسطامی کہ بے تحاشی قول لوائی ارفع من لواء محمد از ان بوجود

آمد ازین عبارت مدح سکر و اعلاء شان آن مفہوم است و در این نکتہ گفتہ آید کہ سبحانی بسطامی
سبحانک ما عرفناک کہ آن از دایرہ انفس و افاق بر آمدہ و این ورای انفس و آفاق است و آن از سر چشمہ
جوش سر زدہ و این از عین صحو بر آمدہ اینجا ترجیح صحو نمودہ مفاخرت و مباہات بدان
کردہ آید و گفتہ آید کہ سکر ظاہر شدن حالی است بر دل کہ ولی نتواند کہ پوشیدہ دارد چیزی را
کہ پوشیدن آن واجب بود پیش از ظہور آن حال و این محتمل دو قسم است یکی آنکہ آن
چیز منکر و قبیح است و پوشیدن وی ازین جہت بود یا صحیح است لیکن در ستر و کتمان
آن مصلحت دینی بود و لازم نیست کہ آنچہ در کلام اہل اللہ واقع شود البتہ ازین قبیل باشد
نہ از قسم اول از جہت عدم عصمت و خود ترک واجب کہ کتمان سر و رعایت مصلحت است
بر ہر تقدیر لازم آمدہ است و صاحب سکر معذور است اگر بے اختیار محض گردد و اختیار و
تکلف را دخل نبود بعد از ان سکر ہا را کہ در کلام اکابر واقع شدہ است عد کردہ تحسین نمودہ
اید و مسلم داشتہ اید و دی او پر بر میگفتند کہ این بیچارہا پے باصل نبردہ گرفتار ظل ماندہ اند
اقول درین کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ در صدد بیان معارضات و منافات بودہ است
کہ در کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ واقع است فاما ہر کسیکہ بر مصطلحات صوفیہ کرام اطلاعی
و وقوفی دارد نیک میداند کہ ہیچ اختلاف بمیان نیست و آنچہ ظاہر کردہ شد مبنی بر عدم
اطلاع است بر کلام صوفیہ صافیہ قدس اللہ اسرارہم در پردہ مباد کہ صاحب فتوحات
تعریف صحو باین عبارت فرمودہ الرجوع الی الاحساس بعد الغیبة بوارد قوی وارد قوی
سکر است سکر و صحو ہر دو فی نفسہا قوی دارند چون سکر صاحب محل است او را بر طبیعت
مستولی گردد محل بلحاظ نسبت و استعداد خود گاہے صحو را خواہد پس صحو طاری گردد این
توارد ضعف و قوت یکی بلحاظ دیگری نیست بلکہ بخیال نسبت و استعداد محل است ازین
تقریر اشکال اشد کہ ہر صحو بعد سکر باشد اگر صحو قبل سکر باشد با اصطلاح صوفیہ آن را صحو نخواہند گفت در فتوحات
مکیہ می طرازد انہ لا یکون صحو فی هذا الطریق الا بعد سکر واما قبل السکر فلیس بصاحب سکر

ولاهو صاحبه صحو بلکه بیچمین صحو را صاحب حضور و بقا خواهند گفت در حالت سکر تمایزی در میان امورے
که لایق اذاعت و اشاعت است و یا اختفا و استتار است باقی نماند و بسا باشد که امور نامے
بر زبان آمد چون بحالت صحو در آیند تمایز تام حاصل گردد و آنچه قابل اذاعت است بر زبان
آرند و آنچه لایق استتار است مخفی دارند ازین سبب قول صاحی مقبول است و قول سکران
مقبول نیست اگرچه قول سکران هم حق باشد لیکن این کلیه نیست مشهور است که حضرت
شبلی رحمة الله علیه فرمودند که ما و منصور حلاج ـه از یک کاسه نوشیدیم پس حلاج سکر آورد و
محبوس و قتل گردید چون بحلاج این خبر رسید گفت که اگر شبلی نوشیدی آنچه نوشیده ام
حالتش همان شدے که من دارم یا همان گفتی که من گویم چون شبلی از ارباب صحو و تمکین
بود و حلاج از ارباب سکر قول شبلی را بر قولش ترجیح دهیم چون حالت صحو حالت امتیاز است
پس صاحب صحو استغفار کند از آنکه بحالت سکر امر پوشیدنی را بر ملا گفته چون سکران مثل نایم
یا مجنون نمی باشد بلکه او را فی الجمله احساس باقی باشد لهذا استغفار کند و عرفا شطحیات
را تاویل کنند چون این امر منقش خاطر شریف گردید پس دانستنی است که در کلام حضرت
مجدد رحمة الله علیه تعارضی و تخالفی نیست چون در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب

ـه منصور حلاج با شیخ ابو القاسم جنید و غیره مشایخ صحبت یا داشت ابو حامد غزالی در مشکوة الانوار کلمات منصور
را مثل انا الحق و ما فی الجبة الا الله را محامل حسنه بر آورده و گفته که این از فرط محبت و شدت وجد صادر شده روزی
در مجلس حامد بن عباس وزیر امام مقتدر بحضور قاضی ابی عمر کلامی از منصور سر زد قاضی و فقها و حاضر مجلس قلم بفتوای قتل
وے برداشتند منصور ایشان را منع کرد و گفت که من مسلمان هستم و از اهل سنت از فتوای قتل اجتناب نمائید ایشان
هیچ اصغا نکردند منصور بار بار همین کلام را اعاده میکرد و گر ایشان بفتوای قتل بر نگاشتند حلاج همان وقت مقید کرده شد
وزیر بمقتدر نامه کیفیت مجلس اطلاع داد و مقتدر حکم داد تا ایشان را هزار تازیانه زنند اگر باعث هلاکت شود فبها و الا باز
هزار تازیانه زنند بعد آن گردنش زنند وزیر بجلادش داد و گفت که دو بار حسب حکم مقتدر او را تازیانه زنند پس دستش بریده
شود پس پایش پس دست دیگرش پس پاے دیگرش پس گردنش زده شود و جسمش سوخته شود و اگر تا الغرب بیدکه من عبارت

سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظهار این سخنان بسیار
مستبعد است بران شبه می شد که از ارباب صحو چگونه کلمات شطحیه صادر شد بجوابش افاده
فرمود که درین سخنان مزج سکر است و در سکر مراتب کثیر اند با صحو سکر باشد و درین مقام شطحیات
حضرت بسطامی و حضرت جنید علیهما الرحمة ذکر کرده و آنچه در مکتوب هشتاد و هفتم فرمود که
سبحانی البسطامی لیس سبحانی من مساس ندارد وجهش مفصلاً سابقاً گذشت ـه

حبذا عارفے ز خود رسته	بمقامات قرب پیوسته
شده از قید خویشتن مطلق	ذات و وصف او شده همه حق
هر کو افتد آب و گل نظرش	نشود از خود تصور بسرش
چون شود گشته سر ربانی	سر زند و صدای سبحانی

قال وازن بان حضرت خواجه شنیده شده است که میفرمودند که شیخ عبدالله انصاری
فرموده اند که بر بایزید دروغها بسته اند یکی از آن جمله آنکه گفت خیمه بر پهلوی عرش زده
ام و لوائی ارفع من لواء محمد ﷺ هم از آن جمله خواهد بود بلکه اشنع و اقبح است از
اول و قول سبحانی را تاویل مشهور است که در عوارف مذکور است که آنرا حکایت عن الله گفته
است و اقوال که از شیخ جنید بغدادی آورده اند که هو العارف ـه و المعروف و لون الماء لون
انائه و المحدث اذا قورن بالقدیم لم یبق له اثر بر تقدیر صحت صدور آن از ایشان از
باب فنا فی التوحید است و این مذهب حال و مقام این قوم است اینجا سکر چیست
شیخ ابن عربی که بیان وحدت وجود و اثبات آن میکند بران نهجی که معتقد اوست
از سکر نیست مذهب و معتقد ایشان همین است و مذهب شیخ جنید اگر همین است خیر و الا
اشارت است باصالت و حقیقت وجود حق سبحانه و فرعیت و عاریت وجود خلق و فنا
و اضمحلال این وجود در نظر شهود و در مقابله وجود حقیقی و غلبه و سطوت این بر آن
و لون الماء لون انائه تمثیل و تصویر است برای ظهور صفات و افعال حق تعالی

در مکنونات بحسب استعداد و قابلیت ایشان و ظهور ذات وی تعالی و تقدس در مرایا و مظاهر چنانکه اہل وحدت وجودی گویند اقول دین کلمات و دیگر کلمات که بطور شطح بسوی حضرت عارفین مشار الیہم بالبنان منسوب اند مردم اختلاف ہا دارند بعضے نسبت به بعض کلمات گویند که دروغ بر بسته شده و برخے بسوی تاویل متوجه شوند مگر قول جمهور عرفا ہمین است که این چنین کلمات از سرچشمه سکر بر آمده اند اگر بالفرض نسبت ببعض اطمینان حاصل گردید که دروغ است اما نسبت ببعض دیگر چه توان گفت بجز آنکه گردن تسلیم خم کرده آید و اگر نسبت ببعض قایل بسکر شدند چار و ناچار تسلیم قول حضرت مجدد رحمة الله علیه لازم می آید تسلیم کردم که نزد بعض چنان است که در انتساب کلمات توحید بر حضرت بایزید بسطامی قدس سره دروغها بسته اند فاما درین شبهه نیست که بعض عرفا می گویند که آن کلمات از سرچشمه سر بر زده پس محتاج به تاویل نخواهند بود چنانکه شطحیات را تاویل کنند قول حضرت جنید رحمة الله علیه هو العارف والمعروف ولون الماء لون اناءه از قبیل فنائی الخ نیست و الا در زمره متصوفین مذکور می شد و محتاج تاویل نمی شد پس از شطحیات باشد و درین مکتوب بحث از شطحیات شیخ محی الدین عربی نیست تا ضرورت ذکر مذهب وی می بود معهذا شیخ محی الدین بن عربی نسبت بدیگران لب به شطحیات بیشتر می کشاید و این مسئله را حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دویست و هفتاد و یکم از جلد اول بشرح و بسط تحریر فرموده سطری چند از ان درین مقام نقل کرده میشود اول کسیکه تصریح بتوحید وجودی کرده است شیخ محی الدین بن العربی است عبارات مشایخ ما تقدم هرچند که از توحید و اتحاد خبر می دهد اما قابل حمل اند بر توحید شهودی چه هرگاه غیر حق را جل شانه نبینند بعضے گویند لیس فی جبتی سوی الله و بعض ندای سبحانی زنند و بعض لیس فی الدار غیره دیار اندا در دهند این همه گلها است که از شاخ به یک بینی می شگفد هیچ کدام را دلالت بر وحدت وجود نیست آنکه مسئله وحدت وجود را مبوب و مفصل ساخته اند و در رنگ صرف و نحو تدوین نموده شیخ محی الدین

رضی الله عنه است و بعضے از معارف غامضه این مبحث را بخصوص بخود گردانیده حتی که گفته خاتم النبوت بعضے از علوم و معارف را از خاتم الولایت اخذ می کنند و خاتم الولایت محمدی خود را می داند و شراح در توجیه آن گفته اند که بادشاه از خزینه دار خود چیزے بگیرد چه نقصان دارد انتهی در مکتوب هشتاد و نهم از جلد ثالث مذکور است چون نوبت بشیخ بزرگوار محی الدین بن عربی قدس سره رسید او از کمال معرفت این مسئله دقیقه را مشرح ساخت و مبوب و مفصل گردانیده و در رنگ صرف و نحو در تدوین آورد مع ذلک جمعی ازین طایفه مراد او را نفهمیده تخطیه او نمودند و مطعون و ملام ساختند و درین مسئله در اکثر تحقیقات شیخ محق است و طاعنان او دور از صواب بزرگی و وفور علم شیخ را از تحقیق این مسئله باید دریافت نه رد و طعن او باید کرد انتهی تفصیل در مقدمه گذشت قال و فرموده اید که اگر صحو خالص بود که افشای اسرار آنجا کفر بود و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک بود انتهی سابقاً معلوم شد که این کلیه نیست که اگر بصحو باشد و با هر باشد کفر نیست اگر صحیح است در اظهار آن فوت مصلحتے نیست و اگر نه وقوع آن از اهل صحو ممنوع است و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک چرا باشد ظاهرا سهو قلم است و صحیح کبر است اقول سخت مشکل است که حضرت مجدد رحمة الله علیه سخن از معارف گوید و حضرت شیخ اعتراض حسب مذاق علمای ظاهر میفرماید اگر حضرت شیخ بر اصطلاح صوفیه توجه فرمودی لب بچنین اعتراض نکشادی ؎

آنکس که پا نهاد بسوی تو سر نداشت ۔ وانکس که سر نهاد بپای تو بر نداشت

فی الواقع در صحو افشای اسرار که اخفای آن ضروری باشد نشاید چه مقتضاے صحو آن است که اسرار مخفی داشته شود آنچه در حالت سکر از اسراری که اخفای آن لازم بود بر زبان رفته باستغفار تدارک نموده آید در فتوحات مکیه میطراز د و معنی الصحو انه یکشف له حق الله فی الامور التی استفادها فی حال سکره ورد علیه فیعلم عند صحوه ما ینبغی ان یذاع منها فی العموم والخصوص وما ینبغی ان یستر فان کان قد ذاع منها

فی حال سکره شیئا فیعطیه الصحوان یستغفر الله من ذلک و عذره مقبول
وان الاستغفار عندنا فی طریق الله یکون فی مقامین المقام الاول ماذکرناه
وهو ان یبد ومنه مایکون مستورا فیجب علیه الاستغفار من ذلک وقد یقع
الاستغفار ممن لا یبد ومنه شیٔ یوجب الاستغفار فیستغفر من هذا مقامه
ای یطلب ان یستره الله فکشف عنا ثنه ان یبد ومنه بحکم ذلک الحال ماینبغی
اَنْ یَستره وهذا هو المقامُ الثانی الذی لا هل الاستغفار فهذا بوز یطلب
الستر عن الله عز وجل عن حکم یوجب علیهم العتب الرمن وقوعه
وَهٰذا هُوَ استغفارُ الاَکابرِ مِنَ الرِّجالِ المَعصُومِینْ
وشرک درین مقام حسب اصطلاح متصوفین است نه متکلمین از عدم مزاولت
کلام صوفیه این چنین خدشات وارد کرده میشود نزد صوفیه رویت غیر را شرک گویند اپس
خود را از غیر بهتر ندانستن چرا شرک نباشد در کشف المحجوب مذکور است ابو بکر شبلی گوید التصوف
شرک لانه صیانة القلب عن رویة الغیر ولا غیر تصوف شرک است از انچه آن صیانت دل بود
از رویت غیر و وجود غیر نیست یعنی اندر اثبات توحید رویت غیر شرک بود و چون اندر
دل غیر را قیمت نبود صیانت کردن مراو را از ذکر غیر محال بود انتهی مولانا می فرماید

تاکه باشد یاد غیری در حساب	ذکر مولی باشد از تو در حجاب
تا بود یک ذره از هستی بجای	کفر باشد گر نهی در عشق پای
گر همه عالم ثواب تو بود	چون تو باشی آن عذاب تو بود
گر شوی چون خاک ذره پایمال	تا ابد جان را بدست آری کمال
تا تو با خویشی عدد بینی همه	چون شوی فانی احد بینی همه

مولانا عبد الرحمن جامی در نفحات در ذکر ابو بکر شبلی می آرد عبد الرحمن خراسانی گوید که شخصی
بدر سرای شبلی آمد در بزد شبلی فراز آمد سر برهنه و پای برهنه گفت کرا می خواهی گفت

شبلی علیه الرحمه را گفت نه شنیدی که مات کافرا الا رحمه الله شیخ الاسلام گفت که نفس مرد را
می گفت خوش گفت هر آنکه گفت ؎

هران کو غافل از حق یک زمان است	در آن دم کافر است اما نهان است

قال و نوشته اند که این فقیر که این همه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طایفه علیه نوشته
است ظاهرا بخاطر شما قرار یافته است که از روی صحو خالص نوشته است بی مزج سکر حاشا
و کلا که آن حرام و منکر است گزاف و سخن باقی است انتهی سبحان الله تا اکنون گمان این
بود و از کلامهای شما نیز کنایت و مشاقه معلوم میشد که ایشان صاحب صحو و تمکین
اند و از سکر و تلوین منزه و مبرا اند درین وقت چنین معلوم میشود که صاحب سکر بوده اند و مقرر
است که مرتبه اهل سکر سافل و نازل است پس تحقیقات و تدقیقات که کرده اند بنا بر اثبات سکر کرده آید یا برای
تصحیح و تصدیق انچه واقع شده است باین سکر برای اثبات سکر چه معنی دارد و اگر انچه واقع شده
است باین سکر صحیح و موسس بر قواعد طریقت و موافق قرار داد اهل حقیقت است چنانکه از بیان
کردن حقایق و معارف برای اثبات او ظاهر میشود چه غم دارند و چه احتیاج باعتذار و انکسار
است و الا از اول می بایست گفت که معذور دارید چیزے از مستی و بیخودی واقع شده است
و بعد از نشستن غبار مستی آن سخنان را از حیز اعتبار صفحه روزگار می تراشیده و محو نموده
و توبه کرده وَکَلامُ السُّکَارٰے یُطْوٰے وَلَا یُروٰی و عجب است ازین طور کسیکه جمیع فضائل و کمالات
محمدی علیه افضل الصلوة والسلام را اکملها حاصل کرده و باقصی الغایات مراتب متابعت و
کمال رسیده در قرب و وصول بجای رسیده که همه را پس انداخته و حقیقت ربانی را بی پرده دیده و دریافته
گرفتار باشد به سکر دیگران خود چه کار کنند که باصل نرسیده گرفتار ظل مانده اند و محجوبند از ایشان
اگر بجهت بقاے حجاب سکری و بے تمیزی واقع شود عجب نباشد **اقول** این کلام از سر تا پا مخدوش
است اما اولا پس اگر تا اکنون این گمان بود که حضرت مجدد رحمه الله صاحب صحو و تمکین اند
بدون مزج سکر پس این گمان فاسد بود صحو خالص نصیب محال است و حضرت مجدد رحمة الله علیه

جای دعوی این امر کرده اند که صحو خالص دارند وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْهِ الْبَیَانُ اما ثانیا هرگز مقرر قوم نیست که مرتبه اهل سکر نازل وسافل است بلکه این مسئله مختلف فیها است چنانکه مذکور شد اما ثالثا پس آنچه حضرت مجدد رحمة الله علیه تحریر فرموده اند نه برای اثبات سکر است و نه برای تصحیح و تصدیق این معنی که آنچه واقع شده بسکر بلکه تحقیق این معنی است که بزرگان بسکر کلام کرده اند و کلام سکر قابل ملامت نیست فَاَیْنَ هٰذَا مِنْ ذَاكَ درین کلام از حضرت مجدد رحمة الله علیه اعتذار و انکسار دانستن غلط فهمی است از حضرت مجدد رحمة الله علیه هیچ جا کلام صادر نشده است تا گنجایش این قول باشد که معذور دارید چیزے از مستی و بیخودی واقع شده است بدیدهٔ تامل بنگرند که جواب بعد از تسلیم بطور قضیه شرطیه است و کدامی شرطیه مستلزم تحقق مقدم نیست میفرمایند مخدوما این قسم سخنان که مبنی از افشاے اسرار باشد و از ظاهر مصروف در هر وقتے از مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بظهور آمده است و عادت مستمرهٔ این بزرگواران گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده لیس هٰذَا اوّل قارورة کسرت فی الاسلام پس این همه شور و غوغا چیست اگر لفظے صادر شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد آن را باندک توجه از ظاهر مصروف نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد اشاعت فاحشه و تفضیح فاسق هرگاه در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانی بمجرد اشتباه چه مناسب است بود ایخ امارا بعا پس بر تقدیر تسلیم میگوئیم که حضرت مجدد رحمه الله در معارف لدنیه می فرماید باید دانست که در هر مقامے از مقامات ولایت و شهادت و صدیقیت علوم و معارف جدا است که مناسب آن مقام است در مرتبه ولایت علوم سکر آمیز بسیار است که سکر غالب است و صحو مغلوب و در مرتبه شهادت که ثانی درجه است از درجات ولایت سکر مغلوبیت پیدا می کند و صحو غالب می آید اما زوال سکر بالکلیه نیست و در درجه صدیقیت که ثالث مرتبه است از مراتب ولایت و منتهاے درجات ولایت است و فوق آن درجه ولایت نیست بلکه مرتبه نبوت است علوم آن درجه

از سکر تمام برآمده اند و مطابق علوم شرعیه گشته صدیق همین علوم شرعیه را بطریق الهام اخذ می کند چنانکه نبی علیه الصلوة والسلام و آله بطریق وحی اخذ می نماید صدیق و نبی را تفاوت در طریق اخذ است نه در ماخذ که هر دو از حق سبحانه و تعالی اخذ می کنند اما صدیق بتبعیت نبی باین درجه میرسد نبی اصل است و صدیق فرع او و نیز علوم نبی قطعی است و علوم صدیق ظنی و نیز علوم نبی بر غیر حجت است و علوم صدیق بر غیر حجت نیست ه

در قافله که اوست دانم نرسم	این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

صلوات الله تعالی و تسلیماته علی نبینا و علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی الملائکة المقربین و علی اهل الطاعة اجمعین پس اگر درین رساله بعضے از علوم و معارف طریق شانی و تباین بایکدیگر واقع شده باشد حمل باید کرد تباین علوم را به تباین درجات ولایت که هر عالم را علم جدا است حقیقت علوم توحید مناسب بدرجه ولایت دارند و از علوم درجه شهادت اگر خواهی معلوم کنی پس معرفتے را که درمیان کریمه لیس کمثله شیٔ مذکور شده است نیک دریاب علوم آن مقام از علوم مرتبه شهادت اند و چون در ان موطن خود را و صفات خود را میت می یابد لاجرم آن مقام را مغلوب بغلبۂ شهادة کرده اند و علوم صدیقیه خود بعینها علوم شرعیه است چنانکه بالا گذشت والعلوم الصحیحة والمعتبرة هی المطابقة بالعلوم الشرعیة یثبتنا الله سبحانه علی الشریعة الغراء مجومة صاحبها علیه و علی آله الصلوة والسلام انتهی پس کلامیکه از عالم ولایت سر برزده باشد و یا سکر ممزوج باشد در ان منقصتے نیست ه

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم	که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است

قال نوشته اند که سخن با فان بصحو خالص متصف اند بسیار اند چرا این قسم سخن نیافتند و دل های مردم از جا نه بردند اگر مراد دلهای خواص است مثل این سخنان آن را از کجا از جامی برند و محظوظ مے سازند اگر دلهاے عوام است دلربائی و فریفتن آنها چه مقصود است و چه اعتبار دارد و در اصل سخن اعتبار ندارد و مدار برآن نیست بسا کس که سخنان کاملان گویند و کامل

نباشند و بساکس که حرف زدن نداند و کامل باشند الحمد لله اجلّه ایشان اند هم کمال است دهم سخن سخنان خوب شاب بسیار اند و دل ربا اند اما این سخن شنیع که نسبت بآنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بے ادبی وگستاخی کرده اید آنهارا مے پوشد و بدنام مے سازد **اقول** حرا دانـ مردم عام است خواص باشند یا عوام اگر حضرت معترض ازان محظوظ نه شوند آن قصور سخن نیست؂

سخن شناس نهٔ دلبرا خطا اینجا است
چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطا است

مگر هرگاه خود حضرت شیخ بیشترے از سخنان حضرت مجدد را خوب و در یا تجویز کنند و بزعم خود صرف چند سخن را محمول بر بے ادبی وگستاخی نموده اند باعث بدنامی خیال کنند پس استفسار از مردم که خواص اند یا عوام لغو و باطل خواهد بود؂

می نماید که سر عهد شکستن داری
خشم این بار تو چون رنجش هر بار تو نیست

و بے اعتباری اصل سخن موجب فراوان تعجب است کلام حضرت غوث صمدانی رضی الله عنه که جن و خضر و ارواح انبیاء الله برای استماع آن حاضر مے شدند کما یظهر من بهجة الاسرار دال است بر اصلیت سخن؂

تا مرد سخن نگفته باشد
عیب و هنرش نهفته باشد

منقول است که روزی حضرت غوث الاعظم بر سر منبر بیان علوم و معارف میفرمودند درین اثنا گذر حضرت خضر واقع شد حضرت فرمودند ای اسرائیلی بیا کلام محمدی بشنو بلکه اگر در کلام ملک العلام بدیده بصیرت نگریسته شود از ان ظاهر خواهد شد که کلام در اصلیت کلام هیچ اصلے ندارد حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله مکاشفات غیبیه می فرماید صفت کلام بلکه شان کلام که کلام با در آنست برای آن محتاج الیه است کما فاده بے آن متصور نیست پس جمیع کمالات ذاتیه وشیونات ذاتیه اولا در مرتبه آن صفت بلکه شان فایض مے شوند و از آنجا بعالم افاده می آیند مثلا شخصے که کمالات بسیار دارد می خواهد که آن کمالات را ظاهر سازد اولا آن را در مرتبه قوة کلامیه فرود می آرد و از آنجا اظهار آن می نماید پس در واجب تعالی وتقدس در مرتبه

شیونات که زاید بر ذات نیستند الا باعتبار شان کلام باین معنی مخصوص گشت و هرچه از کمالات در مرتبه ذات وشیونات متحقق بود تمام در شان کلام فایض گشت حاصل تمام حقیقت ان شان همین قرآن است و بس همین عبارت عربی و ترتیب معهود مکتوب در مصاحف و همه کتابیکه بر نبی صلے الله علیه وسلم منزل شده است جزویست از اجزاء این قرآن که از بعض عبارات او به بعض وجوه مستفاد است وتخلیق جمیع مکنونات من الاول الی الآخر مستفاد از وَاِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ مصداق این قول است و این قرآن باین عظم شان داخل دایره اصل است هیچ ظلیتے باو راه نیافته و همانا که آنچه بعضے اکابر اولیاء الله رضی الله عنه میفرمودند که قرآن از مرتبه جمع است ناظر این معنی است و قابلیت اولی که معبر بحقیقت محمدیه است علیه من الصلوة اتمها ومن التحیات اکملها ظل این قرآن مجید است پس این قابلیت نیز جامع جمیع کمالات ذاتیه وشیونات ذاتیه باشد لیکن بطریق ظلیة نه بطریق اصالة و قرآن بطریق اصالت جامع است و بهمین مناسبت قرآن مجید بران سرور منزل گشت و او را باین نعمت عظمی مخصوص گردانید و همانا که اشارت حضرت عایشه صدیقه رضی الله تعالے عنها که حضرت صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم در شان او فرموده خُذُوْا شَطْرَ دِیْنِکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْحُمَیْرَاءِ در بیان خلق آن سرور علیه الصلوة والسلام والتحیه فرموده کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ بهمین مناسبت است که اصالة او ظلیة است و بزرگی شریعت او را علیه الصلوة والسلام از همین قیاس باید کرد که متابعت او را سرمایه جمیع سعادات می باید دانست ع

این کار دولت است کنون تا کرا دهند *

این علمیست که مخصوص ببعضے احاد افراد است که به خلق قرانی او را متخلق گردانیده اند و بنور او دیده بصیرت او را مکتحل ساخته مطلب را نظر تا بانجا نمی رسد و از مراتب ظلیت نفوذ نمی کند. دقایق علوم مقامات ظلیه مخصوص به بعض افراد اقطاب است بلکه اقطاب ارشاد مدار را کار دیگر در پیش است و بخدمتے خاص مخصوص اند فطوبی لمن جمع بین المرتبة القطبیة والفردیة کجنید البغدادی سید

الطائفة جنید بغدادی قدس سرہ وه این نسبت فردیت او را از شیخ محمد قصاب رسیده اصالۃً و پیر او در تحصیل نسبت قطبیه شیخ سری سقطی است رضی الله تعالی عنهم و سید الطائفه نسبت قطبیه را در جنب نسبت فردیه فراموش کرده میگوید مردم میدانند که من مرید سری ام من مرید محمد قصاب ام بر اصل آن سخن رویم و گوئیم که در قران الفاظ ماضی و استقبال برای آنست که جمیع ازمنه ازلیه و ابدیه از ظهور رامده اند بعضے ازان بماضی تعلق دارند و بعضے دیگر بحال و بعضے اخر باستقبال او و شامل کل است پس مضی و استقبال نسبت بقران نباشد بلکه بنسبت بعضے ازمنه باشد که قران شامل است بران مثلاً شخصے از احوال گذشته خود تعبیر بماضی می کند پس ان ماضویه نسبت بزمان حال آن شخص است نه بنسبت آن شخص متشخص جامع جمیع ازمنه است والله سبحانه اعلم بالصواب الملهم بطریق السداد والله یحق الحق وهو یهدی السبیل پس مصدق قران مطابع احکام بر طبق آن مصدق جمیع کتب سماوی است وحاوی کمالات جمیع شرایع انبیا صلوات الله تعالی وسلامه علیهم اجمعین و مکذب این کلام الله مکذب جمیع کتب منزله است و عدم ایمان بموجب این شریعت مستلزم حرمان عظیم است ؎

محمد عربی کابروی هر دو سر است	کسے که خاک درش نیست خاک بر سر او

انتهی قال این کلمات بقصد استفسار و استکشاف حال و دفع تالم عارض بیان و تسکین حرقت صدر نوشته شد و قصد ان داشت که چیزی ننویسد و بالزام نفس خود وا نمام راضی باشد اصل غرض نصیحت و خیر خواهی و کشف حال است که الدین النصیحة این را در چند مجلس املا نموده و هر بار استخاره بجناب حق و استفاده از شر نفس و شیطان و تبری از حول و قوت بمبالغه اکید و الحاح تمام می نمود و مے نوشت امید که معذور باشد بلکه ماجور گردد اقول تحریرے که بقصد استفسار و استکشاف حال املا باشد بدان اطالت و دراز نفسی روا نداشتین ... است که انچه گفته شد بطور الزام است و نقض و ابرام ؎

ما را بغمزه کشت و قضا را بهانه ساخت	خود سوی ما ندید و حیا را بهانه ساخت

دستے بدوش غیر نهاد از ره کرم	ما را چو دید لغزش پا را بهانه ساخت

چون حضرت مجدد رحمة الله علیه حکم فرموده اند تا اوقات خود باجو به هیچ امور ضائع نکرده شود و نیز به خیال حضرت معترض زینهار دل متوجه بتحریر باب الانکشاف نمی شد مگر چون درین زمان بعضے اعیان بطور مدعی سست گواه چست متمسک باین خدشات بودند بطور صلح کل که آب و گلم را بان خمیر نموده اند قلم برداشتم و بر سبب دوم کوته نظران اصلا متوجه نشده برفع اصل خدشات سطرے چند بر نگاشتیم درین مقام اشعارے چند در ترغیب صلح کل از خوان یغما گذارش میرود

مثنوی

... غزالان ناخوش است	نسبت طبعی بعالم دلکش است
شعله الفت چراغ سینه ها است	صیقل زنگ رخ آئینه ها است
نسبت درجاے که رنگ اتحاد	جلوهٔ از گلشن معنی کشاد
نقش جمعیت تسلی مایه الیست	بال هر خطش تجلی سایه ایست
پرده بیگانگی غفلت نوا است	از بم و زیر مخالف پر صدا است
صلح کل آئینه عرفان بود	بلکه نور عارض ایمان بود
از بهارش رونق بستان ما	زد بود خنده ان بهار جان ما
گین خمیر اب و نار و باد و خاک	گر نه نگر دیدے جلا زان نور پاک
کے شدے شوخی نما حسن وجود	کے شدے حیرت فزا نور شهود
یافت از موج نسیم امتزاج	نقش این اضداد در رنگ خراج
طبع وحشی آهوان را در خور است	خار این صحرا داغ اخگر است
چون وجود خویش بینی در جهان	عشق تو پیدا به گردد از نهان
صلح کل زین جلوه الفت پرور است	در عرض با شوخی این جوهر است
تا نگردد رفع وضع التقاسب	کے به بینی روی او را بے نقاب

جان نگردد تا بدل وحدت خیال	تا نباشد در دوئی تغییر حال
کی بچشمانت تواند کرد گل	جلوهٔ طاوس خوبی صلح کل

حکایت

اندرین کاشانهٔ کثرت اساس	بود از ارباب دل معنی شناس
از تقدس طبع او آئینه خیز	وز صفا قدوسیان را آب ریز
وحدت ایجادی ز هستی پرفشان	از صنم سوی حرم محمل کشان
مست جام ساقی آن بزم بود	تا هزاران جلوه در مستی نمود
نزد او شد بوالفضول خام کار	وحشت ایجاد طلسم اعتبار
از بهار معرفت رنگی نداشت	بلبل آسا شوق آهنگی نداشت
گفت کای فیض تو نور نشاء دل	نوریان از پاکی طبعت خجل
یک نگاه لطف بر رویم بکن	دام چینی و صید آهویم بکن
کین دل از نیرنگ دنیا مایل است	از دم اعجاز کیشان غافل است
در جوابش گفت کای محو هوس	مرغ بال افشان کی آید در قفس
کین قفس بستان اهل دل بود	کی از و طبع هوا مایل بود
کی ز وحشت آهوان آید بدام	کی بود اهل هوس از بند رام
چون شنید این نکته شورش خیز شد	از تمنا اضطراب انگیز شد

۵۱ بوالہوسے نزد عارف آگاہ در آمد و استدعای بیعت نمود عارف آنکہ چون استعدادش ملاحظہ فرمود گفت کہ در فلان گلشن برو و درختانش بسوز و بیرون باغبان را بزن بوالہوس چون شنید بسہل دانست در آن گلشن رفتہ درختانش سوخت و باغبان را بسیار زخم کرد باغبان برپای او افتاد و گفت کہ گلشن را سوختی و مرا از روی تکاسل بجل تو ہو دیا است امروز بیلام تا دست و پایت ہام و دنیا بخشش کنم بابا نمود و از خیلہ بخیت بازعارف این داستان بیان کرد عارف گفت حالا چون حلم شل و وداری بیعت تو قبول کنم ورنہ. بوالہوسی بگریخت و راہ خویش گرفت ۱۱ ۵۲ قولہ وحدت یعنی دے انخ وحدت ایجاد یعنی

گفت شیخا صید دامت گشته ام	بهر تسخیر تو رامت گشته ام
آتشی از الفت افروختم	خرمن حرص و هوا را سوختم
هرچه فرمائی بجان آماده ام	شعله سان در پیش تو استاده ام
چون بپیش اهل دل این قصه راند	مرد دانا اندکی خاموش ماند
گفت چون بادا درین گلشن خرام	مرد کی باشد در انجا شادکام
نورسان باغ او یکسر بسوز	در رگ هر گل چو برق آتش فروز
بعد از آن آن باغبان را چوب زن	تا شود فریاد و شورش فگن
رفت آن مردک بشوق امتثال	چون خزان بر گلشنش بکشاد بال
سرو در حیرت شد از نیرنگ او	بلبلان در ناله از آهنگ او
گل بجانش زهر خندی می نمود	لاله از جان نبض خونابی کشود
یاسمن جیب دگر میان چاک زد	صد طپش نبض خس و خاشاک زد
غنچه از زخم جگر جان خون نمود	سوسن از خاموشیش حیرت فزود
چون بباغش آتش افروزی نمود	نبض برق از هر رگ برگی کشود
جان بلبل غیرت فریاد شد	چون رگ گل ها طپش ایجاد شد
تا گلستان گشت نذر سوختن	آتش گل را بگشت افروختن
باغبان چون شعلهٔ خاموش بود	گر هزاران برق در آغوش بود
تا بحال او جفا کردار شد	بر تن او زخم ها گل بار شد
چون بشد فارغ ز حال باغبان	رفت بیرون از فضای گلستان
باغبان چون دید در پایش نهاد	گفت کای والا نفس قدسی نهاد
عرض تکلیف تو جانم را بسوخت	گرچه جان گلستانم را بسوخت

۵۱ قولہ گفت انخ خلاصہ این سہ شعر این است کہ آن عارف عبد الل فرمود کہ درین باغ شخصے خوش حال باشد تو در آن باغ برو

گر بفرمودے[۱] بجان مے سوختم ۔ شعله در دامان گل افروختم
چون بکروے در گلستان ترکتاز ۔ اندکے مستی بحالت گشت باز
رونق باغ و بهارم بوده ۔ نور چشم انتظارم بوده
اندکے آرام کن در خانه ام ۔ غیرت فردوس کن کاشانه ام
دید چون آن وحش خونریز او ۔ میکند دام[۲] وحش نخچیر او
وضع او گردش بدل عبرت خیال ۔ گفت کای جان تو شد نذر و بال
جور من[۳] بروے و جان بازی مکن ۔ بگزر از ما و فسون سازی مکن
نزد آن صاحب دل آمد وقت شام ۔ گفت آن افسانه حیرت پیام
گفتش آن قدسی النفس کاے دیوزاد ۔ او مرید من بود فرخ[۴] نهاد
گر شوی تسلیم فطرت[۵] همچو او ۔ رنگ تحقیق از ریاض من بجو
ورنه چون آهو ازین صحرا برم ۔ وین هلا برروے گل رویان بجا
چون شنید آن وحش خو این راز او ۔ شد جنون خیزان چو آهو کو بکو
معنی بیگانگی شد آشکار ۔ غفلت جان داشت انداز شکار
کو دل عرفان که محو راز شد ۔ گوش کو تا از حقیقت باز شد

قال وظن فقیر بشیخ جمیل است این مقدار که مرا بشما نسبت محبت و اتحاد است کم کسے را خواهد بود صاحب کشف المحجوب در باب شیخ حسین بن منصور حلاج گفته است بحمد الله عزیز است وی بر دل من اما طریقش بهیچ وجه مقبول نیست او کما قال و نزد این فقیر شما هم عزیز اید و هم طریقه شما این سخنان که نسبت بحضرت سید کائنات صلی الله علیه و آله و صحابه و سلم میگوئید اینها را تاب ندارد آنچه نسبت

[۱] [illegible] بفرمودی یعنی باغبان ... اگر حکم سوختن ... من میفرمود بجان و دل میسوختم و اندکے ... میکردم و بدان که جان سوختن یعنی افسرده شدن هم آمده است لیکن ... [illegible]
[illegible] ... [۲] [illegible] ... [۳] [illegible]

بحضرت مشائخ گفتند که تا و جبرا بر داشتیم اما بر داشت این کلمات از طاقت حال این فقیر بیرون است **اقول** چرا ظن جمیل و محبت نباشد چرا حضرت مجدد و طریقه ایشان عزیز نداشته شود که از زبان حضرت خواجه رحمة الله علیه اثبات حضرت مجدد رحمة الله علیه شنیده اند ازین جهات که مجددیان عموماً و فقیر خصوصاً بحضرت شیخ راسخ الاعتقاد می باشیم همانا شکے نیست که شیخ تراجم احادیث و سیر که بزبان فارسی نموده ازین کتب چشم هندیان نوری و در دل شان سرورے پیدا شده اگرچه برخے از طائفه علیه مجددیه مثل حضرت شاه ولی الله دهلوی و حضرت شاه عبد العزیز رحمة الله علیه دهلوی و قاضی ثناء الله پانی پتی در تنقید احادیث و وسعت علم و قوت تحریر و تقریر از حضرت شیخ تقدم بالشرف می داشتند با این حضرت شیخ را بر ایشان تقدم بالزمان کلم است

کمر در خدمت عمر بست می بندم چه شد قدرم ۔ برهمن می شدم گر این قدر زناری بستم

اما انتساب خود او مبنی است بر فهم کلام التصوف و اصطلاح متصوفین حضرت خواجه محمد پارسا در تحقیقات می فرماید باز این طایفه منصوره را اصطلاحاتے است مشهوره فی ما بینهم که بآن متفرد اند و عبارتے است و کلماتی است متداوله بینهم در اثنای محاورات ایشان با یکدیگر علی تفهیم ما یتضمن تلك العبارات و الکلمات و کنه حقائقها لا یدخل تحت الاشارة فضلا عن الکشف بالعبارات فان مکاشفات القلوب و مشاهدات الاسرار لا یمکن العبارة عنها علی التحقیق و لا یعرف الا من نازل تلك الاحوال و حل علوم تلك المقامات و علوم این طائفه علوم الاحوال بود و احوال مواریث اعمال است و کسی از علوم احوال میراث برد که اعمال را درست کرده باشد و بحق آن قیام نموده **قال** و همیشه دعای این فقیر در خلوت و جلوت بعد از صلوة و سایر اوقات این بود و هست اللهم[۶] ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه اللهم اجب و بعد از آن که آوازه کمالات شما در میان است ان نیز میگویم خداوند این مرد از کمالات خود این چنین خبر می دهد اگر صادق است ما را دلیل صدق و حقانیت او الهام فرمایا او را تصرفے در ما پیدا آید که رفع شبه و التباس کند و اگر چنین نیست او را بر سر

انصاف آرد ازین روش باز دارد اقول مجیب الدعوات بفضل خود دعاے حضرت معترض علیه الرحمه را بدر وه اجابت مقرون داشت و غشاوت بشری از ایشان زائل شد و در واقعه رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را دیده که میفرمایند هر که اخلاص بما دارد با ایشان نیز داشته باشد و بشارت بحضرت مجدد علیه الرحمة فرمود و کیفیت رجوع به تفصیل در مقدمه مذکور شده ٥

نقصان ز قابل است وگرنه علی الدوام		فیض سعادتش همه کس را برابر است

قال یکبارے شنیده شد که نسبت به فقیر این آیه مے خوانند وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ اقول اولا مردمان سخنان از کجا تا بکجا می رسانند کدامی خود غرض بامید اشتغال طبع حضرت معترض این خبر بخدمت وی رسانیده باشد پس لایق اعتماد نباشد ثانیا هر گاه هواخواهان حضرت معترض بمجالس با حضرت مجدد رحمة الله علیه کیفیت شکایت معروض داشته باشند حضرت مجدد رحمة الله علیه بطور اقتباس این آیت را تلاوت فرموده باشد پس غور فرمودنیست که بدایت از کیست هر گاه بدایت از حضرت معترض است پس محل رنجش نباشد ٥

چو تیر انداختی بر روے دشمن		حذر کن کاندر آماجش نشستی

قال التماس آنست که اگر این طریق که مردم دست او نیز انکار شما ساخته اند ترک دهید و اعلام نمائید دوستان همه در ربقه طاعت و انقیاد بلکه دشمنان نیز براه محبت و اعتقاد آیند اقول ٥

اکنون که گفته نظرے هست با منش		ای روزگار فرصتے اسے مرگ مهلتے

ای برادر درین باب چه گفته شود که انکار بزرگان دین از قدیم الایام جاری است امرے محدث نیست نمی بینی که علامه ابو الفرج ابن جوزی که از کبراے محدثین و نقادان حدیث است و در تصانیف ید طولانی دارد و ترا جم و طبقات محدثین از مدائح او مالا مال است چه قدر منکر حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه بود چنانچه خود حضرت معترض در رساله

انکار علامه ابن جوزی بر حضرت غوث الاعظم

تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف مے طرازد کان ابن الجوزی[۵۱] فی زمن سیدنا ومولانا القطب الربانی والغوث الصمدانی الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی وکان یسلك معه رضی الله عنه طریقة الاجتناب والاستنکار محروما عن کاس محبته وحسن عقیدته باآنکه ابن جوزی بپاداش انکار با وصف رفعت پایه تا مدت پنجسال مسجون شد مگر انکارش از تلبیس ابلیس توان سنجید تقشعر[۵۲] منه جلود الذین یخشون ربهم ابن جوزی اگرچه بظاهر عذر می آرد که انا لم نقصد[۵۳] ببیان غلط الغالط الا تنزیه الشریعة والغیرة علیها من الدخل وما علینا من القائل والفاعل وانما نودی بذلك امانة العلم وما زال العلماء یبین کل منهم غلط صاحبه قصد البیان الحق ولاظهار عیب الغالط ولا اعتبار بقول جاهل یقول کیف ترد علی فلان الزاهد المتبرك به لان الانقیاد انما یکون الی ما جاءت به الشریعة لا الی الاشخاص مگر اگر بر جوش کلامش نظرے انداخته شود عیان خواهد شد که این مقتضاے جبلت وی بود چنانچه در رساله تحصیل التعرف مذکور است والظاهر من[۵۴] حاله ان هذا تلبیس منه وهو قائم دائم علی الانکار وتطهیره[۵۵] کتبه بکلامهم انما هو لاستیفاء غرضه باتمام تصانیفه وجاے دران رساله مذکور است ورئیسهم[۵۶] ومقدمهم واشدهم فی الانکار ابو الفرج بن جوزی رجل من اعیان العلماء والمحدثین وقع فیهم وافضح هذا القوم وانکر علیهم اشد انکار فی شدة وخشونة وصنف فی ذلك تصنیفا سماه تلبیس ابلیس وذکر فیه مداخل الشیطان فی الناس مما یخالف ظاهر السنة عموما وخصوصا فی هذا القوم وذکرها فاذکرها فانا الله تعالی من ذلك

[۵۱] ابن جوزی معاصر حضرت غوث پاک بود و بادی مخالفت داشت و از محبت و حسن عقیدت وی محروم بود ابن جوزی از کبار محدثین و واعظین بود در وعظ وی یک لک مردم جمع شده و اکثر دران سلاطین و وزراء و امرا بودند هزار جلد کتاب از دست خود نگاشته و لک مردمان بر دست وی توبه کرده و بست هزار مردم ایمان آوردند در ۵۹۵ هجری از قید خانه واسط خلاص یافته و در بغداد بروز جمعه دوازدهم رمضان ۵۹۷ هجری قضا کرد ۱۲ [۵۲] رست می شود ازان موی کسانیکه از خداے خود مے ترسند ۱۲ [۵۳] یعنی آنچه غلطی غلط کنندگان بیان کرده ام ازان غرض همین مقصود است که شریعت را پاک کنم و کسے

چون بعض ارباب علم بدام غشاوت بشری گرفتار آمده مضامین عبارت نافهمیده بتغالب نارواست در آورند پس قصور صوفی چیست ؎

هرچه هست از قامت ناسازی اندام ماست	ورنه تشریف تو بربالای کس کوتاه نیست

بجاست که خیال طایفهٔ صوفیه نیرسد که مردمان حلقهٔ طاعت وانقیاد بگوش نهند بلکه ایشان هیهات لکن انا بادانی دور از مردمان نفورے یافته وانکار منکرین را اصلا بخیال نیارند ازین جاست که توفیق ایزدی بجوش آمده متکفل حال ایشان می باشد بنگرید که شور وشغب ابن جوزی حنبلی در عظمت وجلال حضرت غوث الاعظم نرسانید ودامن پاکش به عیبے ملوث نگردانید بلکه خود ابن جوزی بمکافات آن روی سخن دیده مطعون وملام گردید همچنین نسیم توفیق ایزدی غبارے که در دیده حضرت معترض بود در ادنی تحریک واهتزاز زدود وسینه وچشم راصاف وپاک نموده عقیدت بر عقیدت افزود تا آنکه از احفاد حضرت معترض حضرت حافظ محمد حسن قدس سره داخل طریقهٔ علیه نقشبندیه شده بعالمے از توجه خود فیض رسانیدند وجهانیان را بآب پاشی انوار وبرکات سیراب گردانیدند منقول است که چون ایشان خدمت عروة الوثقی حضرت خواجه محمد معصوم رحمة الله برای حصول برکات طریقهٔ مجددیه حاضر شدند حضرت خواجه استفسار فرمودند که به اقرار آمدید یا انکار ایشان از غایت انفعال سر در پیش نهاد وزبان معذرت کشاده عرض داشتند بل برای استغفار حضرت شیخ محمد احسان ابن حافظ محمد محسن رحمة الله علیه در عنفوان شباب انحرافی از طریقه مجددیه داشتند آخر الامر مبشر شده بدست حضرت مرزا جانجانان قدس سره بشرف توبه وارادت فایز شده بدرجات علیا رسیدند

فَلْنَخْتِمْ هٰذَا التَّحْرِيْرَ بِذِكْرِ هٰذَا التَّحْرِيْرِ

عمر بگذشت وحدیث درد ما آخر نشد		شب باخر شد کنون کوته کنم افسانه را
	اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ	
ضعف غالب شده از ناله فرو مانده دلم		دگر از حال من اوراکه خبر خواهد کرد

مثنوی

هزاران شکر بر توفیق باری / که کردم ختمش از رنگین نگاری
بتحقیق مضامین نقش بستم / ز زورنگ تعصب را شکستم
مرا از شیخ نامی نیست پرخاش / شدم از لجه تحقیق در پاش
ندارم همسری در پیشه او / به بینم آفتاب از شیشه او
دلم شیدائی معشوق بیانش / دماغم محو افسون زبانش
بتصنیفات خود قول بدیعش / باستدلال میدارم وسیعش
نمی کوشم بتغلیط کلامش / نمیجوشم بر رد وانتقاصش
ولے باشد عجب کین شیخ ذیشان / ز اسرار تصوف چشم پوشان
کمر بربست از کین معانی / بتردید مجدد الف ثانی
ندیده اصطلاحات تصوف / تصوف را نبود از وی تعرف
دل او محو ایراد شکایت / تصوف تا نباشد زین حکایت
بیاول سعی او در رد ایراد / ولے آخر چو او را دیده بکشاد
عیان شد جوهر آئینهٔ او / طپیده برق راز سینهٔ او
بکرد از رد ایرادش رجوعے / نوشته نامه از عجزے خضوعے
که مارا شد نصیب از فکر عالے / بتحریرات او رنگین خیالے
نه بینم در نکات شان خلافے / تفهم در کلام شان گزافے
کجنوع این سینام بسیار صافست / مرا اصلا نه با وے اختلافست
بنور الحق چنان بنمود تحریر / بشود در آب آن تقریر دلگیر
که در رد کلام شیخ احمد / بمکتوبے شده از من مقید
چو او خود از کلام خویش برگرد / زعاجز شد بجا گر رد او کرد

مرا نیروے صحبت میشود چست	دلیل من قوی برہان او سست
بامیر او پیش مرا تره ید زیباست	که جان بر خانانش محو خورشید است
دل من مستفید خاندانش	خیالم مستفید دودمانش
بدنیا گرچه جانم پست باشد	بمهر او دلم سرمست باشد
اگر یه روز است جولانم بسویش	وگر شب هست جانم محو رویش
بدل شوق است تا از مرشدانم	به همدم رنگ فیض از فدا ستانم
نخستین پیر من اشرف علی هست	کز آن در خاطرم کشف جلی هست
ز سعد الله دل او نکته آموز	بهر راز خفی شد فیض اندوز

۵۱ قدوۂ ارباب تفرید صاحب کشف خفی و جلی حضرت مولانا مولوی میر اشرف علی صاحب ابن حضرت مولوی میر سلطان علی صاحب جامع علوم ظاهر و باطن بودند در فن ادب و تصوف و حدیث و اسماء الرجال الفقه ید طولانی داشتند چون میر سلطان علی صاحب در عهد ملازم ٹیپو سلطان رئیس کرناٹک بودند حضرت میر اشرف علی صاحب در فن سپه گری نظیر خود نداشتند آخر الامر دنیا را گذاشته سرمایهٔ دنیاوی بیچه پیر مرشد خود صرف فرمودند و بکمال توکل سرگرم افادت بودند و اهل سبیل به نیاز فرمودند به تحقیق پیوسته که حضرت ایشان را در کار [illegible] را بهیچ با اتفاق نبود و روش مرا افتاده مگر هیچ کس را باقی خبر نمی شد از کسب خود آنچه حاصل میشد بعوض فتوحی آورده و همواره ارشاد طالبان مصروف می بودند نواب افضل الدوله بهادر که سخاوت و فقر نوازی طینت و جبلت داشتند چند بار اشتیاق ملاقات ظاهر کردند مگر حضرت ایشان بر جادهٔ توکل مستقیم بوده از ملاقات انکار نمودند مصارف خانقاه و طلبه که روز افزون بود حق تعالی جل شانه از خزانهٔ غیب خود کفالت آن می نمود حضرت ایشان شهرت را نمی پسندیدند و همواره و بکتمان اسرار میکوشیدند روزی در ایام که در شهر حیدرآباد [illegible] بود و مردمان تلف می شدند فقیر [illegible] ایشان رسیده ارشاد فرمودند که این وقت بر چهرهٔ ایشان پریشانی های دایم عروض کردم که آنچه [illegible] ایام عارضه وبای شایع است حضرت را معلوم است امکان توجه فرمودند که ما پریشانی را [illegible] بعد [illegible] فرموده اند پریشانی [illegible] استفسار ساخته عرض کردم [illegible] قلب [illegible] حاصل است [illegible] حضرت ایشان روزی از فقیر فرمودند که [illegible] اجازت حضرت شاه سعد الله صاحب [illegible] بیعت حضرت مشرف شده [illegible] تاریخ ۱۹ ذیقعده روز جمعه ۱۳۰۰ هجری [illegible] حضرت شاه سعد الله صاحب [illegible] تاریخ انتقال [illegible] سیر [illegible] حیا و طبت [illegible] اقتباس است [illegible] حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه [illegible] صلی الله علیه وسلم [illegible] از جمله تواریخ است [illegible] مخزن الطریقه سیدی اشرف علی [illegible] والاکرام و [illegible] الجسیم [illegible] علیم [illegible] جنات النعیم [illegible] تاریخ از مولوی عبد الکریم صاحب [illegible] تا به حضرت شاه سعد الله [illegible] نقشبندیه [illegible] ۱۲۰۲ حضرت شاه سعد الله صاحب قدس سره [illegible] خانقاه [illegible] در خانقاه [illegible] فیوض [illegible] علما و فضلا و [illegible] حضرت ایشان [illegible] بیعت [illegible] کردند [illegible]

ز عبد الله دل او گشت رنگین	ز مرزا مظهر او اموخت آئین
دلش پر نور از نور محمد	ز محسن بود او را اسم احمد
ز سیف الدین او را آب و تابے	که بود او معرفت را آفتابے

۵۲ حضرت مرزا مظهر جان جاناں از سادات عظام علوی بوده اند آبا و اجداد حضرت ایشان امرای نامدار بادشاهی بوده اند قرابت به سلاطین تیموریه داشتند حضرت ایشان میل بدنیا نه فرمودند و مشغول بحق گشتند در نظم فارسی ید طولی داشتند نظم و نثر فارسی را رواج و شهرت دادند [illegible] در علوم ظاهری دستگاهی داشتند [illegible] حضرت شاه ولی الله [illegible] شاه [illegible] حضرت ایشان [illegible] مولانا [illegible] بحر العلوم [illegible] حضرت ایشان را [illegible] حضرت مرزا [illegible] مولانا فخر الدین [illegible] در صحبت حضرت مرزا [illegible] حضرت مرزا [illegible] باب حکایات [illegible] در ایام [illegible] سلطنت اسلامی [illegible] شیعه [illegible] طایفه در قتل حضرت مرزا و مولانا فخر الدین چشتی و شاه ولی الله صاحب محدث دهلوی [illegible] چون حضرت مرزا [illegible] قتل حضرت ایشان [illegible] شب [illegible] محرم [illegible] حضرت ایشان [illegible] رسیده [illegible] ۱۱۹۵ هجری حضرت [illegible] شهید [illegible]

شعر [illegible] حضرت [illegible] عاشقان [illegible]

[illegible] نابت قدمی [illegible] سال [illegible] تاریخ انتقال [illegible] شعر [illegible] بعضے کسان [illegible] آب حیات [illegible] حضرت مرزا [illegible] جناب امیر علیه السلام [illegible] جناب امیر علیه السلام [illegible] حضرت مرزا [illegible] جناب امیر علیه السلام [illegible] سلام [illegible] حضرت مرزا [illegible] سودا [illegible] تاریخ [illegible] ۵۳ [illegible] صرف و نحو و منطق و معانی و حدیث و تفسیر علوم شریعت و طریقت و رموز حقیقت و معرفت [illegible] سیف الدین بن محمد معصوم [illegible] کامل [illegible] جذب قوی [illegible] یازده سال [illegible] تاریخ [illegible] ۱۲۰۰ هجری [illegible] ۵۳ [illegible]

رموز از خواجه معصوم آموخت	هزاران گنج فیض قدس اندوخت
دلش بگرفت نور جاودانی	ز مشکوة مجدد الف ثانی
دماغش مست خم عبد باقی	دل او باده نوش جام ساقی
دل از امکنگی او میداشت پرنور	زبان مشعل نمای شعلهٔ طور
ز درویش محمد اقتباسش	ز وحدت بود در دل اقتباسش
محمد زاهدش میکرد تعلیم	بجانش از عبید الله تفهیم
دل از یعقوب چرخی فیض میداشت	ز اسرار تقدس تخم میکاشت
علاؤ الدین بجانش آب میداد	که باغ بیخبران شد ز نسبت ایجاد
بهاؤ الدین بجانش نقش می بست	دلش از خم وحدت بود سرمست
ز مشکوة دل سید امیرش	فروزان بود انوار ضمیرش
ز بابا سماسی بوی نورو	دلش از فیض عرفان بود مسرور
بنوران علی شمع عزیزان	دلش پروانه آسا شعله ریزان
درخش رازهای خواجه محمود	بجانش صد هزار آئینه بنمود
ضمیر او ز نور خواجه عارف	عیان میداشت اسرار و معارف
ز عبد الخالق او آموخت اسرار	درخشانید از دل برق انوار
بر یوسف جان زلیخا وار میداشت	ز عشقش سینه آتش زار میداشت
فروغ بو علی جانش برافروخت	دلش از بو الحسن سرمایه اندوخت
ز مصباح ضمیر پیر بسطام	هزاران داشت اسرار شرر فام
چو نور جعفر صادق طپان شد	ز طبعش مرغ هستی پرفشان شد
ز اشراقات قاسم بن محمد	درخشید از دلش انوار احمد
به تنویرات سلمان داشت اشراق	بدل از اقتباس فیض اطلاق
ز خورشید دل صدیق اکبر	دل او بود دائم نور پرور
محمد سرور اولاد آدم	منور شد ز فیضش چشم عالم

دلش تابید از نور الهی ٭	کزو تابانست از مه تا بماهی ٭
ازین پیران دلم را آب و تاب است	فروغم مشعل روی آفتاب است
خداوندا دلم پرنور گردان	نظر محو چراغ طور گردان
گره بکشا ز کار بستهٔ من ٭	شفائے ده بجان خستهٔ من
ز ضعف و کاهلی بے دست و پایم	درین بے دست و پائی ده شفایم
بغفلت بگذران عمرم شب و روز	بجانم شمع آگاهی بر افروز
ز خواب غفلتم بیداریے ده	ازین بدمستیم هشیاری ده
سرے ده کاندرو باشد هوایت	دلے ده کاندرو نبود سوایت
بده چشمے که گریان تو باشد	بده آن دل که بریان تو باشد
بنه در سینه ام از عشق داغے	ازین آتش بیفروزم چراغے
به آه عاجز خسته اثر ده	نهال آرزویش را ثمر ده

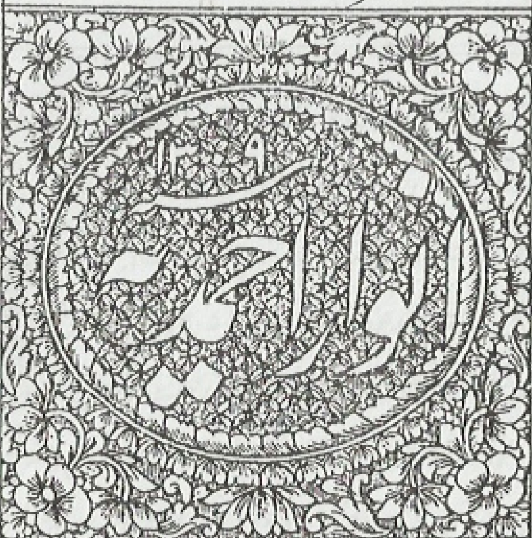
تمت

الحمد لله علی احسانه ونواله که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب فیض انتساب افضل الفضلا اکمل الکملا عالم علمی نحریر لوذعی جناب مولانا مولوی محمد وکیل احمد صاحب سکندرپوری نقشبندی مجددی سلمه الولی از اهتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا الله الصمد بماه شعبان المعظم سنه ۱۳۱۱ھ در مطبع مجتبائی دهلی طبع گردید

فہرست کتاب مستطاب ہدیہ مجددیہ از تصانیف جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نقشبندی مجددی رفع اللہ تعالیٰ مقامہ

اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب

الحمد والمنة کہ ... [illegible] ... ببرکات ... [illegible] ... ہجریہ ... عیسوی



از نتائج افکار ... [illegible]

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مر واحدی را سزد کہ وجود را آئینۂ تجلیات ساختہ و شہود را در دیدۂ بصیرت از قیود
تعینات پرداختہ وجود را در مقامات تجلیات ذات او بار نیست و شہود را
در آئینۂ تعینات او سروکاری صفاتش عین ذات است مگر از حیثیات تعینات
اتصافش بذات مبدع کائنات است مگر نہ در مقام ذات و نعت مر رسولی را
زیبد کہ شاہد حقیقت محمدی را حلیۂ محبوبیت بجمعیت پوشانیدہ و آز افق حقیقت
احمدی انوار ذات بیچونی درخشانیدہ شہباز فضای مشرقین و مغربین حجلہ نشین
قاب قوسین سید اولاد آدم اصل وجود فرع عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
اما بعد میگوید فقیر **وکیل احمد نقشبندی مجددی** عفا عنہ
ربہ بلطفہ السرمدی کہ چون طبیعت مردم از جوہر شناسی حقائق و معارف سادہ میباشد
بعض احیان بدام مکر شیطانی افتادہ بناخن لددو عناد و شورش و فساد دل اہل اللہ را
کہ مرجع کمالات صوری و معنوی باشندمی خراشند ازین جاست گجراتی غبثہ
در انکار کلام معارف نظام سلطان طریقت برہان حقیقت کاشف اسرار
سبع شانی بحر مواج ہمہ دانی شمع بزم عرفانی مقتدای ارباب معانی امام ربانی

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی افتادہ لب ودہان
رابہ کلمات مزخرفات از سب وشتم کشادہ باآنکہ اورا دراکی کجاست کہ بال
طیرانی در ہوائے نکاتش بزند وقوت تخیل کو کہ در حول کعبہ مضامینش طوافی کند زنگار
جہالت آئینہ خیالش را چنان مظلم کردہ است کہ غیر ضلالت وگمراہی حرفی
برزبانش آید وداء عضال جہل مرکب نبوجہی اورا از گلشن ہدایت دور افگندہ
بر گاہے بکلمات حق ترنم نماید ؎

آن مجدد کہ داشت احمد نام ۔ آن نہنگ محیط بحر اسلام
آسمانی است پر مہ و پروین ۔ بوستانی است پر گل و نسرین
رحمت ایزدی بجانش باد ۔ لعنت حق بدشمنانش باد
ہر کہ او دشمن خدا باشد ۔ دشمن جملہ اولیا باشد

چون خود را دید کہ یاوہ گوئیش را از حرکات مجنونانہ انگارند وسنجید کہ بیہودہ
مقالاتش را مثل پرکاہ بمقابلہ کوہ شمارند از مکتوبات شریف عبارات چند را
حسب فہم کاسد خود تعریب نمودہ بادہ ہزار روپیہ پیش سید محمد برزنجی فرستادہ
کہ حسب مرام او جواب نگارد وتا بدیعہ این تحریر دست آویزی شگرف بدست آید
برزنجی این عطیہ را از مغتنمات انگاشتہ رسالہ قدح الزند بکمال جد وجہد نگاشتہ
ودر توہین وتجہیل وتکفیر حضرت ممدوح دقیقہ از دقائق فرو نگذاشتہ گر قاضی ومفتی
مدینہ طیبہ باوصف الحاح برزنجی بر وراضی نگردیدند واز مہر ودستخط ابا ورزیدند
پس برزنجی بمکہ معظمہ رسیدہ از مفتی وقاضی ودیگر علماء حرم محترم التجاء مہر ودستخط
نمودہ مگر احدی از علماء مشار الیہم بالبنان بسوی او التفات نفرمودہ ناچار ناامید

از سو قیان گجرات وتہی مغزی چند دستہ اندوآن رسالہ را حسب مرام خود مجروح دستخط
مستحیل گنانیدہ پیش گجراتی فرستادہ گجراتی ترجمہ بفحاتش نمودہ وامور چند بران
افزودہ مکاشف الاسرار نامش نہادہ ودرین رسالہ بمادہ گرفتار واز عجز وزاری
بیزار بودہ زبان لعنت بر حضرت امام ربانی کشودہ ولب ودہان را بدشنام زشت
وتکفیر وتفسیق وضلال آلودہ ؎

یارب چہ بلائی است کہ در مذہب یاران ۔ دشنام حلال است وشکر خندہ حرام است

بخاری از انس وابی ہریرہ روایت می کند انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عن اللہ
تبارک وتعالیٰ من عادیٰ لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ یعنی ہر کسی کہ اہانت ولی خدای تعالیٰ
کرد پس از وی تعالیٰ جنگ کرد ابن حجر مکی در زواجر میفرماید این وعید شدید در حق
ربا خوار ومعاندین اولیاء اللہ واقع است وچنین کس از فلاح محروم است بلکہ بر کفر
خواہد مرد وقول زرکشی نیز چنین است در فتاوی بدیعی است کہ از استخفاف عالم زن
مطلقہ گردد گویا این را قائم مقام زوجیت گردانیدہ ؎

واعظ بدر میکدہ از پائے در آمد ۔ باز دو کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

ابن عساکر گوید کہ گوشت علماء مسموم است وآنچہ عادت باری تعالیٰ در پاداش
منتقصین ایشان واقع است معلوم است کسی کہ نسبت عالم ارتکاب بی ادبی کند قبل موت
طبعی قلب وی بمیرد پس باید کہ از حکم باری تعالیٰ بترسند باید کہ از فتنہ یا عذاب الیم خائف باشند ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد ۔ تا دل صاحب دلی نامد بدرد

بجز موت القلوب گفتہ ہر کہ منتقص ومتعامی از مقامات عارفان ومنکر شود
احسن حال او ضعف یقین است وبدترین احوال او کفر ونفاق وکینہ

عقوبت او حرمان وجد و فقدان شهود ؎

ما آبگینه ایم شویم از شکست تیز ٭ آزار یابد آنکه بود در شکست ما

نقل است جوانی بر صوفیان انکار داشت روزی ذوالنون مصری انگشتری خود را بوی داد که بر قلان نان بائی برده بیک دینار گرو کن چون نزد او رفت بگرو نگرفت پیش شیخ آمده ماجرا عرض کرد گفت پیش جوهری بر تا قیمت کند جوهری هزار روپیه قیمت کرد شیخ گفت علم بجال صوفیان چون علم نان پز است بدین انگشتری جوان انتباه گرفت و مخلص شد طرفه این است که این گجراتی از عین عرفان هم خبر نه دارد مگر خود را عارف می شمارد و با وصف آنکه باصطلاح صوفیه صافیه قدس الله اسرارهم الوافیه اصلا آگاه نیست لیکن بتحریر هفوات مزخرفات خویشتن را از متصوفین متالهین می انگارد بنای تصوف بر تزکیه نفس نهاده اند نه بر قیل و قال اساسش بر فنا و بقا و حضور قلب و تواضع و انکسار داشته اند نه بر جنگ و جدال ؎

تو نقش نقشبندان را چه دانی ٭ تو شکل و پیکر جان را چه دانی
گیاه سبز ماند قدر باران ٭ تو خشکی قدر باران را چه دانی
هنوز از کفر و ایمانت خبر نیست ٭ حقائقهای ایمان را چه دانی

از ملا عبدالرحمن جامی پرسیدند که سبب چیست که شما از تصوف کم میگوئید بپاسخش گفتند این راه جستجو است نه راه گفتگو حضرت جنید فرموده این تصوف بقیل و قال نگرفتم و این علم را بجنگ و جدال بدست نیاورده ام بلکه از گرسنگی و ترک دنیا و مجاهده یافته ام حق این است که قدر این گل ندانند تا آنکه بنبوید

و این راه را نپاید تا آنکه نجوید ؎

قدر گل و مل باده پرستان دانند ٭ نه خود منشان و تنگ ستان دانند
از نقش توان بسوی بی نقش شدن ٭ کین نقش غریب نقشبندان دانند

چون فقیر حقیر نقشبندی است او را با امام کار و بار نیازمندی است ؎

از برای سجده عشق آستانی یافتم ٭ سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم

پس در خود یارای استماع اینچنین سخنان تضلیل و تکفیر نیافته ناچار قلم بر داشتم و نگاشتم آنچه نگاشتم ؎

آزرده شد از چشم من آشب کف پایت ٭ ای وای کف پای ترا چشم رسیده است

معهذا بحول الله و قوته مهما امکن مع لوالخاطر را ضبط نمایم و زبان قلم را بتکفیر و تفسیق نه الایم

سینه ام کسب صفا از خاکساری میکند ٭ از غبار آئینه مشق بی غباری میکند

دعا کنم که حق تعالی جل شانه او را هدایت فرماید و راه راست بر رویش کشاید ؎

زمین عشق بجوئین صلح کل گردم ٭ تو خصم گروه زما دوستی تماشا کن

و این رساله را به **انوار احمدیه** نامیدم و من الله التوفیق و بیده ازمة التحقیق قبل از آنکه بازاحت هفوات گجراتی متوجه شدم برفع چند اشتباهات می پردازم تا طالب را اطمینان بدست آید

اشتباه چون بزرگان دین را با خداوند سبحانه نسبت درست باشد و او را تعالی شانه برین طائفه عنایت خاص بود پس چرا نسبت ایشان بر السنه عوام هرزه تا سزا جاری نماید

انتباه این از اسرار غیب است هکذا یفعل باولیائه و لا یبالی لا یسئل عما یفعل و هم یسئلون نمی بینی که انبیاء مرسلین را علیهم السلام مجنون و سحر و کهانت نسبت نمودند و ملائک

مفترین را بانوشت کورت بانواع اہانت یاد کردند سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ عزیزی از جفاء اعداء بدرگاه باریتعالی بنالید او را گفتند
أَلَمْ نَرْضَ أَنْ جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ
الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ
اشتباه در اظهار چنین مقالات شورانگیز مقتدایان دین را چه نفع است
و در کتمان آنها کدام ضرر **انتباه** این بزرگواران درین گفتگو معذور اند
بلکه ماجور اند فانهم متخلقون باخلاق الله واسمه تعالی ظاهر وباطن وکلامه سبحانه بیّن
ومشکل ومتشابه يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا لیس هذا اول قارورة کسرت فی الاسلام
از بزرگان عظام ومشائخ کرام چنین کلمات این چنین شطحیات که بحسب ظاهر مخالفت
بشریعت غرا داشته باشد از اول تا آخر بظهور آمده است و اهل تعسف وتعنت زبان
دهان در تشنیع وتقبیح آنها کوشیده اند وراه تاویل حسن الظن مسدود ساخته بی تکلف
به تضلیل وتجهیل آنها جرات نموده اند در تکفیر شیخ ابو سعید ابو الخیر محضر نوشتند
وبر الحاد وزندقه معروف کرخی وذو النون مصری فتوای دادند ودر رد مذهب
صوفیه علیه کتب ورسائل تصنیف نمودند وبعضی را از ضروریات دین متین شمرده هر جانب
اشتهار دادند ابن جوزی که کتب تواریخ وطبقات محدثین از زمانه او بالاماک است
ودرین باب رساله نوشته تلبیس ابلیس نام کرده دران سر حلقه صوفیه کرام شیخ بایزید
بسطامی وعبد الله تستری وابو بکر شبلی وامام غزالی علیهم الرحمه را نسبت بکفر کرده
وبر ولایت حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی علیه الرحمه انکار نموده **اشتباه**
چون آن جماعه متعدین زبانها بچنین کلمات ناشایسته دراز نمودند چرا بسزا نرسیدند

وبعقوبت کردار خویش گرفتار نگشتند **انتباه** این مقام دم زدن نیست لیس هذا
دار الجزاء انما هو دار الابتلاء نوح علیه السلام را قریب هزار سال ایذا رسانیدند
فلم یعجل بجزاء جرائمهم وشنائعهم **اشتباه** بعضی ازان جماعه بحسب صورت
بصلاح موصوف اند ودر ظاهر تعبد وتشرع معروف اند **انتباه** قراء خوارج هم
بصلاح وعبادت مشهور بودند معهذا بر امام برحق علی بن ابی طالب خروج نمودند ونائره
قتال وجدال برپا ساختند پس اینچنین صلاح باعث فلاح نخواهد بود **اشتباه** چون
آن جماعه که جرات بچنین باطل بستند چرا مردم دیگر که خود را از اهل حق می گفتند ممد و
معاون آنها گشتند وچون تقویت مفاسد آنها نمودند **انتباه** هذه ایضا سنة
الله التی قد خلت فی عباده الم تر ان الذین جاؤا بالافک عصبة منکم لا تحسبوه شرا لکم
بل هو خیر لکم لکل امرئ منهم ما اکتسب من الاثم والذی تولی کبره منهم له عذاب عظیم
بشنو بشنو طریقه مرضیه وشیوه پسندیده دانشوران عالی فطرت وساکنان دار الحکمت آنست
که چون در کلام یکی از بزرگان دین ومقتدایان شرع متین بر حرفی اطلاع یابند که بحسب ظاهر
مخالف شریعت غرا باشد مهما امکن در توجیه وتاویل آن سعی نمایند ودر اصلاح وتطبیق
آن بقوانین ملت بیضا حسب المقدور کوشش فرمایند اگرچه بمقصود نرسند تهمت بر فهم
قاصر وادراک ناقص خویش نهند وسوء ادب را در حق کابر راه ندهند قال العارف الشعرانی
فی الیواقیت اذا وجدت فی کلام احد من القوم ما یخالف ظاهره الکتاب والسنة
یجب علیک ان تؤوله اولا علی سبعین محملا فبعد ذلک تبنی له علی [illegible]
ازینجا بلند تر رو که قول ملائکه در جواب انی جاعل فی الارض خلیفة گفتند اتجعل فیها
من یفسد فیها ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک را یاد کن ودرینجا بالاتر

خرام و قول کلیم الله علیه السلام را که در مناجات گفته أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ
إِلَّا فِتْنَتُكَ برخوان از ینجا هم نظر را وسیع کن و قول خلیل الرحمان را علیه السلام که در جواب
مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ فرمود بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ بنگر و برین هم قناعت مکن و حدیث
قُلُوبُ الْعِبَادِ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ ملاحظه نما و برین هم
اکتفا مکن و عینک دوربین بر چشم انصاف داشته کریمه ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ تلاوت فرما
پس چنانچه درین نصوص سلوک راه تاویل لازم است کلام مشائخ عظام را که نائبان
و وارثان انبیاء کرام اند علیهم الصلوة والتسلیمات نیز از ظاهر صرف نموده بر محامل حسنه
فرود آر فانهم ورثة الانبیاء علیهم السلام حاشاهم ثم حاشاهم ان يجادلوا في امرهم
حریفان بزم قدم با همه دانائی و آشنائی که به جفا و عتاب نتوانستند و سر یار را با اغیار بر ملا گفتند
همانا وجهش این است که چون بمشاهده آفتاب جمال بیتاب گشته عنان اختیار دست
دادند ساقی ازل از خمخانه محبت بکمال اخفا و استتار جرعه هوش ربا در جام جان شان انداخته
ایشان را در خلوت گاه انس کشید پس در حالت سکر و بیخودی قدم ایشان لغزش نمود
و افتاد آنچه افتاد تا آنکه گستاخانه بر بساط قرب گفتند آنچه گفتند باز چون محبوب عشوه ساز کرشمه باز
جلوه ناز در میان آورد و نقاب استغنا و کبریا بر روی انداخت پس بحر امواج مستی از تموج
باز ماند و زورق هستی ایشان را از عمان لاهوت بساحل ناسوت انداخت آنگاه
بزوال سکر و بیخودی آثار عبودیت و استتار بشریت را دریافته و حقائق اشیاء را
کماهی شناخته بلوازم بندگی و آداب سرافگندگی سُبْحَانَكَ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ بر زبان آوردند
گاهی نیاز است و گهی ناز يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى
مشیر مقام اول است و کریمه فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ مشعر مقام ثانی یعنی

از ملوک پیشین بر توسن سپهر قرین بر سر مستی بگذشت مست گستاخانه بملک خطاب کرد و
گفت ای ملک این اسپ خود بمن بفروش ملک از راه وقار لب بجواب آن نگشود چون
بدولت سرا رسید حکم داد تا آن مست را حاضر کردند همان مستی او پرواز کرده بود و آب سرخوشی
او بر خاک ریخته آداب بندگی بجا آورد و دواد مدح و ثنا داد ملک پرسید که سمند باد پیمای
ما را میخری گفت شاها آنکه خریدار او بود از ینجا رخت بیرون کشید و آنکه حریف این گستاخی
بود مهره اقامت برچید اکنون که تواند چنین جرات نمود و گلگون شاه را که تواند خرید
ملک بخندید و آن اسپ برق رفتار بوی بخشید جان برادر پاره از تنگنای عقل بیرون
ای و اندکی از خود بینی و خویشتن پرستی پای بیرون گذار تا بسر منزل مقصود رسی
قال بعضی ملحدان از معجزه انبیاء و کرامت اولیاء منکر اند همچنین عقائد باطل این
قوم بسیار است اما در ملک هند در قصبه سهرند از طائفه مذکوره در وقت جهانگیر بادشاه
پیدا شده بود که دعوے اباطیل بسیاری نمود و لاف هائے دروغ میزد که در آن ارشاد
انبیاء هم سری ایشان بود و اهانت انبیاء و اولیاء و علمای فرمود و این همه مریدان خود
می نوشت چون بادشاه آن وقت بعضے ازین عقائد خبر یافت ریش او کندید و بر قلعه
گوالیار قید نمود **اقول** این چه طعنه بے سر و پا و افترای بے اصل است که بر فتراک
اهل الله بر بسته

خدا که خواری اهل وفا نخواسته باشد ✦ چرا تو خواسته باشی خدا نخواسته باشد

بر حلقه طائفه علیه مجددیه را از ملحدان منکرین معجزه انبیاء و کرامت اولیاء گفتن و منسوب
به عقیده باطل نمودن دل را در حرکت و اضطراب مے آرد

چون ستین همیشه جبینم زچین پر است ✦ یعنی دلم ز دست توای نازنین پر است

جنتم حقیقی بکردار این بدزبانی و دشنام دهی بسزایش رساند

تا حشم گر گذشته از قتل من منکر مشو + خون چون من بیکسی خورد قابل انکار نیست

واقعهٔ جان گداز حبس چنان نیست که دیدن دری بان ابتهاج و فرح ظاهر سازد انبیا

الله از دست کفره چها چها روی مصائب دیده اند و اولیا الله از فسقه فجره چه قدر مرارت

اذیت چشیده اند بر سر حضرت یحیی و یوسف علیهما السلام چه گذشت با حضرت عیسی چه

معامله پیش آمد مگر تن به قضا دادند و لب به گله نه کشادند

ای خوش آندم که من کشته بخون می گشتم + او زده تکیه بشمشیر تماشا می کرد

چاک پیراهن یوسف که گلش تهمت بود + خنده بر سستی تدبیر زلیخا میکرد

اصل واقعه تاریخی به پهلوی دیگر بیان کردن از بد دیانتی است تا مردمان را بفریبد و قلوب صادقین و راسخین فی العلم را بدرد آرد

با در حریم محفل دلها شمرده نه + آهسته باش تا نزنی شیشها بهم

اصل واقعه این است که حضرت مجدد علیه الرحمه در ابتدا اکثر احوال خود را به پیر خود می نوشتند تا صحت و سقم احوال را معلوم کنند چنانچه داب پیری و مریدی است که مرید هر واقعه و حالی که بر وی ظاهر شود واجب است که بشیخ خود ظاهر کند تا بصحت و سقم مطلع شود والا او را مرید خائن میگویند که از ترقی بماند لهذا وقتی حضرت ایشان را عروجی شده بود و در آن عروج از مقام اولیا و اصحاب گذشته بحضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم رسیده مراد خود را یافتند پس این احوال عروج خود را بمرشد خود نوشته بودند قضارا این مکتوب بدست روافض افتاد و در آن زمان وزیر و خادمان بادشاه اکثر روافض بودند همین عروج ایشان را انگشت نما کردند و شهره دادند که فلان شیخ خود را از صدیق اکبر بهتر گفته و وزیران بنا بر مصلحت خود بادشاه را

در سکر حاصل شده اند و بعضی سنی همین عقیده را به بادشاه عرض کردند و گفتند که شما اعتقاد دارید که حضرت ابوبکر صدیق افضل الاولیا است الحال شیخ احمد سرهندی خود را بر حضرت ابوبکر افضل نوشته است ازین سخن بادشاه خفا کشیده برای تحقیق این سخن حضرت ایشان را از سرهند طلبیده بحضور خود و این واقعه را پرسید ایشان دیدند که بادشاه در سکر است حقائق و دقائق سخن را نمی فهمد تنزل کرده جواب عامیانه قریب الفهم عام گفتند که من خود را بر سگ افضل نمیدانم چگونه بر حضرت صدیق اکبر خود را افضل گویم اما چون حالی و عروجی تازه شده بود بشیخ خود مخفی نوشتم تا صحت و سقم آن را معلوم کنند الحال دشمنان از نافهمیدگی بحضرت بادشاه معروض داشته اند جوابش بسیار است آسان تر جواب آن است که بادشاه مرا بعد از پنجاه سال مرو زیاد کرده بحضور خود طلبیده اند و از مقام امیران و شاهزادگان گذشته اینک قریب شما ایستاده ام نمیتوان گفت که من از پنج هزاری و ده هزاری افضل شده ام مقام همان خانه کهنه است که در سرهند معروف است بعد از مدتی یکبار مرا بحضرت بادشاه رسانیدند و از مقام امرایان گذرانیده به شما مقرب ساختند و همین مقام تنزل کرده بخانه خود میروم و تمام عمر در مقام اصلی خود می باشم وزیران شما همیشه از مقربانند و مثل من باد و عمری یکبار برای حاجتی آمدم و رفتم همچنین اصحاب کرام همیشه از مقربان حضرت پیغامبر اند مثل طالبان در تمام عمر یکبار بحضرت رسیدیم و حاجت خواسته زود رجوع کردیم و در مقام اصلی خود مانده ایم تا زنده ام ازین جواب ساده بادشاه خوش وقت شد ایشان را با عزت و اکرام رخصت کرد و دشمنان دیدند که شیخ ازین بلا خلاص شد بلای دیگر ترتیب دادند و مکر و اغماز کردند به بادشاه و بعضی سنی گفتند که شیخ احمد اعتقاد مریدان وارد اگر خواهد دعوی بادشاهی کند و در تواریخ نوشته اند که فلان شیخ بادشاهی برو در گرفت و خود بادشاه

گشت آرین سخن با دشاه تر سید وایشان را حبس فرمود مصلحت ایزدی این بود تا ایشان
ترقی نموده بمقام اعلی رسند و اہل حبس ہم از ایشان مستفید شوند آری طالبان صادق
شیخ کامل را بجو وجذب می کنند منقول است کہ حضرت مجدد رح روزی فرمودند کہ
ما بین خمسین وستین بر من بلا خواہد آمد کہ از من ترتیب جلالی خواہد شد مقامی کمالی
کہ بی نظیر وبی نہایت است بی این محنت ومصیبت مرا میسر نخواہد شد بہ تقدیر الہی
رسید تا این مکاشفہ حاسدان فتنہ انگیزی کردند تا آنکہ بادشاہ ایشان را حبس کرد و
دران حبس بکمالات عالیہ رسیدند و کافران محبوس را مسلمان کردند وی فرمودند
اگر بادشاہ بر من غضب نمیکرد این محبوسان کی ارشادی یافتند و من بدرجات عالی و
مقامات متعالی کی میرسیدم آرین سبب حضرت مجدد رح از بادشاہ راضی بودند و او را
بد دعا نکردند و ضرر او را نخواستند بعضی از صوفیان ایشان خواستند کہ بادشاہ ضرر
رسانند انہا را در خواب و بیداری منع کردند و گفتند کہ بدی بپادشاہ بدی بتمام خلق است کہ
کسی کہ بپادشاہ ضرر رساند من از وی بیزارم

قضا از خاک عالم رفتہ رفتہ ٭ کند تعمیر دلہای شکستہ

قال یکی از دعویہای او این است کہ من مجدد الف ثانی ام اگرچہ بر سر ہر مائۃ مجددی
گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانکہ میان مائۃ و الف فرق است
ہمچنان در مجددین نیز فرق است بلکہ زیادہ ازان بہ شرح مکتوب او ہمین دعوی است این
خلاف حدیث است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لہا دینہا یعنی مجدد آن است کہ بر سر ہر صدی حق تعالی بر می انگیزد در این
امت مرحومہ شخصی را کہ تجدید کند برای این امت امر دین را پس دعوی او خلاف حدیث است

مجدد بر صد سال خواہد بود نہ بر ہزار سال بر این دعوی ہم دلیلی نیست کہ در مجدد مائۃ و الف
در مرتبہ فرق است این دعوی ہم باطل است کہ آنچہ در این مدت فیضان با متان رسد از
توسط مجدد باشد و اگرچہ دران وقت اقطاب غوث و ابدال و اوتاد و نجبا و نقبا بودہ
باشند و این دعوی او نیز باطل است کہ دلیل نہ دارد و قصد او درین دعوی آن است کہ
سلاسل مشائخ بر ہم زند **اقول** چون شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
تا قیام قیامت باقی خواہد بود و بسبب مرور دہور مداہنتی در دین پیدا می شود
مصلحت الہی مقتضی شد تا بر سر ہر مائۃ مجدد دین پیدا کند تا تجدید مراسم دین متین نماید
و گرہی از احوال عالم و عالمیان کشاید حضرت مجدد علیہ الرحمہ چنانکہ بر سر مائۃ بود ہمچنان
بر سر الف و دورۂ الف از دورۂ مائۃ قوی باشد و قوت تجدید حضرت مجدد رح بس قوی
بود لہذا ارباب علم حضرت ایشان را مجدد الف ثانی گویند و بمقام خود بیان شدہ است
کہ مجدد را بقرینۂ حال مجدد میگویند پس بقرینۂ حال حضرت را مجدد الف ثانی گفتند
در حدیث انکار معنی یافتہ نمی شود کہ مجدد الف نخواہد بود بلکہ در حدیث لفظ کل مائۃ واقع
است کل گاہی مجموعی باشد گاہی افرادی اگر کل افرادی مراد گرفتہ شود بر صد ہر مائۃ
مجددی خواہد بود و اگر مجموعی مراد داشتہ باشد بر سر الف مجدد خواہد بود و این معنی خود
ظاہر است کہ چنانکہ در مائۃ و الف فرقہاست ہمچنان در میان مجدد مائۃ و مجدد الف
چہ مجدد مائۃ را ہمین قدر لیاقت کافی است کہ آنچہ در عرصۂ صد سال مداہنت واقع شدہ
آنرا رفع کند یا درین مائۃ آنچہ ضرورت داعی باشد بآن متوجہ گردد یا آنکہ فیض او در مائۃ ساری
باشد و مجدد الف را لیاقتی درکار است کہ در امور مذکورہ بالا بہ ہمچو امور قوتی داشتہ باشد
تا ہزار سال ہا کافی باشد پس ظاہر است کہ قوت مجدد الف افزون تر از قوت مجدد

مانده باشد و این معنی که آنچه درین مدت فیضان ها میان سه از توسط مجدد باشد امری است
متعلق بکشف والهام و اثرش به قطع سلاسل مشائخ نرسد چه اگر مصلحت ایزدی مقتضی آن
باشد که بهر سلاسل بذریعه شخص واحد که او را تعلق خاص بهر سلاسل بوده است فیضی رسد درین
هیچ محذوری لازم نیاید چنانکه از مبدء فیاض فیضان بذریعه حضرت غوث الاعظم رضی الله
عنه به مشائخ برسد و سلاسل چشتیه و سهروردیه و نقشبندیه از ان منقطع نگردد و این بلا ارباب نظر
و صاحب حال م قال دانند هر کسی که از خدمت مشائخ بهره ندارد بجز انکار و استحاله چه نگارد
حدیث عشق چه داند کسی که در همه عمر ٭ بسر نکوفته باشد در سرائی را
باقی ماند این معنی که درین دوره الف ظهور حضرت عیسی و امام مهدی علیه السلام خواهد بود
بجز اتی جوابش ناقلا از حضرت مجدد رح میگوید که در امت یکی راه قرب نبوت است و
دوم راه قرب ولایت در راه قرب نبوت معامله توسط مفقود است هر که این راه رفته است
هیچ جائے توسطی درمیان ندارد و بے توسط احدی اخذ فیوض و برکات می نماید حیلولت
در راه دوم هست فقط معامله این موطن علحده است و حضرت عیسی علیه السلام و حضرت
امام مهدی علیه الرضوان براه اول واصل اند انتهی فالحمد لله علی ذلک حق بر زبان جاری است
عشق آن چاک که در پیرهن یوسف زد ٭ پرده بود که از کار زلیخا برداشت
قال لاف دیگر آنست که علوم و معارف من مقتبس از انوار مشکوة نبوت اند بین
علوم و معارف من از حیطه ولایت خارج اند ارباب ولایت در رنگ علمای ظواهر در ادراک
آن عاجز اند این نیز باطل و خلاف شرع چه اولیا اقتباس از مشکوة نبوت دارند از
کجا ثابت شد که بجز مدعی دیگری را اقتباس نیست که میگوید صاحب این علوم و معارف مجدد
این الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومه و معارفه التی تتعلق بالذات و الصفات

والافعال والتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظهورات فیعلمون ان هولاء
العلوم والمعارف وراء علوم العلماء و وراء معارف الاولیاء بل هو بالنسبة الی تلک
العلوم قشر و تلک المعارف لب ذلک القشر ازین عبارت فضیلت
او بر ائمه اربعه و علماء کرام و اولیاء عظام لازم می آید که بدون شاهد کتاب و سنت و اجماع
امت کسی چگونه قبول نماید علاوه برین اگر علوم و معارف بزرگواران قشر است علوم و
معارف ایشان لب ازین اهانت و نقص همه علما و انبیاء لازم می آید که در سلف اول
گذشته اند و هر که انبیا و علما علیهم ایشان را بنظر حقارت نگرد و یا ذکر ایشان با اهانت کند
کافر شود و جای دیگر عکس این میگوید که چنانچه انبیا علیهم السلام علوم از وحی میگیرند همچنان
اولیا آن علوم را از اصل اخذ می کنند و علماء ان علوم را از شرائع اخذ کرده اند و بطریق اجمال
آورده اند همان علوم ست چنانچه انبیاء را تفصیلا و کشفا حاصل میشود ایشان را نیز بر همان
نهج حاصل میشود و اصالت و تبعیت درمیان است این قول و دعوی او را که بالا کرده بود رد میکند
چون علوم و معارف انبیا و اولیا و علما یکی باشد و فرق اصالت و تبعیت درمیان بود پس علوم
و معارف کسی که ورائی علوم علما و ورای معارف اولیا باشد حکم او چه خواهد بود و چون آن
علوم ست که انبیا علیهم الصلوات از وحی گرفته اند و همان علوم ست که اولیا از الهام میگیرند
و علما از شرائع اخذ می کنند ازینجا تحقیق گشت که علوم و معارف انبیا و علما یکی است فرق
اصالت و تبعیت درمیان هست و علوم و معارف او مخالف ایشان است پس کسیکه علوم و معارف
ایشان را بنسبت علوم و معارف خود قشر داند و علوم و معارف خود را لب خواند اهانت علوم
و معارف انبیا و اولیا و علما کرده باشد چنانچه خود قائل شده **اقول** حضرت مجدد
علیه الرحمه در مکتوب چهارم از جلد ثانی که بمیر محمد نعمان صدور یافته می فرماید بدانند که علم الیقین این

عبارت از شهود آیات است که افادهٔ یقین علمی نماید این شهود فی الحقیقت استدلال است
از اثر بمؤثر پس آنچه از تجلیات و ظهورات و مرایای آفاق و انفس دیده شود همه از قبیل
استدلال اثر بمؤثر است اگرچه آن تجلیات را تجلیات ذاتیه نامند و آن ظهورات را بی کیف
خوانند چه ظهور شئ در مرآت حصول اثری است از آثار آن شئ نه حصول عین آن شئ پس سیر
آفاقی و انفسی تمام قدم از دائرهٔ علم الیقین بیرون نه بخشد و غیر از استدلال از اثر بمؤثر نصیب
آن نباشد قال الله تبارک و تعالی سَنُرِیهِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَفِی أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ یَتَبَیَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ
دیگران سیر آفاقی را از علم الیقین دانسته اند و عین الیقین و حق الیقین در سیر انفسی اثبات نموده اند
و بیرون انفس سیر نگفته ‌ آن ایشانند من چنینم یارب ⁘
میدانند که حضرت حق سبحانه تعالی به بنده از بنده نزدیکتر است پس از بنده تا حق جل و علا
در جانب قربیت سیر دیگر متخلل است که بحصول و قطع آن منوط است این سیر ثالث نیز
فی الحقیقت ثبت علم الیقین است هر چند از دائرهٔ ظلیت بیرون است اما از شائبهٔ ظلیت
پاک و مبرا نیست زیرا که اسماء و صفات اجل سلطانها فی الحقیقة ظلال حضرت ذات اند تعالی
و تقدس هرجا شوب ظلیت است داخل آثار و آیات است پس ایشان از همه سه سیر علم الیقین
یک سیر اول را مخصوص بعلم الیقین ساخته اند و سیر دوم را تا حصول عین الیقین گردانیده اند و
بسیر ثالث لب نکشاده تا دائرهٔ علم الیقین تمام شود عین الیقین و حق الیقین هنوز در پیش است
قیاس کن ز گلستان من بهار مرا . از عین الیقین و حق الیقین چه گوید و اگر گوید که فهم
کنند و که دریابد این معارف از حیطهٔ ولایت ارباب ولایت در رنگ علماء ظواهر در ادراک
آن عاجز اند و در درک آن قاصر این علوم مقتبس از مشکوٰة انوار نبوت اند علی اربابها الصلوٰة
والسلام والتحیة که بعد از تجدید الف ثانی بتبعیت و وراثت تازه گشته اند و بطراوت ظهور یافته

صاحب این علوم و معارف مجدد این الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومه و معارفه التی
تتعلق بالذات و الصفات و الافعال و تتلبس بالاحوال و المواجید و التجلیات و الظهورات فیعلمون
انه ورآء المعارف و العلوم و ورآء علوم العلماء و ورآء معارف الاولیاء بل علوم هؤلاء
بالنسبة الی تلک العلوم قشر و تلک المعارف لب ذلک القشر سبحانه الهادی
و میدانند که بر سر هر مائه مجددی گذشته است اما مجدد مائه دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچه در میان
مائه و الف فرق است در مجددین اینها نیز همان قدر فرق است بلکه زیاده از آن مجدد آن
است که هر چه در آن مدت از فیوض با امتان برسد بتوسط او برسد اگرچه اقطاب و اوتاد آن
وقت بوند و بدلا و نجبا باشند ‌ خاص کند بنده مصلحت عام را ۱۵ انتهی اعتراضی که معترض
کرده مبنی بر نافهمی وست آنچه حضرت مجدد میفرماید این معارف از حیطهٔ ولایت ارباب ولایت
دور رنگ علماء ظواهر در ادراک آن عاجز اند از این عبارت ظاهر است که ارباب ولایت که برنگ
علماء ظاهر اند بدرک ایشان این معارف در نه آید و درین هیچ شبهه نیست که پایهٔ این معارف عالیه
همچنان است قطع نظر از دقائق که طائر ادراک بکنگرهٔ بلندش نرسد هر سخنی از سخنان مشائخ
ظهری و بطنی دارد و هر بطنی بطنی دیگر تا اول بمقتضای فهم ظاهر عمل بجای نیارند از فهم بطن اول
نصیبی نیابند و تا بمقتضای فهم بطن اول عمل نکنند از فهم بطن ثانی بی بهره مانند و علی هذا هر فهمی
دلیل علمی و هر علمی سبیل فهم دیگر تا آنگاه که بمنتهای بطون کلام برسند و امکان رسیدن بدان وقتی
بود که امکان رسیدن بمقام متکلم و درجهٔ علم او باشد و ازینجا معلوم شود که وصول بمنتهای بطون
کلام الهی و حدیث نبوی متعذر و کسی نباشد اما کلمات مشائخ هر که اقتضای بطون اشارات
ایشان نماید و یا بپایه از مدارج و معارج اعمال و فهوم آن ترقی کند و قوت وصول بمقام متکلم دارد
ممکن که بمنتهای بطون کلام ایشان رسد پس هر گاه صاحب این علوم و معارف مجدد الف

باشد و ان سخن از حیطهٔ فهم اولیا که برنگ علما ظاهر اند خارج باشد چه باک بود و از ان چه محذور
لازم آید و تشبیه معارف بلب عموماً در اصطلاح رایج است مولانا رومی فرماید شعر

من ز قرآن مغز را برداشتم ٭ استخوان پیش سگان انداختم

و سوق عبارت حضرت مجدد رح دلالت بر اولیاء زمان خود میکند پس هیچگونه فضیلت
بر ائمه اربعه وغیره لازم نه آید و ازین کلام اهانت منقصت انبیاء الله علیهم السلام فهمیدن سخت
نادانی است چه هیچ جا ذکر انبیاء الله بالفعل نمی شود پس این را کفر قرار دادن چه اسلام است شعر

اگر ملا جلالم کرد تکفیر ٭ چراغ کذب را نبود فروغی ٭ مسلمانش بخوانم در مکافات ٭ دروغی را جزا باید دروغی

و آنچه تقریر دیگر در باب اهانت انبیاء الله پیش کرده از تقریر اول سخیف تر است چه اصل مدعا
همین است که این معارف از حیطهٔ ادراک ارباب ولایت که در رنگ علماء ظاهر اند خارج است
پس ازین تقریر اهانت و منقصت هیچ نبی از انبیاء الله لازم نه آید و ادعای مساوات علوم
و معارف انبیاء و اولیاء و علماء باوصف اظهار فرق هم پایهٔ هذیان است هرگاه بفحوای
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ در فضل رسولان تفاوت است پس به تفاوت حالات
و مقامات اولیاء الله و علماء چه رسد شعر

هست بر مقتضای فیض ازل ٭ بعض از بعض افضل و اکمل

در چنین مواقع از تکفیر بزرگان دین اجتناب کلی باید و الا
هر شب نا فردائی است شعر

پند حکیم عین صواب ست و محض خیر ٭ فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید

قال از مکتوبات ششم از جلد ثانی و مکتوب نود و چهارم از جلد ثالث مراد آن است
که خواجه عالم صلی الله علیه وسلم ولایت ابراهیمی حاصل نکرده بودند و به ولایت خود متحقق گشته
بودند و به محبوب الغیب نرسیده بودند و آنچه برای حصول این دولت در دعای اللهم صل علی

محمد کما صلیت علی ابراهیم تا هزار سال می خواستند مستجاب نشد مگر از توسط فرد امت که بعد از
هزار سال آمده و به راه دیگر کسب کرده خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم بولایت ابراهیمی و ولایت
محمدی و محبوب الغیب رسانید بعد از آن مقام محبوبیت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم بدرجه علیا
رسید و اظهار بزرگی خود میکند که مقصود از آفرینش من این بود که کمالات مذکوره خواجه عالم
را صلی الله علیه وسلم حاصل آید و ز برکات حضرت ابراهیمی تحصیل نماید و درین چند قباحت پیدا می آید
اول آنکه خود بآن مقرر کرده بود که در راه نبوت حیلولت و توسط نیست **دوم** آنکه
حصول محبوبیت و خلت و محبیت آن حضرت صلی الله علیه وسلم از کتاب و سنت و اجماع امت
ثابت است و کمال همه انبیا خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم در شب تولد عطا شد و کمال انبیا
علیهم السلام وهبی است نه کسبی و ایشان از اول ولایت عنایت میکنند بعد از آن نبوت **سوم** آنکه
مراد از صباحت و ملاحت حسن ظاهر است نه ولایت و این نیز غلط صریح است که نسبت صباحت
بحضرت یوسف است علیه السلام نه بحضرت ابراهیم علیه السلام **اقول** اینهمه تقریر مبنی
بر نافهمی است شعر

عاقلی گر شنود طعنهٔ نادان صدبار ٭ لائق آنست که آشفته و برهم نشود
زانکه این بیت کمال است بعالم مشهور ٭ انچنین بیت چرا شهرهٔ عالم نشود
سنگ بدگوهر اگر کاسهٔ زرین شکند ٭ قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

بر ما ضرور افتاد تا عبارت هر دو مکتوب بقدر ضرورت درین مقام نقل کنیم و پیشتر اشکالے
که درین مقام وارد می کنند جواب یگان یگان که حضرت مجدد رح و منتسبان حضرت ایشان
تحریر فرموده اند بنگارم تا مسلک از غبار و خاشاک پاک و صاف گردد در مکتوب ششم از جلد
ثانی که بحضرت خواجه معصوم قدس سره صدور یافته مذکور است انگارم که مقصود از آفرینش

من آنست که ولایت محمدی بولایت ابراهیمی علیهما الصلوة والتحیات منصبغ گردد و حسن
ملاحت این ولایت با جمال صباحت آن ولایت ممتزج شود و ذکر فی الحدیث أخی یوسف
أصبح وأنا أملح و باین انصباغ و امتزاج مقام محبوبیت محمدیه بدرجهٔ علیا رسد تا آنکه مقصود
از امر باتباع ملت ابراهیم علی نبینا و علیه الصلوة والسلام حصول این دولت عظمی بوده است
و طلب صلوة و برکات مماثل صلوة و برکات حضرت ابراهیم علی نبینا و علیه الصلوة والسلام برای
این غرض بوده در مکتوب نود و چهارم از جلد ثالث که نیز بحضرت مخدوم زاده خواجه محمد معصوم
صدور یافته تحریر فرموده اند حضرت حق سبحانه تعالی فی حد ذاته جمیل است و حسن و جمال ذاتی
او را ثابت است نه آن حسن و جمال که مکشوف و مدرک گردد و در تعقل و تخیل او در آید مع ذلک
در آنحضرت مرتبه ایست اقدس که این حسن و جمال هم از غایت عظمت و کبریای آن بآن مرتبه
نمیتواند رسید و بحسن و جمال متصف نمی تواند ساخت تعین اول که تعین وجودی است تعین آن
کمال و جمال ذاتی است و ظل اول آنجا و از آن مرتبه اقدس که کمال و جمال را هم آنجا گنجایش نیست
که او از غایت عظمت و کبریائی بهیچ تعینی متعین نمی گردد و در کدام آئینه در آید و مع ذلک
سری و نشاری از آن مرتبهٔ اقدس در مرکز دائرهٔ این تعین اول ودیعت نهاده اند و نشانی
آنجا تعبیه نموده اند چنانچه تعین اول نشار ولایت خلیلی است آن سر و آن نشار که در مرکز آن
تعین نهاده اند نشار ولایت محمدی است علی صاحبها الصلوة والتسلیمات و این حسن و
جمال ذاتی که تعین اول ظل آنجاست شباهت به صباحت دارد که در عالم مجاز از قبیل حسن
خد و جمال خال است و آن سر و نشار که در مرکز ودیعت نهاده اند مناسبت بملاحت دارد
که ورای رشاقت قد و صباحت خد است و ورای حسن چشم و جمال خال امری است ذوقی تا ذوق
ندهند در نیاید شاعری گوید ع

آن دارد آن نگار که آن هست هر چه هست + آنرا طلب کنید حریفان که آن کجاست
ازین بیان تفاوت در میان این دو ولایت دریاب هر چند هر دو از قرب حضرت
ذات تعالی و تقدس ناشی میگردند اما مرجع یکی کمالات ذات است و مآل دیگری صرف
ذات تعالی و چون ملاحت فوق صباحت است پس وصول بملاحت بعد از طی مراتب
صباحت صورت بندد و تا وصول بجمیع مقامات ولایت ابراهیمی میسر نشود وصول بحقیقت
این ولایت که ذروهٔ علیای ولایت محمدی است میسر نباید علی صاحبها الصلوة والسلام ازینجا
تواند بود که خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوة والتسلیمات مامور بمتابعت ملت حضرت ابراهیم گشت
علیهما الصلوة والسلام تا بوسیلهٔ این متابعت بحقیقت ولایت او برسد و از آنجا بحقیقت ولایت
خود که تعبیر از آن بملاحت رفته است متحقق گردد و چون حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم را با مرکز دائرهٔ ولایت
خلت مناسبت ذاتی است که بحضرت اجمال ذات اقرب است و بمحیط آن دائره مناسبت کمتر است
که رو به تفصیل کمالات ذات دارد تعالی پس تا بکمالات محیط آن دائره هم متحقق نشود ولایت
خلت تمام نگردد و ازینجاست که در صلوة منطوقه آمده است کما صلیت علی ابراهیم
تا کمالات ولایت خلت تمام او را میسر آید چنانچه صاحب آن ولایت را میسر شده بود
علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و چون مکان طبیعی ولایت محمدی مرکز دائرهٔ ولایت خلیلی است
علیهما الصلوة والتحیات سیر او نیز مقصور بر سیر مرکزی آن دائره ناچار از انجا برآمدن و
بمحیط آن دائره در آمدن و اکتساب کمالات آن کردن متعسر شد و خلاف مقتضای
طبیعت بود پس متوسلی باید از افراد امت او علیه و علی آله الصلوة والسلام که بتبعیت او علیه الصلوة
والسلام در عین آن مرکز بود و از راه دیگر مناسبت بمحیط آن دائره داشته باشد تا او
اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و بحقیقت آن مرتبه متحقق گردد و به پیغمبر متبوع او بحکم

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بتوسط وصول او بآن کمالات نیز متحقق
شود و مراتب ولایت خلیلی تمام کند پس آن سرور را علیه و علی آله الصلوة والسلام بتوسط آن
فرد کمالات محیط آن دائره نیز میسر شده ولایت خلیلی در حق او علیه و علی آله الصلوة و
السلام نیز تمام گشت و دعای اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ بعد از هزار سال
باجابت مقرون گشت و مسئول مستجاب شد آن سرور را علیه و علی آله الصلوة والسلام بعد
از تمامی ولایت خلت کار و بار آن سرور نشاء است که در مرکز ودیعت نهاده اند و تعبیر از آن
بملاحت یافته است آن فرد را از برای حراست و محافظت هست از انتقام بعالم باز گردانیده
خود در خلوتخانه غیب الغیب با محبوب خلوت داشته ع

هَنِيْئًا لِأَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا + وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

باید دانست که محیط مرکز ثالث هر چند نسبت بمحیط مرکز تعین اول اصغری نماید
اما اجمع است چه هر چه بحضرت ذات جل شانه نزدیک تر است جامع تر است صغر آن در رنگ
صغر انسان باید دانست که با وجود صغر جامع ترین جمیع اصناف عالم است ایضا مخفی که
بکمالات این محیط متحقق گشت از اجمال مرکز بتفصیل محیط آید آن بی مناسبتی که به محیط و
تفصیل داشت زائل شد و بی تکلف از تفصیل فرت و بکمالات آن تفصیل نیز متحقق گشت
بشنو با وجود کمال اقتدار چون نظام عالم بحکمت منوط ساخته اند در تربیت محبوبان نیز از
وجود اسباب چاره نبود هر چند وجود سبب بیش از بهانه نباشد و زیاده از روپوش نبود قدرت
سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا انتهی قبل از آنکه بذکر
ایرادات و اجوبه آن متوجه شوم مناسب آنست که از رخ بعض عبارات نقاب اجمال
بردارم قوله رضی الله عنه الکرام که مقصود از آفرینش الخ میگویم که چون بعض امور شرط یا

موقوف علیه امری باشد تحقق مشروط و موقوف را احتیاج الیه باشد لیکن این معنی مستلزم افضلیت
شرط بر مشروط یا موقوف علیه بر موقوف نباشد نمی بینی که اکثر صفات اضافیه که تحقق آنها موقوف
بر وجود ممکن است چنانچه حق تعالی خویشتن را در کلام مجید رَبُّ الْعَالَمِيْنَ می ستاید و معنی تربیت
رسانیدن شیٔ است بتدریج بمرتبه کمال اثر تربیت بی مربی صورت نه بندد و کذلک
مضمون معیت هم بغیر طرفین یافته نمی شود و هکذا الْخَالِقُ الرَّزَّاقُ وَالرَّحِيْمُ وَالْقَرِيْبُ وَالْمُجِيْبُ
إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الصِّفَاتِ الْإِضَافِيَّةِ و نمی توان گفت که این ها صفات کمال نیستند
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ تِلْكَ الْأَوْهَامِ چه خدای تعالی از همچنین صفات خود را می ستاید پس
بی کمال نیها چه گنجایش است اگر چه این همه صفات در تحقق وجود محتاج ممکنات هستند
لیکن از این توقف و احتیاج فضل ممکن ثابت نمی شود بلکه فضل و کمال در حضرت باری تعالی ثابت
است که بنده های عجزه خود را بنوازشهای بوقلمون مرهون منت فرمود و کذلک سیری و
سیرابی و شفا همه فعل حق است تعالی شانه و عادات او سبحانه تعالی بران جاریست که بی طعام
و شراب و دوا این امور صورت نمی بندد پس این توسط بعضی افعال او تعالی لاحق نمی شود
و همچنین است ارادات ازلیه حق تعالی که با وقات و آنات منوط اند مثلا اراده موجودیت
زید در فلان وقت بوده باشد تا آن وقت نیاید اراده او تعالی در کمین البطون خواهد بود
پس وقت آن هم واسطه موجودیت زید شد و این هم مستدعی فضل آن وقت نیست پس عالم
نیز باعتبار ترتب آثار ایزدی متوسط است از این توسط فضل عالم بر خدای تعالی ثابت
نمی شود معاذ الله قوله رضی الله عنه تا وصول بجمیع مقامات ولایت ابراهیمی میسر نشود وصول
بحقیقت این ولایت که ذروهٔ علیای ولایت محمدیست میسر نیاید می گویم مقصود از این
عبارت این است که ولایت ابراهیمی بمنزله سلم و نردبان است برای عروج بذروهٔ علیای

حقیقت محمدی پس امر باتباع ملت او فرمود تا بواسطۂ اتباع ملت مناسبتی بولایت ابراهیمی حاصل شود و آن را زینه ساخته عروج بمقام ارفع خود فرمایند پس آن حضرت صلی الله علیه وسلم از همان راه بمقام خویش رسیدند و از ولایت بقدر اجمال در مر طریق بهره بر داشتند چنانچه این عبارت پس ناچار از انجا بر آمدم و به محیط آن دائره در آمدم دلالت صریح دارد بر آن که آن سرور در عین مرکز که اقرب است بذات تعالی رسوخ و استقرار دارند و مراد از لفظ حقیقت نه عین آن مرکز است که بغیر از آن بملاحت رفته بلکه مرکز با جمیع کیفیات و خصوصیات و عوارض مراد است و تحمیل که ظهور بعضی و قائق آن مقام منوط بطی جمیع مراتب محیط بود و درین هیچ محذور لازم نمی آید که اصل آن مقام که در مراتب قرب خداوندی از وپیش قدمی نیست آن حضرت صلی الله علیه وسلم را ثابت است چون که اصل آن مقام که عبارت از محبوبیت و ملاحت است آن سرور را حاصل است و کذلک محیط که عبارت از صباحت و خلت است بطریق اجمال حاصل است پس محقق شد که آنحضرت علیه الصلوة والسلام بمقام خلت و صباحت و محبوبیت و ملاحت متحقق و ممتازند تحقیق بمقام اینکه مراد از حقیقت محمدی عین مرکز نیست بلکه مراد از مرکز با متممات و لواحق است و یکی از متممات محیط دائره است قم مؤید است این تحقیق را آنچه در مکتوب بیان طریق بر نگاشته اند که مرکز آن مقام که مقام اجمال است نصیب خاتم الرسل است و باقی همه مفصل بحضرت خلیل سلم تا آنکه پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم ان اجمال طلب فرمودند پس آن سرور را مقام محبوبیت که خاصه اوست بالفعل حاصل است قوله و چون حضرت پیغمبر ما را بمرکز دائره ولایت خلت مناسبت ذاتی است الخ میگویم مرکز اینجا بمعنی جزء لا یتجزی است بلکه بمعنی غایة رفیع است چه شی عظیم هرچند دور تر میرود خورد می نماید و دلیلش آن است که در مثال مرکز اول نوشته اند چون در آن مرکز دور تر رفته می شود آن

مرکز بصورت دائره می نماید الخ نمی بینی که آفتاب در حساب اهل تنجیم سه صد و شصت و چند ضعف زمین است و از دوری و بلندی اوست که این قدر مرئی می شود و این مرکز چون مقابل حق تعالی واقع شده است برنگ او بر آمده است که او سبحانه بسیط حقیقی است مع ذلک وسعت مجهول الکیف نیز در آن نزهتگاه کائن است اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ و نیز اگرچه محیط وسعت گرا از آن هیچ قباحت نیست ظل اگر هزار چند از اصل باشد هیچ مقدار ندارد نسبت باصل نمی بینی که سایه هر چیز که در ابتداء طلوع آفتاب مشاهد میگردد قریب غروب ده چند آن میشود اکنون بذکر اشتباهات و اجوبه آن متوجه می شوم

زبان هان و زبان میان بوس و کنارم آرزو است ٭ نیست چیزی در میان و صد هزارم آرزو است

اشتباه اول مقام محبیت ارفع است از مقام خلت پس با وجود حصول مقام محبیت تحصیل مقام خلت چه در کار است **جوابش** اینکه بشب معراج بجناب حضرت خاتم مقام محبیت عطا شده بود و در حدیث صحیح وارد شده اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا پس معلوم شد که با وجود حصول مقام محبیت که ارفع از مقام خلت است حصول مقام خلت در کار بود و الا حصول آن فخر نمی فرمودند و نمی گفتند اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا و نیز از احادیث صحیح ثابت است که جمیع کمالات از خاتمیت و اولو العزمی و رسالت بآنجناب عطا شده است ظاهر است که درین کمالات بعضی ارفع اند و بعضی غیر ارفع پس معلوم شد که با وجود حصول ارفع حصول غیر ارفع هم در کار میشود خصوصا وقتی که آن غیر ارفع طریق حصول ارفع باشد و در راه آن واقع شود که درین صورت حصول آن غیر ارفع موقوف علیه حصول ارفع است اگر نظر بآن کنند که آن غیر ارفع فی نفسه کمال است نیز مطلوب است و اگر نظر بآن کنند که آن غیر ارفع طریق حصول ارفع است پس نیز مطلوب است مثل آنکه جسم را نامی بودن کمال است

۵ل قوله تعالی

وحساس بودن کمالیست دیگر ارفع ازان و نطق و عقل کمالیست رای این دو کمال و آن
هر دو کمال در طریق این کمال آخر واقع اند پس آن هر دو کمال بهر دو وجه مطلوب اند
بنا تمها و بغیر هما و همچنان مقام خلت را نسبت با مقام محبیت باید فهمید **اشتباه دوم**
مقام خلت آنحضرت را حاصل بود چنانچه احادیث صحیحه بآن ناطق است پس حصول آن
بعد از هزار سال چه معنی دارد جوابش بچند وجوه داده می شود **وجه اول** حصول مقام
خلت آنجناب را بلا شبهه یقینی و قطعی است بدلیل احادیث صحیحه و هم باین دلیل که در راه مقام
محبیت اتم است موقوف علیه مقام محبیت هست و حصول الموقوف بدون الموقوف علیه محال
لیکن تصرف دران مقام فرمودن و طالبان را بالاصالة بآن مقام رسانیدن و طریق تحصیل آن
مقام را مدون و مفصل ساختن موعود بود که بعد از هزار سال حاصل خواهد شد مانند آنکه موافق
حدیث صحیح متواتره خلافت تمام روی زمین از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال آنحضرت
را بطریق اجمال حاصل بود بدلیل اُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ كُنُوزِ الْأَرْضِ و در روایت دیگر هست که وضعت
مَفَاتِيحُ كُنُوزِ الْأَرْضِ فِي يَدِي و در صحیحین وارد است که زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَشَارِقُهَا
وَمَغَارِبُهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ أُمَّتِي مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا و در روایت دیگر إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا
وَأُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ كُنُوزِ الْأَرْضِ و در بعضی روایات که در غیر صحاح آمده جَاءَنِي جِبْرِيلُ بِمَفَاتِيحِ كُنُوزِ
الْأَرْضِ عَلَى فَرَسٍ أَبْلَقَ حال آنکه بعضی در زمان سعادت نشان آن جناب و در عهد کرامت عهد
خلفاء راشدین واقع نه شد بلکه فتح هندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی و فتح ترکستان
بر دست دیگران و فتح روم بالکلیه بر دست عثمان ترکمان و اولاد او بوقوع آمده و هنوز
ملک حبشه و ملک سیح چین و خطا از قلمرو آنحضرت خارج است انشاء الله تعالی در عهد امام مهدی
و حضرت عیسی بوقوع خواهد آمد و خلافة الارض که میراث ابو البشر است کمالیست عمده در انوقت

آن جناب را بتوسط بعضی از افراد امت که موعود بن مهدی و عیسی علیه السلام خواهند بود حاصل خواهد شد
چنانچه در جامع صغیر باین معنی اشارتی واقع شده که حَفِظَ اللَّهُ أُمَّتِي عِصَابَتَانِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ
وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حالا مثل آفتاب روشن گشت که آنحضرت را جمیع کمالات حاصل بود
و تصرف دران کمالات بتوسط بعضی افراد امت واقع شده در رنگ آنکه آنحضرت را علوم
اولین و آخرین حاصل بود چنانچه در صحاح سته وارد است که أُعْطِيتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
لیکن تصرف در کلام مثلا بتوسط شیخ ابو الحسن اشعری و شیخ ابو منصور ماتریدی و استاد
ابو اسحاق اسفرائنی و امام غزالی و امام رازی و امثال این مردم آنجناب را حاصل شد و همچنین
تصرف در علم فقه و تفصیل احکام شرعیه از کتاب طهارت گرفته تا کتاب سلم و الشفعه و فرائض و
وصایا بتوسط حضرت امام اعظم رحمة الله علیه و امام شافعی رحمة الله علیه آنجناب را حاصل شد و همچنین
تصرف در آداب طریقت و مقرر کردن اشغال و اوراد و ذکر جهر و خفیه و طور مراقبه آن حضرت را
بتوسط حضرت سید عبد القادر جیلانی و حضرت خواجه بزرگ معین الدین چشتی و امثال این
بزرگواران حاصل شده و کمال آن حضرت صلی الله علیه وسلم مقتضی آن بود که تهذیب
ظاهر با عمال جوارح و تهذیب قلب و نفس و عقل با عمال باطن فرمایند و تصرف در ماوراء آن
تفویض بکمال امت نمایند زیرا که اهم المقاصد و موقوف علیه جمیع کمالات همین ها میدانستند
و این معنی بر واقفان سیرت مصطفوی صلی الله علیه وسلم از شغل جهاد و تعلیم ارکان اسلام و قواعد
اجمالیه سلوک از مداومت ذکر لسانی و تکثیر مناجات و ادعیه و اذکار و تفقد احوال قلب
از حب و بغض و احوال نفس که از تیقظ و غفلت و توجه آن توت درا که در ضمن هر تعبیر و تجدد
خواه نفسی باشد خواه آفاقی بسوئے مبدء و ایثار حب الله بر ما سوی و بذل اموال و اولاد
در حب او و مانند این اعمال اوضح من الشمس است و این سر لا مسر چنانچه در تفسیر الکثر فی انهار

سبحانه طوی بلاگ در احادیث مروی مذکور است قاعده مقرر است که شغل مألوف بحکم العادة
طبیعة ثانیة مقتضی طبیعت میشود و خلاف آن خلاف طبیعت است و دلیل اولی این
مطلب آن دلیل نقلی است پس در احادیث صحاح موجود است که مرّ رسول الله صلی الله علیه وسلم
بمجلسین فی مسجده فقال کلاهما علی الخیر و احدهما افضل من صاحبه اما هؤلاء فیدعون
الله فان شاء اعطاهم و ان شاء منعهم و اما هؤلاء فیتعلمون الفقه و العلم
یعلمون الجاهل فهم افضل و انما بعثت معلما ثم جلس فیهم و دلیل اوضح برین
مقدمه آنست که حق تعالی در مقام عتاب میفرماید واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم
بالغداة والعشی یریدون وجهه اگر خلاف مقتضی طبیعت آن حضرت نمی بود امر بصبر چرا میفرمود
و همچنین آیه ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه و دلیل ثانی برین
مقدمه آنست که تعلیم این یعنی تهذیب ظاهر و آنچه در حکم ظاهر است از عقل و قلب و نفس
موقوف علیه جمیع کمالات است و بنیاد تمام کارخانه ولایت اگر درین امور آنحضرت صلی الله
علیه وسلم قدم نمی نهادند و بکمال جهد تصرف دران نمی نمودند بنیاد کارخانه خراب بودی
هیچکس از امت قائم مقام آن حضرت صلی الله علیه وسلم درین تعلیم نمی توانند شد زیرا که این امور
بغیر نصوص صاحب شریعت نمی توان دریافت و کشف و عرفان بدریافت این مطالب
نمی رسد بخلاف کمالات دیگر که دریافت آن به کشف و فراست میتوان شد و شده است
لیکن کشف و معرفت هم موقوف بر تهذیب ظاهر و ما فی حکمه است پس تعلیم تهذیب ظاهر
و ما فی حکمه مغنی است از تعلیم تفاصیل مکشوفات اگر گوی این کلام و این آیات و احادیث
بلکه تتبع سیرت جناب پیغمبر صلی الله علیه وسلم دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در تسلیک
طریق خلت همچنان دلالت میکنند بر ترک تصرف ایشان در جمیع ولایات گویم فی الواقع

شغل و تصرف که آنجناب دارد تهذیب ظاهر و ما فی حکم الظاهر بوده و در تهذیب باطن باطن
باطن نه بود چنانچه از تتبع سیر هویدا است لیکن در مقام خلت و دیگر ولایات فرق بدیهی است
بسه وجه **وجه اول** آنکه از مقامات دیگر نشان داده اند و طریق تحصیل آن بیان
نموده تارةً صریحا و تارةً کنایةً مثلا یحبهم و یحبونه و رجلا یحب الله و رسوله
رضی الله عنهم و رضوا عنه لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة
فعلم ما فی قلوبهم ان الله امرنی بحب اربعة من اصحابی و اخبرنی انه یحبهم الی
غیر ذلک من الآیات والاحادیث الدالة علی ان بعض الافعال والاشغال
علامة حب الله لکون الشخص محبا لله و بعضها لموصل الی محبوبیة الله
بخلاف مقام خلت که هرگز از طریق تحصیل و علامات حصول آن نشان نداده اند **وجه
دوم** ولایات دیگر در زمان قریب زمان سعادت نشان آن حضرت رائج و
متداول شدند و صحابه و تابعین و تبع تابعین و هلم جرا الی زمان الجنید و اقرانه
ثم هلم جرا الی زمان رؤساء القادریة والچشتیة کثیر التداول و
طریق تحصیل آن مدون و مبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلت که درین عهود متطاوله
اصلا کسی مذکور آن نکرد و نه طریق تحصیل آنرا کسی بیان نمود تا هزار سال گذشت طریق تحصیل
آن مقام در پرده اخفا و احتجاب ماند تا آنکه حق تعالی حضرت مجدد را بر روی کار آورد و ایشان را
منشا ظهور این مقام که در جوهر شریف آن حضرت صلی الله علیه وسلم مودع و مکنون بود گردانید
و هزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقه میسر شد الحمد لله حالا بیان این طریقه
بوجهی نمایم که اختصاص آن باتباع مجدد کالشمس فی رابعة النهار منکشف گردد
قبل از حضرت مجدد طرق سلوک هم از راه محبیت و محبوبیت بوده اند اول راه محبیت

میپیمودند و آخر برتبهٔ محبوبیت فائز میشدند و آنچه لوازم محبیت است از ذکر جهر و وجد و شوق
و انکسار و تضرع و صبر و توکل و رضاجوئی او و مراقبهٔ صفات خصوصًا احاطه و معیت و
استغراق و در توحید فعلی خود را کالمیت فی ید الغسال داشتن و صفات خود را و غیر
خود را استهلاک در صفات او دیدن بلکه ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و
حسن و جمال او را در هر مظهر مشاهده نمودن دران کوشش بلیغ می نمودند تا آنکه با انوار
و تجلیات در ابتدای سلوک و فنا و بقا در انتهاء آن فائز می گشتند و دم اتحاد میزدند که
انا من اهوی و من اهوی انا تا آنکه حضرت خضر بحضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی
که راهها صاحب طریقهٔ مجددیه بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عهد حضرت خواجه نقشبند این معنی
برگ و بار پیدا کرد ولیکن در عهد حضرت عبیدالله احرار علوم توحید این نسبت ممتزج
شدند و غلبه پیدا کردند تا آنکه حضرت مجدد قدس الله سره آن همه را در بطون بطون سارند
و از چاک سینهٔ خود سراغی به محبوب خود پیدا کردند حالا غایت ساری موقوف شد و شوق
و اشتیاق و وجد و مناجات و تضرع یکطرف ماند هر چه هست در قلب و روح و سر و خفی و اخفی
و عناصر دیدن است تا آنکه انوار تجلیات از باطن خود می افتد در فته رفته بمقام خلت
می کشد معنی محبیت عاشقی است و معنی محبوبیت معشوقی است و معنی خلت یارانه اینجا صحبت
یارانه است سابق عاشقی و معشوقی بوده در اینجا راز و نیاز از جانبین است و سرگوشیها
از طرفین واقع میشود و در عاشقی نعره و بیتابی و سر بر در و دیوار شکستن و در معشوقی ناز و
دلال و فخر و مباهات بوده است این است طریق خلت بطریق اجمال اگر تفصیل آن
کسی خواهد باتباع مجددیه چند سال نشست و برخاست نماید و در وجدان خود نظر کند که
چه رنگ پیدا شود ورای طرق سابقین و از بسکه الوجدان لایکون دلیلًا علی الغیر

اگر غیر منکر شود باکی ندارد

نقشبندیه عجب قافله سالارانند * که برند از ره پنهان بحرم قافله را
حاسدی گر کند این طائفه را طعن قصور * حاش لله که برآرم بزبان این گله را
همه شیران جهان بستهٔ این سلسله اند * روبه از حیله چسان بگسلد این سلسله را

وجه سوم خلت حالتی است ممتزج از محبیت و محبوبیت من الجانبین پس نسبت او
با مقام محبیت و محبوبیت نسبت مرکب ببسیط است والبسیط مقدم علی المرکب طبعًا
فقدم وضعًا اول درین امت محبیت صرف و محبوبیت صرف رائج شد باین طریق که در
اوائل سلوک محبیت باشد و اخر آن محبوبیت کما فی السالک المجذوب یا بالعکس
کما فی المجذوب السالک و چون دورهٔ بسائط تمام شد دورهٔ مرکب شروع شد

چون فراغت ز مفردات آمد * وقت مشق مرکبات آمد

و عجب آنست که هر چند این طریقهٔ مجددیه در رواج و شیوع و فیضان فیوض الهی در ضمن آن برامت
مصطفویه متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدأ آن متقدم است بر مبادی طرق دیگر زیرا که
این طریقه منسوب است بحضرت صدیق رضی الله عنه که اول خلفاء است و اول من اسلم من
الرجال البالغین است و نیز در حق او استحقاق خلت منصوص است جائیکه پیغمبر فرموده است
لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الی آخر الحدیث
و اگر کسی را بخاطر خطور کند که درین صورت لازم می آید که عوام اتباع مجددیه افضل باشند از
اولیای سابقین سبحانک هذا بهتان عظیم گوییم جوابش سه وجه است **اول**
آنکه این وقت لازم می آید که طریق خلت را افضل از جمیع طرق انگاریم حال آنکه چنین نیست
بلکه مقام محبوبیت افضل است از مقام خلت بدلیل لان شرع حبیبی علی خلیلی

دوم آنکه افضلیت به علوی مرتبه است در هر مقام که باشد خواه خلت خواه محبت خواه محبوبیت
مثالش آنکه بادشاهان امرا را یاران و مصاحبان باشند که مدام در حضور حاضر باشند و راز
و نیاز با آنها در میان و امرا و صوبه داران عمده و رساله داران و داروغهای کارخانجات و
متصدیان دفاتر نیز میباشند و مرتبه اینهما اشخاص بسیار بلندتر از مرتبه یاران و مصاحبان
میباشد گو دوام در حضور و صحبت دائمی مخصوص بیاران و مصاحبان مجلس است بلکه با خواص
و خدمتگاران **سوم** آنکه منتهیان هر طریقه را این معنی یعنی دوام حضور و قرب دائمی حاصل است
پس بسبب این قرب دائمی نیز از منتهیان طرف دیگر نمیتوانند شد آری مبتدیان این طریقه
را باین وجه ترجیح و تفضیل میتوان بود که در مجاهدات و ریاضات و کشف و کرامات و ظهور
خوارق عادات به مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند و لهذا گوینده گفته است ~

اول ما آخر هر منتهی است * آخر ما جیب تمنا تهی است

حاصل آنکه فضل جزئی را بجای کلی گرفتن و ملاحظه وجوه فضل نکردن کار قاصر فهمان است
تنبیه نبی هرچند بعضی کمالات را بتوسط فردی از افراد امت خود حاصل نماید و بتوسل
او ببعض مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راه لازم نه آید و آن فرد را مزیتی این
توسط بر آن نبی حاصل نه شود چه آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافته است و
بطفیل او باین دولت رسیده پس آن فی الحقیقت از آن نبی است و نتیجه متابعت اوست
و آن فرد بمنزله خادم اوست که از خزانه او خرج کرده لباسهای مزینت طیار کرده
می آرد که باعث مزید حسن و جمال مخدوم میگردد و عظمت و کبریائی او می افزاید اینجا
کدام نقص مخدوم است و کدام مزیت خادم امداد و اعانت از همگنان نقص است اما از
خدام و غلمان که امداد و اعانت واقع شود عین کمال است و موجب ازدیاد جاه و جلال

با قصی باشد که یکی را بدیگری خلط کنند و در توهم منقصت افتند بادشاهان بامداد خدم و حشم
ملکها میگیرند و قلعها را فتح می نمایند و ازین امداد غیر از عظمت و ابهت بادشاهان هیچ معلوم
نمی شود و نیز از شرف و عزت خدم و حشم هیچ ظاهر نمیگردد و امتان خدام و غلمان انبیا اند
علیهم الصلوة والتسلیمات اگر ازینها امداد باین بزرگواران برسد چه جای توهم منقصت
شان است و آنکه گویند این بزرگواران اصلا محتاج بامداد نیستند و جمیع مراتب کمال
ایشان را بالفعل حاصل است مکابره صریحه است چه بزرگواران نیز بندگان خدا اند
جل شانه و همواره از فیوض و برکات فضل و رحمت او امیدوار اند و همیشه خواهان ترقیات
اند در حدیث آمده مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُونٌ ح و آن سرور مراتب خود فرموده است
علیه و علی آله الصلوة والسلام سَلُوا لِيَ الْوَسِيلَةَ و ایضاً در حدیث صحاح آمده است
كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ
یعنی پیغمبر خدا علیه و علی آله الصلوة والسلام در جنگها طلب فتح میکرد و بتوسل فقرای مهاجرین
این همه طلب و امداد و اعانت است جمعی که امداد و اعانت امتان را در حق این بزرگواران
تجویز نمی نمایند و این بزرگواران را احتیاج بامداد و شان نمی دانند نظرشان بر بزرگی
انبیا افتاده است علیهم الصلوة والتسلیمات و علوی درجات شان در نظر اینها آمده مع
ذلک اگر نظرشان بر عبودیت این بزرگواران نیز می افتاد و احتیاجات ایشان که
بمولای خود دارند جل شانه معلوم شان می گشت انا امداد امتان انکار نمی نمودند و از
اعانت خدام و غلمان شان استبعاد نمیکردند **وجه چهارم** کشف اهل الله درست
و درست است و لیکن در بعض اوقات حقیقت الامر بطریق اجمال می یابند و در بعض اوقات
بتفصیل و در بعض اوقات مشخص بتشبیه و در بعض اوقات بغیر حجاب و مستتبعان کلام صوفیه را جا

از دانستن اجمال و تفصیل و اغماض نظر از مخالفتی که قائل را درمیان کلام مجمل و کلام مفصل میباشد پس ما شک نداریم که در هر طائفه از زمان فیضی دیگر فتح میکنند و درین زمانه فیضی دیگر درمیان مردمان مفتوح شد و چون روح حضرت خاتم النبیین علیه الصلوة والتسلیمات بسبب علوی مبدأ تعین ایشان عموم فیضی است که بر ایشان القا شده است هر فیضی جدید که در عالم پیدا می شود و بتازگی بروی کار می آید ضمیمه حظیرة القدس میشود و اہل اول بسا است که این امر را اجمالا ادراک کنند و باین لفظ تعبیر نمایند که این کمالات الحال آنجناب را حاصل شده است و تفصیل این کلام و ایفای حق آن آنست که گفته شود که مصلحت کلیه الٰهیه تقاضا کرده است که بعض شروح و تفاصیل و علوم تجلی اعظم در هر عصری پیدا شود و منشاء آن شخصی باشد از کمل که بآن نور مجدد بمنزله شعاع تجلی اعظم و بمشابه اعراض آن جوهر افخم گردد و ان ظهور خود است بحسب اطوار ادوار و تطور خود است حسب اشخاص و ازمان چون این مقدمه ممهد شد باید دانست که حقائق اجمالیه که بر اهل الله ظاهر میشود چون لغت و عرف از تعبیر آن کوتاه است این طائفه لفظی از کتاب و سنت که بحسب فن اشارة و اعتبار بران حمل توان کرد میگیرند و آن را عنوان آن حقائق اجمالیه الملقیه بر قلب ایشان میگردانند و سخن را بآن مربوط میسازند و آن معارف غامضه را در پرده آن لفظ ادا می فرمایند متفرسان از مطالعه کنندگان را لازم است که از خصوصیت این لفظ اغماض نظر کنند و مطمح نظر خود همان حقیقت اجمالیه و معرفت غامضه سازند پس فیما نحن فیه اقامت لفظ خلت و استجابت دعای اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ و تصویر دائره که مرکز صرف ذات است و محیط آن کمالات ذات و باز صیرورة آن مرکز دائره تامه که مرکز آن محبوبیت است و محیط آن امتزاج محبیت

همه نیز برنگ فن اشارة و اعتبار است اعتراض بمثل این مقدمات وارد نمی شود چنانکه صورت رَأَیْتُ اَسْکَاکِیْنَ رِیْحٍ اعتراض بفقد انیاب و انطفاء اسود یا و بروز ذنب وجهی ندارد و همچنین است سخن در حقیقت قرآن و حقیقت کعبه و حقیقت محمدیه و بیان دائره و اقواس علاوه برین بدانند که هر پیغمبر را با پروردگار خویش معامله علیحده است و تری جدا که هیچ احدی را دران معامله بالاصالة شرکت نیست مثلاً نسبتی و قربی که سید الاولین و الآخرین صلی الله علیه وسلم هست غیر او را میسر نیست و همچنین قربی که مخصوص حضرت ابراهیم است دیگری را نه و علی هذا القیاس اما آن نسبت و قرب مجهول الکیفیة است و چون عارفی را خواهند که بعلم آن نسبت و قرب که هر یکی را ازین اکابر ثابت است سرفراز سازند آن قرب و نسبت را در صورت مثالی با مریکه مناسب آن قرب و مشابه آن نسبت است ظاهر میسازند جهت اطلاع بر حقائق آن نسبت بی صورت مثالی متعسر است پس غایت قرب و اتصال را بصورت مرکز می نمایند و قرب دیگر را بصورت محیط و علی هذا القیاس پس خلاصه کلام آن است که بعد از الف فتح دوره دیگر شده است که به بعض اعتبارات اجمال فیوض متقدمه است مثلاً احوال تقلب و عروج و سیر و غیر آن همه مجمل شده هیئت جمعیت پیدا کرده و به بعض اعتبارات تفصیل فیوض متقدمه است بالجمله حضرت مجدد و اصحاب ایشان رضی الله عنهم اند و بسا معارف مختصه این دوره از زبان شیخ الطریق رمز و ایما سر زده و شیخ قطب ارشاد این دوره است و بر دست وی بسیاری از گمراهان بادیه بدعت خلاص شده اند تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدار دوار و مکون کائنات است و شکر نعمت شیخ شکر نعمت مفیض است اعظم الله تعالی را لاجرم وجه پنجم مبدأ تعین محمد صلی الله علیه وسلم محبوبیت صرفه است و مبدأ تعین ابراهیم علیه السلام خلت که زینه پایه تعین محمدی است صاحب ولایت محمدی را ولایت ابراهیمی ضرور است که زینه پایه وی است لیکن چون محبوبیت صرفه می خواهد که محبوب

برزینه پایه توقف نه نماید و در مقام خلت هم فضیلتی عظیم است گو که زینه پایه از محبوبیت صرف
است رب العالمین خواست که تفصیل مقام خلت هم بعضی پیروان محمد صلی الله علیه وسلم و اتباع او نصیب
کنند تا آن منصب عالی زیر نگین آن سرور محبوبان باشد فَإِنَّ الْعَبْدَ وَمَا فِي يَدِهِ
مِلْكٌ لِمَوْلَاهُ یعنی غلام و آنچه در دست اوست ملک خداوند اوست حق تعالی بعد
هزار سال این مستجاب گردانید و حضرت مجدد را که یکی از اتباع آن سرور است بدولت
متابعت آن سرور علیه السلام باین سرفراز کرده **اشتباه سوم** هرچه گفته شد
که متوسطی از افراد است آن حضرت صلی الله علیه وسلم را باید که از راه دیگر مناسبت به محیط
داشته باشد تا اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و به حقیقت آن مرتبه متحقق گردد این الفاظ
ناشی از کدام عالم است منجر به تشویش می شود گوئیم جای تشویش نیست زیرا که مراد از راه
دیگر راه محبیت و محبوبیت است و ازین هر دو راه مناسب به محیط دائره خلت میتوان شد
لِمَا سَبَقَ أَنَّ الْخُلَّةَ مَاهِيَّةٌ مُمْتَزِجَةٌ مِنَ الْمُحِبِّيَّةِ وَالْمَحْبُوبِيَّةِ وَحُصُولِ
أَحَدِ الْجُزْءَيْنِ فَكَأَيِّنْ مِنْ شَيْءٍ يَحْصُلُ مُنَاسَبَةٌ مَعَ ذَلِكَ الشَّيْءِ وَهَذَا الْأَمْرُ كَالْبَدِيهِيِّ ظَاهِرٌ معترض از
راه دیگر راه وراء اتباع پیغمبر علیه السلام فهمیده و به تشویش افتاده حال آنکه خود در کلام سابق
اقرار نموده که جناب پیغمبر ما صلی الله تعالی علیه وسلم جمیع راه ها کشاده بودند و هیچ راهی از حیطه
جمعیت ایشان بیرون نمانده باز این توهم چه معنی دارد و هر چند ازین عبارت بصراحت
مستفاد نمی شود که مراد ازین فرد ذات شریف خود را مراد داشته باشند لیکن واقع چنین است
و هر که از احوال حضرت ایشان آگاه است میداند که جمیع قیود در ذات حضرت ایشان
متحقق بودند زیرا که ایشان را قبل از آنکه این طریقه عنایت شود از والد بزرگوار خود شیخ
عبدالاحد قدس الله سره طریقه قادریه که بنا آن محبوبیت است باستیفا کسب فرموده بودند

بودند و حضرت شیخ عبدالاحد از شاه کمال کیتهلی و ایشان از سید فضیل علم چرالی آخر
زسلسله عجب تر آنکه حضرت ایشان را بعد از آن که این طریقه عنایت شد و سالها
تسلیک طالبان درین طریقه فرمودند باز حضرت شیخ سکندر نبیره حضرت شاه کمال
کیتهلی قدس الله سرهما بامر و اجازت از صاحب طریقه محبوبیت خرقه را آورده در سر بند حضرت
ایشان پوشانیدند پس از راه مقام خلت بمقام محبوبیت رسیدند چنانچه سابق از راه
محبوبیت بمقام خلت رسیده بودند و این قسم نیرنگها از عجائب معاملات خدا است با
بندگان برگزیده خود چنانچه حضرت پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم در ابتداء بوضع حجر اسود و
شرکت در بنا کعبه مقام ابراهیم حاصل شده بود و بعد از آن در مدینه منوره بسبب اشتغال
بجهاد و مقابله با یهود و نصاری مقام موسوی و عیسوی حاصل شد بلکه از شب معراج و
وقوع اسراء بسوی بیت المقدس آغاز ایمعنی شده بود تا غزوه تبوک که اول غزوات
شام است ایمعنی تضاعف و تزاید پذیرفت تا آنکه در حجة الوداع باز بکمال ابراهیمی معنی
مشرف شدند و مقام ابراهیمی دران روز جلوه عظیم نمود وَالنِّهَايَةُ هِيَ الرُّجُوعُ
إِلَى الْبِدَايَةِ متحقق گشت **اشتباه چهارم** و در بعض جا حضرت مجدد نوشته اند
آن فرد خضر باشد یا الیاس و درینجا خود را صریح مراد داشته اند **جواب** درین کلام
تناقض نیست زیرا که در مکشوفات اکثر شئ مبهم القا می شود و باز تعیین آن مبهم میفرمایند و در وقتی
که شئ مبهم القا می شود عقل را در تعیین مصداق آن مبهم جولانی روی میدهد چنانچه از آنحضرت
صلی الله تعالی علیه وسلم این قسم ابهام و تعیین واقع شده در صحیحین موجود است إِنِّي رَأَيْتُ
فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي أَنَّهَا الْيَمَامَةُ
أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ همچنین است حال حضرت مجدد درین کشف

اول ایشان را بطریق الہام معلوم شد کہ فرد متوسط چنین و چنان می باید چون دیدند کہ اساس
این طریقہ حضرت خضر نہادہ اند خیال آنطرف رفت باز ملاحظہ نمودند کہ حضرت خضر با مردم
اختلاط بسیار دارند و طریقۂ خلت خلوت و انزوا لازم است خیال بطرف حضرت الیاس
رفت اینہمہ بنابراین بود کہ متوسط در حصول کمالی برای پیغمبر عالی مقدار جز پیغمبر نتواند شد
و در افراد این امت غیر ازین دو بزرگ پیغمبری نیست آخرہا معلوم فرمودند کہ این متوسط را
پیغمبر بودن ضرور نیست بلکہ کمال متابعت پیغمبر خود کافی است درین امر و نیز مقصود از نزول
و خلوت در انجمن ست کہ بنای طریقۂ حضرت خواجگان بر آنست نہ خلوت جسمانی و بہر حال
بالیقین معلوم شد کہ آن متوسط ذات شریف ایشان ست تحدیثا بنعمۃ اللہ کہ بآن ہر کسے
ماموریست اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ و انکشاف آن معنی وا نمودند این
اختلافات را تناقض فہمیدن کار کسی ست کہ با مکشوفات این مردم آشنا نیست الا از کلام
شیخ اکبر در جاہای بسیار مستفاد میشود کہ خاتم الاولیا این امت امام مہدی است و
در جاہای بسیار خود را خاتم الاولیا قرار دادہ

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست + سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

اشتباہ پنجم حضرت مجدد فرمودہ منم کہ این کمالات را بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کسب کنانیدم جوابش این ست کہ ازین عبارت صریح خیانت در نقل و تحریف
واقع شدہ زیرا کہ متبادر از کسب کنانیدن آنست کہ این فرد بجای شیخ و مرشد باشد و
رسول خدا حاشا من ذلک بجای تلمیذ و طالب باشند و ہرگز مفاد کلام حضرت ایشان
اینچنین نیست حق عبارت آن بود کہ منم این کمالات را کسب کردہ منسوب بجناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساختہ ام و در کمالات بی نہایت آنجناب بطریق نیاز گردانیدہ ام

و در جریدۂ اعمال آنجناب نویسانیدہ ام اگر بزبان طالب علمانہ این معنی را ادا کردہ شود باید
گفت ہرگاہ گفتہ شود کہ این صفت فلانی بواسطہ فلان چیز حاصل شد دو معنی بہم میرسد
اول آنکہ واسطہ واسطہ فی الثبوت باشد یعنی آن صفت اولا واسطہ را حاصل شد و از ان
بطریق سببیت مثل آن چیز بذی الواسطہ حاصل شد کحرارۃ الماء بواسطۃ النار فان
ہناک حرارتین احدہما قائمۃ بالنار والاخری قائمۃ بالماء ناشیۃ عن حرارۃ
النار و این معنی ہرگز مراد حضرت ایشان نیست دوم آنکہ واسطہ واسطہ
فی العروض باشد یعنی صفت واحدہ قائم شود بواسطہ حقیقۃ و ہمان صفت واحدہ قائمہ بالواسطہ
منسوب گردد بذی الواسطہ مثل حرکۃ جالس السفینۃ بواسطۃ سفینۃ فان
ہناک حرکۃ واحدۃ قائمۃ بالسفینۃ لا بالجالس نعم ینسب ہذہ الحرکۃ الی
جالس السفینۃ بالعرض والمجاز و مراد حضرت ایشان ہمین معنی است یعنی کسب این کمالات
من کردم و آن کمالات بمن قائم شدہ منسوب بجناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ اند
بحکم آنکہ اعمال امت در جریدۂ اعمال پیغمبر محسوب میشود و آن حضرت مستغنی اند از کسب
این کمالات بحصول کمال الرفع منہ و این معنی ہیچ قباحت ندارد و نیز این را بدلائل
بسیار ثابت کردہ میدہم بعون اللہ و توفیقہ از انجملہ قصہ مفاتیح کنوز ارض و تصرف تمام
زمین از مشرق تا مغرب از دست تابعان آن حضرت بآن حضرت منسوب گشت بعد از
صدہا سال بلکہ زیادہ بر ہزار سال مع عدہ زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَشَارِقُهَا وَمَغَارِبُهَا
متحقق خواہد شد و از انجملہ آنکہ فتح فارس و روم و ہلاک کسری و قیصر از دست شیخین رضی اللہ عنہما
واقع شد و بعد از چند سال از وفات آن حضرت بآن جناب منسوب گشت و از انجملہ آنکہ
در حدیث صحیح وارد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی را فرمودند یا علی انک

تُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ
و این معنی بعد از سی سال از دست حضرت مرتضی علی بوقوع آمد و در جریدهٔ اعمال آن حضرت
محسوب گشت اینجا نمی توان گفت که قتال علی تاویل القرآن کمالی بود عمده و آنحضرت را
حاصل نشده مگر بواسطه علی مرتضیٰ زیرا که کمال آنجناب که قتال علی تنزیل القرآن بود ارفع و
اکمل بود از قتال علی تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنی تاویل القرآن آنحضرت را
بی واسطه متوسطی از افراد امت ممکن نبود ناچار متوسطی را برروی کار آوردند که بواسطه او این
قتال منسوب بآنحضرت گردد وجه عدم امکان آنست که در عهد آنحضرت صلی الله علیه وسلم
قتال علی تاویل القرآن متصور نیست زیرا که هر تاویلی را که آنحضرت بزبان خود فرمایند آن
تاویل تنزیل میگردد پس قتال بر آن قتال بر تنزیل می شود نه بر تاویل و منکر آن تاویل
کافر می شود گویا که منکر نص صریح قرآن شد پس لابد متوسطی باید دو جهتین من جهة خلیفه و
مجتهد باشد تا انکار تاویل او کفر نگردد و بانکار تنزیل منجر نشود و من جهة متحد الحکم با پیغمبر که خلیفه
حکم مستخلف دارد چون انکار حکم او بالعرض انکار حکم پیغمبر است انکارش منسوب آن حضرت
میشود و در جریدهٔ اعمال آن حضرت این کمال هم ثبت گردد کذا ہذا بعینه **اشتباه**
ششم آن راه از کجا آوردند **گویم** مراد از عالم دیگر عالم امتزاج محبیت و محبوبیت است
که تعبیر از آن بعالم خلت کرده میشود و از این راه از نزد خدا آوردند چنانچه حضرت علی مرتضی
کرم الله وجهه قتال علی تاویل القرآن را از نزد خدا آوردند و آن قتال از عالم دیگر است
از قبیل جهاد کفار هم نیست و از قبیل قتل مسلمین هم نیست هیئت ممتزجه دارد این معنی
ایشان را بحکم خلافت بود و متابعت آن جناب حاصل شده چنانچه حضرت ایشان را
نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شده و عجب است از کسانی که بر حضرت ایشان

طعن میکنند باین حیله که حضرت ایشان هم استقلال میزنند و برزخ را از میان بر می دارند
و نمی شنوند و نمی بینند که کمال حضرت ایشان در مکتوبات و غیر آن مشحون و مملو است از
تحریص بر کمال متابعت پیغمبر و جابجا برای خود و تابعان همین معنی را از خدا طلب دارند و
جابجا میفرمایند که بنا طریقهٔ ما بر کمال متابعت سنت است و اجتناب از بدعت **اشتباه**
هفتم برزخ محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم از میان بر نمی خیزد و خلیلی تمام بواسطهٔ آن
باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد **گویم** فی الحال گذشت که تصرف ولایت
خلیلی آن حضرت را حاصل بود و تصرف در آن نه فرموده بودند بسبب شغل اهم تر از آن
حضرت ایشان را محض بکمال متابعت آن حضرت حاصل شد از پیشگاه جناب الٰهی و
منسوب بآن حضرت گردید چنانچه تصنیف مثنوی شریف که پر از جواهر گوناگون علم سلوک و علم
معرفت است از حضور خداوندی لمولانا رومی قدس الله سره محض بکمال متابعت پیغمبر خود
عنایت و منسوب بحضرت رسالت گشت بلی آنکه تصنیف مثنوی از آن حضرت ممکن باشد لقوله
تعالٰی وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَہٗ لهٰذا ارتفاع برزخ را فهمیدن از قبیل اوهام شیطانی
است مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ و حل شبه بالکلیه آنکه معنی و مضامین مثنوی همه ماخوذ از
مشکوٰة نبوت است و کسوت شعر پوشانیدن محض بمولانا جلال الدین رومی است چنانچه
اجزا مقام خلت یعنی محبیت و محبوبیت همه ماخوذ از جناب ختمی است و تصرف در هیئت ممتزجه
مخصوص بحضرت ایشان است تصرف در هیئت ممتزجه در اختصاص کافی است چنانچه واضع
سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین بخود کند سزاوار است که سرکه و شهد از دیگری باشد و
خواص سرکه و شهد را از دیگر آموخته باشد کذا ہذا **اشتباه هشتم** دعا اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ بعد از هزار سال مقرون باجابت گشت و امید ول مستجاب شد

گویم درین هیچ استبعاد نیست لقوله تعالی يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ
يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ۝ ازین آیه صریح
معلوم میشود که بعض کارهای خدا با امتزاج فیض سماوی و ارضی معمود و هبوطاً در مدت هزار
سال تمام میشود و قلبیکن من جملتها هذا الدعاء و ایضاً دعاء وسیله و مقام محمود بعد هزاران
سال مستجاب خواهد شد اگر این دعا بعد یک هزار سال مستجاب شد چه عجب و ایضاً
بعض مواعید الٰهی در باره پیغمبر و امت پیغمبر در زمان حضرت امام مهدی علیه السلام بوقوع
خواهد آمد اگر دعا برای این مطالب کرده شود و قبول آن را قطعاً زیاده تر بر هزار سال خواهد گذشت
و در تفاسیر و روایات صحیحه آمده است که حضرت آدم در حق خود و ذریت خود دعاهای
بسیار فرموده بودند و بعض از آن دعاها در عهد حضرت سلیمان علیه السلام مستجاب شد و ایضاً
دعا حضرت ابراهیم و حضرت اسمعیل علیهما السلام رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ الی قوله رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ بعد هزار سال
مقرون باجابت شد و همچنین وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ
الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ بعد هزار سال مقرون
باجابت شد **اشتباه نهم** درین مدت هزاران اولیا و خلفا راشدین بوده
از هیچ یکی این کار نشد تعجب است **گویم** محل تعجب کلام بیهوده این شخص است نمی
فهمد که اراده الٰهی مخصص بعض حوادث به بعض اوقات و به بعض امکنه و اشخاص سوال لم درآن
جاری نیست و چون و چرا و در آن گنجایش نیست نمی توان گفت که حضرت خواجه بزرگ
خواجه معین الدین چشتی چرا مخصوص بارشاد اهل هند شدند تا آنکه شهره آفاق است که ایشان را

ولی الهندی گویند قبل از ایشان از وفات آنحضرت قریب ششصد سال گذشته بود و
درین مدت هزاران هزار اولیا و خلفا راشدین بودند از هیچ یک این کار نشد تعجب است
و فتح ظاهری ملک هندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی انار الله برهانه مخصوص شد
حالانکه قبل از مدتش چارصد و سال تقریباً گذشته بود و درآن مدت سلاطین عظام و خلفای
ذوی الاحترام از هیچ یک این کار نشد جای تعجب است **اشتباه دهم** آثار آن
اکتساب که بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسته می کنند کجا است خیلی تعجب **گویم** معنی نسبت
کردن بر رسول الله صلی الله علیه وسلم سابق گذشت این شخص اسلطی العروض در لحوق صفتی
از صفات اضافیه بجناب حضرت رسالت مآب صلی الله علیه وسلم متوسط واقع می شود و امت
ایشان را از آن کمال بمنسوب خود بهره ور سازد و آثار آن جز تهذیب باطن که عبارت از
لطائف است بحصول ملکه یادداشت و حضور دائمی و نسبت بیرنگی در جمع کثیر از امت
مصطفویه صلی الله علیه وسلم امری دیگر نیست و بحمد الله این معنی کالشمس فی رابعة النهار
مشخص است و اگر یقین مکان این جماعت کثیر که سوال کجا از آن بود می توان گفت که بخارا
و سمرقند و بلخ و بدخشان و قندهار و کابل و غزنی و تاشکند و یارکند و شهر سبز و حصار شادمان
که مسکن اهل اسلام است بی مشارکت هنود و روافض و نصاری است موجود است غیر ازین طریقه
طریقه دیگر در آن رائج نیست الا شیئاً نادراً و نادراً **اشتباه یازدهم** این فرد برای
حرمت است چگونه فرستاد **گویم** دلیل از این دعوی بسیار ظاهر است که از وجود ذات شریف
حضرت ایشان شبهات ملاحده و رد روافض و غالیان توحید و مبتدعیان طرائق و معتقدان
شرک خفی و جلی بالکلیه برطرف شد و تابعان ایشان بفضله تعالی در اتباع سنت سرگرم و
اجتناب از بدعت پیش قدم و پس ازین آن شد که شخصی بیاید و دعوی کند که مرا فلان حکیم

نائب خود درین شهر ساخته و مردم از معالجهٔ او منتفع شوند و هم طریق دوا و تشخیص امراض بخوبی دریابند
و بتحقیق گردد که این شخص صادق القول است از عهدهٔ خدمت خود بوجه احسن برآمد و سرانجام
مهمات این خدمت نمود و اگر سند فرمانی از دفتر حکیم مطلق مطلوب است آن هم موجود است
جلال الدین سیوطی در جمع الجوامع حدیث آورده است یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ صِلَةٌ
یَدْخُلُ بِشَفَاعَتِهٖ الْجَنَّةَ کَذَا وَکَذَا شیخ بدر الدین در کتاب حضرات القدس
آورده شاید که این بشارت اشارت بوجود مسعود حضرت ایشان باشد چه ایشان میان
علما و صوفیه بودند که اختلاف فریقین را در وحدت وجود بلفظ راجع داشته اند اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَمُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ و آن حضرت از سرور صلی الله علیه وسلم
مبشر شده اند که فردا چندین هزار کس را بشفاعت تو بخشند منطوق حدیث و مضمون بشارت
بر آن حضرت صادق می آید و درین مدت هزار سال دیگری باین لقب نگذشته و این
استنباط موید به نقلیات و کشفیات است **اشتباه دوازدهم** اگر شکر نعمت است
کدام قبول خواهد کرد طرفه ماجرا است **گویم** اگر شکر نعمت را صاحب نعمت باید که قبول کند
از قبول و ناقبول دیگران چه می گشاید فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ
پس معنی که قبول شکر در جناب الٰهی است بموجب عدهٔ او تعالی حاصل است از قبول کسان
دیگر کاری نیست ــــ

اِذَا رَضِیَتْ عَنِّیْ کِرَامُ عَشِیْرَتِیْ ۞ فَلَا زَالَ غَضْبَانًا عَلَیَّ لِئَامُهَا

اشتباه سیزدهم در بعضی مکاتیب جلد ثالث واقع شده است که حقیقت محمدی
حقیقت الحقائق است و حقائق دیگران اجزاء اند مراد ازان جزئیات و ازین بیان ظاهر
می شود که جامع جمیع حقائق ابراهیمی است حقیقت ولایت محمدی هم جزو آن بود که مرکز است و مرکز

جز جزئیت چاره نیست پس فضل کلی باید که نصیب خلیل باشد **گویم** دائره تعین اول مشتمل بر دو
چیز است مرکز و محیط مرکز مبدأ آنحضرت صلی الله علیه وسلم است و محیط مبدأ تعین خلیل نه آنکه مبدأ
تعین خلیل کل و مبدأ تعین حبیب جزو آن باشد چون مرکز حکم اصل دارد و محیط ظل آن فضل کلی آن
مرکز را بود و ازینجاست که در مکتوب صد و بست و دوم از جلد ثالث باین عبارت
نوشته اند حقیقت محمدی که ظهور اول است حقیقت الحقائق است حقائق دیگران
کالظلال مر او را و اصل آن حقائق است پس ناچار آن حقیقت واسطه بود میان سائر حقائق و
میان حق جل و علا وصول احدی بی توسط او علیه الصلوة والسلام محال باشد فَهُوَ نَبِیُّ
الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاِرْسَالُهٗ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ و ازین جاست که انبیاء اولو العزم با وجود
اصالت تبعیت او و توسل او می خواهند و آرزوی اشتراک امت او می کردند فَهُوَ عَلَیْهِ وَعَلٰی
اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کَمَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ فَرْدٍ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ الْکِرَامِ
وَالْمَلٰئِکَةِ الْعِظَامِ اَفْضَلُ مِنَ الْکُلِّ مِنْ حَیْثُ هُوَ کُلٌّ الخ زیرا که اصل را
بر ظل خود فضل است **اشتباه چهاردهم** مراد از صباحت و ملاحت حسن ظاهر است
نه ولایت و این نیز غلط صریح است که نسبت صباحت بحضرت یوسف است علیه السلام
نه بحضرت ابراهیم علیه السلام **گویم** مراد از صباحت و ملاحت همان صباحت و ملاحت
است که آن سرور فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام اَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ وَاَنَا اَمْلَحُ
ملاحت از برای خود اثبات فرموده و صباحت را بحضرت یوسف منسوب ساخت
که از پدر کلان خلیل الرحمٰن بایشان رسیده است علی نبینا وعلیهما الصلوة والتسلیمات
اگر خادمی خدمت کاری نماید و شائستگی کند و حسن صاحب جمال را طراوت دهد و زینت
بخشند و فریب سازد و بحسن دلالت خود صاحب جمال را جمع کند و حسن یکدیگر را باهم گر

ممتزج سازد چه تصور آن دو صاحب جمال است که کدام نقص است در حسن شان خدا شکاری
الحمد لله که بنای شبهات منهدم گردید و چون گرد باد سر بهوا کشید

از آه حسرتم جگر شعله آب شد — و از آتش غم دل آتش کباب شد
چندین قفس ز شوخی بال و پرم شکست — آه از کجا نصیب من این اضطراب شد

قال در مکتوب نود و پنجم از جلد ثالث می نویسد که ولایت این فقیر چند مربای ولایت محمدی و ولایت موسوی است و بطفیل این دو ولایت مرکب از نسبت محبوبی و محبی است که رئیس محبوبان حضرت رسالت است صلی الله علیه وسلم و رأس محبان حضرت کلیم الله علیه الصلوة والسلام اما بواسطهٔ متابعت حضرت خاتم الرسل علیه الصلوة والسلام در ولایت من کار و بار دیگر است و معامله من علحده با آن مربوط است اگر چه اصل این ولایت ولایت پیغمبر خود است که ولایت محمدی باشد که منشأ آن بالاصالت ناشی از محبوبیت صرفست لیکن چون ولایت موسوی که منشأ آن بالاصالت ناشی از محبیت صرفست باین ولایت ضم گشته و منصبغ برنگ آن شده هیئتی دیگر پیدا کرده بلکه توان گفت که حقیقت دیگر گشته و ثمرهٔ دیگر داده و نتیجهٔ دیگر بخشیده ازین عبارت ادعاء افضلیت ولایت او از ولایت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم و از ولایت حضرت موسی علیه السلام صریح پیداست و این دعوی باطل محض است **اقول** این شبهه هیچ و پوچ است که کدامی لفظ دال بر چنین افضلیت نیست مطلب نیست که ولایتم مربای ولایت محمدی و ولایت موسویست علیهما السلام و از طفیل این دو ولایت متبرکات ولایتم از نسبت محبیت و محبوبیت ترکیب یافته است اما از میان متابعت خاتم الرسل در ولایت من امر آخر لائح شده اگر چه کمالات این ولایت هم ولایت محمدیست که منشأ او محبوبیت است لیکن ولایت موسوی

که محبت صرفست به نسبت ولایتم انصباغ و تلوین ولایت محمدیه یافته است و ازین حیثیت امتزاجی و صورت انصباغی اطلاق ثمرهٔ آخر بر وی بجای خود است و این مستدعی اصالت آن هر دو ولایت و فرعیت ولایت امام است چنانکه بر عاقل فطین مخفی نیست درین هیچ شک نیست که ولایت اولیا جزئیات و ظلال ولایات انبیاست علیهم السلام چنانچه درین مقام از لفظ مربا و فضل این ولایت پیغمبر خود است صاف ظاهر است پس ولایت ایشان در رنگ کوزه باشد که از دو دریای مختلف الطعم پر کرده باشند این کوزه اگر چه امتزاج کیفیتین جداگانه بهم رسانیده است و خصوصیتی علحده بدست آورده است لیکن فضل همان دو دریا راست ابهی بود که این کوزه را برین دریاها تفضیل و نه با مساوات گمان برد چه این کوزه را با آن بحار ذخار هیچ مقدار نیست و اگر بالفرض ازین کلام ادعای مزیت و خصوصیت مفهوم می شود پس آن به نسبت ابنای جنس خود است که اولیا باشند نه انبیا معاذ الله عنه و این منجمله تذکار تحدیث به نعمت الله است و درین مقام شبهه دیگر ناشی می شود تقریرش این است که حضرت رسالت مآب علیه الصلوة والسلام هم محبوب است و هم محب این هر دو مرتبه بکمال دارد پس جامع مراتب محبوبیت و محبیت باشد پس بطفیل این دو کابر ترکب در نسبت محبوبی و محبی گفتن چه معنی ازین ظاهر می شود که در ولایت محمدی نسبت محبیت نیست و لیس کذلک جوابش از مکتوب نود و ششم جلد ثالث ظاهر می شود نوشته اند که حضرت پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم مسمی بدو اسم است احمد و محمد صلی الله علیه وسلم هر کدام ازین دو اسم مبارک را ولایت علحده است ولایت محمدی اگر چه ناشی از محبوبیت است علیه السلام اما انجا محبوبیت صرف نیست ممزوجی از منشأ محبیت نیز دارد و ولایت احمدی پیش قدم است از مرتبه مرحله مطلوب است نزدیکتر الخ ازین بیان هویدا گشت که آن سرور صلی الله علیه وسلم هر دو

مقام محبوبیت ممتاز است غایة الامر آن است که محبوبیت صرف تعلق باسم مبارک احمد صلی اللہ علیہ وسلم دارد و محبوبیت ممتزجه بمحبیت باسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم متعلق و آنچه نوشته اند که رنگی از انتشار محبیت نیز دارد و بنا بران است که با وجود امتزاج غلبه محبوبیت راست بر محبیت و این تقریر گمان نبری که محبیت حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوة والسلام بر محبیت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم غالب باشد چه آنجا محبیت خالص است و اینجا محبیت با محبوبیت ممتزج گردیده است فافهم

کار می نیست فروغ رخ عالم سوزش ✤ این چراغیست که از خون من افروخته اند

قال در مکتوب نود و سوم از جلد ثالث تعین اول را تعین وجودی قرار داده است و آنرا دائره دانسته تعین حضرت ابراهیم و خلت او مبدا اند و مرکز این دائره را مبدا تعین حضرت حبیب و محبیت او می خواهد و نویسد که این مرکز رفته رفته بصورت دائره شد که محیط آن صرف محبیت مبدا تعین حضرت موسوی است و مرکز آن مبدا ولایت محمدی است و این مرکز نیز رفته رفته بعد هزار سال بصورت دائره بر آمد که محیطش جامع خلت و محبیت و محبوبیت گشته و این مبدا ولایت فرد است شده بود و مرکزش صرف محبوبیت مانده که مبدا ولایت محمدیست صلی اللہ علیہ وسلم در آخر مکتوب نود و چهارم جلد ثالث نوشته است که محیط این مرکز ثالث که مبدا ولایت فرد است هر چند بنسبت تعین اصغر مینماید اما اجمع است چه هر چه بذات جل شانه نزدیک تر است جامع تر است صغر آن در رنگ صغر انسان که با وجود صغر جامع ترین جمیع اصناف عالم است درین عبارت از هر سه انبیا اولی العزم کمال او زیاده معلوم میشود اگر در خاطر ساده لوحی بگذرد که فضل جزئی انبیا بر غیر انبیا آمده است گویم آمده است از سبب متابعت خواجه عالم

صلی اللہ علیہ وسلم در خبر آمده فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتَّةٍ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَتُرَابُهَا طَهُوْرًا وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَبُعِثْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ پس از سبب متابعت خواجه عالم علیه السلام ازین همه دو سه چیز این است را نیز میسر شد که انبیا سابق را نبود و این حقیقت فضل رسول است نه فضل ست **اقول** ازین هر دو مکتوب فضل بر سه انبیا اولی العزم دانستن جهالت است حضرت مجدد در مکتوب نود و چهارم از جلد ثالث می فرماید نبی هر چند بعضے کمالات را به توسط فردی از افراد امت خود حاصل نماید و به توسل او به بعض مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راه لازم نیاید و آن فرد را مزیتی باین توسط بران نبی حاصل نشود چه آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافته است الی آخره چنانچه سالم عبارت پیش ازین مذکور شده است

عرق نشسته ز پندار رخ نکوئی ترا ✤ زمن مرنج که میخواهم آبروئی ترا

و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر دیگر انبیا فضل کلی بود نه جزئی اگر همان فضائل یا برخی از آن با امت اگرچه بطفیل حاصل شود تا هم فضل کلی خواهد بود پس از تقریر معترض فضل کلی امت بر انبیا لازم می آید با آنکه باتفاق امت فضل کلی مر انبیا را است علی نبینا وعلیهم الصلوة والسلام

سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا ✤ هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا

بعد ازین آنچه بر مکتوب هشتاد و هشتم ایراد پیش کرده چون شرحش در رساله هدیه مجددیه نگاشته شد لهذا درین مقام ذکرش ترک کردیم **قال** در مکتوب نود و هم از جلد ثالث می نویسد وَاجْتَنِبُوْا عَنِ الْبَلَاءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّ الْفِرَارَ مِمَّا لَا يُطَاقُ

مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ وَنَحْنُ فِيْ عَيْنِ الْبَلَاءِ مَعَ الْعَافِيَةِ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

سبحانہ نورین منسوب از ہمہ انبیا بتفضیل جستہ **اقول** این اعتراض محمول بر ناواقفیت

بقتل بن کشند بشمشیر نے از بیم جان ترسم کہ طفل ست و چو بیند کشتہ ام ترسد از آن ترسم

معنی این ست بہ پرہیزید از بلا بقدر طاقت خود زیراکہ فرار از چیزیکہ انسان طاقت

آن ندارد از سنت رسولان علیہم السلام ست چون عذاب بر قوم نوح آمدہ بر کشتی

سوار شد و لوط علیہ السلام با اہل خود بہ شبیکہ صباح آن عقاب نازل شد از بلد خروج

نمود و چون فرعون ارادہ قتل موسیٰ علیہ السلام کرد از مصر بطرف مدین بگریخت چنانچہ

خدای تعالیٰ در قرآن شریف از موسیٰ حکایت میکند فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

و ذکریا علیہ السلام از اندیشہ قوم بگریخت و در درخت مستور شد و درخت را بریدند و او

دوپارہ شد و یونس علیہ السلام چون مایوس از ایمان قوم خود شد و عذاب

بر ایشان نمایان شد خروج کردہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعوذ از

بلا خواستہ اند بخاری در صحیح خود از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ كَانَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ **قوله** اَلْجُهْدُ الْمَشَقَّةُ

قال ابْنُ بَطَّالٍ وَغَيْرُهُ جَهْدُ الْبَلَاءِ كُلُّ مَا اَصَابَ الْمَرْءَ مِنْ شِدَّةٍ وَمَشَقَّةٍ وَمَا لَا طَاقَةَ

لَهُ بِحَمْلِهِ لَا يَقْدِرُ عَلٰى دَفْعِهِ حافظ ابن حجر عسقلانی گفتہ وَفِي الْحَدِيْثِ دَلَالَةٌ لِاسْتِحْبَابِ

الاستعاذة من الاشياء المذكورة واجمع على ذلك العلماء في

جميع الاعصار والامصار وشذت طائفة من الزهاد

و در جامع الصحیح البخاری از عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کردہ اِذَا سَمِعْتُمْ

بالطاعون بارض فلا تقدموا عليه واذا وقع بارض وانتم بها فلا

تخرجوا فرارًا منه وقتیکہ وبا در شام واقع شد عمر رضی اللہ عنہ از آنجا بر گشت و داخل

بلدہ نشد بر استفسار ابو عبیدہ بن الجراح گفت يَا اَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ

اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ الحديث رواہ البخاری ازین احادیث بعضی دلالت

بر اجتناب از بلا دارند و قول عمر رضی اللہ عنہ صاف دلیل ست بر فرار در الاشباہ

والنظائر از بزازیہ نقل میکند قِيْلَ الْفِرَارُ مِمَّا لَا يُطَاقُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ

پس از آن نوشتہ رَوَى الْعَلَاءُ فِي فَتَاوَاهُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَدَفٍ

مَائِلٍ فَاَسْرَعَ الْمَشْيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَفِرُّ مِنْ قَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ عَلَيْهِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِرَارِيْ اِلٰى قَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَيْضًا

ازین روایت ثابت شد کہ فرار از بلاء ما لا یطاق سنت مرسلین ست و این فرار

بہ نحوا فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ بسوی خدای تعالیٰ ست نحن فی عین البلاء مع العافیة الخ

این جملہ استنادیہ ست متعلق بما قبل نبودہ ست محض شکر باری تعالیٰ در باب عافیت بجا آوردہ کہ با وجود مبتلا بودن

در بلا ما را بعافیت داشتہ بلاکہ بر حضرت مجدد رح گذشتہ معظم ترین آن جور سلطان

وقت و وفات صاحبزادہ عالی مقام شیخ محمد صادق علیہ الرحمة بعارضہ وبا بودہ ست و ما

با وجود مبتلا شدن این بلیات با لعافیت اند شکر آن بجا می آرد اگر گویم این جملہ

متعلق بما قبل بودہ ست ہم ہیچ قباحت لازم نمی آید زیراکہ در عافیت و فرار منافات

نیست جائز ست کہ در عین بلا فرار نماید و با عافیت باشد و یا صابر در مقام باشد و با عافیت

باشد بلکہ اولیا را در مقام بلا با عافیت بودن دلیل بر عدم شدیت بلا بودہ ست چہ

فرار انبیا بوجہ بلاء ما لا یطاق ست و بر ایشان آنچنان بلا نازل نشدہ کہ باعث بر فرار

شود و آنحضرت درین قول کہ انبیا از بلا فرار نمودہ اند و ما در عین بلا مقیم ایم اگرچہ بظاہر

تناقض یافته شود اما بفحوای حدیث أشدُّ الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل
چون کم و زیادتی در بلا متصور است فی الواقع درین هم تناقض نیست و نه موجب تنقیص مرتبهٔ
انبیا را ما هم که تصریح با شدت بلا مثل انبیا نکنند باین طور که بگویید انبیا از بلا فرار نموده اند
و ما با وجود مبتلا شدن بمثل بلائیکه بر انبیا نازل شده فرار نمودیم و مقیم و مستقیم ماندیم و انبیا را صبر
نکردند و فرار نمودند ما صبر کرده ایم درین صورت البته موجب تنقیص شان انبیا متصور
می شد علاوه برین خوش گفت آنکه گفت ؎

نزل عنا عافیت انبیا است ٭ وانکه ترا عافیت آمد بلا است

قال آنچه در مکتوب دو صد و هشتم از جلد اول تحریر نموده بر آن چند اعتراض عاید
شود **اول** حقیقت محمدی احمدی زبده و خلاصه و منشاء همه حقائق است پس حقیقتی که
از روی کتاب و سنت و اجماع امت اول و اقرب و اشرف و اعلی و زبده و مبدء و منشاء
و معاد جمیع حقائق باشد او را بعد از هزار و چند سال عروج کردن و بحقیقت کعبه متحد شدن
چه معنی باشد و حقیقت کعبه را مسجود و حقیقت محمدی را ساجد دانستن بکدام دلیل بود که بالای
آن حقیقت جز ذات حضرت احدیت نیست ازین عبارت صریح اهانت حقیقت محمدی لازم
می آید **دوم** آنچه گفته شد که حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و هر دو اسم مبارک بمسمی متحد شوند
این نیز خلاف واقع است برین برهان چیست اتفاق همه علماء و مشائخ برین که حقیقت
محمدی و احمدی یکی است از تعدد اسماء ذات مسمی متکثر میگردد **سوم** آنچه نوشته که حقیقت
محمدی بعد از هزار و چند سال مظهر ذات احد گردد و بطلان صریح و دعوی قبیح است زیرا که حقیقت
محمدی از ازل تا ابد مظهر ذات احد است و همه حقائق مظهر او است **چهارم** آنچه نوشته
مقام سابق از حقیقت محمدی که خالی ماند و در آن وقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج نموده

بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند نیز خطای عظیم و ناصواب جسیم است معلوم شد
که اصلا از حقیقت محمدی بهره ندارد حقیقت محمدی برزخ است میان احدیت و واحدیت
اگر این برزخ در میان نباشد هیچکس طی وجود ماند نه شهود و خالی ماندن حقیقت محمدی که
تعین علمی اجمالیست و بجای او در آمدن حقیقت عیسوی که تعین علمی تفصیلی است چون
راست آید زیرا که در علم الهی تغیر و تبدل نیست اینجا میر محمد نعمان سوال کرده که چون حقیقت
محمدی و حقیقت عیسوی که تعین علمی اجمالی و تفصیلی است عروج و نزول او چگونه راست آید
در جواب میگوید که مراد من از حقیقت محمدی و احمدی عالم خلق و امر است نه تعین وجوبی
که عروج تعین وجوبی معنی ندارد و پس عالم خلق او رجوع بعالم امر او نموده ازین جا نیز قباحت
عظیم پیدا میشود و چون بالا مقرر کرده بود که حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکیست و گفته که حقیقت
کعبه مسجود حقیقت محمدیست ازینجا لازم می آید که تن مبارک او روح مطهر خود را سجده میکرد نه خدا
را سبحانه این همه عندیات او است که خلاف کتاب و سنت و اجماع امت است در کنز الهدایة
بهدایة نیز درهم بر عکس این مینویسد که تعین اول حقیقت محمدی است که ظهور اول است
و حقیقة الحقائق است بالمعنی که حقائق دیگر چه حقائق انبیاء کرام و چه حقائق ملائکه عظام کالظل اند مر
او را اول همه حقائق است قال علیه السلام اول ما خلق الله نوری ایضاً خلقت
من نور الله والمؤمنون من نوری و باید دانست که چون مراد او از
حقیقت محمدی تن مبارک آنحضرت است و از حقیقت احمدی روح مطهر او پس حقیقت
عیسوی را چه قرار داده باشد و چه گفته **پنجم** چون نزد او حقیقت محمدی و احمدی یکی
نباشد حقیقت کعبه و حقیقت احمدی چگونه یکی باشد که خلاف اجماع است و از کتاب و سنت
اثبات نیافته و اتفاق همه برین است که حقیقت محمدی و احمدی یکیست چنانچه از اسم مبارک

احمد ذات بابرکات خواجهٔ عالم صلی الله علیه وسلم مراد است همچنان از اسم مبارک محمد
ذات بابرکات آن خلاصهٔ موجودات مراد است و حقیقت کعبه از پرتو نور او است
و ظل او و جزو او چنانچه آن نیز در کنز الهدایه به هدایه یازدهم مقرر کرده است بلکه گوییم که
چون حقیقت بانی کعبه ربانی از پرتو نور او باشد چرا حقیقت کعبه ربانی از پرتو نور او
بنا شد پس حقیقتی که از پرتو نور او بود و ظل و جزو او باشد چگونه مسجود وی گردد و او ظل و
ساجد آن شود بلکه توان گفت که حقیقت کعبه ساجد او است و ظل او است زیرا که هر جزو
ساجد کل خود است ششم اجماع اهل سنت و جماعت بر آنست که در بقعه که وجود شریف
خواجه عالم صلی الله علیه وسلم مدفون است بر کعبه فضل و شرف دارد بلکه بر عرش و کرسی نیز
گفته اند و حدیث شریف بر بطلان او شاهد است که المؤمن[۵۱] افضل من الکعبة
ایضا قال النبی صلی الله علیه وسلم المؤمن اعظم حرمة من الکعبة اخرجه ابن ماجة
عن ابن عمر رضی الله عنه قول سلطان العارفین ابا یزید بسطامی رحمة الله علیه زیارة[۵۲]
اهل القلب خیر من زیارة الکعبة سبعین مرة هفتم آنچه در سوال و
جواب نوشته است پر از قباحت می نماید و فساد بر فساد می افزاید چه حقیقت هر شی
بطن البطون آن شی است علی ما لا یخفی علی الناظرین پس حقیقت محمدی را نهایت نزول
محمد صلی الله علیه وسلم گفتن و حقیقت کعبه را نهایت عروج کعبه داشتن خلاف عقل و نقل
است هرگاه حقیقت کعبه اصل و مسجود حقیقت محمدی گفته پس ظاهر است که اصل و مسجود
چگونه ظل و ساجد را زینهٔ اول خواهد بود و چون اولیا را است او را از عروجات آن سرور
صلی الله علیه وسلم نصیب تمام است و در دریوزه نمودن حقیقت کعبه از برکات این بزرگواران
علی الدوام نه بعد از مضی الف عام پس توقف نمودن عروج حقیقت محمدی و اتحاد آن

چه حقیقت کعبه و حقیقت احمدی و معطل داشتن مظهر نفس مرفوعات احمدی را تا هزار و چند سال
از کدام کس صورت بندد و چون حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیا
است آمدن و از ایشان دریوزه نمودن و بطواف آمدن چسان راست آید و
چگونه صورت بندد هشتم چون بالا از حقیقت محمدی جسد مبارک آن حضرت
صلی الله علیه وسلم مراد داشته و از حقیقت احمدی روح مطهر او مقرر نهاده از ینجا لازم
می آید که چون تن مبارک او عروج میکند و اولیا را است از و بهره می یابند پس
روح مقدس او از ایشان دریوزه می نماید و بطواف می آید نهم جای او و پسر او
محمد معصوم گفته است که مراد پدر من از حقیقت کعبه ذات حق است و فساده اظهر
من الاول چه برین تقدیر لازم می آید که ذات حضرت حق تعالی از عروج اولیا
خود دریوزه می نماید و بطواف ایشان می آید درین قول هم اهانت حقیقت احمدی
لازم می آید و هم سوء ادب جناب حضرت احمدی نعوذ بالله منها دهم آنچه در مکتوب
دو بیست و ششم جلد اول نوشته است که کمالات و مقامات حقیقت کعبه فوق کمال
بشری و ملکی است و فوق کمالات نبوات و رسالات و ولایات است خلاف آنست که
بالا گذشت چون بطواف اولیا راست می آید و از ایشان برکات مجید و دریوزه می نماید
بکدام کس نا شد که کمالات او را فوق کمالات نبوات و ولایات و رسالات خوانده و فوق
کمال بشری و ملکی انگارند یازدهم آنچه گفته که این کمالات حضرت ابراهیم را مفصل
حاصل بود و خواجه عالم علیه السلام را مجمل حصول نمود و بعد از هزار سال آن حضرت صلی الله علیه
وسلم نیز مفصل تحصیل فرموده هیچ اصلی ندارد و دلیل برین چیست چون حقیقت کعبه زینهٔ
اول حقیقت محمدی است و از اولیا را است او دریوزه می نماید و بطواف می آید چگونه فوق کمال

منفصل از خواجه صلی الله علیه وسلم بعد از هزار سال تحصیل فرماید **اقول** این ایرادات از
مکتوب دویست و هشتم از جلد اول تعلقی ندارد و در حواله غلطی واقع شده ۵
بے عربده از من سخن آغاز نمیکرد ٭ یک حرف نمی گفت که صد ناز نمیکرد
تعلقش از مکتوب دویست و نهم از جلد اول معلوم میشود که به میر محمد نعمان بدخشی
در حل بعضی از عبارات مبدء معاد صدور یافته پس اولاً درین مقام عبارت مکتوب
مذکور نقل کرده می شود عبارت آن رساله این است که بعد از هزار و چند سال از زمان
رحلت آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام زمانی می آید که حقیقت محمدی از مقام خود
عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبه متحد گردد و این زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی
نام یابد و مظهر ذات احد جل سلطانه گردد و هر دو اسم مبارک به مسمی متحقق شود و مقام
سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زمانیکه حضرت عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
نزول فرماید و عمل بشریعت محمدی نماید علیهم الصلوة والتحیات در آنوقت حقیقت عیسوی
از مقام خود عروج فرموده بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند باید دانست که
حقیقت تشخصی عبارت از تعین وجوبی است که تعین امکانی آن شخص ظل آن تعین است
وآن تعین وجوبی اسمی است از اسماء الهی جل سلطانه کالعلیم والقدیر والمرید والمتکلم
وامثالها وآن اسم الهی جل شانه رب آن شخص است و مبدء فیوض وجودی و توابع
وجودی او و این اسم را نسبت بحضرت ذات تعالی شانه مراتب شتی است و در مرتبه شان
صفت که وجود آن زائد است بر وجود ذات این اسم اطلاق می یابد و در مرتبه شان که
زیادتی آن بر ذات به مجرد اعتبار است نیز این اسم صادق می آید و فرق در میان صفت
و شان در مکتوبیکه در بیان سلوک و جذبه نوشته شده بتفصیل ذکر یافته است اگر خفائی

باشد بآن رساله رجوع نمایند و شک نیست که حصول شان اگرچه مجرد اعتبار است نیز
تقاضای آن میکنند که فوق آن معنی زائد دیگر باشد مناسب آن شان که مبدء وجود
اعتباری او گردد پس این اسم را از آن مرتبه نصیبی حاصل شده و در فوق آن معنی زائد
نیز این احتمال جاریست اما قوت بشری از ضبط آن عاجز است این فقیر کم بضاعت
یکمرتبه دیگر را هم گذرانیده است اما در فوق آن مرتبه غیر از استهلاک و اضمحلال نصیب ندارد
وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۔ شعر
هَنِيْئًا لِأَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا ۔ وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ
وتفاضل قدام اهل اسرار اعتبار طی این مراتب شتی است علی تفاوت الاستعداد
والقابلیات والواصلون الی الاسم قلیلون من الاولیاء فان اکثرهم
واصلون الی ظل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب
الامكانية باسرها بطريق السلوك والسير التفصيلي وقد
يتيسر لهم الوصول الى ذلك الاسم في طريق الجذبة الصرفة
ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من ذلك الاسم وقطعوا مراتبه
المتفاوتة قلة وكثرة فهو لا اقل قليل منهم بر سر اصل سخن رویم و گوییم که حقیقت
تشخص چنانکه تعین وجوبی او را گویند تعین امکانی او را نیز گویند چون این مقدمات
معلوم شد گوییم که محمد رسول الله علیه وعلی آله الصلوات والتحیات در رنگ کافه انام مرکب
از عالم خلق و عالم امر است و اسم الهی جل شانه که رب عالم خلق او است شان العلیم است و
آنکه تربیت عالم امر او میفرماید آن معنی است که مبدء وجود اعتباری آن شان است کما مر حقیقت
محمدی عبارت از شان العلیم است و حقیقت احمدی کنایه از معنی که مبدء آن شان است

وحقیقت کعبهٔ ربانی نیز همان معنی است فتوحیکه پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوة
والسلام آن سرور را حاصل بوده واز آن مرتبه خبر داده وگفته کنت نبیاً وآدم بین الماء
والطین باعتبار حقیقت احمدی بوده است که بعالم امر تعلق دارد وهمین اعتبار حضرت
عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام که کلمة الله بوده اند وبعالم امر بیشتر مناسبت داشته
بشارت قدوم آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والتسلیمات باسم احمد داده وفرموده
ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد ونبوتی که بمنشاء عنصری تعلق دارد
باعتبار حقیقت محمدی است بلکه باعتبار حقیقتین است در مرتبه آن شان است و
مبدء آن شان لهذا دعوت باین مرتبه اتم است از دعوت مرتبه سابق چه در آن مرتبه دعوت
او مخصوص بعالم امر بوده وتربیت ومقصور بر روحانیان ودرین مرتبه دعوت او شامل
خلق وامر است وتربیت او مشتمل بر اجساد وارواح غایت ما فی الباب درین نشاء نشاء
عنصری او را علیه وعلی آله الصلوات والسلام غالب ساخته بودند بر نشاء ملکی او تا مناسبت
که سبب افاده واستفاده است بیشتر پیدا شود وبخلائق که جانب بشریت در ایشان غالب است
حضرت حق سبحانه وتعالی حبیب خود را صلی الله علیه وعلی آله وسلم باکد وجه امر میفرماید باظهار
بشریت خود کما قال سبحانه وتعالی قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ
ایتان لفظ مثلکم از برای تاکید بشریت است وبعد از ارتحال از نشاء عنصری جانب روحانیت
او علیه الصلوة والسلام غالب آمد ومناسبت بشریت رو بنقص آورد وازینست تفاوت
پیدا کرد بعضی از اصحاب کرام فرموده اند که هنوز از دفن آن سرور علیه وعلیهم الصلوة والسلام فارغ
نشده بودیم که در دلهای خود تفاوت یافتیم بلی ایمان شهودی بایمان غیبی مبدل گشت
ومعامله از آغوش بگوش کشید واز دیدن به شنیدن آمد واز زمان رحلت او علیه وعلی آله

الصلوة والسلام چون هزار سال گذشت که مدت مدیده است وازمنه متطاوله جانب
روحانیت بر نهجی غالب آمد که جانب بشریت را بتمام متلون بلون خود ساخت که عالم خلق را
منصبغ عالم امر گردانیده پس ناچار اینجا از عالم خلق او علیه وعلی آله الصلوة والسلام رجوع
بحقیقت خود نموده بود یعنی حقیقت محمدی عروج فرموده ملحق بحقیقت احمدی گشت حقیقت
محمدی با حقیقت احمدی متحد شد مراد از حقیقت احمدی وحقیقت محمدی درینجا تعین امکانی
خلق وامر اوست علیه وعلی آله الصلوة والسلام نه تعین وجوبی که تعین امکانی او ظل آن است
چه عروج تعین وجوبی را معنی نیست متحد گشتن آن تعین معقول نه چون حضرت عیسی علی نبینا و
علیه الصلوة والسلام نزول خواهد فرمود ومتابعت شریعت خاتم الرسل علیهما الصلوة والسلام
خواهد نموده از مقام خود عروج فرموده بتبعیت بمقام حقیقت محمدی خواهد رسید تقویت
دین او علیهما الصلوة والتحیات خواهد نمود وازینجاست که نقل میکنند از شرائع ما تقدم که بعد
از هزار سال از ارتحال پیغمبران اولی العزم از انبیاء کرام ورسل عظام مبعوث میشدند که تقویت
شریعت آن پیغمبر فرمایند واعلاء کلمه او نمایند وچون دوره دعوت شریعت او تمام میشد
پیغمبر اولی العزم دیگر مبعوث میگشت تجدید شریعت خود میفرمود وچون شریعت خاتم الرسل
علیه وعلیهم الصلوة والتسلیمات از نسخ وتبدیل محفوظ است علماء امت او را حکم انبیاء داده کار
تقویت شریعت وتائید ملت را بایشان تفویض فرموده مع ذلک یک پیغامبر اولی العزم را
تابع او ساخته ترویج شریعت او نموده است قال الله سبحانه وتعالی انا نحن نزلنا الذکر
وانا له لحافظون باید دانست که بعد از هزار سال بعد از ارتحال خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوة
والسلام اولیاء امت او که بظهور آیند هرچند اقل باشند اکمل باشند تا تقویت این شریعت بر وجه
اتم نمایند حضرت مهدی که خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوات والسلام از قدوم مبارک او بشارت

فرموده اند بعد از هزار سال بوجود خواهند آمد و حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام
خود نیز بعد از هزار سال نزول خواهند فرمود و بالجمله کمالات اولیاء این طبقه شبیه
کمالات اصحاب کرام است هر چند بعد از انبیاء افضل اصحاب کرام راست علیهم الصلوات
والسلام اما جای آن دارد که از کمال تشابه یکی را بر دیگری فضل نتوان داد از ینجا است که
سرور فرموده علیه وعلی آله الصلوات والسلام لا یدری اولهم خیر
ام آخرهم نفرموده ادری اولهم خیر ام آخرهم لعلمه بحال کل من الفریقین لهذا
قال خیر القرون قرنی اما چون از کمال مشابهت جای تردد بود فرموده لا یدری
اگر پرسند که آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را
خیر ساخته است و بعد از قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس خیریت این دو قرن نیز
برین طبقه متیقن باشد پس تشابه این طبقه در کمالات باصحاب کرام چه بود در جواب گوییم
تواند بود که خیریت آن دو قرن برین طبقه باعتبار کثرت ظهور اولیاء الله باشد و قلت
وجود اهل بدعت و ندرت ارباب فسق و معصیت ولهذا لا ینافی کون بعض الافراد من
اولیاء الله فی هذه الطبقة خیرا من اولیاء ذینک القرنین کمهدی مثلا
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ﴿ دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد
اما قرن اصحاب از جمیع وجوه خیر است اینجا سخن کردن از فضولی است سابقان
سابقانند در جنب نعیم مقربان ایشانند کالانفاق کوه ذهب دیگران بمد شعیر ایشان
نرسد ذلك فضل الله یختص برحمته من یشاء باید دانست که از بیان سابق واضح گشت معنی آن
عبارت که در رساله مبدء و معاد فوق این مذکور مسطور گشته است که حقیقت کعبه ربانی
مسجود حقیقت محمدی گشت چه حقیقت کعبه ربانی بعینها حقیقت احمدی است که حقیقت

محمدی فی الحقیقة ظل او است پس ناچار مسجود حقیقت محمدی باشد اگر سوال کنند که کعبه مطاف
اولیاء است او می آید و از ایشان برکات می جوید چون حقیقت او را تقدم باشد بر حقیقت
محمدی این معنی چگونه جائز باشد در جواب گوییم که حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدی
از اوج تنزیه و تقدیس و حقیقت کعبه بدایت مقامات عروج کعبه است زینه اول عروج
حقیقت محمدی را بمرتبه تنزیه حقیقت کعبه است و نهایت عروج جامع او را غیر از حق سبحانه تعالی
ندارد و چون اولیاء را اکمل است او را از عروجات آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام
نصیب تام است اگر کعبه از برکات این بزرگواران دریوزه نماید چه عجب
زمین زاده بر آسمان تاخته ﴿ زمین و زمان را پس انداخته
و عبارت دیگر از ان رساله که درین مقام واقع شده بود نیز حل شد و آن عبارت اینست
که صورت کعبه همچنانکه مسجود صور اشیاء است حقیقت کعبه نیز مسجود حقائق آن اشیاء است
چه از مقدمات سابق معلوم شده است که حقائق اشیاء عبارت از اسماء الهی است جل سلطانه
که مبادی فیوض وجودی و توابع وجودی ایشان است و حقیقت کعبه فوق آن اسماء است
پس هر آئینه حقیقت کعبه متبوع حقائق اشیاء باشد آری اگر کمل اولیاء را سیر بالاتر از حقیقت
کعبه واقع شود و انوار بالا را گرفته بمراتب حقائق خود که شبیه باحیاز طبعی اشیاء است در مراتب
عروج فرود آیند کعبه از برکات ایشان توقع خواهد نمود کما مر سابقا و ایضا در رساله مبدا
و معاد چند فقره نوشته است در بیان افضلیت انبیاء اولی العزم صلوات الله تعالی و تسلیماته
علیهم معنی افضلیت ایشان را از بعض دیگر چون مبنائی آن بر کشف و الهام است که ظنی است
از آن نوشتن و تفرقه نمودن در فضل نادم و مستغفر است چه در آن باب سخن کردن جز بدلیل
قطعی جائز نیست انتهی اکنون بدفع ایرادات متوجه میشوم

ساقی بیار بادهٔ و بنواز عود را ٭ یکدم بلند کن نغمات سرود را
جامی به تشنگان حیات ابد رسان ٭ می بر زمین بناه خشک حسود را

جواب امر اول جای تحریر یافته که حقیقت احمدی بعد از هزار و چند سال عروج کرده بحقیقت کعبه متحد شود ان هذا الا افتراء بلا امتراء البته این معنی مذکور است که حقیقت محمدی با حقیقت احمدی و حقیقت کعبه متحد شود و تصریح این معنی خود در مکتوب مذکور اندراج یافته و این معنی را اهانت گفتن محمول بر نافهمی است او معنی حقیقت احمدی و حقیقت کعبه حضرت مجدد درج در رساله مکاشفات غیبیه میفرماید که شیخ محمد طاهر بدخشی استفسار نموده اند که در رساله مبدء و معاد واقع است که صورت کعبه چنانچه مسجود الیه صورة محمدیست حقیقت کعبه نیز مسجود الیه حقیقت محمدیست علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات ازین عبارت فضیلت حقیقت کعبه معظمه لازم می آید از حقیقت محمدیه علی مظهرها الصلوة و السلام و التحیة حال آنکه مقرر است که مقصود از خلقت عالم و عالمیان او ست علیه الصلوة و السلام و آدم و آدمیان همه طفیلی وی اند علیه الصلوة و السلام لولاه لما خلق الله الافلاک و لما ظهر الربوبیة کما ورد باید دانست که صورة کعبه عبارت از سنگ و کلوخ نیست چه اگر فرضا سنگ و کلوخ درمیان نباشد کعبه است و مسجود خلائق است بلکه صورت کعبه با آنکه از عالم خلق است در رنگ حقائق اشیا امری است مبطن که از حیطه حس و خیال بیرون است از عالم محسوسات است فی هیچ محسوس و متوجه الیها است مر اشیا را و هیچ در توجه نه هستی است که بلباس نیستی پوشیده است و نیستی است که بکسوت هستی خود را وا نموده در جهت بی جهت است و در سمت بی سمت است بالجملة این صورت حقیقت منش اعجوبه است که عقل در تشخیص آن عاجز است و عقلا در تعیین آن حیران گویا نمونه از عالم بیچونی و بیچگونگی دارد و

نشانی از بی شبهی و بی نمونی دروی تعبیه است بلی چنین نباشد شایان مسجودیه نبود و مسجود موجودات علیه الصلوة و التسلیمات بشوق و آرزو و را قبله خود اختیار نفرمودی فیه آیات بینات در شان آن نص قاطع است و من دخله کان آمنا در حق وی قرآن مادح بیت الله است که گنوته خاص مر صاحب او را جل سلطانه باوی است نسبت مجهول الکیفیت بیچون و بیچگون را باو و لله المثل الاعلی در عالم مجاز که قنطره حقیقت است بیت مبنی از مبتوته است که جای قرار و آرامگاه صاحب خانه است رب الدول اگرچه نشستگاه بسیار است و امکنه نشست خواهش بی شمار اما خانه خانه است که از مزاحمت اغیار بیگانه است مسکن او آرامگاه جانانه است اگرچه بحکم حدیث قدسی لکن یسعنی قلب عبد المؤمن قلب عبد مومن گنجائش ظهور بیچونی پیدا کنند لیکن نسبت بیتیه که مبنی از مبتوته است از کجا پیدا کند و منع مزاحمت اغیار که از لوازم بیت است از کجا و چون غیر و غیریت را در آن موطن مدخل نبود ناچار سجودگاه خلائق باشد که غیری را سجده نبود و غیریت منافی مسجودیت بود محمد رسول الله بجانب خود سجده تجویز نفرموده بجانب بیت الله بشوق و رغبت سجده نموده و سر تفاوت را ازینجا دریاب شتان ما بین الساجد و المسجود ای برادر چون شمه از صورت کعبه معلوم نمودی اکنون شمه از حقیقت کعبه معظمه بشنو حقیقت کعبه عبارت از ذات بیچون و اجب الوجود است جل سلطانه که گرد ظهور ظلیت بوی راه نیافته است و شایان مسجودیة و معبودیة است این حقیقت را جل سلطانها اگر مسجود حقیقت محمدی گویند چه محذور لازم آید و فضیلت آن ازین چه قصور دارد حقیقت محمدی از حقائق سائر افراد عالم افضل است اما حقیقت کعبه معظمه از عالم عالم نیست تا بوی این نسبت نموده آید و در افضلیت او توقف کرده شود عجب است که تفاوت جوراین در صاحب

دولت به ساجدیة و مسجودیة عقلائی و فنون رائی به تفاوت حقائق ایشان نبرده است
که در مقام اعتراض آمدند و لب بطعن و تشنیع کشاده حضرت سبحانه تعالی انصاف شان دهد
که تا فهمیده ملامت نکنند انتهی **جواب امر دوم** این خدشه محمول است برین
غلط فهمی که حقیقت محمدی و احمدی یکیست و آنچه گفته شد که برین اتفاق علما و مشائخ است
هرگز صحیح نیست عبارت قوم نگاشتنی است با این اتفاق از عبارت کدامی از علما و مشائخ
نقل کردنی است و برهان کشفی در مکتوب مذکور است پس استدلال عجیبست ۵

فریاد از آن لحظه که در دل آن شوخ ٭ پرسد زمن و قوت گفتار نباشد

جواب امر سوم این معنی صحیح است که بعد از هزار سال حقیقت محمدی احمدی
گردد حضرت مجدد رح در رساله مکاشفات غیبیه می فرماید که نوشته بودند که بعد از هزار سال
حقیقت محمدی احمدی گردد و تتمه عبارت ننوشتند که بعد این فقره واقع است و مسمی
بهر دو اسم متحقق گردد و بعد از ملاحظه این عبارت ببیند که آن خدشه می ماند یا نه چه نعمت
که یک مسمی بهر دو اسم خود که عبارت از دو کمالات مخصوصه اند متعاقب یکدیگر بعد از منه
متطاوله متحقق شود و از کمالی بکمالی دیگر که بالقوه داشت ترقی فرماید سخن فلاسفه است
که در مجردات حصول جمیع کمالات را بالفعل اعتبار کرده اند و ترقی از قوه بفعل تجویز ننموده
این از کوته نظری ایشانست مَنِ اسْتَوَى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُونٌ از ینجا توان نمود
که حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام که نزول کند بعد از هزار سال از بعثت آن
سرور است علیه و علی آله الصلوة والسلام آنحضرت را علیه و علی آله الصلوة والسلام باسم
احمد یاد کرده است و قوم خود را بشارت قوم آنحضرت باین اسم داده که ایام دولت آن
اسم است و الا این اسم غیر مشهور یاد کردن چه گنجایش داشت که خلقی در اشتباه افتد و از اسم

به مسمی محمد نگردند و ازین نیز قیاس باید کرد که نام آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام
بر زمین محمد است و در آسمان احمد چه کمالات محمدی مناسبت باهل زمین دارد و کمالات احمدی
مناسبت باهل آسمان ملأ اعلی و چون از رحلت آن سرور علیه و علی آله الصلوة و
السلام هزار سال بگذرد که آن مدت را مدخلی تمام داده اند در تغیر و تبدیل امور و مناسبت
مر او را علی نبینا و علیه الصلوة والسلام باهل زمین کم ماند کمال احمدی طلوع کند و علوم و معارف
آن کمال ظهور فرماید خدشه چیست و تردد کدام آنچه در خدشه نوشته اند آنجا که حقیقت
است زمان نیست و تغیر و تبدیل نه تا از حقیقت چه مراد داشته باشند و از تغیر و تبدیل چه
خواسته قلب حقیقت نیست تقلب حقیقت نیست از کمالی بکمالی و انصباغ او است از
رنگی برنگی ازین بیان حل گشت تشکیکاتیکه نموده بود که مراد از حقیقت خود ست و الا قید
هزار چراست و چرا گفت که مسئول هزار ساله باجابت رسید چه حقیقت احمدی واضح گشت و
فائده هزار سال بوضوح انجامید انتهی گر آنچه در تقریر اعتراض بر نگاشته شد که حقیقت
محمدی بعد از هزار و چند سال منطوفات گردد الخ مبنی است بر عدم فهم معنی حقیقة محمدی
حقیقة محمدی عبارت از شان العلم است و حقیقت احمدی کنایه از آن معنی که مبدء آن شان
است و همین است حقیقة کعبه و فرق میان شان و صفات آن است که صفات در خارج
موجودند بوجود زائد بر ذات تعالی و تقدس و شیونات مجرد اعتبارانند در ذات عز سلطانه
این بحث بمثالی روشن گردد آب مثلا بالطبع از بالا به پایان فرود می آید این فعل
طبعی وی در وی اعتبار حیات و علم و قدرت و ارادت پیدا میکند چه ارباب علم بواسطه
ثقل خود بتقاضا علم از بالا به پایان می آیند و توجه فوق نمیکنند و علم تابع حیوة است و
اراده تابع علم است و قدرت نیز ثابت شد چه ارادت تخصیص احد المقدورین است این

اعتبارات در ذات آب اثبات کرده شود بمنزله شیونات است اگر با وجود این اعتبارات صفات زائده در ذات آب اثبات کرده شود بمنزله صفات موجود است بوجود زائد آب را با عتبارات اولی حی و عالم و قادر و مرید نمیتوان گفت از برائی این اسامی ثبوت صفات زائده در کار است پس صورت اتحاد و انطباق حقیقت محمدی با حقیقت احمدی و حقیقت کعبه مظهر ذات احد گردد و در صورت عدم اتحاد و انطباق مظهر شان احد باشد و هذا ظاهر **جواب امر چهارم** وجه عروج حقیقت عیسوی بمقام حقیقت محمدی بکمال بسط در مکتوب مذکور است فلا احتیاج الی اعادته و برزخیت را علمی در ایراد نیست و همچنین تعین علمی اجمالی را و آنچه صورت سوال زیر محمد نعمان مذکور شد غلط است و آنچه گفته که هرگاه حقیقت کعبه حقیقت احمدی یکی است حقیقت کعبه مسجود حقیقت محمدی از ینجا لازم می آید که تن مبارک در بروح مطهر خود سجده میکرد نه خدا را سبحانه همه اش هذیان است و محمول بر نافهمی محو حیرتم که تن مبارک و روح مطهر از کدام عبارت مراد داشته اگر حقیقت محمدی را تن مبارک و حقیقت احمدی را روح مطهر فهمیده پس اعجوبه است بهر حال این اعتراض عائد بر فهم معترض است افسوس که عبارت منقوله کنز الهدایه را هم نفهمیده هرگاه تعین اول حقیقت محمدی باشد پس تن مبارک چگونه مراد خواهد بود شنیده شد که کنز الهدایه از تصانیف حضرت مجدد رح نیست این انتساب از اوهامات فا برزخی است **جواب امر پنجم** این چه ضرور است که اگر حقیقت احمدی یکی نه باشد حقیقت کعبه و حقیقت احمدی چگونه یکی باشد و آنچه دعوی خلاف اجماع نموده شد پس اولاً اجماع یا اتفاق بر نفی از کتب قوم نقل نموده شود و فدونه خرط القتاد و منشاء غلط فهمی این است که معنی حقیقت نه فهمیده و بر اصطلاح متصوفین بے بهره می گوید که چنانکه از اسم

مبارک احمد ذات با برکات خواجه عالم صلی الله علیه وسلم مراد است همچنان از اسم مبارک محمد ذات با برکات آن خلاصه موجودات مراد است انتهی ای با و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی مراد از اسم مبارک نیست هرگاه معنی حقیقت و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی تفصیل بیان کرده شد پس این قول از معترض محمول بر کمال نافهمی و بلادت است و ابعد العجب کل العجب که حقیقت کعبه را پرتو نوری صلی الله علیه وسلم می گوید هرگاه حقیقت کعبه مبدء شان علیم باشد پس آنرا پرتو نوری صلی الله علیه وسلم گفتن بعید از عقل و گیاست است و آنچه نگاشته که چون حقیقت بانی کعبه ربانی از پرتو نور او باشد پس حقیقت کعبه ربانی از پرتو نور او بنا شد الخ محض سفسطه است ندانم که مراد از حقیقت بانی کعبه بانی چیست اگر حضرت ابراهیم علی نبینا و علیه الصلوة مراد داشته شوند پس اگر از آن لازم خواهد آمد همین که کعبه ربانی از پرتو نور او باشد نه آنکه مبدء شان علیم نعوذ بالله من تلك الخرافات والهذيانات پس هرگاه میان کعبه و رب کعبه فرقها ست حضرت ابراهیم علیه السلام بانی کعبه باشد نه معاذ الله خالق رب کعبه پس اگر کعبه از پرتو نور مصطفوی علی صاحبها الصلوة والسلام باشد رب کعبه پرتو نوری نخواهد بود و چون حقیقت کعبه از تحقیق سابق مبدء شان علیم بود پس چگونه مسجود نخواهد بود فان ذات الله تعالی مسجود الیه البتة **جواب امر ششم** در کعبه و حقیقت کعبه فرقها است چنانکه میان کعبه و رب کعبه پس اگر بقعه که وجود شریف خواجه عالم صلی الله علیه وسلم دران مدفون است بر کعبه و عرش و کرسی تفضیل و شرف دارد یا مومن افضل بر کعبه باشد دران بحث نیست بحث در حقیقت کعبه است که بمعنی مبدء شان علیم است بر آن هیچ چیز را فوقیت نیست این اعتراض نیز مبنی است بر نافهمی از معنی حقیقت **جواب امر هفتم** اولاً معنی حقیقت که نگاشته شد خلاف

مصطلح است ثانیاً درین شک نیست که حقیقت کعبه اصل مسجود حقیقت محمدی است
مگر حقیقت کعبه را ظل و ساجد را زینهٔ اول قرار دادن محض نافهمی است عبارت حضرت
مجدد رح ازین پاک و صاف است عبارت حضرت مجدد رح این است زینهٔ اول
مر عروج حقیقت محمدی را بر مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است معترض این عبارت را
مطلقاً نه فهمیده پس اعتراضش راجع بر فهم وے خواهد بود ثانیاً در یوزه نمودن
حقیقت کعبه امریست عجیب افسوس است که معترض میان کعبه و حقیقت کعبه فرق نمیکند
و چون یکی را بجای دیگری استعمال میکند در تحریر می افتد منشاء غلط این است که اولاً
در یوزه نمودن حقیقت کعبه نگاشته درین مقام کعبه تحریر کردنی بود پس بر آن تفریع
کرده که چون حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیاء است آمدن و
از ایشان در یوزه نمودن و بطواف آمدن چسان راست آمد در بزرگی کعبه مستلزم
جواز در بزرگی حقیقت کعبه نیست که مساوی حقیقت احمدی است **جواب امر هشتم**
حقیقت محمدی را جسد مبارک و حقیقت احمدی را روح طیب قرار دادن از هذیانات

جواب امر نهم اعتراض بے سر و پا است

زبان شوخ من ترکی و من ترکی نمیدانم ٭ چه خوش بودی اگر بودی زبانش در دهان من
بر معترض لازم بود نشاندهی عبارتیکه برو اعتراض عائد کرده میشود **جواب امر دهم**
در نقل غلطی واقع شده تصحیح نقل مطلوب است لاکن درین شبه نیست که آیت
الناس و رب الناس حقیقت کعبه بطواف اولیاء الله می آید تکرار خطا محمول
بر غشاوت بصری معترض است **جواب امر یازدهم** نمیدانم که عبارت
منقول کجاست و از ما نحن فیه کدام تعلق دارد و حقیقت کعبه را زینهٔ اول حقیقت

محمدی گفتن محمول بر نافهمی است کما بیناه سابقاً چه ازان ظاهر است که زینهٔ اول مرتبهٔ
تنزیه حقیقت کعبه است با این غلط فهمی دراز نفسی معترض محل شکایت است

بعد ازین مع لبرما عربده جو خواهد بود ٭ هر را از هر روی بدو خواهد بود
چکند خاطر من صبر و تحمل دارد ٭ تا ترا جور و جفا عادت و خو خواهد بود

تحقیق مقام و توضیح مرام این است که مراد از حقیقت ذات شیٔ و ما به الشیٔ هو هو هویته
بلکه حقیقت شیٔ بطور این طائفه علیه عبارت از اسم الهی است که مبدء تعین وجود آن
بوده است و آن شیٔ کالظل و العکس نسبت آن اسم و واسطه فیوض از حضرت قدسیه
برای آن شیٔ باشد و همچنانکه شان ذاتی واسطه میان آن اسم مقدس و ذات منزه جل شانه
تعالی و عم برهانه است ازانکه توسط و وسائط در رعایات مناسبات در میان مفیض و
مستفیض عادة الله جاری است چون این دانستی کنون بدان که پیغمبر را صلی الله علیه وسلم را
کمالات و مقامات اند که استقصار و احاطت آن مستحیل میماند و مر آنحضرت را صلی الله علیه
وسلم دو اسم اند و هر کدام را ولایت علاحده پس باعتبار وجود عنصری او و ارشاد او مر این
عالم ظلمانی را اسم مقدس او محمد است صلی الله علیه وسلم و ولایت این اسم مبارک ناشی است
از اسم الهی که مناسب به تربیت این عالم سفلی دارد و مسمی است بحقیقت محمدی و باعتبار
وجود روحانی او که مربی عالم ملکوت در روحانیات عالم علویست و پیش از وجود عنصری این
وجود نبی بود نام پاک او احمد است و ولایت این نام ناشی است از شان جامع که مبدء
داخل است مر حقیقت محمدیه را و مناسب است مر تربیت آن عالم نورانی را که مسمی به
حقیقت احمدیه است و نیز معبر بحقیقت کعبه ربانیه است و مر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم
ورای این هر دو تعین که بمنزله مکان طبعی او است باعتبار هر دو اسم مبارک او

عروجات لا تعد ولا تحصی اند که نهایت آنرا علام الغیوب داند چنانچه در قول آنحضرت صلی الله
علیه وسلم به آن اشارت رفته لِی مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ
مُرْسَلٌ و بآن مرموز است قول الله تبارک و تعالی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ
اَدْنٰی و این است ثمره سر اصطفائی و محبوبیت صرفه و این است مناط فضل و مدار التفوق
و ازین تحقیق لائح گشت که این تفوق فی الحقیقت تفوق بعض کمالات آن سرور است
صلی الله علیه وسلم بر بعض دیگر او و نیز حقیقت کعبه جزئی است از حقیقت جامعه او صلی الله
علیه وسلم که جامع است مر کمالات جسمانیه و روحانیه خلق را مراد در آن صلی الله علیه وسلم پس
توهم تفوق باطل شد و مدیث افضلیت مضمحل گشت مسلم باید کرد که فضیلت حقیقتی بر حقیقتی
دیگر موجب افضلیت صورتی بر صورتی نمیشود چه جائز است که صورت را با حقیقت او که رب اوست
قرب اتصال باشد که آن قرب اتصال بصورت دیگر با حقیقت او که رب او است
نباشد و این در ما نحن فیه اظهر است و در آن خفائی نبوده است زیرا که کمال قرب نیست
مگر بفنا و بقا و عروج مخصوص به بشر دیگر انسان کامل را مقامی است معلوم حضرت خواجه معصوم
قدس سره میفرمایند تفوق یک حقیقت بر حقیقت دیگر موجب افضلیت صاحب حقیقت
اولی بر صاحب حقیقت ثانیه نیست چه می تواند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجات
بحقیقت فوقانی شود و مراتب قرب رو دهد و صاحب حقیقت فوقانی محبوس حقیقت خویش بود
عروج از حقیقت خود نه نماید و مراتب قرب که مدار فضل بر آنست حاصل نکند نمی بینی که
ولایت ملاء اعلی فوق ولایت خواص بشر است و فضل مر خواص بشر را است باعتبار
عروج از حقائق بلکه ملک را عروج از حقائق خود نیست وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَعْلُوْمٌ
و در شرح مواقف مذکور است اِنَّ الْمَلَائِکَةَ وَاِنْ کَانُوْا فَوْقَ الْبَشَرِ فِی بَعْضِ الْاُمُوْرِ

لٰکِنَّ الْاَفْضَلِیَّةَ بِمَعْنٰی کَثْرَةِ الثَّوَابِ لِلْبَشَرِ و نیز عالم امر فوق عالم خلق است
و فضل مر عالم خلق را است چه قرب عالم خلق اصلی است و قرب عالم امر ظلی عنصر خاک پائین
تر لطائف عالم خلق و عالم امر است و پستی او سبب رفعت او گشته است و قربی که
خاکیان راست قدسیان را نه ؎
زمین زاده بر آسمان تاخته ✤ زمین و زمان را پس انداخته
انتهی باید دانست که لفظ حقیقت محمدی در عبارت حضرت امام ربانی قدس سره
بمعانی مختلفه در انجا رشتی وارد شده چون بحقیقت احمدیه و با حقیقت کعبه تقابل
شود مراد از ان اسم الٰهی جامع باشد که مناسبت به تربیت این عالم سفلی دارد و چون تقابل
به حقیقت الٰهی شود مراد از ان شان ذاتی جامع باشد که متولی تربیت عالم علوی گردد
و این جامع جمیع شیونات ذاتیه و اصل و مبدء اسم جامع باشد که متضمن جمیع اسماء است این
شان و کل بود برای سائر حقائق این شان که حقیقت کعبه ربانی همست نیز در ان حقیقت
جامعه داخل و جزء او باشد و همین است معبر بحقیقة الحقائق و تدافع مندفع بود چنانچه در اخیر مکتوب
دفتر ثالث بر آن ذکر رفته که حقیقت محمدیه فوق جمیع حقائق است تذییل حضرت امام ربانی
در مکتوبیکه مذکور شد میفرمایند حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدی است از امر
تنزیه و تقدیس و حقیقت کعبه نهایت مقامات عروج کعبه است زینه اول در عروج حقیقة محمدی
را مرتبه تنزیه حقیقة کعبه است و نهایت عروجات او را علیه السلام غیر از حق سبحانه اطلاع ندارد
و چون کمل اولیاء امت آن سرور را علیه الصلوة والسلام از عروجات او علیه السلام نصیب
تمام است اگر کعبه از برکات این بزرگواران دریوزه نماید چه عجب انتهی و درین مقام مراد از
حقیقت کعبه نه اسم الٰهی است که حقیقة احمدی هم همان است تا مخالفت بما سبق لازم آید

بلکه مراد روحانیت کعبه است نه احجار و اخشاب حضرت مجدد در مکتوب صدم از جلد ثالث
که به شیخ نور الحق ابن شیخ عبد الحق دهلوی که یکی از مقتبسان انوار افادت حضرت مجدد که
بود تحریر میفرمایند غایت امانی الباب منشاء ظهور قرآنی از صفات حقیقیه است و منشاء
ظهور محمدی از صفات اضافیه ناچار آنرا قدیم و غیر مخلوق گفتند و این را حادث مخلوق
و معامله کعبه ربانی ازین دو ظهور اسمی هم عجیب تر است که آنجا ظهور معنی تنزیهی است
بی کسوت صور و اشکال چه کعبه که مسجود الیه خلائق است از سنگ و کلوخ نیست همچنین
جدران و سقف نیست چه اگر اینها نباشند کعبه کعبه است و مسجود الیه است پس آنجا ظهور
هست اما هیچ صورت نیست این از عجب عجائب است انتهی حضرت عروة الوثقی در
مکتوب بست و چهارم فرماید که حقیقت کعبه برزخ است میان حقائق مخلوقات و حقیقت
واجبی جل سلطانه که مرتبه احدیت ذات است تعالی چه کعبه مسجود الیه خلائق است حقیقت آن
از حقائق سائر خلائق البته باید که ممتاز باشد چه مسجود ذات حق است سبحانه کعبه باید که
ناشی ازان مرتبه مقدسه بود حضرت ایشان قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس
در مکتوبیکه داخل سه جلد مکتوبات نیست نوشته اند که حقیقت کعبه ذات واجبی است
تعالی چه مسجود فی الحقیقت همان مرتبه مقدسه است نهایت آنکه مسجود هر چند ذات
بیچون است لیکن باعتبار مسجودیت باو ملحوظ گشته است لاجرم از مرتبه احدیت ذات
که مبرا از نسب و اعتبارات است متنزل باشد و در دیده دانش گرفتاری تمیز بود و در مکتوب
صد و هشتاد و سوم میفرماید که اگر از بعض عبارات آنحضرت مستفاد میشود که حقیقت
کعبه فوق اعتبار شیون و صفات است و از ما سبق خلاف آن مفهوم گشت **جواب**
مراد از صفات و شیون که حقیقت کعبه را از آن تفوق است صور علمیه صفات است

که در مرتبه تعین علمی ثبوت دارند چه در اصطلاح قوم مقام صفات و شیون عبارت
از همین صور علمیه تفصیلیه است چنانچه اجمال این مرتبه را مرتبه ذات میگویند و تجلی که از تجلی
ذات میدانند و نیز مراد ازان صفات حضیض تفصیل مرتبه تعین وجودی است که حضرت
ایشان باثبات این تعین ممتاز اند و نزد حضرت شیخ محی الدین عربی و تابعان او قدس
اسرارهم این مرتبه مرتبه لاتعین و مرتبه اطلاق ذات است تعالی چه فوق تعین علمی جملی که
تعین اول است نزد شان مرتبه لاتعین است و وجود بحت و نزد ما این مرتبه که مرتبه
وجود بحت است تعین موصوف است و تعینات صفات نیز درین مرتبه ثابت است
که از جمله آن تعینات تعین علمی است لیکن چون علم اجمع صفات است در آنجا نیز در رنگ
وجود صفات و شیونات ذاتیه کائن است و آن را نیز در رنگ وجود دو مرتبه است
مرتبه اجمال که از او دیگران تعین اول و حقیقت محمدی میدانند و مرتبه تفصیل آن و ازین تحقیق
لائح گشت که تعین علمی جملی تعین اول صفت علم است که از صفات حقیقیه زائده است
نه تعین اول حضرت ذات تعالی بلکه در تعین اول بودن آن هم صفت علم را نیز سخن است
چه فوق تعین وجودی در ان مکتوب اخیر تعین حبی اثبات کرده اند که در آنجا نیز اجمال
و تفصیل است برسر اصل سخن رویم حقیقت کعبه ربانی چنانچه فوق صور علمیه واحدیت است
که نزد قوم مقام شیون و صفات است و فوق اجمال علم که نزد شان مقام وحدت و
تجلی ذات است همچنین فوق تفصیل کمالات مرتبه حضرت وجود است که نزد حضرت ایشان
باهر حصه ازان کمالیست از کمالات حضرت ذات و مختص است از صفات او تعالی و
نیز فوق اجمال حضرت وجود است که تعین اول و حقیقت محمدی است بقول قدیم آنحضرت
و در قول اخیر آنحضرت تعین اول حقیقت محمدی تعین حبی است که فوق تعین وجودیست

چه حب است که سلسلهٔ وجود و ایجاد را جنبانیده است چنانچه فلجبت ان اعرف
رمزیست ازان اگر گویند کعبه هرچند بیت الله است اما قلب مومن بحکم یسعنی الحدیث
نیز حکم آن دارد پس تفوق آن برین از کدام ره بود گوییم وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی
در عالم مجاز سلاطین را هرچند امکنه و نشستگاه بسیار است لیکن حرمخانه است که از مزاحمت
اغیار بیگانه است و آرامگاه جانانه است نشستگاه دیگر را با خانه چه نسبت و کدام
مساوات بهم آمد صفات حقیقیت زائده که اصلا انفکاک شان از ذات تعالی جائز
نیست اگر از بیت الله فوق بوند گنجایش دارد والعلم عند الله سبحانه فاندفع
المنافاة وزال الاشتباه **تنبیه** از بیان سابق لائح گشت که
حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدی است چه حقیقت محمدی علی صاحبها الصلوة و
السلام والتحیة ناشی از مراتب تعینات است و حقیقت کعبه فوق مراتب تعینات
است مانند حقیقت قرآن مجید سبحانی که بحقیقت کعبه ربانی چه نسبت دارد و در رساله
مبداء و معاد که از مصنفات حضرت ایشان ما است آنست که حقیقت قرآنی
و حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدیست حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت قرآنی و
در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث برنگاشته اند که حقیقت قرآنی فوق حقیقت کعبه است
و آنچه در ما سبق با از آنحضرت منقول شد نیز مشعر همین معنی است تطبیق میان این دو تحقیق
آنچه بخاطر فاتر راه میدهد ناشی است از تحقیق سابق که در شیون و صفات واجبی تعالی
مشروح ساخته چه قرآن مجید ناشی از صفت یا شان اوست سبحانه و در شیون و
صفات دو اعتبار مبین گشت اعتبار تعین و اعتبار اطلاق و لاتعین پس نظر باین
دو اعتبار حکم به سبقت هرکدام از حقیقتین بر دیگری میتوان کرد بوده باشد بهمه حکم بیک اعتبار

بود و حکم دیگر باندازهٔ اعتبار دیگر فلا تخالف فی الحقیقة و آنچه در مکتوب صدم از جلد ثالث
اندراج یافته است که معاملهٔ کعبه ربانی ازین دو ظهور اسمی یعنی ظهور قرآنی و ظهور محمدی
هم عجیب تر است که آنجا ظهور معنی تنزیهی است بی کسوت صور و اشکال چه کعبه که مسجود الیه
خلائق است عبارت از سنگ و کلوخ نیست و همچنین جدران و سقف نیست چه اگر اینها
نباشد کعبه کعبه است و مسجود الیه است پس آنجا ظهور هست اما هیچ صورت نیست این از
اعجب عجائب است انتهی دلالت بر تفوق این حقیقت بر حقیقت قرآنی ندارد چه معنی
تنزیهی یا هرچه در آنحضرت جل سلطانه اعتبار نموده آید از الوهیت و ربوبیت و وجوب
و وجود و غیرها از صفات حقیقیت که بشرافت وجود خارجی پیوسته اند از متنزل است چنانچه
در مکتوب ثالث از جلد ثانی این معنی مبین و مشروح است آری ظهور این حقیقت بی کسوت
صورت است بخلاف ظهور کلام مجید و ظهور محمدی که بکسوت حرف و صوت و صورت
انسانی ست و این از غرائب است و حقیقت محمدی چون اسمای اضافیه است ناچار ازین
هر دو حقیقت متنزل بود **سوال** ازین بیان لازم آمد که کعبه حسنای از حضرت پیغمبر
ما صلی الله تعالی و سلم افضل باشد **جواب** گوییم ممنوع است زیرا که تفوق یک حقیقت
بر حقیقت دیگر موجب افضلیت صاحب حقیقت اولی بر صاحب حقیقت ثانیه نیست
چه میتواند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجات بر حقیقت فوقانی مشهود و مراتب قرب دید
و صاحب حقیقت فوقانی محبوس حقیقت خویش بود عروج از حقیقت خود نماید و کثرت مراتب
قرب که مدار افضلیت است حاصل نکند نمی بینی که ولایت ملاء اعلی فوق ولایت خواص بشر است
و فضل مر خواص بشر راست باعتبار عروج از حقائق ملک ملک را عروج از حقائق خود
نیست وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ و در ما نحن فیه نیز این معنی ظاهر است و نیز عالم امر فوق عالم

خلق ست و افضل از عالم خلق است چه قرب عالم خلق اصلی است و قرب عالم امر ظلی عنصر خاک
بامین از لطائف عالم خلق و عالم امر است و پستی او سبب رفعت او گشته و قربی که خاکیان
راست قدسیان را نه

زمین زاده بر آسمان تاخته ٭ زمین و زمان را پس انداخته

فافهم و لا تکن من القاصرین اگر گویند که آنحضرت قدس الله
تعالی سره الاقدس در مکتوبی که به شیخ طاهر جونپوری نوشته اند و آن مکتوب
داخل جلدهای مکتوبات قدسی آیات نه شده بر نگاشته اند که حقیقت کعبه عبارت از ذات
بیچون واجب الوجود ست جل سلطانه که گردی از ظلیت و ظهور بوی راه نیافته است
و شایان مسجودیت و معبودیت است ازین عبارت تفوق این حقیقت از صفات
حقیقیه و حقیقت قرآنی مطلقا لازم می آید که خلاف تحقیق سابق است گویم اولا چون
مقرر قوم ست که فوق مراتب تعینات که مراتب ظلال و ظهور است مرتبه اطلاق ذات
تعالی بنابران آنحضرت نیز ازین مرتبه تعبیر بذات بیچون نموده باشند و این تحقیق
تفصیل را که فوق تعین علمی و وجودی حبی است بعد ازان افاده فرموده و ثانیا آنکه
میتواند که آن حقیقت را ذات بیچون مجاز باعتبار ملابستی که حسب مناسبت را با بیت است
فرموده باشند چه فی الحقیقت مسجود ذات بیچون است تعالی و بیت واسطه جهت
حقیقت که درینجا سخن از آن میرود معنی بیت ست و آن ملحوظ است و ثالثا آنکه ترا نمی
بود که مراد از ذات بیچون ذات مقید باعتبار معبودیت و مسجودیت و مانند آن بود
نه ذات مطلق معرا از نسب و اعتبارات چنانچه لفظ سلطان در خانه نیست که در اول
کتاب مسطور شد شعر باین معنی ست یعنی سلطان را قطع نظر از آنکه نسبت بخانه دارد بایم جست

و بیرون ازین اعتبارات باید طلبید و صفات حقیقیه را و همچنین شیونات را که کالاصول اند
مر این صفات را از سائر اعتبارات ذات تعالی تفوق است چه ذات مقید باعتبار ملحوظ
درانجا همان اعتبار است نه ذات چنانچه ارباب معقول در علم نحو بوجهه گفته اند که معلوم
همان وجه است نه نحوی و حقیقت قرآنی جامع جمیع کمالات ذاتیه است که اولا در مرتبه
صفت ملک شان کلام فائض می شوند و ثانیا از انجا بعالم افاده می آیند و آن حقیقت
بتوسط این شان صورت لفظی گرفته جلوه گر گشته است چنانچه حضرت ایشان نوشته اند
که در مرتبه شیونات که زائد بر ذات نیستند الا بالاعتبار شان کلام باین معنی مخصوص گشت و
هرچه از کمالات در مرتبه ذات و شیونات متحقق بود تمام در شان کلام فائض گشت حاصل
تمام حقیقت آن شان همین قرآنست و بس به همین عبارت عربی و ترتیب معهود مکتوب
در مصاحف و هر کتابی که بر نبی منزل شده است جزویست از اجزای این قرآن که
از بعض عبارات او بعض وجوه مستفاد است و تخلیق جمیع ممکنات من الاول
الی الآخر هم مستفاد از ان إِنَّمَا قَوْلُنَا إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
مصداق این قول ست حاشا و کلا که کعبه سنگین را افضل گفته باشند اگر گفته اند کعبه حقیقی را
افضل گفته باشند که آن سر اول شان ربانیست و منشاء معبودیت و قابلیت مسجودیت
است این بنا جمادی را افضل نگفته اند و این قول در مجلدات ثلثه مکتوبات داخل نشده
البته در رساله مبدء و معاد نوشته اند که حقیقت کعبه فوق حقیقت محمدیت فوقیت مستلزم
افضلیت نیست بلکه میان این عموم و خصوص ست فکلُّ افضل فوقٌ صنفه و معنی
ولیس کل فوقٍ افضل بنگر که عالم ملائکه فوق عالم انسان ست و لیکن بشر افضل است
از ملک و عالم امر فوق عالم خلق ست اما عالم خلق افضل ست از عالم امر پس بقول اول

حضرت ایشان حقیقت احمدی حقیقت کعبہ فوق حقیقت محمدی ست اما حقیقت محمدی
افضل است از حقیقت احمدی و کعبہ پس ثابت شد کہ فوقیت مستلزم افضلیت نیست و بقول
آخر ایشان حقیقت محمدی مطلقا افضل ست بر کعبہ و غیر او چرا کہ او حقیقۃ الحقائق است
حضرت مجدد دو اصطلاح دارند و ہر دو اصطلاح حقیقت محمدی افضل است از کعبہ اما حرمین
چند لمحظ دارند نظر بجانب خانہ مومن را افضل میگویند و نظر بروحانیت کعبہ انبیا و
اولیا را افضل میگویند و نظر بشان مسجودیت و اسرار الوہیت و منشار عبودیت حقیقت
کعبہ را افضل می گویند ہر کہ کعبہ را افضل گفتہ است مراد کعبہ حقیقی ست کہ آن سر اول شان
ربانی است و منشار معبودیت و قابل مسجودیت است و ہر کہ مومن را افضل گفتہ است مراد
او کعبہ جمادی است اینجا مراد لمحظ است ہر کس بہ نظر خود حکمی فرمودہ ست کہ باعتبار ہر جہ
صحتے دارد کجا بودم و از کجا بکجا رسیدم

ہمسایہ شنید نالہ ام گفت ٭ خاقانی را دگر شب آمد

امیدہا دارم کہ بسمع قبول درآید و شاہد مقصودم در برآید

خوشم بہ سنگدلیہای او کہ درد مرا ٭ دل از نہ سنگ بود طاقت شنیدن نیست

قال آنچہ در مکتوب نود و ششم از جلد ثالث مینویسد کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
بدو اسم مسمی ست الخ ہم از عندیات او ست کہ خلاف علوم علما و ورای معارف اولیا ست
و ہر دو اسم مبارک محمد احمد در قرآن مجید ست و بعضی مفسران بر آنند کہ طہٰ نیز اسم مبارک
او است و در حدیث دیگر آمدہ انا المسمی علی الارض بمحمد و فی السماء باحمد
و فی الثری بمحمود و علی العرش باحمد و در حدیث دیگر ست
انا احمد بلا میم از این ہر دو حدیث معلوم شد کہ احد ہم نام مبارک او ست کہ از احمد ہم

نزدیک تر ست و مقصود از ہمہ نامہا ذات مبارک او است صلی اللہ علیہ وسلم پس آنچہ صاحب
مکتوب حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کردہ و حقیقت احمدی را بروح مطہر قرار دادہ
خلاف ہمہ ست و آنچہ گفتہ کہ از تعین جسدی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہزار
سال ہیچ اثر نماند غلط محض ست و خلاف اجماع و حدیث و اتفاق ہمہ بزرگان ست کہ وجود
شریف انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات در قبر پوسیدہ و ریزیدہ نشود و تعین جسدی خواجہ
عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بحال خود ست و محمد احمد نام ذات مبارک او است و تن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفت روح گرفتہ ست **اقول** درینمقام اولا عبارت
مکتوب نود و ششم از جلد ثالث کہ بخواجہ ہاشم کشمی شرف صدور یافتہ نقل میکنم حضرت
پیغمبر ما علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام مسمی بدو اسم است کہ ہر دو اسم مبارک او در قرآن مجید
مسطور ست فرمودہ محمد رسول اللہ و نیز فرمودہ در حکایت بشارت روح اللہ اسمہ احمد و ہر
کدام این دو اسم مبارک را ولایت علیحدہ ست ولایت محمدی ہر چند ناشی از مقام
محبوبیت او است علیہ الصلوۃ والسلام اما آنجا محبوبیت صرف کائن نیست مزجی از نشاۃ
محبیت نیز دارد اگرچہ آن مزج بالاصالت او ثابت نباشد اما آنمقام محبوبیت صرف
است و ولایت احمدی ناشی از محبوبیت صرف ست کہ شائبہ محبیت ندارد و این ولایت
از ولایت سابق پیش قدم ست و یک مرحلہ بمطلوب نزدیک تر ست و بمحبیت مرغوب
چہ محبوب ہر چند در محبوبیت تمام تر بود استغنا و بی نیازی او را کاملتر باشد و در نظر محب
زیبا تر در آید و رعناتر نماید و بیشتر محب را بخود مجذوب سازد و شیفتہ و والہ تر گرداند

نہ تنہا آفتم زیبائی او است ٭ بلای من زناپروای او است

مراد از بلا فراوانی عشق ست کہ مطلوب عاشق ست سبحان اللہ احمد مجتبیٰ مسمی است

که مرکب از کلمهٔ مقدسهٔ احد است و از حلقهٔ حرف میم که از غوامض اسرار الهی جل شانه
در عالم بیچون گنجایش ندارد که در عالم چون تعبیر از آن سر مکنون بغیر از حلقهٔ میم توان کرد
اگر گنجایش میداشت حضرت حق سبحانه و تعالی به آن تعبیر میفرمود و احد احد است که
لاشریک له است و حلقهٔ میم طوق عبودیت است که بنده را از مولی متمیز گردانیده است
پس بنده همان حلقهٔ میم است و لفظ احمد از برای تنظیم او آمده است و اظهار اختصاص
او کرده است علیه وعلی آله الصلوة والسلام ؎

چو نه نام است نام آور چه باشد ❊ مکرم تر بود از هر چه باشد

بعد از هزار سال که آنرا تاثیری نهاده اند در تغیر امور عظام معامله آن ولایت
باین ولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجامید و کار و بار از
دو طوق عبودیت بیک طوق رسید و بجای طوق تحسین حرف الف شد که رمزی
از رب او است متمکن گشت تا محمد احمد شد علیه وعلی آله الصلوة والسلام بیان آن است
که دو طوق عبودیت عبارت از دو حلقهٔ میم است که در اسم مبارک محمد صلی الله تعالی
علیه و آله وصحبه وسلم وبارک اندراج یافته است تواند بود که آن دو طوق اشارت
بدو تعین او باشد علیه وعلی آله الصلوة والسلام یکی از آن دو تعین جسدی بشری است
و دوم تعین روحی ملکی و در تعین جسدی هرچند بواسطهٔ عروض موت فتور رفته بود در تعین
روحی قوت گرفته اما اثر آن تعین باقی مانده بود و هزار سال بایست تا آن اثر نیز زائل شود
و نشانی از آن تعین نماند و چون هزار سال آخر آمد و اثری از آن تعین نماند و یک
طوق عبودیت از آن دو طوق گسسته شد زوال و فنای به آن طاری گشت
الف الوهیت که آنرا در رنگ بقای بالله توان گفت بجای آن نشست ناچار

محمد احمد گشت و ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی الله تعالی علیه و آله
وصحبه وسلم عبارت از دو تعین آمد و احمد کنایت از یک تعین باشد پس این اسم بحضرت اطلاق
اقرب باشد و از عالم دورتر بود و سوال فنا و بقا که مشائخ قرار داده اند و ولایت را بآن
مربوط ساخته بچه معنی است و این فنا و بقا که در تعین محمدی گفته شد بکدام معنی جواب
فنا و بقا که ولایت به آن مربوط است فنا و بقای شهودی است اگر فنا و زوال است باعتبار
نظر است و اگر بقا و ثبات است هم باعتبار نظر آنجا صفات بشری را استتار است
نه زوال و فنای این تعین این چنین است بلکه اینجا صفات بشری را زوال وجودی متحقق است
و انخلاع از جسدی بروحی کائن و در جانب بقا اینجا نیز هرچند بنده حق نشود و از بندگی
بر آید اما بحق نزدیکتر می افتد و معیت بیشتر پیدا میکند و از خود دورتر گشته احکام بشری
از وی مسلوب تر میگردد باید دانست که این عروج محمدی که مربوط بانتفای صفات
بشریت هرچند کار و بار او علیه وعلی آله الصلوة والسلام بالاتر برد و بذروهٔ علیا
رسانید و از کشاکش غیر و غیریت وا رهانید اما معامله بر امتیان او علیه وعلی آله الصلوة
والسلام تنگ تر گشت و نور هدایت او که بواسطهٔ مناسبت بشریت بود کمتر شد و
توجهی که بحال این درپس ماندگان داشت قلت پیدا کرد و بکلیت به محبوبیت خود متوجه
شد و از ینجا است که بعد از هزار سال ظلمات کفر و بدعت مستولی گشته است و نور اسلام و
سنت نقصان پیدا کرده انتهی از عبارت معترض دو شبه مفهوم میشود و هر دو شبه
مثل اعتراضهای سابق ناشی است از عدم معرفت فن تصوف ؎

هر عضو تنت ساده تر از عضو دگر بود ❊ موی که بر اندام تو دیدیم کمر بود

شبهٔ اول محمد و احمد نام ذات مبارک است پس آنچه حقیقت محمدی را

بجسد مبارک نسبت کرده وحقیقت احمدی را بروح مطہر قرار داده خلاف ہمہ است جوابش
این است که این شبہ ناشی از نافہمی معترض است مسلّم است که محمد واحمد نام ذات مبارک است
صلی اللہ علیہ وسلم مگر حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کردن وحقیقت احمدی را بروح
مطہر یعنی چہ مضمون عبارت را نافہمیده شبہ بیان کردن باعث کمال تعجب است

شبہ دوم وجود شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در قبر پوسیده نشود
جوابش این است که این انتساب مبنی بر فہم معترض است حاشا که حضرت مجدد رح
قائل آن بوده باشند بلکہ بضمن سوال وجواب تقریری در توضیح معنی فنا وبقا بیان
فرموده تا معنی تعین جسدی وروحی ظاہر گردد وتہذا الب باعتراض کشادن محمول
بر نادانستگی است از معارف

صالح بزہد وتوبہ وتقوی مزین است * چون نیست نیست نشئہ او مغرور نیست
حضرت مجدد رح در رسالہ معارف لدنیہ فرماید فنا عبارت از نسیان ما دون حق است
سبحانہ بواسطہ استیلاء شہود ہستی او جل ذکره بیانش آنست کہ روح انسانی مع ما یتضمنہ
من المراتب من السر والخفی والاخفی پیش از تعلق بہ بدن بصلاح خود جل سلطانہ
علمی داشت ونحوی از توجہ بہ آنجناب قدس او را متحقق بود وچون در نہاد او استعداد ترقیات
نہاده بودند وظہور آن استعدادات منوط بود بتعلق بہ بدن عنصری لاجرم اولا او را صفت
تعشق ومحبت عطا فرمودند وروی او را تا ثانیا این پیکر ہیولانی گردانیدند وارتباط حبی بوجہ
کمال در اینہا پیدا آوردند پس روح بواسطہ این تعلق حبی بسبب کمال لطافت خویش خود را
درین محبوب ظلمانی گم ساخت ووجود خود را با توابع آن وجودی فانی گردانید لہذا البسیار
از عقلا خود را غیر از جسد نمی انگارند وورای جسد امری دیگر اثبات نمیکنند وحضرت

حق سبحانہ که ارحم الراحمین است از کمال رحمت خویش بالسنہ انبیا کہ رحمتہای عوالمند
صلوة اللہ تعالی وتسلیماتہ علی جمیعہم عموماً وعلی افضلہم وخاتمہم خصوصاً
ایشان از آنجناب قدس خود دعوت فرموده وازان تعلق ظلمانی منع نموده قال اللہ سبحانہ
قل اللہ ثم ذرہم ہر کسی را کہ سعادت ازلی در کار گشت رجوع قہقری نموده وداع
صورت عالم سفلی کرده روی بعالم علوی آورد وساعت فساعت محبت قدیم غلبہ کرد
ودوستی حادث روی بزوال آورد تا آنکہ نسیان تام نسبت این محبوب ظلمانی میسر شد
واثری از محبت او نماند این زمان فنای جسدی متحقق گشت واز دو خطوه که درین
راه اعتبار نموده اند که خطوتان وقد وصلت یک خطوه بانجام
رسانید بعد ازان اگر بمحض فضل ایزدی جل سلطانہ ترقی ازان مقام واقع شود وترقی
می افتد در نسیان وجود نفس روح وتوابع وجودی وی آناً فآناً این نسیان از دیادی پیدا میکند
تا آنکہ خود را تمام نسیا منسیا میگرداند وخبر شہود حضرت واجب الوجود جل جلالہ ہیچ نمیماند این نسیان
معبر بفنای روحی است که خطوه دوم است ازان دو خطوه مقصوده واز فرود آمدن او بعالم
سفلی تحصیل این قسم اخیر فنا بوده بدون آن این دولت میسر نمیشد السر الغامض
فی ذلک غیر مخفی علی کل اہل اللہ وذلک السر ہو ان الروح لا یحصل
لہ نسیان نفسہ من شدة المحبة وکمال المودة مع الغیر والمحبة
کما تکون غلبتہا فی الشہادة لا تکون فی الغیب مثلہا فالتسبب
فی الشہادة بکمال المحبة المفنی نفس الروح اولا ثم اعملہ فی الغیب بفناء
نفسہ ثانیا وہذا سر غامض لا یعرفہ الا الاکابر من العرفاء انتہی
پس این اعتراض واین درازنفسی محمول بر بیخبری است از علم تصوف

از خود ای بی خبر اکنون که شدی پیر برآ ٭ جمع کن خاطر و چون روغن ازین شیر برآ
خود نمائی است گزشتن ز لباسیکه تراست ٭ از ته پیرهن خویش چو تصویر برآ

قال در مکتوب دویست و شصتم از جلد اول مینویسد باید دانست که منصب نبوت ختم بر حضرت خاتم الرسل صلعم شده است اما از کمالات آن منصب طریق تبعیت و تبعیت متابعان او را صلی الله علیه و سلم نصیب کامل است این کمالات در طبقهٔ صحابه بیشتر است و در تابعین نیز این دولت بر سبیل قلت سرایت کرده بعده رو باستتار آورده و غلبه کمالات ولایت ظلی جلوه گر گشته اما امید است که بعد از مضی الف این دولت از سر نو تازه گردد و غلبه شیوع پیدا کند و کمالات اصلی رو بظهور آورد و ظلی استتار پیدا کند و حضرت مهدی علیه الرضوان بظاهر و باطن مروج این نسبت علیه باشند وجه آن چیست که تبعیت همیشه باقی است و بعد از آنکه رو باستتار آورده و غلبه کمالات ظلی جلوه گر گشته چه نقص پیش آمد و غلبه کردن ولایت ظلی چه معنی دارد و بعد از مضی الف کمالات اصلی از سر تازه گردد و ظلی استتار پیدا کند جهتش چیست ازین عبارت همسری او با انبیا پیدا می شود **اقول** در حدیث است خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ بعد خیر القرون انواع انواع بدعات شیوع یافتند چون در الف ثانی انشاء الله تعالی ظهور امام مهدی علیه السلام گردد دین از سر نو رونق یابد از شرک و کفر و بدعات دنیا پاک و صاف گردد و از شعاع اسلام و اتباع سنت چار دانگ عالم منور گردد دین را بر همسری محمول کرده یاوه گویها نه شاید ٭

ز شوخی پشت بر من کرده بر روی آرم ٭ کنی گر جانب من یاد از آن نیز بیزارم
با بزرگان دین اینچنین بد بودن و بد گفتن چه حاصل ٭

نمیدانم چه بد کردم که بر خود کرده لازم ٭ که من از بزم تو هر بار نا خوشنود بر خیزم

تسلیم کردم که تبعیت همیشه باقی است مگر این معنی را باور ندارم که تبعیت در هر زمانه یکسان باقی است چه تبعیتی که در خیر القرون بود در ازمنهٔ ما بعد آن نباشد بلکه در هر ازمنهٔ ما بعد رو بانتقاص دارد تا آنکه درین ازمنهٔ متاخره چها چها بدعات شائع و ذائع گشته اند این مستقصی است عظیمه و ولایت ظلی عبارت از نهایت عروج ولایت صغری است چنانچه در مکتوب افاده میفرماید که چون سالک رشید محمدی المشرب پنجگانه عالم امر را بترتیب طی کرده سیر در اصول اینها که در عالم کبیر است فرماید و به بلند فطرتی بلکه بمحض فضل ایزدی جل سلطانه آنهمه را بترتیب و تفصیل طی کرده بنقطهٔ آخر آن برسد بر آئینه دائرهٔ امکان را سیر الی الله تمام کرده باشد و اطلاق اسم فنا بر خود حاصل کرده شروع در ولایت صغری که ولایت اولیا است نموده بود و بعد از آن اگر سیر در ظلال اسماء وجوبی تعالت و تقدست که فی الحقیقت آن ظلال اصول این پنجگانه عالم کبیر است و شائبهٔ عدم انجا راه نیافته واقع میشود و آنهمه را بالفضل خداوندی جل سلطانه بطریق سیر فی الله طی کرده به نهایت آن برسد دائرهٔ ظلال اسماء وجوبی را نیز تمام کرده باشد و وصول بمرتبهٔ اسماء و صفات واجبی جل سلطانه حاصل نموده بود نهایت عروج ولایت صغری تا اینجاست در نموطن شرعی در حقیقة فنا متحقق میگردد و قدمے در بدایت ولایت کبری که ولایت انبیاء است علیهم الصلوة والتسلیمات نهاده می آید انتهی در خاتمهٔ کتاب بگجراتی اسماء چند علماء که بر حضرت مجدد علیه الرحمة کلام نموده اند تحریر نموده از انجمله شیخ عبد الحق دهلوی و شیخ احمد قشاشی و شیخ ابراهیم کردی و سید محمد برزنجی از مشاهیر وقت بودند و دیگر مردمان از مجاهیل و مناکیر بحوالش همین قدر گذارش کافی است که این حضرات از علم تصوف بهره نمیداشتند ٭

یک نالهٔ مستانه زجایی نشنیدیم ٭ ویران شود آن شهر که میخانه ندارد

و هر کسی که صوفی نباشد کلام صوفی کے فهمد مع هذا اینقدر میگوییم که جواب رسالهٔ شیخ عبد الحق به هدیهٔ مجددیه و رد برزنجی در الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی پرداخته ام و تحریر کردی در فقه بوده است برای جوابش تحریرات فقیر که بمقابلهٔ وهابیان است کافی است ؏

ز من مپرس که از دست او دلم چون است ٭ از او بپرس که انگشتهاش پرخون است

رسالهٔ اسرار المناسک قشاشی از نظر فقیر نگذشته فاما وجه خصومت قشاشی مذکور میشود که خالی از لطف نیست ؏

خوبان هزار سنگ جفا بر دلم زدند ٭ این شیشهٔ شکسته هنوز از وفا پر است

قصه اش چنان است که چون حضرت سید آدم بنوری علیه الرحمة در کعبه رسیدند شش ماه اقامت نمودند در این مدت کشفیاتیکه از کعبهٔ مکرمه ظاهر میشد گاهی بیان میکردند روزی فرمودند که چنین می بینیم که این بیت طواف میکند حقیقت خود را و نورانیت او غالب است بر نورانیت طائفان در این اثنا بعضی پرسیدند که انسان افضل است یا کعبه فرمودند که بر انسان هیچ چیز افضل نیست در این ایام چیزی در معرفت افضلیت حقیقة و ماهیة محمدی صلی الله علیه وسلم بر حقیقت و ماهیة کعبه بر ایشان ظاهر شده بود و در ورقی نوشته بودند و اصول حقائق محمدی و سائر انبیاء بر کعبه بیان میکردند علیهم الصلوة والسلام چنانچه تفصیل این مطالب در تفسیر فاتحه مشروحاً مبین نموده اند چون بمدینهٔ منوره رسیدند اکثر درون مسجد مخصوص با یاران می نشستند گاهی نزدیک حجرهٔ حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام حلقه نموده در مراقبه میرفتند گاهی کلام میکردند و از کشفیات و الهامات و معارف خود بیان میکردند اکثر اهل مدینه به ایشان مخلص شدند و جمعی از طالبان مرید گشتند و طالبان و یاران

ایشان واقعات خوب و احوالات نیک مشاهده میکردند بعضی از علماء ترک و هندی اول با ایشان مناظره کرده آخر در خواب بشارت یافتند و داخل طریقه شدند روز بروز شهرت و جمعیت بسیار میشد چندی از خادمان و مریدان شیخ قشاشی نیز اخلاص ورزیده بعضی مرید شدند از این شهرت و تفرقهٔ خادمانش قشاشی را حسد زیاده شد و همیشه پیش حاضران مجلس خود تاسف نموده پیچ و تاب میخورد و میگفت که ببینید این شیخ هندی را که نزدیک حجرهٔ حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام بی ادبی نموده همیشه با مردم سخن میکنند و گاهی برآمده به حلقهٔ مراقبه می نشینند و تکبر او را ببینید که با ما ملاقات هم نکرده و دعا گفته نفرستاده آخر از فرط حسد در فکر آن بود که اذیتی با ایشان رساند تا شهرت ایشان را کم کند هیچ علاجی نیافت الا آنکه کتابتهای پر از سوالات مشکل نوشته می فرستاد به نیت آنکه اگر جوابی بگوید شاید نکته یابد که بهر آن استخفاف کند و اگر جواب نگوید باسم جهالت و نادانی مشهور سازد روزی از توحید و مسئلهٔ همه اوست سوالی نوشته فرستاد به نیت آنکه اگر جواب بحسب ظاهر گوید او را باصطلاح اهل باطن رد کنم و اگر موافق صوفیه پاسخ دهد او را باصطلاح شرعیه جواب دهم حضرت شیخ ایشان نیت های خبیثه و دامهای شیطانیهٔ وی مطلع گردیده هیچ یکی را جواب مفصل نگفتند و عذر نمودند که من عربی نمیدانم تا جواب شافی بنویسم جواب این مسئله را قیل و قال در کتابها نوشته اند بجواب ما حاجت نیست از این اعتذار ایشان بهانه یافت و در مجلسها شهرت داد که فلان شیخ هندی مردی جاهل است هیچ یکی سوالهای ما را جواب نتوانست گفت باز سوالی نوشت که ما شنیده ایم که شیخ شما کعبه را بر انبیاء افضل گفته است شما چه میگوئید ایشان جواب نوشتند حاشا و کلا شیخ ما قدس سره کعبه دیوار را بر احدی افضل نگفته است بلکه شیخ محی الدین عربی در کشف خود همین دیوار را بر غیر انبیاء افضل

یافته است واین قصه در فتوحات مکیه مکتوب است اما عقیده ما آنست که بر انبیا علیهم
الصلوات والتسلیمات هیچ چیز افضل نیست بلکه ایشان افضل اند بر کعبه غیرها و مسوده که در آن
حقیقت محمدی و حقیقت کعبه نوشته بودند و افضلیت حقیقت محمدی و حقایق انبیاء
دیگر را بر حقیقت کعبه ثابت نموده بودند طلبیده و پیش ایشان خواندند رسولان رفتند و فردا
باز رسولان آمدند همان مسوده را نقل نموده بردند چون شیخ قشتاشی هیچ موقع طعن نیافت
چند شاقی چند در عبارت بر آورده به مجالس تسخری نموده بجهالت شهرت میداد و
حضرت شیخ جیو در همین ایام که قرب رمضان بود و نیت اعتکاف اربعین کردند از شیخ الحرم
حجره از حجرهای مسجد طلبیدند اتفاقاً همان حجره قشتاشی را که گاه گاه در وی می نشست کتابهای
او نیز همان جا بود با ایشان دادند ایشان درون حجره در نیامدند اما پیش دروازه قناتها
کشیده با فقرا اعتکاف نشستند چون این خبر بقشتاشی رسانیدند که حجره ترا شیخ فلانی
گرفته است و در مقام تو نشسته است آتش حسد در سینه اش در گرفت یکبارگی آمد قناتها را
بینداخت فقرا را میخواست که براند نتوانست پس طعن و تشنیع نموده بشیخ الحرم کس فرستاد
او جواب گفت مسجد ملک کسی نیست بلکه جای مصلیان و معتکفانست ازین جواب نتوانست
که ایشانرا دور کند پس بحث و مجادله را پیش کرد تا بیزار شوند و ازینجا بروند همان نقل مسوده
ایشانرا برآورد و گفت که چرا از مومنان سکوت کرده و حال آنکه ایشان بر کعبه افضل اند ایشان
گفتند درین محل سکوت اولی است او گفت لا غلط کرده این حدیث صحیح است که مومن افضل است
از کعبه یا کعبة الله ما اطیبک و اطیب ریحک و ما اعظم حرمتک المؤمن اعظم حرمة
منک قشتاشی گفت که در عبارت خود بنویس که هر مومن افضل است بر کعبه ایشان گفتند
من نمی نویسم تا همه علما را اتفاق نکنند حدیث و کلام ایشانرا پیش علما و مفتی فرستادند

مفتی شافعی شیخ عبدالرحمن جنباری کراهت کرد و هیچ جواب نگفت و گفت شیخ قشتاشی
شور انگیز است همیشه فتنه و شر میخواهد درین مسئله مباحثه چه حاجت است درین باب سکوت
لازم است پیش مفتی روم حنفی المذهب که ابایزید افندی بوده است بردند او نیز در جواب
گفت درین باب سکوت اولی است اما این حدیث صحیح نیست بر تقدیر ثبوت مراد از
المؤمن اعظم مومن کامل است که انبیا اند علیهم الصلوات والتسلیمات زیرا که لام
عهد از برای کامل می باشد پیش علما رسان بردند از ایشان ملا نافع که از علما بزرگ بود
جواب خوب داد که من خود را از سنگ افضل نمیدانم چه گونه بر کعبه که قبلهٔ عالمیانست افضل
دانیم و حال آنکه تعظیم و احترام او بر انبیا و اولیا فرض است و تعظیم هر مومن فرض نیست
بلکه مستحب است اگر مومن صالح باشد حدیث را نمودند گفت این حدیث منقول از
صحیحین نیست تا معتبر باشد و بر تقدیر ثبوتش مراد از مومن مومن کامل است که انبیا اند
باشند هر مومن افضل نخواهد بود بعضی از مومنان از گاو و خر بدتر اند و دیگر آنکه بر ما لازم نیست
بهر حدیث عمل کردن و عقیده گرفتن تا ثابت شود و علما قبول کنند خصوصا درین مسئله
که باب عقاید است تا حدیث صحیح نباشد اعتماد نباید کرد اما طالب علمان رومی و شامی
با مدرس بحث کردند که مومن چرا افضل باشد از کعبه ما قبول نداریم جمیع علما و صلحا جانب
کعبه شب و روز سجده می کنند و بزاری و ناله طواف میکنند و روهای خود را بر خاک حرم
می مالند تا از طفیل او بخشیده شوند با این همه خواری و عاجزی گوییم که همه افضل از کعبه ایم اینچه
عقل است و چه انصاف است مدرس گفت لا مومن کامل افضل است ما و تو افضل نیستیم
هر که بر کعبه افضل است سجده و طواف را لامر الله میکنند اگر امر میکرد جانب این گنبد همین
طرف سجده می کردیم سجده لامر الله است نه از جهت افضلیت طالب علم گفت پس سجده

ملائکه حضرت آدم را لامر الله باشد و مسجود الیه افضل نباشد برین تقدیر حضرت آدم بر ملائکه
افضل نباشد بلکه ساجد بر مسجود الیه افضل باشد ازین لازم می آید که ملائکه بر انبیا افضل باشند
و این مذهب معتزله است مذهب سنی آنست که مسجود الیه افضل است بر ساجد مدرس همین
قدر گفت شاید که این قاعده کلیه نباشد و سکوت کرد غرض آنکه میان طالب علمان
و علمای آنجاها پیدا شد و گفتگو در شهر منتشر گشت آخر چون علما و مفتیان تقویت
قول حضرت جیو را کردند شیخ قشاشی ترسید اندکی ترک کرد اما تعصب عداوت کی می گذاشت
که سخن او پس ماند شیخ قشاشی از خجالت و تعجب سرخ و زرد میشد حضرت جیو هم تبسم می نمودند
و میگفتند اگر مراد تو از کعبه همین بنا و احجار است هیچ کس توقف نمیکند که مومن از سنگ
افضل نباشد و اگر مراد تو از کعبه و قبله اصل کعبه و حقیقت اوست ناچار در فضیلت مسلمان
سکوت میکنم قشاشی گفت کعبه نیست الا همین بنا و دیوار دیگر را نمیدانم ما و تو و همه اهل
مجلس از کعبه افضل ایم حضرت جیو تبسم نموده فرمودند یا شیخ غلاف کعبه را تبرکی می برند
جامه شما را کسی تبرک نمیبرد ازین تبسم و متانت در قهر و غضب شد و درون حجره رفت
الغرض چون علما و مفتیان تقویت کلام حضرت جیو کردند بلکه بر سکوت ایشان تحسین
نمودند و شیخ الحرم و اعوان و خادمان حرم اکثر اهل مسجد مخلص بودند هیچ علاجی نتوانست کرد
الا اگر حکمی بدست او بود و فتنه را بیشتر میکرد و اهانت میرسانید همان تحمل که خدای تعالی
نگهبان غریبان است هیچ یک سر مو اهانت نتوانست کرد بلکه خود خودش شرمنده و مطعون
اهل مدینه شد حسد و عداوت او میان خاص و عام ظاهر گشت بعد ازین یک و نیم سال حضرت
جیو در قید حیات بودند از جانب قشاشی آوازی و حرکتی و سوالی هیچ ظاهر نشد زیرا که
بعداوت مشهور شد هیچ کس سخن او را قبول نمیکرد و بعد وفات حضرت جیو قشاشی رساله نوشته

در رد کلام حضرت جیو که حاصل مدعا یک ورق اوست باقی همه مکرر و عبث و کذب و افترا
و کج فهمی است لیکن آن رساله خود را بر اهل مدینه ننمود زیرا که ایشان حسد و عداوت او را و حقیقت
کلام جیو را میدانستند اما رساله را به نهانی بهندیان می نمود و نوشته می داد و اعانت
خرچی میکرد و بصد لباس غیبت جویی می نمود بدین جهت بعضی هندیان آنمعنی را وسیله
یافتند و باسم عداوت شیخ با او ملاقات می کردند و حجره و طعام می یافتند و رساله او را نوشته
منتشر میکردند در سال هفتم از وفات حضرت ایشان شیخ سورتی شطاریه بمقابله از دشمنان
طریقه نمود و رساله خود را بمجامع علما در آورد و حقیقت انجحال را ظاهر ساخت ملا افندی که اعلم
علمای مدینه منوره بود و رساله را دید و مضمون رساله را بحاضران تقریر کرد و در مسجد جمعی از
مخلصان قشاشی نشسته بودند همه بتعظیم ملا برخاستند ملا افندی ایستاده ماند و
ایشان را مخاطب نمود که فلانی رساله بر رساله شیخ شما نوشته است از انجمله لا عنایت الشیخ
جواب داد بلی در مکه از ایشان تحقیق کرده ام حق جانب حضرت جیو است شیخ قشاشی سهو
کرده است و اعتراضهای بی محل نموده اکنون تقریر را با نجام رسانم و سمند قلم را
در پی انعکاسش نه دوانم

گر مست در جفا دل او همچنان من ٭ شرمنده ام که وصله محنتم نه ماند
دست به دعا بر دارم که او تعالی او را بجزای این یاوه گوییهاش و طعن و
تشنیع بزرگان دین هر آنچه مقتضای عدلست فراید
آن کشته هیچ حق محبت ادا نکرد ٭ گر نه بجز دست و بازوی قاتل دعا نکرد

مناجات بدرگاہ واہب العطیات بتوسل بزرگان نقشبند علیہم التسلیمات

خداوندا بحسن بے مثالت
برآتے کرسے تا بد جمالت

بحق سرور[1] ارض و سموات
بچشم نور بین جلوہ ذات

بصدق صافی صدیق[2] اکبر
بسلمان[3] حقیقت یاب داور

بنور قاسم[4] نیکو سرشتہ
بصدق جعفر[5] والا خجستہ

بحق بایزید[6] پیر بسطام
بحق بوالحسن[7] نیکو سرانجام

بخواجہ بوعلی[8] پیر کامل
بہ یوسف[9] داشت کو آئینہ سان دل

بہ عبدالخالق[11] ارشاد ایجاد
بخواجہ عارف[10] توحید بنیاد

بمحمود[12] یکہ از اسرار باری
شدہ در دہر بحر فیض جاری

بحق فیض آن خواجہ عزیزان[13]
زبان او ز وحدت نکتہ ریزان

بآن باباسماسی[14] پیر حق بین
دلش جوہر کش آئینہ دین

بآن سید امیر[15] پیر عارف
کہ بود از نکتہ ہای راز واقف

الٰہی از فیوض پیر پیران
کہ ہست او دستگیر دستگیران

بہاءالدین[16] چو باب فیض کشاد
درون عالمی شد وحدت ایجاد

ازو سر حقیقت را پناہے
وزو توحید حق را دستگاہے

بعالم تافت ز خورشید اسرار
نماید سینہ ہا سر مشق انوار

بہ او زیبد خطاب نقشبندی
کہ میدارد بعرفان ارجمندی

کشند بر لوحہ دل نقش اسرار
بہر سو جلوہ آرا گشت انوار

بدل تا نقش بند راز گردید
زبان من ز وحدت باز گردید

بآن خواجہ علاءالدین[17] عطار
کہ در عالم فشاند او عطر اسرار

بآن یعقوب[18] چرخی پیر عارف
کہ دستش بود از اسرار کاشف

بآن خواجہ عبیداللہ[19] احرار
کہ چشمش بود دائم محو انوار

ازو زیبا طریق نقشبندی
وزو والا مقام ارجمندی

دلش دریای انوار حقیقت
لبش گویای اسرار طریقت

محمد زاہد[20] آن پیر صفا خیز
دلش از نور عرفانی جلا خیز

بہ درویش محمد[21] کز معارف
حقائق راز بانش بود کاشف

بآن خواجہ محمد[22] کز ہدایت
عیان میکرد اسرار ولایت

بآن سرمست نشہ خم ساقی
حقیقت کیش عالم عبد باقی[23]

دلش سباح دریائے حقیقت
تنش سیاح صحرائے طریقت

بانوار مجدد[24] الف ثانی
کہ بود او عارف راز نہانی

باسرار ولایت رازگوئی
[illegible] باب حقیقت نکتہ [illegible]

دلش ز لوحہ آفاق و انفس
[illegible] شاہین انوار [illegible]

بادراکات جان خواجہ معصوم[25]
کہ بود او حافظ اسرار مکتوم

بہ سیف الدین[26] و آن نور محمد[27]
کز ایشان قصر ایمان شد مشید

بآن مظہر[28] کہ بودہ جانجانان
بچرخ زہد و تقوے ماہ تابان

بہ عبداللہ[29] آن بحر ہدایت
کزو سر سبز شد باغ ولایت

بہ سعداللہ[30] آن پیر ملک خو
کہ جانش بود محو معنے ہو

به آن اشرف علی پیرِ طریقت — دلش چون گنج رازِ حقیقت
دلِ او مخزنِ انوارِ سبحان — زبانش مطلعِ اسرارِ سبحان
بحقِ این وفاکیشانِ جانباز — دل و جانم ز عشقِ خویش بگداز
به این مستانِ بزمِ شاهدیت — به این گلهائے باغِ زاهدیت
الٰهی سینه‌ام آئینه‌زا کن — درون از نورِ خود جوهرنما کن
الٰهی من بغفلت آشنایم — بزلفِ مکرِ شیطان مبتلایم
دلِ من از مئِ غفلت چو نوشید — بصد خواری بروئے خاک غلطید
ز عصیان در دلِ خود شرمسارم — زآه و رنج دردل ناله کارم
شررهای خجالت سینه‌ام سوخت — بن مویم هزاران برق افروخت
بهر اشکے که از چشمم چکیده — شرر بر خاک چون برقی طپیده
گناهاسے که من دانسته کردم — ز خجلت آلوده رنگِ زردم
ز حیرانی پریشان کارم امروز — نگاہے بر غزالان دارم امروز
ز من جز خفتن و خوردن نیامد — ز من کارے نکو کردن نیامد
تمنایم ز لطفت بیکرانست — ازین دستم به سوی آسمانست
بلطفت احتیاجی دارم اینک — ز فضلِ تست یارب کارم اینک
خدایا عاجزم از دستِ عصیان — خدایا بوده‌ام سرمستِ عصیان
مبین کردارِ عصیان خیزئے من — مبین کارِ ہوس انگیزئے من
مرا در غفلت و عصیان مپسند — کشا از دست و پای من غل و بند
به این عاجز بده دستی که خیزد — ز دیده اشکِ خونِ نابی بریزد

به آید سوئے تو افتان و خیزان — ز دامِ مکرِ شیطانی گریزان
امیدم باشد از فیضت هزاران — بمن زابرِ عنایت قطره باران
طپان چون برق از سوزش دلم را — چراغِ طور گردان جا مسلم را
ز عشقِ این و آن جانم تهی ساز — سرِ من کن به عشقِ خود جنون تاز
دلم محورِ موزِ ناز گردان — زبانم ترجمانِ راز گردان
چراغِ معرفت بر سینه بر کن — بهر مویم تجلّی پرشرر کن
ضمیرم کن تهی از ماسوایت — دلم پر کن ز سرِّ نکته زایت
مرا در عشقِ خود مخمور گردان — دلم دریای خود مسرور گردان
خیالِ ماسوی باشد نه مارا — زبانم کن تجلّے آشکارا
خدایا بر دلم بکشای راہی — نگاہی آرزو دارم نگاہی
خدایا کن نگاہِ لطف بر من — ازین ما و منی مگذار در من
دماغم را نه باشد جز خیالت — حدیثِ نفسِ من باشد وصالت
دلِ عاجز برنگِ شرق بکشا — رگِ عرفانِ من چون برق بکشا
طپان بر جانِ عاجز برقِ تنویر — دلش را کن بدامِ قدس تسخیر

تمت

الحمد لله والمنة که کتاب انوار احمدیه از تصنیفات سرآمدِ فضلا مولانا وکیل احمد صاحب سلمه الله تعالی باهتمام جناب مولوی حافظ محمد عبدالاحد صاحب مطبع مجتبائی واقع دهلی طبع گردید. فقط
ماه رمضان المبارک سنه ۱۳۰۹ھ

فہرست انوار احمدیہ تصنیف مولوی وکیل احمد سکندرپوری نقشبندی مجددی

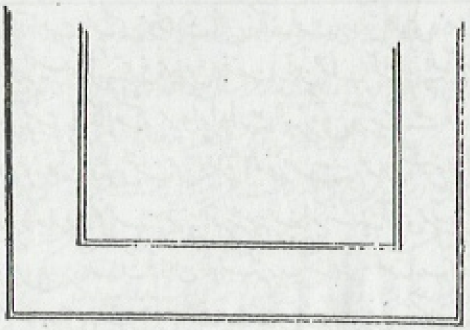
اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویهدی الیہ من ینیب

الحمد للہ والمنة کہ کتاب جامع الاسباب از تصانیف فاضل اکمل متبع سنت سنیہ مہبط انوار اکابر نقشبندیہ مجددیہ
مولانا مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری صانہ اللہ عن شر الغوی والصوری امین



بتصحیح تام و سعی مالا کلام از اہتمام احقر الانام خاکپائے اولیائے کرام محمد عبد الاحد
عفا عنه اللہ الصمد بماہ رمضان المبارک سنہ ١٣١٢ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل التصوف السر المكتوم فلو بث لقطع هذا الحلقوم فالمتصوفون اولياؤه ومخالفوهم اعداؤه من
جاءهم عليهم بالمكابرة فاذاهم او اذاهم او اهانهم فقد بارزه بالمحاربة افيظن الذي يبارزه ان يعجزه او يسبقه او يفوته او
يبارزه كلا انه ثائرهم في الدنيا والآخرة وله الكبرياء ذو السلطنة القاهرة والقاهرة الباهرة والصلوة على رسوله
محمد صاحب المقام المحمود والورد المورود والذي هو شافع مشفع مفضل مبجل لا مع مولاه وقت لا يسع فيه ملك مقرب
ولا نبي مرسل وعلى آله الاصفياء الاتقياء واصحابه الذين هم نجوم سماء الاهتداء اما بعد فيقول العبد
المسكين المتمسك بحبله المتين وكيل احمد السكندر فوري النقشبندي المجددي عفا عنه ربه بلطفه الازلي
السرمدي انه في هذا الزمان توجه الناس الى شيخ الزند وشيخ الزند في رد جهالات اهل سهرند للبرزنجي
لكثرة غيب القيل والقال فالعقلاء يعرفون الرجال بالحق والجهلاء يعرفون الحق بالرجال فرقص جواسيس
العيوب وطرب سطوح القلوب ولم يعرفوا انه اوهن من بيت العنكبوت واسقط من ورق التوت والعنب
بين النطق والسكوت كالضفدع والحوت لا كل سوداء تمرة ولا كل بيضاء شحمة لا يحط بالتكفير شان الاولياء
فانه لا يزول من دماء الخفاش سناء الذكاء ب الشمس يستضيء الابصار جيئها فالذنب للعين
لا للشمس في الصغير فشمرت الذيل الى دفع الكبير وتبيين الصبح لذي عينين حتى يرتفع الفساد ويندفع
الارتداد مع ان المؤمن لا يكون طعانا والمسلم لا يكون لعانا وهو قائل بالتكفير وذلك امر عسير على اكابر العلماء
غير يسير فزلة الرجل عظيم يجبر وزلة اللسان لا تبقي ولا تذر فكل يحصد ما زرع ويجزى ما صنع انه ليس عند اولي
الالباب من العجب ان من يزرع الشوك لم يحصد له العنب الا زني انه لم يرد الله تعالى بالنهاية صلاحا

مين انبت لها جناحا واذا اخرجت الحية من جحر فلتبت بالحجر وذلك نفعه برشاقي للقوى والفتنة تمكا ان الحديد
بالحديد يفلح والكلام بالكلام يفسخ لكن سلكت فيه طريق الاختصار فان شطط الاكثار يكفيه قليل من الحتاية فاذا
فلع التبهيل قطع السبيل وسميته **بالكلام المنجي برد ايرادات البرزنجي** ورتبته على المقدمة والمقالات
الخمس والخاتمة داعيا من الله عز وجل التجنب من الخاطئة **المقدمة** اعلم ان الشيخ الاجل الامام العارف
بحر الحقائق والاسرار والمعارف محي السنة النبوية بأمر شريعة البيضاء والسنة الذي لم يسطر بمثله ما سبق كاتب
الزمان ولم يملأ بالنفس من جواهره واصدافه قوة ان فلا اقسم برب المشارق والمغارب انه شمس طالعة في سماء
المذاهب حتى انه شمس التفضيل بما يحيي النفوس قبل سمعت بيده يستمد من انواره الشموس وقد كانت تتجاذب الاخبار
شمائل فضائله ويتبختر الاغصان اذا هبت نسمات شمائله المولى النحرير رفيع العماد وقطب الاقطاب في زمانه
الغوث الاعظم في اوانه مشيد مباني الطريقة مجدد معالم الحقيقة برهان العرفاء المحققين حجة الاولياء المتقين
شيخ الاسلام والمسلمين كهف الحق والملة ومجدد الالف الثاني البرهان الساطع على اسرار فيه المنيع
الانساني السحاب الهاطل الذي روى العرب والعجم سحائبه والنير الاعظم الذي ملأ المشارق والمغارب
انواره جامع العلوم الظاهرة والباطنة خازن كنوز البارزة والكامنة الشيخ احمد بن عبد الاحد بن زين العابدين
الفاروقي **السرهندي** ولد في ٩٧١ وهو في صغر سنه حفظ القرآن وافهم شجرة صورته سواجع البستان
ونبغ في الابتداء وتلمذ على ابيه الاوحد مولانا الشيخ عبد الاحد واستفاد منه جما من العلوم ثم ارتحل الى سيالكوت
وقرأ على مولانا كمال الدين الكشميري بعض كتب المعقولات في نهاية التدقيق والتحقيق واخذ الحديث عن مولانا يعقوب
الكشميري المحدث وكان من كبار المحدثين بالحرمين الشريفين وتناول الحديث المسلسل بالاولية وهو الراحمون
يرحمهم الرحمن ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء من القاضي بهلول البدخشاني من الشيخ عبد الرحمن
بن فهد الذي كان من كبار المحدثين بالهند وتحاكي منه اجازة كتب التفسير والصحاح الست وسائر مقروآته وفي
سبع عشرة سنة فرغ من تحصيل العلوم الرسمية واشتغل بالتدريس والتصنيف فصنف في تلك الايام رسالة
في اثبات النبوة واخرى في الرد على الرافضة وغير ذلك مما اثنى عليه العلماء والتبسه ابو خرقة الخلافة فلما توفي
ابوه عام سبعة والف ارتحل الى دهلي فقاده توفيق من الله عز وجل الى الشيخ الاجل العارف سراج العارفين مفتي الملة
والدين خواجه **محمد الباقي** النقشبندي رضي الله عنه فاخذ عنه الطريق واشتغل به وتدرج في ايام معدودة
الى اوج القطبية والفردية ثم الى ما شاء الله تعالى حتى بشره الشيخ بحصول مرتبة التكميل والترقي الى معارج القرب
والنهاية ثم اجازه بارشاد الطالبين والبسه خرقة خلافة ولم يزل يكرمه ويجله ويفخر به واثنى عليه بالابلغ وصنف
منها ما كتب في اوائل ملازمته الى بعض الاكابر بالفارسية بما تعريبه هذا الشيخ احمد رجل من سرهند كثير العلم

قوي العمل جالسه الفقير عدة ايام وشاهد عجائب كثيرة في اوقاته ويتراءى انه سيصير شمسا تتنور بها العوالم
انتهى ولقد بلغه الله تعالى من الولاية منزلة لا ترام فوق ما وعد به بعهده ثم باصحابه من بعده وخلقا لا يحصى عددهم
فلا ترى ناحية من نواحي المسلمين من بلاد الهند وخراسان وما وراء النهر ومن بلاد الترك والتتر الى اقصى ثغر
بالمشرق ثم ارض العراق وبلاد الجزيرة وبلاد الحجاز والشام وقسطنطنية وما والاها الا وقد نشأ فيها طريقته وجرت على
السنة اهلها ذكره واليه ينتمون وبه يتبركون بل قد وصلت طريقته الى اقصى المغرب مثل فاس وغيرها وفي هذا
محجة واضحة على جليل شانه عند الله وفسيح مكانه في اولياء الله حيث اشاع طريقته في مشارق ارضه ومغاربها
وعم هذه الامة بركات فيوضه وغرائبها وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم فالبلاد والقرى
قد امتلأت من اصحابه الخاصة وارتفعت بسعيهم اعلام السنة السنية واندرست معالم البدعة القبيحة وتنورت
الاكوان بعلومهم عجما وعربا واشرقت بنور بهاء شرقا وغربا فينبغي ان ينباس بحالهم على حاله وبكمالهم على كماله
فان الامواج تخبر عن البحر اخبارا والافواج تشعر عن الامير شعارا قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم المرء على دين خليله
رواه احمد والترمذي منهم الشيخ حميد البنگالي والشيخ عبد الحي والشيخ نور محمد الفتني والشيخ مزمل التونبي والشيخ نور محمد البهاري
والشيخ حامد البهاري ومولانا فرخ حسين والسيد باقر السارنگ فوري والسيد محب الله المانكفوري والسيد حسين المانك
فوري ومولانا الشيخ عبد الهادي البدايوني والشيخ طاهر اللاهوري ومولانا امان الله اللاهوري والشيخ طاهر البدخشي
والحاج خضر افغان ومولانا صادق الكابلي ومولانا محمد هاشم خادم والخواجه محمد هاشم البرهانفوري مرشد
ميرزمان بيگ والشيخ فضل الله البرهانفوري ومولانا حميد الدين الاحمدابادي وحاجي حسين والشيخ داود السانكي ومولانا
فارسي نو الگراتي ومير محمد نعمان الاكبرابادي والخواجه محمد صديق الكشمي الدهلوي والشيخ بديع الدين السهارنفوري والشيخ
احمد الديبني والشيخ عبد القادر الانبالوي والشيخ محمد حري والشيخ سليم البنوري والشيخ آدم البنوري ومولانا بدر الدين السرهندي
والشيخ خضر البهلول فوري ومولانا محمد يوسف السمرقندي ومولانا عبد الغفور السمرقندي ومولانا محمد صالح الكولابي والشيخ
كريم الدين بابا حسن ابدالي والحاج محمد فركتي ومولانا يار محمد القديم الطالقاني ومولانا يار محمد الجديد والصوفي قربان القديم
والصوفي قربان الجديد الكنجي ومولانا قاسم علي والشيخ حسن البركي والشيخ يوسف البركي والشيخ عبد الرحيم البركي
ومولانا صغير احمد الرومي الحنفي والشيخ عبد العزيز النحوي المغربي المالكي امام الحنبلي والشيخ على المحقق المالكي المدني والشيخ
زين العابدين والشيخ على الطبري الشافعي المكي والشيخ احمد الاستنبولي الحنفي والفقيه عثمان اليمني الشافعي
والسيد مبارك شاه البخاري ومولانا حسن البخاري والقاضي توكل البخاري والشيخ المحدث عيسى المغربي
والشيخ محمد المدني وكان ثمرة فؤاده وروح كبده واولاده الشيخ محمد صادق والشيخ محمد سعيد والشيخ محمد معصوم والشيخ
محمد فرخ والشيخ محمد يحيى قدس الله اسرارهم صاحب مقامات عليا ونجوم سماء الهدى فهم كانوا محط الركبان من العلماء

وكان بحر المعارف منبع الاشراف تحلى بذكرهم الافواه وتعرج نشر الطيب خالطة الافراد وتجلب بعذب ماء نجمهم افواه الرواة
من سائر الاوصاف واقوال الثقات من سائر الاطراف فهم اندى على الاكباد من قطرات الندى وانذى في افواه الاوعاف
من حبل الكرى وبالجملة فان مادحهم كمن قال للاسد ما اشد شجاعتك وللبحر المحيط ما اوسع ساحتك وان اهل العلم
والفضل وارباب الطريقة والحقيقة في عصره ومن بعده اعترفوا بجلالته وجلالة قدره وتلقوا بحسن القبول مقالته واثنوا على علو اسمهم
وعلو اتهم على حالة وحرضوا الناس الى طريقته السنية وسلسلته العلية وهل هذا الا اول دليل على كماله واجلى برهان على رشاده
واكماله لو ذكرت عدد هولاء لطال الكلام وخفي المرام لكن لا بد من ذكر بعض منهم منهم سيد العلماء وفضل الفضلاء مولانا
عبد الحكيم السيالكوتي حيث كتب اليه كتبا واثبت فيها من التعظيم والتكريم اشياء وخاطبه بلقب **مجدد الالف الثاني**
خطابا وبالقطب الرباني خطابا مستطابا وقد كتب بخطه الشريف في رد بعض شبهات المخالفين على كلامه قدس سره هذه العبارة
قدح كردن در سخن بزرگان بے مراد ایشان جہالت ونتیجہ نیک ندارد پس رد کلام مشیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ
احمد اجهل وانا فهمیدگی است کتبه الفقیر عبد الحکیم وکان ذلک التحریر تاثیرا عند امام عصره الشیخ محمد نقشبند خلف
قدوة الاولیاء الشیخ محمد معصوم قدس الله سره ومنهم الفاضل الکامل الشیخ جمال اللهوی ذکر صاحب المقامات انه جاء ما قصد
کان یزوره قدس سره بکمال التواضع والتذلل حتى انه اخذ نعلیه ووضعهما بین یدیه فقیل له فی ذلک فقال انا فی ذلک
معذور بل ماجور ومنهم الشیخ عبد اللطیف الکجراتی نظیر ذلک من شرحه على الحدیقة ومنهم مولانا محمد تهتی الذی کان یقول
فی حقه مولانا عبد الحکیم السیالکوتی لا ینبغی لاحد ان ینظر فی حضرته من العلم والحکمة وقت الظهر عند خلفه الاکبر الشیخ محمد سعید
قدس سره المجید عقیدته وازداد شوقا الى طریقته ومنهم العالم العامل مولانا حاجی محمد لاهوری حیث دخل فی طریقته و
لازم صحبته واخذ من برکاته ومنهم الفاضل الشهیر الشیخ محمود البجنوری حیث جاء على مزاره الشریف غیر مرة متبرکا

(١) ملا عبد الحكيم السيالكوتي رحمه الله تعالى [illegible] العلماء الفخامية [illegible] الى البنجاب [illegible]
[illegible] سيالكوت [illegible]
[illegible] الكشميري [illegible] سيالكوت الذي كان
استاذا [illegible] السلطان جهانگير [illegible]
شاه جهان بن جهانگير [illegible] السلطان [illegible]
[illegible]
[illegible] سيالكوت [illegible]
وحاشية [illegible] المطول [illegible] شرح العقائد [illegible]
عبد الغفور على [illegible] شرح المطالع [illegible] شرح هداية الحكمة للميبذي

واستفاضته وكان بلوچي اخلافه الكرام قدس اسرارهم مودة ومحبة ومنهم علامة عصره الشيخ عبد السلام الديوي حيث كان
يزوره ويسمع معارفه ويستحسنها وقد شرح الله قدس سره وكان في اللاهور فدخل عليه ذلك الشيخ وقال يا مولانا انا ان قلنا
العلماء على الحق فلابد لنا ان نقول ان الصوفية على الباطل ولو قلنا ان الصوفية على الحق فلا جرم ان نعتقد ان العلماء
على الباطل وذكر وجوه النزاع فقال قدس سره كلاهما على الحق وليس بينهم نزاع الا صورة ثم كشف عن مراد الصوفية ومرامهم
وذكر اقوالهم واحوالهم حتى لم يبق بين الفريقين الا نزاع لفظي واندفعت شبهات المخالفين فسكت الشيخ وسلم تحقيقه واستحسنه
واثنى عليه اثنى الله عليه ومن مصنفاته المشهورة بين اصحابه الاسفار الثلثة من مكاتيبه بحر من العلم والحقائق وكنز
من الرموز والدقائق وهي من اجلى كراماته تحكي عن مقاماته لم يتكلم احد بهذا اللسان فهي عظيمة الشان ورسائل مفردة
كالمبدء والمعاد والمعارف اللدنية والمكاشفات الغيبية وشرح رباعيات العارف بالله الخواجه محمد باقي بالله ورد والرسالة
التهليلية ورد الروافض والرسالة في اثبات النبوة ورسالة في الحديث وغير ذلك وله رضي الله عنه في بيان العقائد
على مذهب الماتريدية وتهذيب طريقة الصوفية النقشبندية لسان ثم اي لسان ومن اياديه على رقاب كثير من الناس
انه اوضح الفرق بين وحدة الوجود وبين وحدة الشهود وبين ان وحدة الوجود شيء يعتري السالك في اثناء سلوكه ثم
ترقى مقاما اعلى من ذلك يتجلى له حقيقة وحدة الشهود فسد بذلك طريق الاتحاد على كثير ممن كان يتستر بزي الصوفية
ويتاول كلامه على اهوائه الزائغة **ومنها** انه باحث الملاحدة الذين كانوا في زمانه وجاهدهم حق الجهاد بقلمه ولسانه وكذلك
رد على الروافض ونقض دعاويهم ودفع عن الضعفاء مكائدهم فحمى بذلك حمى الدين وحرست بيضة المسلمين **ومنها** انه
حقق الفرق بين البدعة والسنة **ومنها** انه كان يامر بما يراه معروفا وينهى عن ضده ولا يخشى في الله لومة لائم ولا
مخافة من ذي سطوة في سلطانه فكان ينكر على الامراء ويرشدهم الى مراشدهم وينفرهم من صحبة الروافض ومن
شاكلهم من اعداء الدين ويبين لهم نصيحة فنفع الله كثيرا منهم بذلك وصلحت بصلاحهم الرعية كما شهد الله به تمه الظاهرين
كما يتبع به خرق المنة وذلك لانه كان فقيها اثريا ذكي النفس حريصا على اتباع السنن مجتهدا فيه شديد النصح لابناء زمانه
تجار لذلك والعلماء طريقته وعلومه وشمائله محمودة عند المحققين واهل الانصاف ورغب فيها الناس توفي الشيخ احمد رحمه الله تعالى
في سنة ١٠٣٤ ودفن بسرهند وقبته هناك معروفة يزار ويتبرك بها وقد تشرفت بزيارته فالحمد لله تعالى ؎ يا ايها الامام العمد
ساد الانام ومن كان ذيل دامنه عروة القبول ⁂ قطب الذي تفوض رب السماء له ⁂ حال التي تحير في شانها العقول
الموت كان مد كمال قد انطلق ⁂ من مشرق الظهور الى المغرب الافول ⁂ لما اصاب ارث رسول بجهده
الكتب بعالم علمه وارث الرسول ⁂ **واعلم** انه ما كان كثيرا في عصر قسطا الا وكان له عدو من السفلة اذ الاشراف
لم يزل تبتلى بالاطراف فاكمل من الاولياء ابتلى بجسمه من الاشياء بشماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء
وحسد العلماء والاذى من ايدي الملوك والامراء حتى انهم من غاية الجهل رموا اولياء الله بالتكفير وذلك عند الله تعالى

ثم ميشر غيرهم بتسيير آثارهم انهم اخرجوا سهل بن عبد الله التستري رح من التستر الى البصرة ونسبوه الى قبائح وكفروه
مع امامته وجلالته فلم يزل بالبصرة الى ان مات بها ورموا ابا سعيد الخراز رح بالعظائم وافتوا بكفره وشهدوا على الجنيد
البغدادي رح مرارا حين كان يتكلم في علم التوحيد على رؤس الاشهاد فصار يقرره في قعر بيته الى ان مات وكان من
اشد المنكرين عليه على مشايخ عراق ابن ... ونسال كان يحط عليهم اشد الحط وكان اذا سمع احدا يذكرهم يتغيظ ويتغير لونه
ورموا الشيخ ابا مدين رح بالزندقة واخرجوه من بجاية الى تلمسان فمات بها واخرجوا ابا الحسن الشاذلي رح من الغرب
الى مصر وشهدوا عليه بالزندقة ورموا الشيخ عز الدين بن عبد السلام رح والشيخ تاج الدين رح السبكي بالكفر وكفروا
وشنعوا الشيخ محي الدين بن عربي وتابعيهم في الآفاق من ائمة العشب من اليمين ولا الشمال من اليمين ولا العندل
من الحطب ولا العناب من العنب محمد صالح الاورنقابادي ام الفخراني وتابعيه محمد عارف وعبد الله السوحي فتعربوا
بعض مكاتيب الشيخ وغيره واستوففين من طريق الانصاف سالكين مسلك الاعتساف فحرفوا الكلم عن مواضعها وحملوا من
مواقعها وارسلوا الى السيد محمد البرزنجي مد ايامه معدودة ليجيب على حسب خيالاتهم غير محمودة فحرر رسالة
مشحونة بتزويرات مشتملة على اعتراضات سخيفة ممزوجة من تمويهات وفيقة وتغليطات ضعيفة مع عدم ادراكه
مسائل التصوفين وفقد فهمه عن دقائق العارفين سلك فيها الى التكفير والتفسيق الذي هو بادرة الاقوال وهو
الطريق الى ترتح بها ارواح السالكين وتنتهج بها طبائع الطائفين فارتضوا جهابذة العلماء بهمة اداره واعلام الكملاء
بجملاره فسالني من حضار المدينة ليطروا عليها على حسب ما اتفقت فرحة من تسطيرات فردوا على وجه لان
المنكرين كانوا الا قصين المدققين غير الكاملين العارفين وتنمم اقيل ـــه ومن عجب ان يكون شاعرا و
ادرس له في الناس بيت يعرف ٭ ثم اتى اليه كمه فالتجا من الاعلام ان يعلقوا عليها حسب مشاءة
من تعليقات فلما نظروا اليها تنفروا به نفرة شديدة وعنفوا عليه بشنعية فريدة ونصحوا بالنصيحة مفيدة ٭ ثم ايات
صريحة قال الله تعالى والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا
وقال الله تعالى واخفض جناحك للمؤمنين وقال تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا
وكانوا يتقون لهم البشرى في الحيوة الدنيا وفي الآخرة قال الامام الهمام الحافظ محي السنة ابو محمد الحسين
الفراء البغوي عن انس بن مالك رض عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عن الله عزوجل قال
يقول الله عزوجل من اهان لي وليا فقد بارزني بالمحاربة واني لاغضب لاوليائي كما يغضب الليث
الحرد وما تقرب الى عبدي المؤمن بمثل اداء ما افترضت عليه وما يزال عبدي المؤمن يتقرب الي بالنوافل
حتى احبه فاذا احببته كنت له سمعا وبصرا ولسانا ويدا ومؤيدا ان دعاني اجبته وان سألني اعطيته الحديث قال
الحافظ السيوطي في القول الجلي في حديث الولي هذا الحديث اخرجه ابن ابي الدنيا في كتاب الاولياء

واخرجه ابو نعيم في الحلية واخرج الطبراني في الاوسط مختصرا ثم ان واصل الحديث شواهد منها ما اخرج البخاري في صحيحه
عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عزوجل من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب الحديث
وتفرد باخراجه البخاري واورده الذهبي في الميزان ومنها ما اخرجه الامام احمد في مسنده عن عائشة رضي الله
عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الله تعالى من اذى لي وليا فقد استحل محاربتي الحديث
ومنها ما اخرجه الطبراني في الاوسط عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله
تعالى يقول ما اهان لي وليا فقد استحل محاربتي وما تقرب الي عبدي من عبادي بمثل اداء فرائضي وانه عبدي
يتقرب الي بالنوافل حتى احبه كنت عينه الذي يبصر بها واذنه التي يسمع بها ويده التي يبطش بها ورجله التي
يمشي بها وان دعاه الي اجبته وان يسالني اعطيته وما ترددت عن شيء انا فاعله ترددي عن موته وذلك انه
يكره الموت وانا اكره مساءته ومنها ما رواه ابو يعلى في مسنده عن ميمونة ام المؤمنين رضي الله عنها ان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قال قال الله عزوجل من اذى لي وليا فقد استحل محاربتي وما تقرب الي عبدي بمثل
اداء فرائضي وانه يتقرب الي بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت رجله التي يمشي بها ويده التي يبطش بها و
لسانه الذي ينطق به وقلبه الذي يعقل به ان سالني اعطيته وان دعاني اجبته وما ترددت من شيء انا فاعله
ترددي من موته وذلك انه يكره الموت وانا اكره مساءته ومنها ما رواه الطبراني في الكبير عن ابي امامة رضي الله
عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى يقول من اهان لي وليا بارزني بالعداوة الحديث
ومنها ما اخرجه الطبراني عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى
من عادى لي وليا فقد ناصبني بالمحاربة الحديث انتهى مختصرا فما رواه الائمة البخاري وغيره من طرق كثيرة تزيد على
خمسة عشر طريقا عن جماعة من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله تعالى
قال من عادى او اذى او اهان روايات لي وليا في رواية ولي المؤمنين فقد آذنته اي اعلمته بالحرب
وفي رواية فقد استحل محاربتي وفي اخرى فقد بارزني بالمحاربة وقوله لي ظرف لغو ويجوز ان يكون مستقرا لانه حال
قدمت على صاحبها النكرة والمحاربة فيه من باب يخادعون الله وعاقبت اللص وحكمه اشارة المخاطبة بما يفهم
اذ الحرب نشأ من العداوة الناشئة عن المخالفة وغايتها اللازمة لها الهلاك اي من كره من احببته عاداني
وعاندني ومن عاندني فقد تعرض لاهلاكي اياه اشد الهلاك وقطعه اطلق الحرب واريد لازمها واذ قد علمت
هذا علمت ان فيه من الوعيد الشديد والزجر الاكيد والمنع البليغ ما يحمل من له ادنى مسكة من عقل فضلا عن
دين على ان يجتنب الخوض في شيء مما ينقص به احد من ائمة الاسلام ومصابيح الظلام وان يبالغ في البعد
عن ايذائهم من الوجوه فانه يؤذي الاموات ايؤذي الاحياء قال ابن حجر المكي في الزواجر عن اقتراف الكبائر

تحت هذا كبيرة وهو ما صرح به بعضهم وهو صريح هذا الوعيد الذي لا اشد منه اذ محاربة الله تعالى للعبد لم تذكر الا في اكل
الربا ومعاداة الاولياء ومن عاداه الله لا يفلح ابدا بل لا بد والعياذ بالله تعالى من ان يموت على الكفر عافانا الله
من ذلك بمنه وكرمه ثم رأيت الزركشي في الخادم اشار الى ذلك حيث قال بعد الحديث وقال هذا الوعيد وهو
وآكل الربا عظيم قال تعالى فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وفي فتاوى البديعي من الحنفية من استخف بالعالم طلقت
امرأته وكانه جعله ردة انتهى فهذه احاديث وآثار فيها مقنع لذوي الابصار ومن كلام الحكماء ونصوص العلماء قال الامام ابو القاسم
اللبيدي في كتاب الدلالة على ان الله لم تخل الارض من قائم يقوم له بالحجة في دينه رغبته بولايته واختياره لمعاملته
فيبين به دلالته ويوضح به طرقه ومن عدوه له مفتون يضل الناس عن سبيله يفتنهم في دينه وقال ابى الله تعالى ان
يفتح قلب عبد بالحقيقة والمعرفة او لفهم كتابه وهو يؤذي باوليائه كصاحب البدعة عن اصابة السنة اودام متبعا
لآرائه واهوائه وان الله تعالى لينتقم لاوليائه من اذاهم ويعاقب من لم ينصرهم فاياك واياهم فانهم حمى الله تعالى
في ارضه وخزى الله تعالى واقع بمن عاداهم وان الله تعالى ليغضب لغضبهم ويرضى لرضاهم وان الله تعالى
اذا اراد بالقوم خيرا وفقهم للسنة وحبب اليهم اولياءه واذا اراد بالقوم شرا اوقع بهم في طرق البدعة وحبب اليهم وقال
ان الله تعالى ختم على نفسه لاوليائه ان ينصرهم فمن آذاهم اذاهم بثلاث عقوبات او واحدة منهن اما
تفريق الهموم في الدنيا بمحبة الفقر والتكاثر او عمى القلب عن التصديق بمواهب اهل خاصة الله او موالاة اعداء
الله وقال ان الله اكرم بني اسرائيل في كل زمان بنبي يوحى اليه وخص هذه الامة في كل اوان بولي يوفقه
ويلهمه اصابة المعنى في الدين من الحقيقة في الاحوال رشدا وتسديدا من الله يوضح به طرائقه ويرحم به عباده
ويزيد هدايته للمطيع فاذا رأيتم الارض قد خلت منهم فاعلموا ان البلية قد عظمت وان الآزفة قد اقتربت
وهو علم من اشراط الساعة وقال يبقى في آخر الزمان طائفة من اولياء الله يدفع بهم البلاء ويصرف بهم المكاره
فاذا عظمت فتنة اهل الارض وكثر الفساد وابتغى حبيب الله الصبار العامة من اوليائه وغرف قلوبهم عن محبتهم
فعند ذلك تحل بهم السخط وقال الحافظ الامام ابن عساكر في كتابه تبيين كذب المفتري فيما نسب للامام ابي الحسن
الاشعري ان لحوم العلماء مسمومة وعادة الله في هتك استار منتقصيهم معلومة وقال لحوم العلماء سم من شمها مرض ومن ذاقها
مات ومن اطلق لسانه في العلماء بالثلب ابتلاه الله تعالى قبل موته بموت القلب فليحذر الذين يخالفون عن امره
ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقال الامام المجمع على جلالته وامامته ابو تراب النخشبي رضي الله عنه
اذا الف القلب الاعراض عن الله تعالى صحبته الوقيعة في اولياء الله تعالى لان محبتهم دليل على
محبة الله عز وجل ٥ بأي كتاب ام باية سنة ٭ ترى حبهم عارا علي وتحسب ٭ كيف و
ان المجدد رح من الاولياء الكاملين والعلماء العاملين صحت عنه كمالات باهرة للعقول واحوال

وكرامات لا يجحدها الا معاند لجهول فهو من الاولياء على الحقيقة والجامع بين الحقيقة والطريقة فمنتقصه ممن حقت
عليه كلمة الطرد والمقت كيف وهو قد ادخل نفسه فيما لا طاقة له به من محاربة الله ورسوله ومن حارب الله يهلك هلاكا ابدا
نعوذ بالله من ذلك فلما كان ايذاء اولياء الله محذورا وتكفيرهم وسبهم في الشرع محظورا قصر الذليل الى جواب
الايرادات الواهية للفاضل النبيل والنحرير الشاهم الجليل الشيخ نور الدين محمد بيگ الذي ما نطق به لسان
قلمه وما اودعه من نفوذ معانيه في كلم كلمته الاشرفي يسري سريان الارواح في الاجساد وجري مجرى الدم من الاكباد فطلعت
شموس التحقيق من افق افكاره وتفجرت ينابيعها من خلال آثاره وتجري قطع عنه ميدانا لم يصل اليه الكميت ونفى الفاطمة
وذهب معانيه فلم تقل فيه لو والليت فوالله ثم والله وقعوا منه في ظلمات ليس فيها عين الحياة فجعل التحقيق لروض فضله
سياحا وانار به في سماء الكمال سراجا وهاجا فسرت به قلوب القبول وعيون العقول كما تتقاطر الطل الهتان على
رؤوس القضب وورق الريحان فصححه عبد الله الافندي والشيخ الاحمد الشمشي والسيد الاسعد المفتي المدني الحنفي والامام
العلي الطبري المفتي الشافعي وعبد الرحمن بن محمد الصالح الامام المالكي ومحمد بن القاضي الحنفي والشيخ الحسن الحنفي والشلبي
ابن احمد المرشدي والشيخ الاعلم والحبر الاعظم الشيخ المحترم السيد المحمد الافندي وكفاك تحريره اصورته فقد
توقفت على السؤال الذي حرره الشيخ صالح الاورنگ آبادي ومحمد عارف وعبد الله السمرقندي من توابع الشيخ
صالح المذكور وذكروا اقوالا وزعموا انهم استخرجوها من مكتوبات الشيخ الاجل الهمام الكامل في طريق النقشبندية
بل امام منبع العلوم والمعارف ومنشأ الاسرار واللطائف العارف بالله تعالى الشيخ احمد الفاروقي الحنفي النقشبندي
رحمه الله تعالى واعلى درجاته وحيث كان مكتوب الشيخ رح بالفارسية عربوها الى الالفاظ العربية لقصد مغير فهم و
مقتضى مرادهم نعوذ بالله من اتباع النفس والهوى وارسلوها الى السيد محمد البرزنجي احد مجاوري المدينة المنورة ثم
بعد وصول ذلك السؤال اليه علق رسالة بتكفير الشيخ الاحمد المذكور بسبب الاقوال المكتوبة في السؤال الملائمة لخاطر المرسل
اليه وتصدى باثبات كفره بها وسأل من قاضي المدينة المنورة ومفتيها وعلمائها ان يكتبوا على تلك السؤال
على وفق مراده فامتنعوا عن ذلك وردوا عليه كلاما واجوبة تليق بالعلماء العاملين عليهم ثم بعد ذلك اتى الى مكة لاجل
فسأل الكتابة على السؤال المذكور من قاضيها ومفتيها وعلمائها ايضا فما احد وافقه على ذلك فاجابوه بقولهم
هذا الامر الذي ارتكبه عظيم قلما يوافقك في تكفير مسلم الا كل هالك لا وافقه بالكتابة من العلماء على ذلك الا جاهل
من الناس ممن لا معرفة له بالطريقة وبعضهم وافقه لملائمة هواه وبعضهم لا علم له بدراية ولا حقيقة فحصل ما حصل من
القيل والقال بسبب تفصيل هذا الضلال وهو فعل ذلك نتيج هوى من ارسل اليه السؤال اذ ما علموا قوله صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق فما بالك بحقوق العباد ولا سيما فيمن اراد بتكفير ولي وهو عالم العباد فيا ويل
من يجتري وان ربك لبالمرصاد فهو جب الافتراء على الشيخ احمد النقشبندي قدس سره وكتوباته احتاج الى فتح

مكتوبات المرحوم الشيخ المذكور وتعريب الفاظه من الفارسية الى العربية على وجه تنقيح الحق على عالم اعلم
بالعربية والفارسية وحيث كان الامر كذلك عرضت الشيخ الاجل العالم الفاضل الشيخ محمد بيگ همته العلية وطلب
جميع مكتوبات الشيخ احمد رحمه الله وقابل الاقوال التي في ورقة السؤال مع مكتوبات المرحوم فوجدتها غير موافق معها بسبب
التحريف وترك بعض الالفاظ وزيادة اخرى الذي ارتكبها هذا الطريث فكتب رسالة وبين فيها اصطلاحات السادة
النقشبندية ومقاصد الشيخ احمد رحمه الله وبذلك اظهار الحق لان اتباع الحق احق وحل الاشكال وير تفع القيل
والقال واوجب الفاظه الفارسية الى العربية واحسن فيه واهتم واتقن وارتفع من اهل الحق سوء الظن بل رجع الكفر على
من يجترئ بتكفير المسلم وندم كثير ممن كتب على السؤال المذكور ووافق على الندم وجاز ان يدخل تحت قوله عليه السلام
التوبة الندم لما ظهر لهم ان مبنى الامر على الهواء والغرض والبهتان الذي فهم من الزيادة والنقصان والتجري
الذي لا يليق للمسلم فعله بل لا يقوله انسان قال النبي صلى الله عليه وسلم في الحديث الشريف من اذى
مسلما فقد اذاني فكيف يكون حال من يجترئ للتحريف وقال عليه الصلوة والسلام من حسن اسلام المرء تركه
ما لا يعنيه وقال عليه الصلوة والسلام اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم فظهر الحق وزهق الباطل ان الباطل كان
زهوقا فينبغي لحاكم تلك البلاد ان يزجرهم ويؤدبهم بل يجب ان يؤدبهم بحسب ما يقتضي احوالهم وافعالهم
نسال الله العظيم رب العرش الكريم ان يعصمنا والمسلمين من تعدى حدود الله باتباع هوى النفس والشيطان وعن
ان يقع في عرض مسلم بظلم وعدوان انتهى ولشيخ الاسلام والمسلمين مفتى مكة المشرفة في مذهب الحنفيين
الشيخ عبد الله افندي عناقي زاده قدس سره حيث افاده. اما بعد فقد اخبرني الجم الغفير الثقات الثقات
والبالغون حد التواتر مقبولوا الروايات بان اولاد الشيخ احمد الفاروقي السرهندي النقشبندي ومريديهم الموجودين
الآن سالكون مناهج الشريعة المستقيمة ملازمون الطاعة والجماعة على الطريقة الحنفية السهلة القويمة و
انهم اخذوا الطريقة المذكورة عن الشيخ المذكور وليس فيها ما يخالف الشريعة الغراء ويوقع في محذور و
هذا مما لا مرية فيه ولا ريب لاني تحليت عملا بآداب الطريقة النقشبندية واخذتها من جماعة زهاد واجلاء عظماء
واذا تقرر هذا فليعلم ان للشيخ احمد مكتوبات واقعة باللغات الفارسية مبنية على قواعد السادة الصوفية
باصطلاحاتهم المرضية ابل رضي الله تعالى عنه اصطلاحات خاصة رضية ولا مشاحة فيها وقد تصدى بعض
منتقصي الطريقة النقشبندية والشيخ المذكور وعرب بعض مواضع من المكتوبات وحرف وقال بما يوجب القيل
والقال وصدره في السؤال وطلب منا الكتابة عليه قبل كل فامتنعت تدينا وقد الح علي مرارا كثيرا فاجبته
بالحديث السابق وهو قوله صلى الله عليه وآله وسلم من خير اسلام المرء تركه ما لا يعنيه ثم زاد في الالحاح وقال
نسئل عمن سب وتنقص وذكر كلاما لا يستطاع ذكره على لسان مسلم ولو حكاية فجبته اجبته شفاها باللسان الكلام
اي النبي صلى الله عليه وسلم

مقرر معتمد في المطلبة وفي جميع الكتب في باب الردة وطلب الكتابة ايضا من جماعة علماء والفقهاء حنفية
وشافعية فلم يوافقوه على ذلك بل جابوه بالحق المخالف لهواه وكتب عليه شخص من الفضلاء بالحد بظاهر الالفاظ المعرب
المحرف مع امكان التاويل ووافقه جماعة ممن لا يعبأ بهم وزاد بعض جهال في الهند وطلبي وبعضهم نقش اسمه له
في اكراه كالمبغتاء ولا يمنه الا ان كتب فيهم ولي تقيهم ونظر الكتابة الموافق الجاهل المتعصب لا يجرى عليه مقتضى لفظه شرعا
ان لم ينكره لانه عرض بالعلماء والاجلاء الذين لا يستطيع ان يكون تلميذا لهم فعليه من الله ما يستحقه وقد احتج عنهما الفضلاء
الاجلاء في تعريضه لقوله ولو لاعتقه وجعل الاول وجعل الثاني لحكمنا بتكفيرهما ولكن لما كان لهما نوع عذر باعتبار ان العوام
لا يكلفون الا بمعرفة المسائل الخفية التي تخفى على مثلهما من العوام اعرضنا عن الحكم بذلك ولكن مثل هذين الجاهلين
ينبغي تاديبهما وزجرهما عن الخوض فيما لا يصلون لا ولا انتهاء اليه انتهى فما احسن هذا الاعتذار الدال على جهلهما وسيتبين
لجاهلهما ما للكاتب من الاعتذار فلله دره ومع هذا القدر تحرر الكتابة وانكاره بغاية الزلة والاستعسار وبكفيهما
ذلك خزيا وتعزيرا في سائر الاعصار قال علماؤنا انكار الكفر توبة وقد رد بعض الافاضل على هذا المعرب المستبيح
لهواه المحرف الكلام الشيخ بالتعريب ومزجه بالدسائس وتلفيق كلامه وكلام من بعده فاضلا وحرر كلام الشيخ المذكور بلفظه
الفارسي وعربيه بالواقع فاطال وحسن التطاويل والمقال وقرظ عليه جماعة علماء اجلاء والاحرى ترك التعريب المحتاج
الى التاويل لان بعض الالفاظ اذا وقعت فارسية حكما واذا وقعت عربية حكما آخر قاله علماؤنا في اماكن متعددة
من كتب الفتاوى كما ذكر علامة المذهب قاضي خان في فتاواه المشهورة في الشروط المفسدة للبيع
رجل اشترى شيئا على ان يحمله البائع الى منزل المشتري ان قال ذلك بالعربية لا يجوز وان قاله بالفارسية
جاز لان العربية تفرق بين الحمل والايفاء والفارسية لا تفرق ويكون الحمل بمنزلة الايفاء انتهى والحاصل ان
الفاظ المكتوبات الصادرة من الشيخ باللغة الفارسية باصطلاح القوم ولسانهم حيث كانت سالمة عما يوجب
وصمة فاولها اشر طالا محذور فيها ولو بوجه ضعيف لا يلتفت الى التعريب المخل المحتاج الى التاويل بل يترك
كلام المتكلم بلفظه عربيا او فارسيا الخالي عن التعريب لموافقته الشرع الشريف كما اخبرني من تقدم ولا تكليف
في تعريبها ان لم يتغير معناها ومدلولها فكيف مع التغير الموقع في محذور لو فرض ولا قدح في الشيخ تعريب ذلك
المعنت مع براءته كما ذكره ليت شعري اي حاجة وداعية الى التعريب للتكفير به مسلما بهذا الاجتراء وقد سما
بلا مراء فان تكفير المسلم امر عظيم قال في البحر نقلا عن الفتاوى الصغرى الكفر شيء عظيم فلا اجعل المؤمن كافرا
متى وجدت رواية انه لا يكفر انتهى ثم قال فيه قال في الخلاصة اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر و
وجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم انتهى ثم قال والذي
تحرر ان لا يفتي بتكفير مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة فهذا الذي

ادين الله واعتقده ثم ان الفقير في شغل شاغل من مثل هذه الخرافات والكتابة عليها والتقريظ والموافقة
الواقعات اليومية المتعين على بيانها بامر الدولة العلية ابدها الله تعالى وادام احسانها على سائر البرية
وانما اخبرني من تقدم ذكره ان ما وقع من التعريب والتحريف والكتابة عليه والموافقة لرأيهم واصغى اليه جميع
اهل العناد لاقام الفتنة النائمة الداعية الى الفساد وتخريب البلاد واضرار المسلمين من العارفين والعباد والعلما
والزهاد والمشايخ الامجاد وطلب مني كتابة ما تيسر لدفع هذه المضار العديدة بالفاظ وجيزة مفيدة توجب على
وسطرت ما ذكر لحقن الدماء والانتصار للعلماء والصلحاء والمشايخ الاتقياء فقال ذلك الفقير الى الله تعالى
عبد الله عناقي زاده الحنفي القائم بخدمة الفتوى بام القرى مكة المشرفة عفي عنهما بمنه وكرمه وقد تصدى
لشرح كلمات الطيبات في اثنار سنة اثنا عشر ومائة والف صاحب القرب الانسي والمقام القدسي
الشيخ عبد الغني النابلسي الحنفي الدمشقي نفعنا الله تعالى ببركاته وامدنا بصالح دعواته في رسالة
نتيجة العلوم ونصيحة علماء الرسوم فاجاد في التحقيق وازال الاشتباه عن الطريق كيف لا فان الله خص
هذه الامة بعالم الغيطانية قبلها وامطر عليها من سحائب كرمه وطل لغيره وبلها فجعل فيها على مر الايام طائفة
بخصوص ولايته فانهم صفوته من الخلق ومحل رعايته هم خير الامة والانوار التي تنفي الظلمة وبهم تفرج كل شدة
وتزاح كل ملمة وفي نهاهم حبه لما سقاهم ✽ خيال الوصل عن حور الجنان ✽ ولم يعبدوا من خوف
نار ✽ ولا شوقا لما وافي الجنان ✽ لهم شغل لمولاهم بذكر ✽ وسكر والتهجد في القرآن ✽ بحور العلم اد
شمس السموات ✽ ملوك الارض اقمار الزمان ✽ هم الكاشفون بلطائف المعارف والمطلعون
بلطائف العوارف وردت بذكرهم الاخبار ورويت في مآثرهم الآثار عن الاخيار وجاءت الاحاديث
بانهم السابقون والاخيار وذلك ما رواه رواة الحديث الصادقون لكل قرن من امتي سابقون بهم يغاث
الناس وبهم ينصرون وبهم يرزقون وبهم يمطرون وبهم يحاربون وبهم يرفع عن اهل الارض ما يغشاهم
بهم يحيي الله ويميت ويشفي عباده ويقيت بهم ينزل الغيث وبهم تصلح العيش وبهم تنبت الخليقة
نبتها وبهم تخرج الارض بركتها وبهم ينتصر على الاعداء وتدفع انواع البلاء ويصرف العذاب والابتلاء
وفي هم اضاءت بقاع الارض وابتهجت ✽ فهم شموس سرت فيها واقمار ✽ يحيي بهم كل ارض ينزلون بها ✽
كانهم لبقاع الارض امطار ✽ هم الخواص وقد خصوا بمنزلة ✽ جرى لكم لهم في الله اسرار ✽ لو اقسم احدهم
على الله لابر قسمه ولو سأله يزيل جبلا عن مكانه لهده ولن تقوم الساعة حتى يقبضوا كلهم ويفقد من
جميعهم اكنهم وعلمهم ويعارضهم من كل الارض ظللهم وظلمهم قد قول الله تعالى نصرهم وعلى اعدائهم اذاهم وكرمهم
ولو عد من اذاهم بحرب بتعظيم امرهم بل اتاك حديث الغاشية الزائغة الراشية التلاشية الذي

حسبت تنقيص اولياء الله عاشية وقد من عذاب الله غاشية انما مثلها مثل الماشية فحرق الله منها
الحاشية ولانتشار منها الحاشية امر هل اتاك حديث الفجرة واللئام المنكرة والحمر المستنفرة والكذبة المزورة الذين
لا يخشون من بره ولا تنفع فيهم التذكرة بل اتاك بناء الشاتم المكفر المتفيشق الذي ليس له التصرف ولا حظ له الا الاساءة
ولا نصيب له الا التعصب وهو كالحائر في صحاري التكلف المختلف من ادراك التصوف وما ادراك ما التصوف
فانه علم يعرف به كيفية ترقي اهل الكمال من النوع الانساني في مدارج سعاداتهم والامور العارضة لهم في درجاتهم
بقدر الطاقة البشرية واما التعبير عن هذه الدرجات والمقامات كما هو حقه فغير ممكن لان العبارات انما وضعت
للمعاني التي وصل اليها فهم اهل اللغات واما المعاني التي لا يصل اليها الا غائب عن ذاته فضلا من قوى بدنه فليس
يمكن ان يوضع لها الفاظ فضلا عن ان يعبر عنها بالالفاظ فكما ان المعقولات لا تدرك بالاوهام والموهومات
لا تدرك بالخيالات والتخيلات لا تدرك بالحواس كذلك ما من شانه ان يعاين بعين اليقين لا يمكن ان
يدرك بعلم اليقين فالواجب على من يريد ذلك ان يجتهد في الوصول اليه بالعيان دون ان يطلبه
بالبيان فانه طور وراء طور العقل وفي علم التصوف علم ليس يعرفه ✽ الا اخو فطنة بالحق معروف ✽
وليس يعرفه من ليس يشهده ✽ وكيف يشهد ضوء الشمس مكفوف ✽ وقال ابو بكر الواسطي الراسخون في العلم
الذين رسخوا بارواحهم في غيب الغيب وفي سر السر فعرفهم ما عرفهم واراد منهم من مقتضى الآيات ما لم يرد من
غيرهم وخاضوا بحر العلم بطلب الزيادات فانكشف لهم من خواص المخزون تحت كل حرف وآية من الفهم وعجائب
النص فاستخرجوا الدرر والجواهر ونطقوا بالحكمة وقد ورد في الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما رواه سفيان
بن عيينة عن جريج عن عطاء عن ابي هريرة انه قال ان من العلم كهيئة المكنون لا يعلمه الا العلماء بالله فاذا
نطقوا به لا ينكره الا اهل الغرة بالله اخبرنا ابو زرعة اجازة قال اخبرنا ابو بكر بن خلف اجازة قال اخبرنا ابو
عبد الرحمن قال سمعت النصر اباذي يقول سمعت ابن عائشة يقول سمعت القرشي يقول هي اسرار الله تعالى
يبديها الى اوليائه وسادات النبلاء من غير سماع ولا دراسة وهي من الاسرار التي لم يطلع عليها الا الخواص
وقال ابو سعيد الخراز للعارفين خزائن اودعوها علوما غريبة وانباء عجيبة يتكلمون فيها بلسان الابدية ويخبرون
عنها بعبارة الازلية وهو من العلم المجهول فنقول بلسان الابدية وعبارة الازلية اشارة الى انهم بالله ينطقون
وقد قال الله تعالى على لسان نبيه في نطق وهو العلم اللدني الذي قال الله تعالى في الخضر وعلمناه
من لدنا علما فان قلت كيف يصح دعوى القول بان علم الباطن لا ينال بالكسب وقد شوهد حصوله لكل
اهل الظاهر قلت لا شك ان علوم الانبياء والرسل عليهم السلام انما كان حصولها بالوحي غالبا وبالنفث
الالهي الذي تنفثه في بواطن قلوبهم وابرزه لهم في غالب الكشف عن الحقائق الربانية ومعلوم ان

ليس بكسب وهو دائع الفيض لخلفائهم من القوم حيث فصحوا عنه بعبارات الازل التى تقصر عنها نطاق نطق اهل الظاهر
فى الابد وقال الشيخ تاج الدين بن السبكى فى الطبقات الكبرى الفقه وذكر ان الشيخ عز الدين بن عبد السلام كان يقرر من
بدء رسالة القشيرى بحضرة الشيخ ابو العباس المرسى لما قدم من الاسكندرية الى القاهرة فقال الشيخ عز الدين تكلم
على هذا الفصل فاخذ المرسى يتكلم والشيخ عز الدين يرجف فى الحلقة ويقول اسمعوا هذا الكلام الذى حديث عهد بربه وقال
الشيخ تاج الدين بن عطاء الله فى لطائف المنن اخبرنى الشيخ مكين الدين الاسمر قال حضرت بالمنصورة فى خيمة
فرايت الشيخ عز الدين بن عبد السلام والشيخ مجد الدين على بن وهب القشيرى والشيخ محى الدين بن سراقة والشيخ
مجد الدين الاخميمى والشيخ ابا الحسن الشاذلى ورسالة القشيرى تقرأ عليهم وهم يتكلمون والشيخ ابو الحسن صامت الى ان
فرغ كلامهم فقالوا يا سيدى نريد ان نسمع منك فقال انتم سادات الوقت وكبرائه وقد تكلمتم فقالوا لا بد ان نسمع
منك فسكت الشيخ ساعة ثم تكلم بالاسرار العجيبة والعلوم الجليلة فقال الشيخ عز الدين وقد خرج من صدر الخيمة وفارق موضعه
اسمعوا هذا الكلام الغريب القريب العهد من الله قلت وفى رواية ساقها الحافظ ابن كثير كان الشيخ عز الدين يحضر مجلس
الاستاذ ابى الحسن الشاذلى فيسمع تقريره فى علوم الحقائق وشاهد حسن افصاحه عن العلم اللدنى فعند ذلك يحصل له
وارد من جناب الحق ويرقص على قدميه طربا مع المريدين وهو يقول تاملوا هذا التقرير فانه قريب العهد من ربه فهذا
هو العلم الباطن الحاصل لهم من الفيض الالهى من غير اكتساب وما حصوله لاهل الظاهر بالتلقى عن الاستاذ من
نصوصها الملحقا بالعلوم العادية الكسبية التى توخذ بالتقليد وليس هذا الان من العلم الطرى القريب العهد بربه لكونه
يخرج من مقتضى العلم اللدنى بسبب تلقيه من الخلق دون الحق قال الشيخ عبد السلام المقدسى فى كتابه حل الرموز
ومفاتيح الكنوز اعلم ان العلم علمان علم الظاهر وهو الشريعة وعلم الباطن وهو الحقيقة قال رسول الله صلى الله
صلى الله عليه وسلم العلم علمان علم باللسان وعلم بالقلب فاما علم اللسان وهو حجة الله على العباد واما علم
القلب وهو العلم الاعلى الذى لا يخشى الله العباد الا به اقول علم القلب هو العلم اللدنى الذى لم يسطر فى السطور
ولم يحفظ بالدرس وانما هو تلقين من الله بغير واسطة ملك ولا استفادة رسول كما ان الخضر عليه السلام علم بالعلم
اللدنى ما لم يعلمه موسى عليه السلام بالعلم الوحى فقتل تلك النفس الزكية بغير نفس هذا على ظاهر الشرع عدوان
محض لكن له تحقيق فعليه بعلم آخر لدنى لم ينقل من الكتب والاوراق وانما هو وحى من الملك الخلاق
فوجب على موسى عليه السلام انكار ذلك واستقباحه قياما بالحدود وعملا بالشريعة اذ هو مشرع
ومقتدى بها فلو سكت عن الانكار لما قام به غيره ولذلك تادب الخضر عليه السلام معه بقوله انك لن
تستطيع معى صبرا وهذا غاية الادب من الخضر عليه السلام لانه علم انه يرى منه ما لا يقره الشرع فقال
انك لن تستطيع معى صبرا على ما يخالف الشريعة ثم لما اعلمه الخضر عليه السلام بما لم يدخل فى علم الشريعة

علم موسى عليه السلام ان الشريعة جسد والحقيقة روحها وقال فى موضع آخر اعلم ان العلم مقدمة تنتجها
العمل والعمل مقدمة ينتجها الحال فالعلم والعمل كسبى والحال وهبى قال الله تعالى والذين جاهدوا فينا
لنهدينهم سبلنا فالمجاهدة للعبد بالعلم والعمل والهداية مواهب الله تعالى فى الاحوال وهذا معنى قوله صلى الله
عليه وسلم من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يكن يعلم فالذى ورثه الله لعبده لم يكن من كسبه بل بفضل الله
وبرحمته نبه بذلك من الله تعالى على نبيه فقال وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما وقال الهروى
فى منازل السائرين الدرجة الثالثة علم لدنى اسناده وجوده وادراكه عيانه ونعته حكمه ليس بينه وبين الغيب
حجاب قال شارح العالم بالله كمال الدين القاشانى اى علم لا يكون الا من لدنه رحمته وموهبته كقوله تعالى
فى حق الخضر عليه السلام آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما ولا يثبت بالاسناد كسائر العلوم المنقولة
بل اسناده وجوده وادراكه عيانه اى لا يحصل بالادراك العقلى والفهم كسائر العلوم المنقولة بل ادراكه شهوده
ولما كان العيان الذى هو الادراك البصرى اجلى الادراكات اطلق على كل ادراك يكون فى غاية الجلاء
فاطلق على الشهود الحقانى ونعته حكمه اى لا يمكن نعته بعبارة تفهم معناه ولا يمكن نعته ووصفه لمن ليس له
ذلك ولا يمكن تعريفه للغير فلا يعرفه الا هو نفسه لمن ظهر عليه ليس بينه وبين الغيب حجاب المراد بالغيب
غيب الغيوب الذى هو علم الحق اى ليس هو الا علم الحق بعينه وهو التجلى الذاتى والتفصيل فى الكواكب
الزاهرة فى اجتماع الاولياء لقطب سيد الدنيا والآخرة للشيخ ابى الفضل عبد القادر بن حسين بن على الشاذلى
رحمه الله تعالى فافضل العلماء هم العلماء بالله الذين كشف لهم الغطاء فشاهدوا الجمال الاسنى وسكروا بالمحبة المولى وعرفوه
باسمائه الحسنى وصفاته العلى وتخلقوا من صفاته بمحاسن العلا وشاهدوا عجائب ملكوته وغرائب حكمته وعظائم آياته
الكبرى وقربهم فى حضرة قدسه واجلسهم على بساط انسه وقلوبهم بصفات الجمال والجلال تجلى وجعلها مطالع انواره
وخزائن اسراره ومعادن المعارف والحكم وهم مصابيح الهدى ووفقهم لصالح الاعمال وحفظهم فى الافعال
والاقوال وصفاهم الاحوال وقلوبهم بذكره احياء ومن الارجاس والاكدار طهر وجلا ونشر لهم اعلام الولاية
واهتدى بهم القوم بحسن هدايته وعرفهم فى المملكة وتولى وشوقهم الى النظر الى وجه الكريم فزهدوا فى الدنيا
والاخرى واحيا بهم الدين ونفع بهم المريدين وجلا بهم عين القلوب العميا واغاث بهم العباد واصلح
البلاد وكشف بهم البلاء فهم الناطقون بالحق عن الحقيقة والمرشدون الى سلوك الطريقة تلقفوا بالحكم
من بحور تلاطمت امواجها وتمازجت اجاجها فاستقرت درر التوحيد فى بحورها ولاحت الانوار على ساحاتها
وانبسطت فى الاقطار وتشعشعت فى الامصار فاستخرج منها اللآلى الكبار ودعوا من العلوم اللدنية
جواهر الاسرار وخرقت لهم الحجب العلوية فانتقوا الى معادن الانوار واستقروا على بساط الانس

وكشفوا عن سر الازلية بالاخبار قلت هم اسلاف القربات الصلوتية والعلوم الالهية والانفاس الروحانية فانفتح
لهم العلم المصون وانكشف لهم السر المكنون شربت ارواحهم راح المحبة في حضرة القدس فسكرت عند مشاهدة
الجمال على بساط الانس وحارت في بحار معارف الاسرار وتنزهت في رياض مطالع الانوار فهم الاصفياء المحبوبون
والجلساء المقربون ولا يخفى ان العلماء انما يشرفون على قدر شرف علومهم وشرف العلوم على قدر شرف متعلقاتها
فعلوم المعارف المتعلقة بالله واسمائه وصفاته اشرف العلوم واصحابها اشرف العلماء وهي علوم لا يتناول بالكسب
وانما تنال بالوهب وهي افضل العلوم واصحابها افضل العلماء والدليل على ان العلوم والمعارف اللدنية يختص
بها الولي والصديق والعلوم الظاهرة ينالها الصالح والزنديق وان فضل العلم على قدر ارتفاع صاحبه ونفعه الخلق
ولا شك ان العارفين بالله هم الذين انتفعوا ونفعوا حقا وصدقا قال بعضهم العالم به يقتدى والعارف به يهتدى
وعن ابي هريرة قال حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائين فاما احدهما فبثثته فيكم واما الآخر فلو
بثثته لقطع هذا البلعوم رواه البخاري قيل المراد من الوعاء الذي لم يبثه الاحاديث التي بين فيها اسماء امراء الجور
كقوله اعوذ بالله من راس الستين وامارة الصبيان مشيرا الى امارة يزيد بن معاوية قلت اطلاق الوعاء على
علم بجزئيات معدودة غير مستحسن ولا يتصور جعله قسيما ونظير العلوم الشرعية بل المراد به العلم اللدني فان قيل
فما معنى قوله فلو بثثته لقطع هذا البلعوم قلت معناه انه لو بثثته باللسان لقطع هذا البلعوم لان تلك العلوم والمعارف
لا يمكن تعليمها وافادتها بلسان المقال بل انما تدرك بالانعكاس ولسان الحال كيف والتعلم باللسان يتوقف على
امور منها كون المعلوم مما يدرك بالعلم الحصولي ومنها كون اللفظ موضوعا بازائه ومنها كون الوضع
معلوما للسامع وليس شيء منها متحققا في المعارف اللدنية فان ادراكها يكون بالعلم الحضوري الذي
لا يمكن ذهولها بل سبيل ذلك وراء العلم الحصولي والحضوري واني هناك وضع الالفاظ وهيهات هيهات
للسامعين العلم بوضعها ومن اراد ان ينطق بتلك المعارف فلا بد له من ايراد مجازات واستعارات لا يهتدي
الى مرامها العوام فيخبط به عقولهم ويفهمون غير مراد المتكلم فيفسقونه ويكفرونه كما ترى العوام ينكرون على اولياء
الله تعالى من غير سبيل الى درك مرادهم وذلك يفضي الى قطع البلعوم فان قيل اذا كان ذلك العلم
بحيث لا يمكن اخذه ولا اعطائه بالبيان ويفضي الى تلك المفسدة وقطع البلعوم بالنطق باللسان
فاية ضرورة في التكلم بها وما بال القوم يصنفون فيها مجلدات كالفصوص والفتوحات واي فائدة
في تلك التصنيفات قلت ليس الغرض من تلك التصنيفات اعطاء تلك العلوم ولا تحصيل مطالعة
تلك الكتاب شيء من القرب والولاية بل الغرض منها تنبيه العارفين المحصلين تلك العلوم بالجذب
والسلوك على بعض تفاصيلها وتطبيق احوال المريدين ومواجيدهم على احوال الاكابر ومواجيدهم كتطبيق

احوالهم وتطمئن به قلوبهم وكثيرا ما يتكلمون بتلك المعارف في غلبة الحال فالطريق السوي للعوام عند مطالعة
كتبهم وسماع كلامهم عدم الانكار وحمله على ظاهر الشريعة مهما امكن بالتاويلات فان كلامهم رموز واشارات
او تفويض علمه الى علام الغيوب كما هو شان المتشابهات فان في كلامهم مجازات واستعارات مصروفة
عن الظاهر وليس شيء منها مخالفا للشرع بل هي لب الكتاب والسنة رزقنا الله سبحانه بفضله ومنه فعلماء
الباطن الذين اطلعهم الله على الحقائق والمعارف والحكم تارة يصنفون كتبا واضحة في هذا الشان لينتفع
بها اهل الظاهر والباطن كبعض مصنفات الغزالي ومصنفات القشيري والشهاب السهروردي والشيخ
تاج الدين عطاء الله الشاذلي وخواجه محمد پارسا وغيرهم من الائمة الاعلام وتارة يصنفون كتبا لا يفهمها
الا اهل الباطن فقط وعلماء الظاهر لا يفهمونه لما في ظاهر عباراتها من الاشكالات والرموز المقفلة التي
لا يفتحها الا العلماء بالله وذلك كمصنفات الشيخ محي الدين بن عربي وابن سبعين وابن الفارض وابن حلاوة
وابن دوداسكين وعفيف التلمساني والايكي العجمي وابي السعود الاقطع وابي اسحق ومواضع من الاحياء
للغزالي جلها في المهلكات منه والنفخ والتسوية والمضنون به على غير اهله ومعراج السالكين والمنقذ ومواضع
من قوت القلوب لابي طالب المكي وكتاب ابي النجيب السهروردي وتحقيقات خواجه محمد پارسا ومجلدات
مكاتيب الامام الرباني خاصة المجلد الثالث منها ورسالة المبدء والمعاد والمكاشفات الغيبية والمعارف
اللدنية فهذه علوم لا يعلمها علماء السير الموقوف ولا يكتبها كتب المنكر والمعروف ولا تدل عليها الحروف
برزت من غيابة الغيب الذي لا يشعر به الغير ولا ينتهي اليه بنهاية السير وانما هي اشارات وتلويح لا عبارات
وتصريح فمن كان صدقا لله خالصا جوهره العبد الاواه فليدخل من باب جناتها وليحضر في خاطره حضراتها
فيرى ما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ومن كان مرطاني ورطات الاوضاع جامدا
على عوائد الطباع مقيدا في القول والسماع ولا الحليل يدا في كشف القناع فليرد العلم لاهله وليتبرا من سوء
ظنه فان الحقائق من وراء دهره ومدارك العلوم اللدنية فوق فهمه فمن لم يعلم التصوف اقدامه على تكفير المتصوف
بعيد جدا فان التكفير امر عظيم الخطر ومن كفر انسانا فكانه اخبر عن ذلك الانسان بانه في الآخرة في العقوبة
الدائمة ابد الآبدين وانه في الدنيا مباح الدم والمال لا يمكن من نكاح مسلمة ولا تجري عليه في حياته ولا بعد
مماته احكام المسلمين قال العلامة السيوطي في المعارض في نصرة ابن الفارض وافاد اليافعي في الارشاد
وما ذاك الا ان الكلام قد يكون ظاهره في الشرع منكرا وصاحبه منزه عن اعتقاده مورداد مقصودا وانما قصد
مرادا به معنى خلاف الظاهر سوغ ولا تبادر حين باهر قال الغزالي رضي الله عنه وعنا به كلام القوم يشبه بما في
القرآن والسنة من المتشابه وقد سال بعض علماء الكلام بعض كبار الصوفية من هذا الذي يطلع عليهم

فشرحه له ابين جواب وابان له صوب الصواب فقال له ما حملكم على ان اصطلحتم على هذه الالفاظ التي ظاهرها
يستشنع فقال غيرة منا على طريقتنا ان يدعيه من لا يحسنه ويدخل فيه من ليس من اهله ثم يتبع [illegible] علينا الناس انه
من سلك لا كيس التصرف واولع عليه بان يشتهر عنه علم التصوف بآية من حكمة الجنين الذي ما تعلق بعبد ولا اكل
ولا مشى ولا قام ولا شرب ولا اكل فيسأله عن شيء من هذه العبارات المشكلة فيخوض معه في شرحها وهو جاهل لا يحسن
مرجها من قد جاء فيخرج هذا فيما استشارته وراه قد اجاد كانما جعل فيه نعمة الكلب اذ نزل عليه يستعجل لولاية السالك [illegible] الا من يدريه
عليه حجر الطاحون ويفر من مخالفة النفس بالواحد من الطاحون ويأخذه بالجوع وترك الجوع ويلزمه الذكر والصوم ويحرمه
لذيذ الطعام والنوم فيذهب كيده ويتعطر ويسيل [illegible] وان سأله عن شيء من ذلك او رام الخوض في هذه المسائل
انكر عليه باللسان والقلب وقال ابعد مراحا والكلب ثم زاد عليه وردعه واغلظ عليه وزجره وقال ولهذا اسلك طريقا
يكون لك لما ذا والزم حجنا لكون الله [illegible] قد يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذا لو دخل معه ذلك لكان ممن النصح
في حقه وكان به البعد من عقله واقرب الى نكبته رقبة احسن قول ابي عبد الله القرشي احد ائمة التحقيق من طلب
الغايات في البدايات فقد اخطأ الطريق نعوذ بالله من سوء الظن بما احوجنا الى هذا الكلام الا بيان ان النصر من
تشبه باهل الفن انما كان تجاوزي بهذا الكلام من اهل الحضرة وشهود المقام فيتذاكرون ما هم عارفون ويتحاورون
فيما هم به يشتغلون ولا يفقهون كل قرن مع قرينه وكل ليث مع اهل عرينه رضي الله عنه استاذنا الشيخ كمال الدين
ابن الهمام [illegible] على مفهوم لبعض الخمار سأله رجل عن شيء من كلام القوم بين الملأ فقال حتى تصحح اسلاما واولا مني
ثم ان تلك المسائل التي يحكم فيها بالتكفير في غاية الدقة والغموض لكثرة شعبها ودقة مداركها واختلاف احوالها وتعدادها
دعا على اهلها فيحتاج في معرفة الحق الى سائر صنوف وجوهه والى الاطلاع على حقائق التاويل وشروطه في الامان
ومعرفة الالفاظ المحتملة للتاويل وغير المحتملة وذلك يستدعي معرفة جميع طرق اهل اللسان من سائر قبائل العرب
في حقائقها ومجازاتها واستعاراتها ومعرفة دقائق الامور في علم التوحيد الى غير ذلك مما هو متعذر جدا
على غالب العلماء فضلا عن غيرهم مع ان تكفيرهم يحتاج الى امرين عزيزين احدهما درك المصطلح فيهم
وهو صعب من جهة عدم الاطلاع على اصطلاح الصوفية الا من كان صوفيا ثانيهما ان الحكم بان ذلك كفر صعب
من جهة صعوبة فن التصوف فانه لا يحصل الا من يرتاض ويجلس في خلوتهم حتى يخرج عن الهوى والشعب
بالكلية مع امتلائه من العلوم الشرعية والاطلاع على اسرارها ومشارع الائمة المجتهدين فيها وهذا قل ان
يوجد الآن عند شخص قال العلامة تاج الدين السبكي في معيد النعم ومبيد النقم ان الواجب تسليم احوال القوم اليهم
والا لو اخذنا الا بجريه ظاهرة ومتى امكننا تاويل كلامهم وحمله على محل حسن لا نعدل عن ذلك لا سيما
من عرفناه منهم بالخير ولزوم الطريقة ثم بدرت نقطة عن غلطة او سقطة فانها عندنا لا تهدم ما مضى وهذه

الطائفة من الفقهاء التي تنكر على الصوفية مثلها تشكل الطائفة من الترك التي تنكر على الفقهاء وقد
جربنا فلم نجد فقيها ينكر على الصوفية الا ويهلكه الله تعالى وتكون عاقبته وخيمة ولا وجدنا تركيا
ينكر على الفقهاء الا ويهلكه الله تعالى وتكون عاقبته شديدة فسبيل هذه الطائفة التوبة الى الله تعالى وحسن
الظن بخلق الله تعالى لا سيما من القطع الى الله تعالى ورفض [illegible] واظهره هذا الاصطلاح بهذه الطائفة ثم
قال فهؤلاء القوم لا يعاملون بالظواهر ولا يفيد معهم الا الباطن ومحض الصفاء وهم اهل الله تعالى وخاصته نفعنا الله
بهم واكثر من يقع فيهم لا يبلغ لنتهي اعلم ان حسن الظن وعدم الوقيعة هو الذي دلت عليه الاخبار
والآثار في الحديث لان يخطئ الامام في العفو خير من ان يخطئ في العقوبة اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث
ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا وقال السيد عمر لا تظن بكلمة خرجت
من اخيك سوءا وانت تجد لها في الخير محملا وقال بعض العلماء لو عاش الانسان عمره كله لم يلعن ابليس
لم يسأله الله عن ذلك وقال الشيخ تقي الدين السبكي في فتاواه [illegible] انما يستصعب القول بالتكفير لانه يحتاج
الى تحرير المعتقد وهو صعب من جهة الاطلاع على ما في القلب ويكاد الشخص يصعب عليه تحرير
اعتقاد نفسه فضلا عن غيره واعتراف الشخص به هيهات ان يحصل وقال الامام اليافعي في نشر المحاسن
بانقصه وانما قلنا لا يستعجل بالتكفير لان المبادرة الى دون ذلك غير محمودة وما جهارا كب بمتن التكفير
فكيف بالمبادرة الى تكفير المسلمين مع عدم الاطلاع على قلوب الخلق واحتمال ارادة التخصيص وغيره
وعظم حرمة المؤمن الذي قتله بغير حق اعظم عند الله من زوال الدنيا لا يخفى عليك انه اذا صدر من
المؤمن كفر صريح متعمدا وارتد عن الاسلام والعياذ بالله لا يبادر الى قتله بل يستتاب وجوبا او
استحبابا على خلاف في ذلك فكيف بمن لم يعلم انه تعمد الكفر ولفظه يحتمل ارادة التخصيص والسهو و
سبق اللسان وغير ذلك فينبغي التثبت والتأني في التكفير وسفك دماء المسلمين فليس ذلك بالهين
وينبغي اذا نقل عن احد لفظ ظاهره الكفر ان يتأمل ويمعن النظر فيه فان احتمل ما يخرج اللفظ
عن ظاهره من ارادة التخصيص او المجاز وغير ذلك مما تقرر في القاعدة الاصولية
يسأل اللافظ عن مراده وان كان الاصل في الكلام هو الحقيقة والعموم وعدم الاضمار وغير ذلك
لان الضرورة ماسة الى الاحتياط في هذا الامر واللفظ محتمل فان ذكر ما ينفي عنه الكفر مما يحتمله
اللفظ ترك فان لم يحتمل اللفظ خلاف ظاهره او ذكر غير ما يحتمل او لم يذكر شيئا استتيب فان تاب قبلت توبته وان
لم يتب واصر على ذلك فان كان مدلول ذلك اللفظ ظاهر كفرا مجمعا عليه حكم بكفره وقتل مرتدا
ويترتب عليه احكام المرتدين وان كان في محل الخلاف نظر في الراجح من الادلة فان لم يكن في النظر

والبقية التطرف الادلة نظر في الراجح عند اكثر المحققين من اهل النظر فان كان الراجح عندهم عدم التكفير
ترك وان تساوى الخلاف اخذ بالاحوط وهو عدم التكفير وينبغي ان يستتاب ويهدد وان لم يتب
وان رجحوا التكفير فالحكم ما حكم به المجتهد المفتي اخرج البخاري عن ابي ذر انه سمع النبي صلى الله عليه وآله
وسلم يقول لا يرمي رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك قال
النووي معناه فقد رجع تكفيره وعليه فليس الراجع عليه حقيقة الكفر بل التكفير لكونه جعل اخاه المومن كافرا فكانه
كفر نفسه اما لكونه كفر من هو مثله واما لانه كفر من لا يكفره الا كافر يعتقد بطلان دين الاسلام
وقال اليافعي في كتاب الارشاد ما نقل ونسب الى المشايخ رضي الله عنهم مما يخالف العلم الظاهر
فله محامل الاول ان لا يسلم نسبته اليهم حتى يصح عنهم الثاني بعد الصحة يلتمس له تاويل فان لم يقبل له
تاويلا عند اهل العلم الباطن العارفين بالله تعالى الثالث ان صدور ذلك عنهم في حال السكر ان
سكر [illegible] غير مواخذ لانه غير مكلف في ذلك الحال فسوء الظن بهم بعد هذه المخارج من عدم التوفيق نعوذ
بالله من الخذلان وسوء القضاء ومن جميع انواع البلاء وقال بعض العلماء ان دقائق علم التصوف لو عرضت
معانيها على الفقهاء بالعبارات التي الفوها في علومهم لاستحسنوها كل الاستحسان وكانوا اول القائلين بها
وانما ينفرهم منها ايرادها بعبارة مستغربة لم يالفوها قال الحافظ السيوطي في تنبيه الغبي بتبرئة ابن عربي وذكر
البرهان البقاعي في معجمه حكى لي الشيخ تقي الدين ابو بكر بن ابي الوفا المقدسي الشافعي قال وهو شيخ
التصوف في زماننا قال كان بعض الاصدقاء يشير علي بقراءة كتب ابن عربي ونحوها من انظارها وبعضهم
يمنع من ذلك فاستشرت الشيخ يوسف الامام الصفدي في ذلك فقال اعلم يا ولدي وفقك الله
ان هذا العلم المنسوب لابن عربي ليس بمخترع له وانما هو كان ماهرا فيه وقد ادعى اهل طريقه انه لا يمكن
معرفته الا بالكشف فاذا صح مدعاهم فلا فائدة في تقريره ان كان المقرر والمقرر له مطلعين فالتقرير تحصيل الحاصل
وان كان المطلع احدهما فتقريره لا ينفع الآخر والا فهما يخبطان خبط عشواء فسبيل العارف عدم البحث عن هذا
العلم وعليه المعول والسلوك فيما يوصل الى الكشف عن الحقائق قال ثم استشرت الشيخ زين الدين الخافي
بعد ان ذكرت له كلام الشيخ يوسف فقال كلام الشيخ يوسف حسن وازيدك ان العبد اذا تخلق ثم تحقق ثم جذب
اضمحلت ذاته وذهبت صفاته وتخلصت من السوى فعند ذلك تلوح له بروق الحق بالحق فيطلع على كل شي فيرى
الله عند كل شي فيغيب بالله عن كل شي ولا يرى شيئا سواه فيظن ان الله عين كل شي وهذا اول المقامات
فاذا ارتقى عن هذا المقام اشرف عليه من مقام هو اعلى منه وعضده التاييد الالهي بان رأى ان الاشياء كلها
فيض وجوده تعالى لا عين وجوده فالناطق حينئذ بما ظنه في اول مقام المحو [illegible] ساقطا [illegible] ثابت

ورتكب بنقل ابن [illegible] وبختار لست هيهنا اشكالان قويان الاشكال الاول ان الجرح مقدم
على التعديل فالتعديل لا طائل تحته جوابه على ما قال العلامة ابن عابدين صاحب رد المحتار والتصانيف الكبار
في تكميل السيف الهندي على اعداء خالد النقشبندي ان هذا في غير من اشتهرت عدالته وظهرت ديانته وفي غير علم

ان ما تكلم فيه ناشئ من عداوة او جهالة او غباوة فقد قال الحافظ الباجي الصواب عندنا ان من ثبتت امامته
وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره فانا
لا نلتفت الى الجرح فيه ونعمل فيه العدالة والا فلو فتحنا هذا الباب واخذنا تقديم الجرح على الاطلاق لما سلم لنا
احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه الهالكون وقد عقد الحافظ ابو عمر بن عبد البر في
كتاب العلم بابا في حكم قول العلماء بعضهم في بعض وروى بسنده عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال استمعوا
علم العلماء ولا تصدقوا بعضهم على بعض فوالذي نفسي بيده لهم اشد تغايرا من التيوس في زروبها وعن
مالك بن دينار يؤخذ بقول العلماء والقراء في كل شيء الا قول بعضهم في بعض وقال الامام المحقق الشيخ تاج الدين السبكي
في طبقاته الكبرى بعد نقله كثيرا من كلام الامام ابن عبد البر الحذر كل الحذر ان تفهم من قاعدتهم ان الجرح مقدم على
التعديل على اطلاقها بل الصواب ان من ثبتت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وكانت هناك
قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره لم يلتفت الى جرحه ثم قال بعد كلام طويل قد عرفناك ان
الجارح لا يقبل منه الجرح وان فسره في حق من غلبت طاعاته على معصيته ومادحوه على ذاميه ومزكوه على جارحيه
اذا كانت هناك قرينة يشهد العقل بان مثلها حامل على الوقيعة فيه من تعصب مذهبي او منافسة دنيوية كما يكون
بين النظراء او غير ذلك فح لا نلتفت الى كلام ابن ابي ذئب في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في
احمد بن صالح لان هؤلاء ائمة مشهورون قال ولو اطلقنا تقديم الجرح لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من امام
الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه الهالكون قال ابن عبد البر هذا باب غلط فيه كثيرون وضلت فيه فرقة
جاهلية لا تدري ما عليها في ذلك ثم قال الدليل على انه لا يقبل في حق من اتخذه جمهور الناس اماما في الدين
قول احد من الطاعنين لان السلف قد سبق من بعضهم في بعض كلام كثير في حال الغضب ومنه ما حمل
على الحسد ومنه ما حمل على التاويل مما لا يلزم المقول فيه شيء منه وذكر من كلام الصحابة والتابعين بعضهم
من النظراء بعضهم في بعض شيئا كثيرا لم يلتفت اليه احد من العلماء ولا عولوا عليه لانهم بشر يغضبون
ويرضون والقول في الرضى غير القول في الغضب فمن اراد ان يقبل قول العلماء بعضهم في بعض فليقبل
قول من ذكرنا من الصحابة بعضهم في بعض وقول ما ذكرنا في التابعين وائمة المسلمين بعضهم في بعض فان
فعل ذلك فقد ضل ضلالا بعيدا وخسر خسرانا مبينا وان لم يفعل ولن يفعل ان هداه الله والهمه رشده
فليقف عند ما شرطناه فانه الحق الذي لا يصح غيره ان شاء الله تعالى على انه مما ينبغي ان يتفقد عند الجرح
حال العقائد واختلافها بالنسبة الى الجارح والمجروح فربما خالف الجارح المجروح في العقيدة فجرحه لذلك
واليه اشار الرافعي بقوله وينبغي ان يكون المزكون برآء من العصبية في المذهب خوفا من ان يحملهم

ذلك على جرح عدل وتزكية فاسق وقد وقع هذا لكثير من الائمة جرحوا بناء على معتقدهم وهم المخطئون والمجروح
مصيب انتهى الاشكال الثاني ان الشيخ ولي الدين العراقي قد قال في فتاواه انه قد بلغني عن الشيخ الامام
علاء الدين القونوي انه قال في مثل ذلك انما يؤول كلام المعصومين جوابه من وجهين الاول ما قال الحافظ
السيوطي في تنبيه الغبي بتبرئة ابن عربي ان هذا منقوض بامرين احدهما ان القونوي قد فعل خلاف ذلك
في كتابه شرح التعرف فنقل عن ابن عربي وغيره كلمات ظاهرها المنافاة للشرع ثم تاولها وخرجها على احسن
المحامل فهذا منه اما دليل على بطلان ما نقل عنه من عدم التاويل او رجوع عنه وثانيهما ان كلام القونوي
لو ثبت انه قاله ولم ينقل خلافه في شرح التعرف معارض بقول من هو اجل منه وهو شيخ الاسلام ولي الله
تعالى محي الدين النووي فانه نص في كتابه بستان العارفين على خلاف قول القونوي فقال بعد ان
حكى عن ابي الخير التيناتي حكاية ظاهرها الانكار ما نصه قلت قد يتوهم من يتشبه بالفقهاء ولا فقه عنده
ان ينكر على ابي الخير هذا وهذه جهالة وغباوة ممن يتوهم ذلك وجسارة منه على ارسال الظنون في افعال
اولياء الرحمن فليحذر العاقل من التعرض لشيء من ذلك بل اذا لم يفهم حكمهم المستفادة ولطائفهم المستجادة
ان يتفهمها ممن يعرفها وكل شيء رايته من هذا النوع مما يتوهم من لا تحقيق عنده انه مخالف ليس مخالفا
بل يجب تاويل افعال اولياء الله تعالى هذا كلام النووي بحروفه الى هنا الثاني على ما قال العلامة
عبد الغني النابلسي في رسالته نتيجة العلوم اعلموا يا اخواني اولا ان كلام اهل هذه الطريقة الالهية والسيرة
المحمدية المرضية لا تاويل له عندهم اصلا ولا تحريف له عن معاني مفرداته ومركباته بل كلامهم كله محمول على
مقتضى معانيه في اللغة التي تكلموا بها ان كان كلامهم عربيا او عجميا بل لا يجوز عندهم تاويل كلامهم الى
غير معانيه اصلا فلا يحتاج الامر الى ان يقال في كلامهم انه مؤول او محمول على المحامل الحسنة اذ لا يؤول
كلام غير المعصوم او غير ذلك ومن قال ان كلامهم مبني على اصطلاحهم واراد ان لهم اصطلاحا خاصا كاصطلاح
غيرهم من علماء الرسوم في الكلمات والالفاظ كاصطلاح النحاة في الاسم والفعل والحرف مثلا
يريدون بها معاني غير المعاني اللغوية لهذه الالفاظ وكاصطلاح البيانيين في المسند والمسند اليه مثلا
يريدون بذلك غير المعنى اللغوي فهو مخطئ في معرفة كلامهم وانما كلامهم كله مبني عندهم على ادراك لهم خصوصي
بهم في معرفة الاشياء المحسوسة والاشياء المعقولة لا يشاركهم في ذلك الادراك المخصوص بهم غيرهم من
جميع علماء الاسلام او غير الاسلام من بقية الاديان والمذاهب كلها وهذا الادراك المخصوص بهم الذي هم
يسمى عندهم الفتح الالهي في الرحمة الالهية الوجودية الوجدانية المشار اليها بقوله تعالى ما يفتح الله للناس
من رحمة فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرسل له من بعده ولا يصلون الى هذا الادراك المخصوص الا بالتقوى

في القلوب المنتجة للتقوى في الظواهر وهذا امر ظاهر محسوس فان جميع اهل الاديان من المسلمين وغيرهم لهم تقوى على زعمهم في اديانهم المختلفة للخواص منهم لكن تلك التقوى ليست هي تقوى القلوب المنتجة لتقوى الظواهر فلا تنتج ذلك الادراك المخصوص باهل هذه الطريقة اصلا اما غير اهل الاسلام فانما في قلوبهم الشرك والكفر فجميع تقواهم الظاهرة على زعمهم باطلة كالزهد والصبر والتوكل والصدقة ونحو ذلك واما اهل الاسلام فان الايمان في قلوبهم لكن لم يكمل باستيفاء شعبه لشغلهم حب الدنيا فاستولت الغفلة عليهم والغرور وجميع اهل الايمان المذكورون كلهم مسلمون وغيرهم متفقون على ادراك واحد للمحسوسات والمعقولات لا يختلفون فيه اصلا غير الادراك الذي عند اهل هذه الطريقة المذكورة فترى اهل الاديان كلهم يردون على بعضهم بعضا ويكفرون بعضهم بعضا باعتبار اشتراكهم في الادراك الواحد للمحسوسات والمعقولات بسبب اعتبارات مختلفة في وجوه تلك المحسوسات والمعقولات واهل هذه الطريقة المذكورة ينظرون اليهم ويعرفون ما هم فيه من الخطأ والوهم والغفلة عن معرفة الاشياء المحسوسات والمعقولات ولا يرون فيهم الاستعداد لزوال ذلك الوهم وتلك الغفلة عنهم الا بمعونة الله تعالى والفتح المذكور ولا شك ان معرفة المحسوسات والمعقولات جميعا هي الاصل في معرفة الله تعالى المعرفة الصحيحة الواردة في الشريعة المحمدية فان الله تعالى انما يعرفه العارفون بمعرفة مخلوقاته وهي جميع المحسوسات والمعقولات فاذا لم تعرف مخلوقاته لا يعرف هو اصلا ولهذا صدر علماء الكلام كتبهم بمسائل الجسم والعرض وتركيب الجسم من الجزء الذي لا يتجزى وذكر الفلاسفة الهيولى والصورة ونحو ذلك وكل هذا العبث من المقصود في معرفة الاشياء فانه ورد في الحديث ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اقترن بنبوته اسرافيل او لا يعلمه الكلمة والشيء ثلاث سنين بعد بلوغه الاربعين سنة من عمره ثم نزل عليه جبريل بالقرآن عشرين سنة عشر سنين بمكة وعشر سنين في المدينة وتعليم اسرافيل له الشيء لم يكن تعليما بانه ينقسم الى جسم وعرض او الى هيولى وصورة ونحو ذلك من مباحث علم الكلام ولو كان لورد عنه صلى الله عليه وسلم ذكر ذلك وبيانه وارشاد الامة

فاذا قلت لي بين لنا هذا الادراك المخصوص الذي يختص به اهل هذه الطريقة وكيف معرفتهم بمخلوقات الله تعالى المحسوسات والمعقولات التي عرفوا بها ربهم سبحانه تعالى **اقول لك** قد كلفتني بما لا اقدر عليه الا بالكلام او بايصال ذلك اليك بحيث ترى انت ذلك كما اني اراه الا بمعونة الله تعالى لك فان اردت بيانه بالعبارة فافهم معنى هذه الاشارة وهي ان الجميع متفقون ان الله تعالى موجود وحده قبل وجود العوالم كلها المحسوسات منها والمعقولات ووجوده هو الحق القديم الازلي الابدي المنزه عن مشابهة كل محسوس وكل معقول ازلا وابدا ثم انه تعالى موصوف بالصفات العلية ومسمى بالاسماء الحسنى فاقتضت صفاته واسماؤه في الازل ان تظهر عنه المخلوقات التي هي مفصلة في علمه القديم والمخلوقات كلها المحسوسات والمعقولات مخترعات له

على غير مثال سابق ولا وجود لها في انفسها اصلا بل هي معلومات في علمه القديم مفصلة في العلم على حسب هذا الترتيب الظاهر وهو تعالى متوجه بها عليها وهو كلامه القديم الذي ليس بحرف ولا صوت فسمي ذاته بهذا الاعتبار وجها من قوله سبحانه كل شيء هالك الا وجهه اي الا ذاته كما قالوا وقوله سبحانه فاينما تولوا فثم وجه الله اي ذاته وقوله سبحانه كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله صلى الله عليه وآله وسلم كان الله ولا شيء معه وهو الآن على ما عليه كان فجميع العوالم المحسوسات والمعقولات معلومات الله تعالى ازلا في علمه القديم متوجه بها عليها بكلامه القديم كما قال سبحانه انما امرنا لشيء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون فقوله سبحانه هو القول الحق وامره هو الامر الحق والعوالم كلها المحسوسات والمعقولات في انفسها باطلة من قوله تعالى لنبيه صلى الله عليه وآله وسلم العارف به المدرك هذا الادراك المخصوص بهذه الطائفة لانه امامهم ومتبوعهم عليه الصلوة السلام قل جاء الحق اي ظهر لي وتبين عندي وزهق الباطل اي انكشف لي بطلان الباطل الذي هو كل محسوس وكل معقول ان الباطل المذكور كان زهوقا من قبل ان ينكشف لي انه زاهق وقال صلى الله عليه وآله وسلم فيما ورد عنه في الحديث الصحيح اصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد الا كل شيء ما خلا الله باطل ○ اذا تقرر لك هذا الكلام وتيقنت بانه حق القي عليك بل تقدر ان تجده كما تقرر لك وتدركه على طبق ما ادركه نبيك صلى الله عليه وآله وسلم وادركته هذه الطائفة المذكورة ببركة متابعتهم له صلى الله عليه وسلم في تقوى القلوب المنتجة لتقوى الظواهر كما ذكرنا لانك لا تقدر على ادراك ذلك اصلا فكيف تجده بنفسك انك تقدر ان تفهم كلام اهل هذه الادراك المخصوص بل كيف تجده بنفسك وانك تعترض عليهم بفهمك في معاني كلامهم ما لم يريدوه من كلامهم على مقتضى ادراكك الوهمي وغفلتك التي هي حجابك من ربك ما هذا الا اعتبار منك وافتراء وجراءة على خاصة عباد الله المكرمين كما خاطب صلى الله عليه وآله وسلم عائشة والصحابة بقوله كما اخرجه السيوطي في الجامع الصغير لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا على التفكر في عدم ادراككم هذا الادراك المخصوص بجميع المحسوسات والمعقولات وليس ذلك الادراك المخصوص له صلى الله عليه وآله وسلم وحده بل للخواص من كبار الصحابة ايضا كابي بكر الصديق وعلي ابن ابي طالب وغيرهما وذلك باق الى يوم القيمة في اهل القرب من الاولياء والصديقين وقال تعالى في حق من لم يدرك هذا الادراك المخصوص مع التكذيب وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون وقال تعالى صم بكم عمي فهم لا يعقلون وقال تعالى لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها مع انهم يدركون مثل ادراك غيرهم من الناس لكن المؤمن الغافل ليس كالكافر الغافل والحاصل اني اشرت لك في كلامي هذا الى الادراك المخصوص باهل هذه الطريقة المذكورة الذين انفردوا به في جميع المحسوسات والمعقولات دون غيرهم

من جميع اهل الاديان والمذاهب فان ادركته ووجدته وذقته وفهمت معاني كلام المنبه عليه عندهم من غير تاويل ولا
تحريف وايقنت بانه حق لا شبهة فيه وان لم تقدر على هذا الادراك فالذي اتحفك به انك تترك كلامهم
ولا تشتمهم ولا تدخل في تحريفه ولا تبديله كما قال القائل ع اذا لم تستطع شيئا فدعه وجاوزه الى ما تستطيع
واياك ان تعتمد على ادراكك الوهمي وعقلك المستولية عليك وليس في وسعك الانكار كلامي واعتمادك على
ما انت فيه من الادراك فتعيش حيوانا وتموت حيوانا ولا حظ لك من النور المحمدي سوى القال والقيل والتعلق على
ما نقول وقيل انتهى قال الامام الغزالي في التفرقة بين الاسلام والزندقة ان حقيقة الكفر والايمان وحدهما
والحق والضلال وسرهما لا يتجلى للقلوب المدنسة بطلب الجاه والمال وحبهما بل انما ينكشف ذلك لقلوب
طهرت عن اوضار الدنيا اولا ثم صقلت بالرياضة الكاملة ثانيا ثم نورت بالذكر الصافي ثالثا ثم غذيت بالفكر
الصائب رابعا ثم زينت بملازمة حدود الشرع خامسا حتى فاض عليها النور من مشكوة النبوة وصارت كانها
مرآة مجلوة وصار مصباح الايمان في زجاجة قلبه مشرق الانوار يكاد زيتها يضئ ولو لم تمسسه نار والى يتجلى اسرار
الملكوت لقوم الههم هواهم ومعبودهم سلاطينهم وقبلتهم دراهمهم ودنانيرهم وشريعتهم رعونتهم وارادتهم جاههم وعبادتهم
خدمتهم اغنيائهم وذكرهم وسواسهم وفكرهم استنباط الحيل لما تقتضيه حشمتهم فهولاء من اين تتميز لهم ظلمة الكفر من
ضياء الايمان ابالهام الهي ولم يفرغوا القلوب عن كدورات الدنيا لقبولها ام بكمال علمي وانما بضاعتهم
في العلم مسئلة النجاسة وطهارة الزعفران وامثالها هيهات هذا المطلب انفس واعز من ان يدرك بالمنى او ينال
بالهوينا فاشتغل انت بشانك ولا تضيع فيهم بقية زمانك فاعرض عن من تولى عن ذكرنا ولم يرد الا الحيوة الدنيا
ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى انتهى والعجب كل العجب انه قال
السيد البرزنجي ان سلطان العادل اورنگ زيب امر باستتابة اولاد الشيخ احمد رحمة الله عليه ومريديه المعتقدين
لهم وهو لا يعرف انه البس خرقة الخلافة العروة الوثقى خواجه محمد معصوم صاحب المكاتيب المشهورة فلو كان السلطان
مريدا للشيخ المجدد رح فكيف زجر اولاده او مريديه فان هذا الاجتناب صريح وافتراء قبيح لما عرفت هذا فالآن
نلقي في روعك ان السيد البرزنجي رتب في رسالة ارادات خمس مقدمات صحيحة في انفسها عند كافة المسلمين لا ريب
فيها وبنى عليها خدشات وخدشات مع انها خدشة من خدشات لا ينبني على واحد منها في نفس الامر بل كلها خدشة
على زعمه الفاسد وفهمه الكاسد **فالمقدمة الاولى** منها ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم افضل الكائنات
واشرف المخلوقات واكرم الخلق على الله تعالى من الجن والانس والملائكة فضلا عن الجمادات وقد حكى
الاجماع على ذلك غير واحد من الحفاظ **والمقدمة الثانية** ان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم باب الله
الاعظم لا يصل الى الله تعالى احد الا بواسطته سواء كان تقدمه في الظهور او تاخر عنه **والمقدمة الثالثة**

ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يخرج من الدنيا الا وقد استكمل واستوى في الكمال الممكن في حق البشر وانه لم
يبق شيء من وجوه الكمال الممكن حصوله له الا وقد اتصف به في حياته صلى الله عليه وسلم **والمقدمة الرابعة**
ان الانبياء عليهم السلام كلهم لا تبلى اجسادهم ولا تفنى وانهم احياء في قبورهم وانهم يعبدون الله تعالى في البرزخ
ولا تنقطع اعمالهم في البرزخ وان صورهم البشرية لا تتغير وان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم باق على رسالته
وتضعف بها الى يوم القيامة قال الله تعالى في حق الشهداء ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء
عند ربهم يرزقون الآية واذا كان الشهداء احياء بنص القرآن فما بالك بالانبياء الذين هم فوق الشهداء بمراتب
ومراحل **والمقدمة الخامسة** ان هذه الامة افضل الامم بنص قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس وان
افضل هذه الامة الصحابة رضوان الله تعالى عليهم اما كشف الحجبات عن وجوه الايرادات متمسكا باذيال عطية
الوهاب واقوال بعض اولي الالباب والله الموفق للصواب واليه المرجع والمآب **المقالة الاولى** فيما بناه
على **المقدمة الاولى قال** فبني على المقدمة الاولى بطلان قوله تفضيل الكعبة على النبي صلى الله عليه
وآله وسلم لانها خلق من المخلوقات بل جزء من الارض وهي جزء من الدنيا التي خلقت لاجله صلى الله عليه
وسلم وقد عرفت انه صلى الله عليه وسلم افضل المخلوقات واكرمها وقد دلت الاحاديث الصحيحة الصريحة الكثيرة
على بطلان هذا القول بل نقول مطلقا ان المؤمن افضل من الكعبة والاحاديث دلت بنصوصها على
اكرمية المؤمن وافضليته على الكعبة فضلا عن سيد المؤمنين في الدنيا والآخرة وان موضع قبره صلى الله
عليه وآله وسلم الذي ضم اعضائه الشريفة افضل بقاع الارض حتى من الكعبة والقرآن انما تشرف به صلى الله
عليه وسلم فكيف تكون الكعبة افضل منه **اقول** بناء هذا الاعتراض ليس على المقدمة الاولى ولا على كلام
المجدد رح بل على فهم المعترض العري عن فن التصوف ومذاق اهل الصلاح بل تمحض البلادة بغير جناح
وهو لا يعرف ان نصرة الحق شرف ونصرة الباطل سرف فاعلم ان المجدد رحمه الله لا يفضل الكعبة
على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بل لا على احد من المؤمنين وهو بصدد بيان تفوق حقيقة الكعبة والحقيقة
الاحمدية على الحقيقة المحمدية حسب مذاق المتصوفين وقد نبهنا في مواضع جديدة بتقريرات مفيدة قد خفيت
على البرزنجي لعدم ماحيقي في التصوف فاطال الكلام لفقدان التعرف ع قد اصبحت ام الخيار تدعي
علي ذنبا كله لم اصنع فلذا اقام في المبدء والمعاد ان حقيقة الكعبة الربانية فوق الحقيقة المحمدية على مظهرها
الصلوة والسلام والتحية وقد فصل هذا الامر في مكتوب تسع ومائتين من المجلد الاول فكان له الرجوع الى هذا المكتوب
فنلقي في روعك انه انما نشأ ذلك التوهم من حمل لفظ الفوق على معنى الافضلية مع انه ليس كذلك فان الافضلية
بمعنى كثرة الثواب وهو لا يتصور هنا في شرح المواقف ان الملائكة وان كانوا فوق البشر يعني في بعض الامور

لكن الافضلية بمعنى كثرة المثوبة للبشر وحمل لفظ الحقيقة على ذات الشيء وشخصه ليس عند الصوفيين فان بل على منشاء التشخص
حقيقة الشيء عندهم هو اسم الالهي وهو مبدأ تعين ذلك الشيء ووجوده وذلك الشيء كالظل والعكس لذلك الاسم والاسم
واسطة الفيوض بين الحضرة المقدسة وذلك الشيء كما ان الشان الذاتية واسطة بين ذلك الاسم المقدس وبين
الذات المنزهة تعالى على ما اجرت عليه العادة الالهية من توسيط الوسائط ورعاية المناسبات بين المفيض
والمستفيض قال الشيخ محي الدين بن عربي قدس سره في رسالته نقش ان الاكوان ظلال اسماء الالهي و
الاسماء ظلال الشيون الذاتية وعند المجدد رحمة الله تعالى عليه باعتبار الظهور لله تعالى مراتب **الاول** مرتبة
اللاتعين وهو مرتبة الذات البحت وعند الصوفية يطلق عليه هذه الاسماء الاحدية الذاتية والاحدية المطلقة
والاحدية الصرف والعالم اللاهوت وازل الازل وخفاء الخفاء وبطون البطون وغيب الهوية **والثاني**
مرتبة التعين الوجودي الحسي **والثالث** مرتبة الجبروت **والرابع** مرتبة العلم الجملي وهي مرتبة الوحدة والشان
التفصيلي وهي الواحدية والاعيان الثابتة وهي مرتبة الاسماء عند القوم وعالم الجبروت والحقيقة المحمدية عنده
عبارة عن الاسم العليم وعنده مرتبة الاسماء ومرتبة الوحدة والعلم الجملي ايضا فهذه المراتب كلها قديمة ازلية تقديم
بعضها على بعض بالذات لا بالزمان وللعالم مراتب **الاول** مرتبة الارواح وهو عالم الامر والملكوت **والثاني**
مرتبة عالم المثال **والثالث** مرتبة عالم الشهادة وهو عالم الخلق والناسوت ومحمد صلى الله عليه وآله وسلم مركب
من عالم الامر والخلق واسمه صلى الله عليه وآله وسلم احمد باعتبار عالم امره ومحمد باعتبار عالم خلقه واسم الله تعالى
الذي هو مربي عالم امره وهو مظهره يقال له الحقيقة الاحمدية وهي المعبرة بحقيقة الكعبة واسمه تعالى الذي هو مربي
عالم خلقه يقال له الحقيقة المحمدية والمراد بالحقيقة المحمدية التي فوقها حقيقة الكعبة التعين الامكاني في النوري وحقيقة
الكعبة التعين الوجوبي قد افاد في المكتوب التاسع والمائتين من المجلد الاول بالعربية وينبغي ان نعلم ان حقيقة
الشخص عبارة عن التعين الوجوبي الذي كان التعين الامكاني ظل ذلك التعين الوجوبي وهو اسم من اسماء الله تعالى
كالعليم والقدير ودون حقيقة الشخص كما تكون التعين الوجوبي كذلك تكون التعين الامكاني الذي هو ظله انتهى
ملخصا ولفظ الحقيقة لا يطلق على الله تعالى بل على اسم من اسماء الله تعالى الذي هو مبدء تعين ذلك الشيء
وحقيقته الوجوبية فلا يرد عليه ان اسماء الله تعالى توقيفية اذ عرفت مصطلحاته فاعرف ان لنبينا صلى الله عليه
وآله وسلم في الطوار والوزنية كمالات لا تحصى ومقامات لا تستقصى فله عليه الصلوة والسلام باعتبار هذا الوجود العنصري
وارشاده لهذا العالم الظلماني اسم مبارك هو محمد صلى الله عليه وآله وسلم ناش من حقيقة واسم الهي يناسب
مرتبة هذا العالم السفلي وهو المسمى بالحقيقة المحمدية وله عليه الصلوة والسلام باعتبار وجود الروحاني المربي
بعالم الملكوت النوراني اسم آخر وهو احمد ناش من اسم فشان الهي هو مبدء واصل للحقيقة المحمدية يناسب

مرتبة ذلك العالم العلوي المسمى بالحقيقة الاحمدية والمعبرة بحقيقة الكعبة الربانية اي مربي الكعبة وشهادة له عليه
الصلوة والسلام ومدار هذين التعين الذين هما كالاحبار الطبيعة عروجات لا تعد واسرار لا تستقصى والبهاء يشير
قوله عليه الصلوة والسلام لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل وبها يومي قوله تعالى فكان
قاب قوسين او ادنى وهو مورد واسرار الاصطفائي المحبوبية الصرفة وهو مناط الفضل ومدار التفوق فثبت
ان التفوق انما هي لبعض كمالاته ومراتبه عليه الصلوة والسلام على بعض وان حقيقة الكعبة الربانية بعض من
حقائقه العالية وجزء من حقيقته الجامعة الشاملة فظهر انه ليس هنا ذكر تفضيل الكعبة على نبينا صلى الله عليه وسلم
كما فهم البرزنجي بل ههنا ذكر مسئلة كشفية للتصوف فالاعتراض سفسطة ومغلطة وينبغي ان نعلم ان فضل الحقيقة
على الحقيقة لا يوجب فضل الصورة على الصورة لجواز ان تحصل للصورة مع حقيقتها التي هي ربها قرب
واتصال لم تيسر للصورة الاخرى وهذا فيما نحن فيه اظهر من ان يخفى لان كمال القرب انما هو بالفناء والبقاء والعروج
المخصوص بالبشر والانسان الكامل له مقام معلوم **ثم اعلم** ان لفظ الحقيقة المحمدية في عبارات المجدد عليه الرحمة
يطلق على معان مختلفة فمتى قوبلت بالحقيقة الاحمدية والكعبة الربانية يراد بها ما ذكرناه سابقا ومتى ذكرت
مطلقا القصد بها الحقيقة الجامعة للحقيقة المحمدية والاحمدية والكعبة الربانية وهي المعبرة بحقيقة الحقائق وهي
الحقيقة التي لا واسطة بينها وبين الذات المقدسة كما ذكره في آخر مكتوب له قبل رحلته بايام قليلة ان الحقيقة
المحمدية فوق جميع الحقائق انتهى قال عروة الوثقى محمد معصوم رحمه الله في المجلد الثاني من مكاتيبه بالعربية
ان حقيقة الكعبة ناشئة من مقام المعبودية والمسجودية التي هي ذات الله تعالى باعتبار شان من شيوناته
واعتبار من الاعتبارات للذات المعراة من النسب والاعتبارات حاصله ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
مركب من عالم الامر والخلق وله اسمان احمد ومحمد **الاول** يطلق عليه صلى الله عليه وآله وسلم باعتبار الاول
والثاني باعتبار الثاني والحقيقة الشيونية الاجمالية هي باصطلاح القوم التعين الاول والحقيقة التفصيلية
هي التعين الثاني باصطلاحاتهم فظل التعين الاول اسماء الله تعالى وظلها عالم امره عليه الصلوة والسلام
وظل التعين الثاني عالم امره مع خلقه عليه الصلوة والسلام والتحية فعنده رح في التعين الاول مراتب الشيونات
وفيه شان الاحمدية والكعبة وشان فوق شان **واعلم** ان عند المجدد رح الصفات الزائدة على الذات
موجودة بوجود زائد وهو مذهب جمهور المتكلمين في شرح العقائد لمولانا جلال الدواني ولكن هم يخالفون في
كون الصفات عين ذاته او غير ذاته او لا هو ولا غيره فذهب المعتزلة والفلاسفة الى الاول وجمهور المتكلمين
الى الثاني والاشعرية الى الثالث انتهى ومقامها ومدار الصور العلمية التي هي في مراتب العلمي والتعين العلمي
الجملي تعين اول صفة العلم الذي من الصفات الحقيقية الزائدة ولا التعين الاول لذاته تعالى كما هو عند القوم

لان الصفات عندهم عين الذات فالحقيقة المحمدية اي التعين الامكاني في نوعها حقيقة الكعبة لا شك فيها وهي الشان الوجودي في التعين الاول ويتوجه اليها في الصلوة فصح قوله في المبدأ والمعاد وما تعريه ان الحقيقة القرآنية وحقيقة الكعبة الربانية فوق الحقيقة المحمدية على مظهرها الصلوة والسلام انتهى وليس في المبدء والمعاد لفظ التفضيل ولا لفظ الافضل بل لفظ الفرق قال العلامة النابلسي الدمشقي في نتيجة العلوم قوله ان حقيقة الكعبة افضل من محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهذا معلوم من حيث هذا اللفظ المذكور عند اهل الادراك الخاص فان حقيقة الكعبة بيت الله الجامع لجميع الاسماء والصفات ويشير اليه اخباره صلى الله عليه وآله وسلم بان الحجر الاسود يمين الله في الارض وبيت الله الجامع المذكور هو الذات الالهية وهو حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم في غيب الغيب والمراد بالحقيقة الخالق البارئ المصور للكعبة ولمحمد صلى الله عليه وآله وسلم ولا شك ان معنى حقيقة الشيء ما به الشيء هو هو على المعنى الذي عند اهل الادراك الخاص المذكور لا عند غيرهم من اهل الرسوم الظاهرة والخالق البارئ المصور هو الذي به كل شيء هو ذلك الشيء فان الشيء ليس شيئا بنفسه بل بخالقه البارئ المصور له فما دام الخالق البارئ المصور قائما على الشيء حافظا له بآثاره المصور له فذلك الشيء هو ذلك الشيء فالحق تعالى هو حقيقة الكعبة عند اهل الادراك المخصوص وحقيقة الحق تعالى لا شك انها افضل من محمد صلى الله عليه وآله وسلم لانه صلى الله عليه وسلم مخلوق لا انها افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهو لم يقل افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم واما انت يا مسكين فلا تعرف الحق تعالى القيوم على كل شيء الذي كل شيء هالك الا وجهه الا ذاته الا حقيقته جل وعلا وتنزه وتقدس عن مشابهة كل ما صدر عنه من الاشياء انتهى قال البرزنجي وقد علمت ان المسجودية اليها من حيث القبلية لا تقتضي تفضلها على احاد المؤمن فضلا عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولما وردوا عليه في قوله كما ان صورة الكعبة مسجود اليها للصورة المحمدية كذلك حقيقة الكعبة مسجود اليها للحقيقة المحمدية انه يلزم افضلية صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله عليه وسلم بعين ما زعمتم ان حقيقة الكعبة افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وسلم والحال ان من المقرر المعلوم من الدين انه المقصود من خلق العالمين ولولاه لما خلق الافلاك قال في الجواب ينبغي ان نعلم ان صورة الكعبة ليست عبارة عن الحجر والمدر اذ لو فرض هدمها كانت الكعبة كعبة ومسجودة للخلائق انتهى فكانه التزم افضلية صورة الكعبة على الصورة المحمدية لكن هرب من الحجر والمدر ان لا يكون تفضلها على جسم محمد صلى الله عليه وسلم وقال في المكتوب الموفى بانه الكعبة المسجود اليها للخلق ليست هي الحجر والطين ولا السقف والجدران لان تلك لو زالت كانت الكعبة كعبة مكانها وانما الكعبة لها ظهور ولا صورة لها وهذا من اعجب العجائب انتهى ولا يخفى ان هذا انكار الضروري من الدين ويلزم ان ابراهيم واسمعيل لم يبنيا هذا البيت وان الطواف لم يلزم به وانه لا يكفر باهانته وتلطيخه بالقاذورات ولا يندب ان يكسى الى غير ذلك من المفاسد ثم ان هذا ليس بجواب لان الكعبة

هي

هي البيت الحرام بالنص والبيت هو المبني من الحجر والطين المركب من الجدران والسقف ولهذا اوجبوا الطواف خارجها وكفروا ان استقبل بحضرتها غير بنائها وكفروا من لوثها بالقاذورات والعياذ بالله الى غير ذلك واما القبلة فلا تنحصر في الكعبة بل البيت وما يسامتها من علوه وسفل جهة الكعبة لمن يكون بعيدا عنها وبيت المقدس كان قبلة وليس هي الكعبة فالقبلة اعم من الكعبة ولا يلزم من عدم الاعم عدم الاخص وانما وجود الاخص يستلزم وجود الاعم

اقول هذا التقرير ليس له اصل ولا فصل فان المجدد رحمه الله لا يبحث عنها والحقيقة الكعبية اصطلاح خاص كما ان الحقيقة المحمدية والحقيقة الاحمدية والحقيقة القرآنية وحقيقة الكعبة وحقيقة الصلوة معان خاصة وقد ذكر معنى حقيقة الكعبة ولا يرد عليه انه كما انها صورة الكعبة مسجود اليها للصورة المحمدية كذلك حقيقة الكعبة مسجود اليها للحقيقة المحمدية لانه ليس المراد بالحقيقة معناها المتعارف الذي زعمه البرزنجي حتى تحمل الصورة على الصورة كما حملت الحقيقة على الحقيقة فما الحاجة الى دفع الاعتراض بل هذا مبني على سوء الفهم وما قيل ان صورة الكعبة ليست عبارة عن الحجر والمدر فعلى تقدير تسليم بيان للواقع وظن البرزنجي انه التزم فضيلة صورة الكعبة على الصورة المحمدية لكن هرب من الحجر والمدر لئلا يكون تفضلها على جسم محمد صلى الله عليه وسلم ظن فاسد ومنع كاسد وليس هذا انكار الضروري فان الكعبة ليست عبارة عن الاحجار وما بنى العمارة الموجودة في العيان بل هي عبارة عن الفضاء من تحت الثرى الى الفلك الاعلى ومما يدل على ان الكعبة غير هذا البناء ما روي عن مجاهد ان الله تعالى خلق موضع البيت قبل ان يخلق شيئا من الارض بالفي عام وان قواعده في الارض السابعة قال ابن كثير في تفسيره لم يرد عن معصوم ان البيت كان مبنيا قبل الخليل وما روى الطبراني في الاوسط عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الكعبة لها لسان وشفتان ولقد اشتكت فقالت يا رب قل عوادي وقل زواري فاوحى الله اليها اني خالق بشرا خشعا سجدا يحنون اليك كما تحن الحمامة الى بيضها وما روى الفاكهي عن علي رض قال خلق الله تعالى البيت قبل الارض بالفي سنة وكان زبدا على الماء وما روى الفاكهي ايضا عن ابي هريرة رض انه قال الكعبة خلقت قبل الارض بالفي عام قيل وكيف خلقت قبل الارض وهي من الارض قال لانه كان عليها ملكان يسبحان الله تعالى بالليل والنهار الفي سنة فلما اراد الله ان يخلق الارض دحاها من تحت الكعبة في وسط الارض كذا في الاعلام بتاريخ بلد الله الحرام وما في الخبر ان آدم لما قضى مناسكه لقيته الملائكة فقالوا بر حجك يا آدم لقد حججنا هذا البيت قبلك بالفي عام وما اخرج الجندي عن الزهري قال اذا كان يوم القيامة رفع الله تعالى الكعبة الى بيت المقدس فتمر بقبر النبي عليه الصلوة والسلام فتقول السلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركاته فيقول النبي صلعم يا كعبة الله ما حال امتي فتقول يا محمد اما من وفد الي فانا القائم بشانه واما من لم يفد الي من امتك فانت القائم بشانه كذا في تفسير الدر المنثور وما روي عن جابر انه قال [illegible]

والسلام زرت الكعبة الى قبري فتقول السلام عليك يا محمد فنقول لها عليك السلام يا بيت الله ما صنع
بك امتي بعدي فتقول من اتاني فانا اكفيه واكون له شفيعا ومن لم ياتني فانت تكفيه وتكون له شفيعا وما قال
وهب بن الورد كنت في الطواف انا وسفيان الثوري بالبيت فانقلب سفيان وبقيت في الطواف فدخلت
الحجر فصليت تحت الميزاب فبينا انا ساجد اذ سمعت كلاما بين استار الكعبة والحجارة وهو يقول يا جبريل اشكو
الى الله ثم اليك ما يصنع هؤلاء الطائفون حولي من تفكههم في الحديث ولغطهم وسهوهم قال وهب فعرفت ان
البيت شكا الى جبريل عليه السلام وما قال علي بن موفق دخلت في الحجر سمعت البيت يقول لئن لم ينته
الطائفون حولي عن معاصي الله لاصرخن صرخة ارجع الى المكان الذي جئت منه وما قال الشيخ محي الدين
بن عربي في الفتوحات المكية وكان بيني وبينها في زمان مجاورتي بها مراسلات وتوسلات ومعاتبة دائمة
وقد ذكرت بعض ما كان بيني وبينها من المخاطبات في جزء سميناه تاج الرسائل ومنهاج الوسائل يحتوي فيما
اظن على سبع رسائل او ثمان من اجل السبعة الاشواط لكل شوط رسالة مني الى الصفة الالهية التي تجلت لي
في ذلك الشوط ولكن ما عملت تلك الرسائل ولا خاطبتها بها الا بسبب حادث وذلك اني كنت افضل عليها
نشاتي واجعل مكانتها في محل الحقائق دون مكانتي واذكرها من حيث ما هي نشاة جمادية في اول درجة
من المولدات واعرض عما خصها الله تعالى به من علو الدرجات وذلك لا في همتها ولا اتعجب لطواف الرسل
والاكابر بها وتقبيل حجرها فاني على بينة من ترقي العالم علوه وسفله مع الانفاس لاستحالة ثبوت
الاعيان على حالة واحدة فان الاصل الذي يرجع اليه جميع الموجودات وهو الله وصف نفسه انه كل يوم
هو في شان فمن المحال ان يبقى شيء من العالم على حالة واحدة زمانين فتختلف الاحوال عليه لاختلاف
التجليات بالشؤون الالهية وكان ذلك مني في حكم الغفلة حال غلب علي فلا شك ان الحق اراد ان ينبهني
على ما انا فيه من سكر الحال فاقامني من مضجعي في ليلة باردة مقمرة فيها رش مطر فتوضأت وخرجت الى
الطواف بانزعاج شديد وليس في الطواف احد سوى شخص واحد فيما اظن والله اعلم فقبلت الحجر وشرعت
في الطواف فلما كنت في مقابلة الميزاب من وراء الحجر نظرت الى الكعبة فرايتها فيما يخيل لي قد شمرت
اذيالها واستعدت مرتفعة عن قواعدها وفي نفسها اذا وصلت بالطواف الى الركن الشامي ان تدفعني
بنفسها وترميني عن الطواف بها وهي تتوعدني بكلام اسمعه باذني ففزعت فزعا شديدا واظهر الله سبحانه
لي منها حرجا وغيظا بحيث لم اقدر على ان ابرح من موضعي ذلك وتسترت بالحجر ليقع الضرب منها عليه وجعلته
كالمجن الحائل بيني وبينها واسمعها والله العظيم وهي تقول لي تقدم حتى ترى ما اصنع بك كم تضع من قدري
وترفع من قدر بني آدم وتفضل العارفين علي عزة من له العزة لا اتركك تطوف فرجعت مع نفسي وعلمت

ان الله تعالى يريد تاديبي فشكرت الله على ذلك وزال جزعي الذي كنت اجده وهي والله فيما يخيل لي قد ارتفعت
عن الارض بقواعدها مشمرة الاذيال كما يشمر الانسان اذا اراد ان يثب من مكانه يجمع عليه ثيابه هكذا تخيلت
لي قد جمعت ستورها لتثب علي وهي في صورة جارية لم ار صورة احسن منها ولا يتخيل احسن منها فارتجلت ابياتا
في الحال اخاطبها بها واستنزلها عن ذلك الحرج الذي عاينته منها فما زلت اثني عليها في تلك الابيات وهي
تتسع وتنزل بقواعدها على مكانها وتظهر السرور بما اسمعها الى ان عادت الى حالها كما كانت وامنتني وتشيرت
الى بالطواف فرميت بنفسي على المستجار وما في مفصل الا وهو يضطرب من قوة الحال الى ان سري عني و
صالحتها واودعتها شهادة التوحيد عند تقبيل الحجر فخرجت الشهادة عند تلفظي بها وانا انظر اليها بعيني في صورة
سلك وانفتح في الحجر الاسود مثل الطاق حتى نظرت الى قعر طول الحجر فرايته نحو ذراع فسالت عنه بعد
ذلك من رآه من المجاورين حين احترق البيت فعمل بالفضة واصلح شانه فقال لي رايته كما ذكرت في طول
ذراع الانسان ورايت الشهادة قد صارت مثل الكرة واستقرت في قعر الحجر وانطبق الحجر عليها وانسد ذلك
الطاق وانا انظر اليه فقالت لي هذه امانة عندي ارفعها لك الى يوم القيمة فشكرت الكعبة على ذلك ومن
ذلك وقع الصلح بيني وبينها فخاطبتها بتلك الرسائل السبع فزادت لي فرحا وابتهاجا حتى جاءتني بشرى
على لسان رجل صالح قال لي رايت البارحة في النوم الكعبة وهي تقول سبحان الله ما في هذا الحرم من
يطوف بي الا فلان وسمتك لي باسمك وما ادري اين انت من الناس ثم قصت لي في النوم وانت طائف
بها وحدك قال الراوي فقالت لي انظر اليه هل ترى طائفا آخر فقلت لا والله ولا اراه الا انا فشكرت الله
على هذه البشرى من مثل ذلك الرجل فتذكرت قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الرؤيا الصالحة انه يراه
الرجل المسلم او ترى له انتهى فقد ظهر الآن ان الكعبة ليست عبارة عن الحجر والمدر والجدران والسقف فقط
بل هي غيرها كما بينت فبطل القول بان الكعبة منحصرة في الحجر والمدر والجدران والسقف فلو كانت الكعبة
السقف والجدران واللبن والآجر والاحجار والهيئة المخصوصة العارضة بالبناء بتركيب السقف والجدران فيلزم
محذورات اولها انه على هذا التقدير يلزم انه لو انهدمت الكعبة والعياذ بالله وارتفعت لا تجوز السجدة
الى الفضاء وليس كذلك وثانيها لا تجوز البناء وتبديل صورتها بل يحرم لانه بالتغير يتغير الكعبة مع انها
قد بنيت الكعبة كرات ومرات كما ثبت بدلالة التاريخ وثالثها على هذا التقدير لا يجوز الصلوة في قعر البئر
وعلى شواهق الجبال والتلال المرتفعة بل على سطح الكعبة لانه لا يحاذي الكعبة على هذه التقادير وما قيل
انه يلزم ان ابراهيم واسمعيل لم يبنيا هذا البيت وان الطواف لم يلزم به وانه لا يكفر بانه وقد تلطيخه بالقاذورات
ولا يذهب ان يخفى انه خطاء فاحش فانه كيف يلزم من كون الكعبة الفضاء هذه المحذورات فعليه بيان

وجه الاوجه فانه كما كان البيت في حيز من ذلك الفضاء المعبر بالكعبة اجرى عليه الاحكام المذكورة فانه لاريب ان
البيت واقع في ذلك الفضاء فيعظم ويجل ويجرى عليه حكم الكعبة بهذا الاعتبار ولكان في الحقيقة الكعبة مسجودا لها
كما سبق والكعبة ليست هي البيت بانفس بل اطلاق البيت على الكعبة بالغلبة كالنجم على الثريا والبيت الحرام المبني
من الحجر والطين المركب من الجدران والسقف واقع في الفضاء المعبر بالكعبة فلهذا يجوز اطلاق احدهما على الآخر ويجري احكام
الكعبة على البيت فلا يلزم منه الاتحاد في المفهوم ونظيره المصاحف الموجودة في ايدينا فان القائه في القاذورات
كفر مع ان كلام الله تعالى حقيقة وبالذات هو الكلام النفسي القديم والقبلة الجهة لغة وعرفا ما يصلى اليه نحو امن الارض
السابعة الى السماء السابعة مما يحاذي البيت فالقبلة لغة وان كانت اعم من الكعبة لكن بحسب العرف كانت بينهما
المساواة قال العيني في شرح الهداية وفي التنظيم الكعبة قبلة من في المسجد الحرام والمسجد قبلة من بمكة ومكة
قبلة الحرم والحرم قبلة العالم وبه قال مالك قيل هذا على التقريب فاما على التحقيق فالكعبة قبلة العالم ولا تجزيه
نية بناء الكعبة ولا نية الحجر الاسود لان القبلة العرصة الى عنان السماء لا البناء لان البناء لو وضع في مكان
آخر فصلى اليه لا تجزيه والى العرصة تجزيه وكذا لو صلى على ابي قبيس يجوز وان لم يقابل البناء في منبع العلوم وقوله
وانها اي الكعبة مع كونها من عالم الخلق فليست هي الحجر والطين والسقف والجدران يعني ليست هي ذلك
فقط كما ان الانسان ليس هو الجسم الظاهر فقط بل حقيقة الانسان باطن ذلك ايضا مراده باعتبار عالم الملكوت
الاعلى والحضرة الروحانية وقوله بل لا صورة لها اي الكعبة يعني في عالم الملكوت لانها الروح الاعظم المخلوق الذي
هو من امر الله تعالى تطوف به الارواح كلها الناشئة عنها وقوله وحقيقتها اي الكعبة هو المعنى اي المقصود
الذي صار مبدأ لشان الاسم العليم والذي صار مبدأ الشان للاسم العليم هو الذات الالهية وانما خصت
الكعبة بالاشارة اليها بان حقيقتها هي الذات العلية مع ان حقيقة كل شيء كذلك كما ذكرنا لما ورد في الشرائع
من الاهتمام بشانها في استقبالها في الصلوات والطواف بها دون غيرها من جميع الاشياء وان قال تعالى
اينما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع عليم فللكعبة حينئذ ثلاث اعتبارات الاول من حيث كونها هي الحجر والطين
والسقف والجدران وهذا محل نظر اهل الرسوم وحكمها وجوب الاستقبال في الصلوات ووجوب الطواف بها في الحج
والعمرة وهذا حظ الاجسام الثاني كونها امرا روحانيا شريفا قائما بامر الله تعالى لا صورة له وهذا محل نظر العارفين
في استجلاء الانوار الالهية والاستمداد الرباني وهذا حظ الارواح الثالث حقيقتها الاصلية التي نشأ عنها
كلا المعنيين المذكورين وهي الحقيقة الالهية والذات الربانية من تجلي الاسم العليم لكل شيء وهو المراد ههنا في الفصل
المذكور انتهى قال فان قلت قد صرح قدماء الحنفية كما في شرح الطحاوي والهداية والبزازية وغيرها ان الكعبة
هي العرصة والهواء الى عنان السماء دون البناء لانه ينقل وهذا خلاف ما ذكرتم قلت هذا مع كونه خلاف

ما ذكره هذا الاجل من ان الكعبة لها ظهور وليس لها صورة ومن ان صورة الكعبة تعجز العقل عن تشخيصها كما يأتي
قريبا لان كلا من العرصة والهواء تشخصها العقل والعرصة لها صورة فهو ايضا خلاف اللغة وخلاف مصطلح الشرع
فان الله تعالى يقول جعل الله الكعبة البيت الحرام فجعل البيت الحرام عطف بيان للكعبة والاحاديث مصرحة بان ابراهيم
واسمعيل عليهما السلام امرا ببناء هذه الكعبة وبخرب الكعبة ذو السويقتين من الحبشة وبرفع الله الكعبة البيت الحرام الى البيت المعمور
وحتى يزين الكعبة الى غير ذلك مما يطول ذكرها ومن ثم اعترض صاحب الغاية بان الكعبة هي البناء المربع ماخوذ
من الارتفاع والنتوء ومنه الكاعب فكيف يقال الكعبة هي العرصة والصواب ان القبلة هي العرصة كما ذكره
صاحب المحيط انتهى من البحر الرائق وقد تنبه لما قال صاحب المحيط المتاخرون كالزيلعي وصدر الشريعة وابن الهمام
وغيرهم فعبروا بالقبلة دون الكعبة فتعبير اولئك محمول على انهم تجوزوا وعن القبلة بالكعبة وهو لا ينافي ان الكعبة
حقيقة هي البناء **اقول اما اولا** فبانا كشي اذ خلا من مقصوده لنا وفي هذا المقام اعترف البرزنجي بعد القال
والقيل بان مسلك قدماء الحنفية ان الكعبة هي العرصة والهواء فالآن ظهر الحق الواضح والصدق اللائح ثم
ليس مجال لمعاند جارح ومجادل غير ناصح فاعتراض البرزنجي وتكفيره يرجع الى قدماء الحنفية نعوذ بالله منه ٥
يا ناطح الجبل العالي لتكليمه اشفق على الراس لا تشفق على الجبل * قال فقهاء الحنفية والمالكية ان الكعبة القبلة
عندنا هي البقعة المحدودة الى السماء دون البناء والبناء متبع وعلامة لمعرفة القبلة حتى لو وضع هذا البناء
في موضع آخر لا يجوز تعظيمه ولو انهدم البناء والعياذ بالله كانت الكعبة باقية بدليل ان الانبياء والاولياء استقبلوا
وطافوا البقعة بعد الطوفان مدة الفين واربعين سنة ولم يكن هناك بناء وعند الشافعية كذلك
الا في حق من يصلي في الكعبة او على سطحها فانه فرض عليه ان يستقبل الى البناء اقله قدر ثلثي ذراع حتى لو صلى
داخل الكعبة موجها الى الباب المفتوح لا يجوز عندهم الا اذا كانت العتبة مرتفعة قدر شبر او زيادة بدليل ان النبي
عليه الصلوة والسلام صلى داخل البيت موجها الى الباب وامر برده اليه ولولا ان الكعبة بناء او شاخص لما
امر برد الباب وقال بعضهم قبلة الداخل البناء وقبلة الخارج ايضا البناء فاذا لم يكن البناء ولا الشاخص
يصلى الى البقعة ضرورة والقبلة اسم للبقعة والعرصة فافهم هو الصواب كما هو في البحر انتهى **واما ثانيا**
فاني قد ذكرت اصطلاح المجدد رحمة الله عليه فذكر الخلاف كرات ومرات لا طائل تحته ومن يتامل في اصطلاحه
يعرف ان حقيقة الكعبة شيء يعجز العقل عن تشخيصها واين حقيقة الكعبة والعرصة والهواء والبيت الحرام الموجود
في العيان الواقع في فضاء الكعبة فقال عز من قائل جعل الله الكعبة البيت الحرام وان كان الكعبة هي
البيت الحرام حقيقة وذاتا مستمدا فكيف يتعلق الجعل بينهما اذا الجعل يقتضي نسبة الامكان بين المجعول والمجعول اليه
والشيء لا ينفك عن ذاته بجعل الذات من ذلك الشيء بالعين الا ترى ان النسبة بين الذات والذات هي

[illegible]

الضرورة والوجوب فكيف يجوز العقل كون احدهما مسجوداً وثانيهما مسجوداً اليه فجعل الكعبة هو جعل البيت الحرام فان جعل الذات هو جعل عينها فان الجعل لا يتخلل بين الشيء ونفسه **واما ثالثا** فبان الامر ببناء الكعبة لا يدل على انها البيت الكعبة لفضاء فان الكعبة يطلق في العرف على البيت الواقع في الفضاء ايضا كما انها هي العرصة والفضاء حقيقة **واما رابعا** فبان الكعبة لو سلم انها سميت بها وان سلم انها سميت للارتفاع ومأخوذة منه فلا يلزم منه ان لا تكون هي العرصة ولا يلزم منها انه لو زال الارتفاع والعياذ منه بالله لا يكون الكعبة على الارض ولا يصح الصلوة الى العرصة وهذا باطل مع ان ارتفاع الفضاء في الخارج من تحت الثرى الى العرش فهو اعظم من ارتفاع البيت **واما خامسا** فبان تعبير الطحطاوي وصدر الشريعة وابن الهمام وغيرهم بالقبلة ليس على ما فهمه البرزنجي بل لانها لما كانت الكعبة جهة العبادة عبروا بالقبلة فالكعبة قبلة بهذه الجهة فظهر الحق في كمال الوضوح والعيان ودمر على تلبيسات اهل العدوان وهو جهة طويل الباع وكثير الاطلاع **قال** ثم قال بل صورة الكعبة مع انها من عالم الخلق هي في لون الحقائق الامرية ومجهولية يعجز الخلق عن تشخيصها الى ان قال نعم ان لم تكن لكن لم تكن مستحقة لان تكون مسجوداً اليها لافضل الموجودات انتهى ولا شك ان المسجود اليها البيت وما يليه انتهاها من الهباء او جهته او صوب المقصد كما مر والكل من عالم الخلق فما معنى كونها في لون الحقائق الامرية ومجهولية يعجز الخلق عن تشخيصها فان اشار الى ما ذهب اليه من انها صورة التعين الاول فذلك يستلزم الغاء الصورة البنائية وهو هدم للشرع وذهاب الى مذهب الباطنية والعياذ بالله ويستلزم ايضا كون الكعبة على الصورة المستلزمة لجامعيتها وقد اعترف بانه لا جامعية الا للانسان الكامل وهو الكلام الحق فلا يكون غيره مخلوقا على الصورة فلا يكون شيئا من الكائنات غير الانسان الكامل مظهر التعين الاول فلا تكون حقيقة الكعبة مسجودة للحقيقة المحمدية من حيث الامداد والاستمداد واما من حيث العبودية وامر الله تعالى بذلك فلا يستلزم ذلك ايضا لم يقع الامر الا بالسجود الى صورة البيت لا الى حقيقته وقد صلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم ستة عشر شهراً نحو بيت المقدس وصلى في نافلة السفر الى حيث توجهت به راحلته والحال انه ليس لبيت المقدس ولا لما توجه اليه من اجزاء الارض فضلية على الصورة المحمدية قطعا وبالاتفاق فالمسجودية اليها لو استلزمت الافضلية لاستلزمت جامعية المستلزمة لكون المتوجه اليها مستحقة للخلافة على الصورة واللازم باطل فالملزوم مثله **اقول** هذا الكلام كله من قبيل بناء الفاسد على الفاسد فان بناءه على عدم فهم معنى حقيقة الكعبة وعدم معناها المصطلح عند المجدد رحمه الله فتذكر والعجب ان المجدد يتكلم في حقيقة الكعبة المصطلحة والبرزنجي يعترض بالكعبة المعروفة واين هذا من ذاك فالاعتراض يرد على وجه كلامه لا على اصطلاح المجدد ولما كان كلامه في حقيقة الكعبة فكيف يلزم هدم الشريعة والذهاب الى مذهب الباطنية ولا يرد عليه اختصاص الكعبة

بالانسان وهذا ما وجد لنا ذكرنا **قال** ثم نقول ما معنى مجدد الالف الثاني وهل بقي من مدة هذه الامة الف ثان حتى يكون مجدده اليس قد اجمع العلماء وذكره الحافظ السيوطي في رسالة الكشف ان ما بعد الالف لا يبلغ خمس مائة سنة وان القيمة تقوم في رابع مائة وشيء وقد بينا ذلك في كتابنا الاشاعة في اشراط الساعة اتم بيان وقال بعض اتباعه في توجيه هذا القول ذكر الحسين بن معين الدين الميبذي ان الصوفية يقولون كل زمان نوبة ظهور سلطنة اسم فاذا انقضت نوبة الهيبة وقد وصل نوبة سلطنة الى اسم آخر وهو المشار اليه بقوله كل يوم هو في شان وان يوما عند ربك كالف سنة مما تعدون ولهذا البعث اكثر اولو العزم على راس الف سنة من مضي من قبله انتهى بحروفه وكانه اخذه من قول شيخه ان بعد كل الف تغيير الملل فنقول هذا اثبات لما فهمناه فان انقضاء نوبة سلطنة الاسم ابطال لحكمه ومحمد صلى الله عليه وسلم حكمه وشرعه باق الى يوم القيمة فيدل على عدم انقضاء حكم هذا الاسم الذي هو مظهره فاذا لم يبطل حكمه لم يحتج الى مجدد آخر فان قلت لم لا يجوز ان يكون يبطل حكمه منفردا ولكن ظهر اسم آخر معه هو محمد بانضمام الحكم مشتركا كما قال في بعض مكاتيبه انه شريك محمد صلى الله عليه وسلم في دولته الخاصة يعني ختم النبوة وانه خلق من طينته قلنا قد ذكرتم ان لكل اسم الف سنة لا ازيد ولا انقص فلا يجوز المشاركة في الالف بين الاسمين وايضا فان بعد مضي الالف من البعثة صلى الله عليه وآله وسلم الى زوال الدنيا لم يبق الا اربع مائة وشيء فلا يكون تمام حصته اسم فيجب ان يضم اليه تمام الالف من البرزخ ويلزم ان تكون القيمة لا تقوم على امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهذا من ضروريات الدين بانه صلى الله عليه وسلم نبي الساعة وانها على امته تقوم وانه خاتم النبيين لا نبي بعده واذ قد علمتم ان مقتضى ما نقلتم عن الميبذي وما فهمتم التجديد بعد الالف فقد لزمكم الاعتراف بما فهمناه اذ التجديد المتعلق بالالف بهذا المعنى هو ابطال نبوة وشريعة واحداث الاخرى والا كان كفاه ان يسمى مجدد المائة الحادي عشرة او تجديد المائة لا يستلزم ذلك فقد قال صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تعالى يبعث في هذه الامة على راس كل مائة من يجدد لها امر دينها فاشار بقوله هذه الامة وبقوله يجدد لها الى ان هذا التجديد للنبي مؤيد للدين ومقوله بخلاف التجديد الالفي فانه ابطال الدين ورفع له فانظر الفرق بين التعبيرين فان قولكم مجدد الالف الثاني مع كونه كذبا اذ لا الف ثان وكونه مخالفا للشرع اذ لم يرد به الشرع فيه ايهام لبطلان شرعه صلى الله عليه وآله وسلم وفي ضمن ذلك دعوى بعض الجهال عند العارف بالمعاني على ان الالوف المذكورة ليست قمرية بل شمسية ولا يلزم تمامها بل لا يتوافقان ولو سلم فالنبي صلى الله عليه وسلم لم يبعث في راس الالف السابع بل بعث في اواخر الالف السادس كما هو مصرح به في الاحاديث وان اول البعثة ليس اول الهجرة ولا وقت ارتحاله وعلى هذا فالنبي صلى الله عليه وسلم اقدم من الالف قديما يكون راس الالف الشمس عند خروج المهدي فانه احق بوصف التجديد وقد ذكرنا في رسالتنا القشارة البرزنجي ان شروط المجدد

التى ليست موجودة فى هذا الرجل ولا يصلح ان يكون مجددا اصلا وبالجملة فهذا لغو ما كان ينبغى ان نشتغل بجوابه
لكن اخرج الامر الى ذكره اقول ههنا ابحاث البحث الاول ان علم الساعة من المغيبات التى لا يعرفها الا هو سبحانه
تعالى فالقول بانها تقوم فى سنة كذا امر عسير جدا فانه لم ينقل من الشارع تصريح بانها تقوم فى سنة كذا
والمظنونات لا تفيد اليقين وما قال السيوطى فى رسالة الكشف يكذبه ما قاله البرزنجى فى الاشاعة وما نبين بطلان
قول البرزنجى ان شاء الله تعالى فاعلم انه قال البرزنجى فى الاشاعة قال الامام الحافظ الحجة جلال الدين عبد الرحمن
السيوطى فى رسالته المسماة بالكشف فى مجاوزة هذه الامة عن الالف الذى دلت عليه الآثار ان مدة هذه الامة
تزيد على الف سنة ولا تبلغ الزيادة عليها خمس مائة سنة وذلك لانه ورد من طرق ان مدة الدنيا اى من
لدن آدم عليه السلام الى قيام الساعة سبعة آلاف سنة وان النبى صلى الله عليه وسلم بعث فى آخر الالف
السادس قال وورد ان الدجال يخرج على راس مائة سنة وينزل عيسى عليه السلام فيقتله فيمكث فى
الارض اربعين سنة وان الناس يمكثون بعد طلوع الشمس من مغربها مائة وعشرين سنة وان بين النفختين
اربعين سنة فهذه مائتا سنة لا بد منها قال ولا يمكن ان تكون المدة الفا وخمس مائة سنة اصلا ثم ساق
بسنده الاحاديث الدالة على ما ذكره مستوفيا لطرقه اقول الذى فهمنا من الاحاديث التى ذكرناها فى القسم
الثالث ان المهدى يمكث فى الارض اربعين سنة وان عيسى يمكث بعد الدجال اربعين سنة كما رواه الحاكم
فى المستدرك عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه ان عيسى ينزل فيقتل الدجال فيتمتعون اربعين سنة لا يموت
احد ولا يمرض احد ويقول الرجل لغنمه ولدابته اذهبوا فارعوا وتمر الماشية بين الزرعين لا تاكل منه سنبلة والحيات
والعقارب لا تؤذى احدا والسبع على ابواب الدور ويأخذ الرجل المد من القمح فيبذره بلا حرث فيجيء منه سبع
مائة مد الحديث فانه ظاهر فى ان الاربعين بعد الدجال وان بعد عيسى يتولى امرهم القحطانى يتولى احدى وعشرين
سنة ولنفرض لتقيتهم الى طلوع الشمس من المغرب عشرين سنة ايضا ان لم تكن اكثر فهذه مائة وعشرون
سنة ومر ان الدجال يمكث اربعين سنة فان لم يكن سنتين فلا اقل من مقدار سنتين لان ايامه طوال
وان بعد طلوع الشمس من مغربها يمكث الناس مائة وعشرون سنة وفى رواية ان الشرار بعد الخيار عشرون
ومائة سنة ومر ايضا ان المومنين يتمتعون بعد طلوعها اربعين سنة ثم يشرع فيهم الموت فهذه ثلث
مائة وعشرون سنة وقد مضى بعد الالف قريب من ثمانين فهذه اربع مائة والى تمام هذه المائة تبلغ اربع
مائة وثلثين وقد مر عن السيوطى انه لا تبلغ خمس مائة بل اخذ بعضهم من قوله تعالى فهل ينظرون الا ان تاتيهم الساعة
بغتة وقوله تعالى ولا تاتيهم الا بغتة وان الساعة تقوم سنة سبع بعد اربع مائة فان عدد حروف بغتة الف
واربع مائة وسبع والعلم عند الله تعالى فيحتمل خروج المهدى على راس هذه المائة احتمالا قويا بل قبل المائة

وان الدجال يخرج فى خلافته وهو كما ترى تخرج على راس المائة ويحتمل ان يتاخر للمائة الثانية ولا يفوتها قطعا واذا
تاخر فلا بد ان يبعث الله على راس هذه المائة من يحيى للامة امر دينها كما ورد فى حديث مشهور قال الحافظ السيوطى
فى منظومته ؎ وشرط ما فى ذلك ان تمضى المائة ÷ وهو على حياته بين الفئة ÷ يشار بالعلم الى مقامه ÷ وينصر
السنة فى كلامه ÷ وان يكون فى حديث قد روى ÷ من اهل بيت المصطفى وهو قوى ÷ ويرجح الاول الثانى
ما اخرج نعيم بن حماد عن محمد بن الحنفية رضى الله عنه قال يقوم المهدى سنة مائتين واخرج عن جعفر الصادق
قال يقوم المهدى سنة مائتين واخرج ايضا عن ابى قبيل رضى الله عنه قال اجتماع الناس على المهدى سنة
اربع ومائتين تنبيه وجه الجمع بين الروايات ان كمال ظهوره وذلك انما يكون بعد فتح القسطنطينية وذلك
يكون سنة مائتين ويجتمع عليه الناس اجمعون سنة اربع ومائتين وذلك بعد فتح الرومية والقاطع وهذا
لا ينافى خروج الدجال على راس مائة لانه انما باعتبار اول خروجه بالمشرق او ادعائه الخلافة او لان الاربع
والخمس بل والعشر من اول المائة بعد من راس المائة عرفا وعلى هذا فيكون خروج المهدى بسبع او تسع او
بثمان او باربعين قبل المائة لا يخرجه عن كونه يخرج على راس المائة وكذلك تاخره مدة عن راس المائة
وهذه كلها مظنونات وردت باخبار الاحاد بعضها صحاح وبعضها حسان وبعضها ضعاف مع شواهد وبعضها
بغير شواهد وغاية ما ثبت بالاخبار الصحيحة الصريحة الكثيرة الشهيرة التى بلغت التواتر المعنوى وجود الآيات العظام
التى منها بل اولها خروج المهدى وانه ياتى فى آخر الزمان من ولد فاطمة يملأ الارض عدلا كما ملئت ظلما و
جورا وانه يقاتل الروم فى الملحمة ويفتح القسطنطينية ويخرج الدجال فى زمنه وينزل عيسى ويصلى خلفه
وما سوى ذلك كله امور مظنونة او مشكوكة انتهى فيظهر من هذه العبارات ان ما قال السيوطى فى الكشف ان
قيام الساعة لا يتجاوز على الف وخمس مائة سنة لا يستقيم لانه كان وفات السيوطى فى سنة ٩١١ وقد حاسب
السيوطى من زمانه والآن سنة ١٣ من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية فقد شرع فى سنة اربع
مائة بعد الالف وما ظهر علامة من علامات الساعة والكان لقوم المهدى عليه السلام فى سنة مائتين فاين
عليه السلام وقد شرع فى اربعمائة سنة مع انه قيل ان اجتماع الناس على المهدى سنة اربع ومائتين
فلما ما ظهر مهدى عليه السلام او وقع الاجتماع وما قيل ان كمال ظهوره يكون بعد فتح قسطنطينية يكون سنة مائتين
فيجمع عليه الناس اجمعون سنة اربع ومائتين يكذبه الوجدان فبحمد الله وقوته ان قسطنطينية تحت حكومة الاسلام
فى هذا الزمان والسلطان عبد الحميد خان نصره الله على اعدائه صاحب الافواج القاهرة والسلطنة الزاهرة
وعساكره البرية والبحرية سبع مائة الاف بل ازيد منها وقوتها تقتضى ان لا يغلب عليه اعدائه مدة مديدة وان
كان زوال قوته فظاهر الحال يقتضى ان يبقى قوته فى سنة اربعمائة بل مزيدة لانه ما يشاهد فيه ومن فعلى

تقدير كل الاحوال تقوم الساعة بعد الالف وسبع مائة والله اعلم بحقيقته فيكون قيام الساعة بعد مضي اكثر ازمنة الالف
الثاني وللاكثر حكم الكل واخذه حساب الغيبة بحساب الجمل امر دنيوي لا شرعي باعتبار احوال الزمان وامور الساعة توقيفية
لا يدعى بالامور التخيلية الذهنية التي من شعار الشعراء البحث الثاني لما كانت الشريعة المحمدية مسلم باقية
الى يوم القيامة فاقتضت الحكمة الالهية المجدد ليجدد امور الدين ومهماته والعجب انه تصور مجدد الالف ابطال النبوة
فلما كان مجدد الالف مبطل النبوة فيكون مجدد المائة ايضا مبطل النبوة ويكون المجدد للالف امرا كشفيا الهاميا
يتعلق لارباب هذه المعاملة وكل من كان عارفا لعلاماته ومدركا لاثاره يقبل آثار اهل الله تعالى ويرد موارد الفيوض
والبركات في خدماتهم وكل من كان جاهلا لاحوالهم لا يدرك اسرارهم ولا يقبل اقوالهم ولا يستحصل فيضانهم وبركتهم
قال المجدد وصرح في المكتوب الرابع من المجلد الثاني بما تعريبه انه يكون على راس كل مائة من مجدد ولكن بين مجدد
المائة والالف فكما بين المائة والالف فرق فكذا بين المجددين والمجدد من يحصل الفيوض والبركات منه الى الامة
وان كانوا الاقطاب والاوتاد والنجباء فهذا امر كشفي لا يخالف العرف والشرع اما العرف فبانه فرق بين المائة
والالف فيكون بين مجدد المائة والالف فرقا ويكون مجدد الالف اقوى واعلى رتبة ليحصل فيوضه الى منتهى
الالف بخلاف مجدد المائة فانه يكفي فيه قوة ليجدد امر الدين الى منتهى المائة اما الشرع فبان الكل قد يكون
مجموعيا وقد يكون افراديا فان كان المراد من كل المائة كلا افراديا يجوز وجود المجدد لكل المائة وان كان المراد
من الكل كلا مجموعيا يراد به الالف لجواز ان يكون مجموع المائة والعشر الفا وان القول بالالوف الشمسية والقمرية
سخيف لا عبرة فيه ولما كانت الشريعة المحمدية باعتبار حساب الشهور القمرية فالمعتبر هو الحساب القمري لا الشمسي
روى الواقدي كان بين آدم ونوح عليهما السلام عشر قرون والقرن مائة سنة وبين نوح وابراهيم عليهما السلام
عشر قرون وبين ابراهيم وموسى عشر قرون قال عبد الوهاب الشعراني في لطائف المنن والاخلاق في بيان
وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق ان الدعاة الى طريق الله من الائمة على اقدام الرسل فكما كان
كل رسول ياتي بعد فترة ناسخا لشرع من قبله او مؤيدا له فكذلك طائفة الدعاة الى الله تعالى من الاولياء
هو على هذا القدم جماعة من اهل عصرنا بحمد الله تعالى احيوا الدين واقاموا اعماله وان لم يسمع لهم كالشيخ سليمان الخضيري
وسيدي محمد البكري والشيخ نجم الدين الغيطي والشيخ شمس الدين الخطيب الشربيني والشيخ زين الجزيري والشيخ
نور الدين الطندتائي والشيخ سراج الدين الحانوتي والشيخ بدر الدين الشهادي والشيخ شمس الدين البرهنتوشي
فهولاء من عظم الذابين عن الدين في عصرنا هذا وفيهم الخير والبركة والعلم فالله تعالى ينفعنا ببركاتهم فلو ان
الائمة كلها اجتمعت عليهم واطاعوهم لهدوهم باذن الله تعالى الى الصراط المستقيم لكثرة ما اعطاهم الله تعالى من العلوم
والاسرار والسياسات رضي الله تعالى عنهم وفسح في اجلهم الاسلام والمسلمين وبالقضاح ما قلناه من الفترات الحاصلة

بين كل داع وداع من الاولياء انه لما مات الائمة المجتهدون حدث بعدهم اهواء وبدع وحب على القلوب
حتى صار الناس كانهم في فترة بالنسبة الى ما سلف فاتى الله تعالى بالمشايخ المذكورين في رسالة القشيري
فاحيوا معالم الطريق واظهروا ما اندرس فيها كالسري والجنيد وابي سليمان الداراني واشباههم رضي الله تعالى
عنهم من كمل العارفين والعلماء العاملين الذين كانوا في عصرهم فلما ماتوا وقعت الفترة مدة حتى اتى الله تعالى
بالطبقة الثانية كالشيخ عبد القادر الجيلي والشيخ احمد بن الرفاعي والشيخ ابي مدين المغربي والشيخ ابي عبد الله
القرشي وابي يعزى وابي النجا واخرابهم رضي الله تعالى عنهم فلما ماتوا حصلت الفترة العظيمة حتى اتى الله تعالى
بالسادة الشاذلية والرفاعية رضي الله تعالى عنهم اجمعين واول الطبقة ابو الحسن بن الصباغ وابو الحسن الحضري
وابو الفتح الواسطي وكانت سلسلة القوم وانقطعت من مصر حتى جاء سيدي يوسف العجمي رحمه الله تعالى فسلسلت
سنة الطريق في مصر وقرا الى عصرنا هذا وكانت الفترة الحاصلة بعد هولاء في الديار المصرية انما هي بعد موت
سيدي علي المرصفي والشيخ محمد الشناوي والشيخ تاج الدين الذاكر والشيخ ابي السعود الجارحي واخرابهم رحمهم الله
اجمعين فاتى الله تعالى بعدهم بالجماعة الذين تقدم ذكرهم فاحيوا الدين والطريقة بعد موت هولاء فالحمد لله الذي
جعلنا منهم فيعلم ان الفترة موجودة برهة من الزمان بعد كل داع الى الله تعالى حتى يظهر من يظهره الله بعده فلا بد من استمرار
وجود الاولياء اصحاب الدوائر الكبرى من القطب والاقطاب والاوتاد والابدال والاعين وادنى الامر
اذ لو خلا الوجود من هولاء لخرب الوجود كله دفعة واحدة حتى ان الوقت الذي تقوم فيه القيامة لا يكون فيه
احد يقول الله الله ثم انه لما كانت الاصنام تعبد بين فترات الرسل عليهم الصلوة والسلام وترفض
فيها الشرائع وترتكب فيها المحارم ويستحلون الدماء ويحكمون بالهوى ويتولاهم الشيطان ويزعمون
مع ذلك انهم ما عبدوا الاصنام الا ليقربوهم الى الله زلفى فكذلك الحكم في فترات الاولياء فانها
مقابلة لفترات الرسل عليهم الصلوة والسلام بل ربما يقع في فترات الاولياء ما هو اقبح من عبادة الاصنام
فان عبادها ما انكروا قط الاله وانما قالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى على زعمهم واهل فترات الاولياء
قد تحكم في غالبهم الضلال والفساد واستوى على غالبهم وطبائعهم المحال حتى عكسوا الاحوال في الافعال
والاقوال وحكموا على المستحيل بالواجب وبالعكس والحقوا الموجود بالمعدوم والحادث بالقديم وبعضهم راى
ان كل شيء في الموجود هو الاله وان عين هذا الوجود الحادث هي عين الله من الجماد والنبات والعقارب
والحيات والجان والانسان والملك والشيطان ويجعلون الخالق هو عين المخلوق من خسيس ونفيس ومرحوم
وملعون ورئيس ومرؤس حتى الابالسة وهذا كلام لا يرضاه اهل الجنون ولا من كان في جبهة مجنون
وقد نقلت هذه الامور في زمننا هذا عن جماعة بالصعيد فيعتقدون هذه الامور فيما بينهم وبين اصحابهم

من الملاحدة وينكرون ذلك في الظاهر خوف القتل بل الذي اقول ان ابليس لعنه الله لو ظهر ونسب اليه هذا
المعتقد لتبرأ منه واستحيى من الله تعالى وان كان هو الذي يلقي الى نفوسهم ذلك وقد حكيت لسيدي علي الخواص
بعض صفات هؤلاء فقال هؤلاء زنادقة وهم اخبث الطوائف لانهم لا يرون حسابا ولا عقابا ولا جنة ولا نارا ولا حلالا
ولا حراما ولا آخرة ولا لهم دين يرجعون اليه ولا معتقد يجتمعون عليه وهم اخس من ان يذكروا لانهم خالفوا المعقولات
والمنقولات والمعاني وسائر الاديان التي جاءت بها الرسل عن الله تعالى ولا نعلم احدا من طوائف الكفار
اعتقد اعتقاد هؤلاء فان طائفة من النصارى قالت المسيح ابن الله وكفرهم القوم الآخرون وطائفة من اليهود
قالت العزير ابن الله وكفرهم القوم الآخرون فلم يجعلوا الوجود عين الله تعالى وقد شنع الشيخ الكامل الراسخ
الشيخ محي الدين العربي رضي الله تعالى عنه الكلام في الرد على اهل الحلول والاتحاد ومن كلامه رضي الله تعالى
ما قال بالاتحاد الا اهل الالحاد وما قال بالحلول الا من دينه معلول وقد بسطنا القول رضي الله تعالى عنه
في كتابنا المسمى باليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر ونقلت ذلك من النسخة المقابلة على خطه
دون التي دس فيها الاعداء والحسدة ما دسوا ولعل الشيطان انما وسوس لهؤلاء الاعداء بدس العقائد الزائغة
في كتب الشيخ ليوقع فيها من اراد الله اضلاله من جهلة المتصوفة فان الشيخ محي الدين كان من اكابر الاولياء
الراسخين فربما قال لهم ابليس ان ما في كتبه ليس مدسوسا عليه وانما ذلك كان اعتقاده ويكفيكم في الدليل
اتباع هذا الرجل الجليل فيعظمه في اعينهم حتى لا يتوقفوا في اعتقاد ما يجدونه في كتبه من المدسوس ومن كلامه
رضي الله تعالى عنه في الفتوحات المكية من اراد ان لا يضل فلا يرمي ميزان ظاهر الشريعة من يده طرفة
عين وليعتمد ما عليه الائمة المجتهدون ومقلدوهم وينبذ ما عداه انتهى فانظر يا اخي في هذا الكلام المحشور بالنور بعقلك
السليم تجد الشيخ بريا من سوء المعتقد الذي تشبث به هؤلاء الجهلة وكان اخي الشيخ افضل الدين رحمه الله تعالى
يقول لو كنت حاكما لضربت عنق كل من قال لا موجود الا الله ونحو ذلك من الالفاظ لانه لم يات بذلك شريعة
ولا علم الناس بالحقائق ارباب الاذواق والمكاشفات والمعارف والمخاطبات وذوو البصائر والكرامات وخرق العادات
ولم ينقل لنا عن احد منهم انه كان يعتقد قط خلاف ما جاءت به الرسل بل لو اعتقد احد منهم خلاف ما جاءت به الرسل
ما وقع لاحد منهم كرامة ولا خرق عادة وانما الكرامات لاهل السنة والجماعة واطال في ذلك رحمه الله تعالى في رسالته
فاياك يا اخي ومخالطة اهل البدع الا بقصد هدايتهم الى طريق الحق والله يرشدك والحمد لله رب العالمين انتهى
فتأمل في هذا الكلام فانه يثبت المجددية للالف ويدفع جميع الخدشات الواردة في هذا المقام والشعراني
امام تعطرت بفوائح مدائحه اسفار الكبار واتفقت على اكرامه وتبجيله وتفخيمه وتعظيمه كلمة الاخيار فالآن الحق
للناقد البصير قد وضح الصدق للمتدبر الخبير واستأصل منار كل تحرير وتقرير وهدم اساس كل صغير وكبير

والله على ذلك قدير وما حكى انكار وجود شرط المجدد عن اضائة النبراس فهو من وساوس الخناس الذي
يوسوس في صدور الناس ولو ولدت قفيزة جرو كلب لسب بذلك الجرو الكلاب وما رايت فيما
النبراس الى الآن واظن انها على وفق تحريرات البرزنجي مشحونة بالسب والبهتان ومن ذا الذي
ينجو من الناس سالما والناس قال بالظنون وقيل نعوذ بالله من جحد الجحود وحسد الحسود من العنود
حسدوا الفتى اذ لم ينالوا سعيه فالقوم اعداء له وخصوم كيف وان المجدد رح مع انه زاهد بل مشكوة نوره تعلق قلبه
بالمساجد فاضاء به مصابيح الانوار وفاته مشكوة العلوم والاسرار ولكل عصر يوشع يرد شمس الفضل بعد الافول
ويشرق شمس العصر على القصر والطلول فبالمجدد يرتقي الدين ويقطع اعناق المبتدعين وشتان بين المجدد والمتنبي
المشرع المعتد قال واما ما ذكره في المكتوب التاسع والمائتين جوابا عن السوال المذكور فلا جواب فيه ايضا لانه
قال ما حاصله ينبغي ان تعلم ان حقيقة كل شيء عبارة عن التعين الوجوبي لذلك الشيء وهو اسم من الاسماء الالهية
كالعليم والقدير والمريد والمتكلم وذلك الاسم رب ذلك الشخص ومبدء الفيوض الوجودية له وتوابعها الى ان قال
فاذا تمهد هذا فنقول ان محمدا صلى الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق والامر والاسم الالهي الذي هو ربه
شان العليم والذي يربي عالم امره هو المعنى الذي صار مبدءا لذلك الشان وحقيقة الكعبة ايضا ذلك المعنى واذا
كانت حقائق الاشياء الاسماء الالهية وحقيقة الكعبة فوق تلك الاسماء كانت متبوعة لحقائق الاشياء فلزم
ان تكون مسجودة للمحمدية انتهى الغرض منه وانما قلنا انه لا جواب فيه اذ ليس فيه نفي افضلية الكعبة على الصورة
المحمدية بل فيه اثبات متبوعيتها للحقائق وهو اثبات لافضليتها اقول هذا اخسر من قلاحة لان البرزنجي ما فهم
عبارة المكتوب وقد غلط في التعريب بالمكذوب فاعلم اسعدني الله تعالى واياك للسلوك في الصراط السوي
والورود على المنهل الروي انه افاد المجدد رح في رسالة المبدء والمعاد ان بعد مضي الف سنة وبضع سنين
من رحلة سيدنا صلى الله عليه وسلم يجيء زمان تعرج فيه الحقيقة المحمدية من مقامها وتتحد بحقيقة الكعبة وتسمى حقيقة احمدية وتصير
مظهر ذات الاحد جل سلطانه وتتحققان باسمائهما ويخلو المقام السابق عن الحقيقة المحمدية الى ان ينزل عيسى
عليه السلام ويعمل بالشريعة المحمدية عليهما الصلوة والتسليمات فتعرج الحقيقة المحمدية عن مقامها وتستقر بمقام
الحقيقة الكعبية كان خاليا فاعلم ان حقيقة الشخص عبارة عن التعين الوجوبي الذي التعين الامكاني له ظل
وذلك التعين هو اسم من اسماء الله تعالى جل شانه كالعليم والقدير والمريد والمتكلم وامثالها وهو ربه ومبدء
فيوضه الوجودية وتوابعه الوجودية ولذلك الاسم بالنسبة الى ذاته تعالى مراتب شتى وهو يطلق عليه في مرتبة
شان الصفة وفي مرتبة الشان وشتان بين الصفة والشان على ما فصله المجدد رح في موضع آخر والشان
مجرد اعتبار به مبدء وجود اعتباري وفوقه هذا الاعتبار ايضا لكن القوة البشرية عاجزة عن ضبطه والمجدد

قد انتهى اليه لكن من فوقه ليس الا الاستهلاك والاضمحلال وفوق كل ذي علم عليم ۔ هنيئا لارباب النعيم
نعيمها ۔ وللعاشق المسكين ما يتجرع ۔ وتفاضل شتى بين اقدام اولياء الله باعتبار طے هذه المراتب فهو على
تفاوت الاستعداد والقابليات والواصلون الى الاسم قليلون من الاولياء فان اكثرهم واصلون الى
ظل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب الامكانية باسرها بطريق السلوك والسير التفصيلي
وقد يتوهم الوصول الى ذلك الاسم في طريق الجذبة الصرفة ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من
ذلك الاسم وقطعوا مراتبه المتفاوتة قلت او كثرت فهؤلاء اقل قليل منهم محققه الشيء كما يطلق على التعين
الوجوبي كذلك يطلق على التعين الامكاني اذا القيت هذه المقدمات في روعك فاعلم ان محمدا صلى الله عليه وسلم
في لون كافة الانام مركب من عالم الخلق وعالم الامر ورب عالم خلقه شان العليم ورب عالم امره ومبدء تعينه الحقيقة
المحمدية عبارة عن شان العليم والحقيقة الاحمدية كناية عن مبدئه وهي حقيقة الكعبة فنبوته صلى الله عليه وسلم
قبل خلق آدم عليه السلام باعتبار الحقيقة الاحمدية قال النبي صلى الله عليه وسلم كنت نبيا وآدم بين الماء
والطين ونبوته بعد النشاة العنصرية ليس باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين فربها الشان ومبدئه ولذا تم
وكمل باعتبار السابق لان في الاول دعوته مخصوص بعالم الامر وتربيته مقصور بالروحانيات وفي الثاني
شامل للخلق والامر وتربيته مشتمل بالاجساد والارواح غاية ما في الباب ان النشاة العنصري غالب فيه
على النشاة الملكي لمناسبة الافادة والاستفادة قال الله تعالى قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي فبعد تجاوزه
صلى الله عليه وسلم غلب عليه جانب الروحانية وانتقص المناسبة البشرية فبعد مرور الف سنة غلبة الروحانية
اوان جانب البشرية بلونه وانصبغ عالم الخلق بعالم الامر فعرج الحقيقة المحمدية والتحق بالحقيقة الاحمدية والمراد
منهما في هذا المقام التعين الامكاني للخلق والامر له صلى الله عليه وآله وسلم لا التعين الوجوبي الذي التعين
الامكاني ظل له لان عروج التعين الوجوبي لا معنى له ولا يعقل اتحاد التعين الامكاني بالتعين الوجودي فظهر
من هذا التحقيق ان حقيقة الكعبة بعينها الحقيقة الاحمدية والحقيقة المحمدية ظل لها فتكون مسجودة للحقيقة المحمدية
ما افاد في رسالة المبدء والمعاد انتهى ملخصا فما قال البرزنجي انه ليس فيه نفي فضيلة الكعبة على الصورة المحمدية
كله هذيان او محمول على عدم فهم المعنى المراد والله الهادي الى الطريق السداد **قال** لا يقال ان حاصل الجواب
ان مبدء عالم امره متبوع لعالم خلقه فلا تفضيل للكعبة لانا نقول صورة الكعبة هي التي يطوف بها الطائفون
بمقتضى الامر وهي ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم والمسجود نحوها هي الكعبة لا روح النبي
صلى الله عليه وسلم فكون مبدء روحه متبوعا لمبدء جسده لا دخل له في الجواب **اقول** كله هذيان فانه لا بحث
في تفضيل الكعبة بل البحث في حقيقة الكعبة وصورة الكعبة التي تطوف بها الطائفون بمقتضى الامر ان لم يكن

روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا باس بها بل صورة الكعبة ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم
في الحقيقة ولا غير المسجود اليها الا كانت الكعبة لا روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا حرج فيها وما قال احد بهذا
القول وكون مبدء روحه متبوعا لمبدء جسده كما لا دخل له في الجواب لا دخل له في الدخل بل لا معنى له فانه
ما قال احد ان مبدء روحه متبوع لمبدء جسده فهذا التقرير مضحكة الثكلى **قال** ثم خطر سوال ان قبل الكعبة يطوف
باولياء الله تعالى من هذه الامة ويلتمس بركاتهم فاذا كانت حقيقتها فوق الحقيقة المحمدية فما وجه جواز هذا المعنى فاجاب بان
الحقيقة المحمدية نهاية مقامات نزول محمد من اوج التنزيه والتقديس وحقيقة الكعبة نهاية عروج الكعبة فالدرجة الاولى
لعروج الحقيقة المحمدية الى التنزيه والتقديس هي حقيقة الكعبة ونهاية عروجاتها لا يطلع عليها غير الحق سبحانه تعالى
ولما كان لكمل اولياء امته نصيب تام من عروجاته لم يبعد ان تلتمس الكعبة من بركات هولاء الاكابر فانفسخ الجواب
عن العبارة الاخرى في الرسالة وهي كما ان صورة الكعبة مسجودة لصورة الاشياء كذلك حقيقتها مسجودة لحقائق
الاشياء لما علم من ان الحقيقة الكعبة متبوعة للحقائق انتهى الغرض منه وهذا صريح من ان المراد بصورة الكعبة صورة
البيت الحرام المبني بالطين والحجر ودليل على ان حقيقتها ليست الحقيقة الاحمدية بعينها لان صورة الاحمدية عبارة
عن عالم الامر من محمد صلى الله عليه وسلم عنده والطواف بالبيت الحرام لا بروح النبي صلى الله عليه وآله وسلم
ولا بذا روحه وليس هو الطائف لكمل الاولياء لالتماس بركاتهم بل الاولياء يلتمسون من بركاته صلى الله عليه وسلم
بل الانبياء كلهم من رسل الله ملتمس غرفا من اليم فلم يحصل من هذا الكلام الجواب عن السوال اذ ليس فيه
نفي تفضيل صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله عليه وسلم ولا نفي تفضيل حقيقتها على حقيقته بل يقتضي كون
حقيقتها متبوعة للحقائق تفضيلها صورة ومعنى ورفع ذلك ففي كلامه التهافت والتناقض حيث لا يستقر كلامه على
معنى واحد في بيان المراد بالحقيقة ولا بالصورة فتارة يقول حقيقة الكعبة اسم الله وتارة يقول الحقيقة الاحمدية
وتارة يقول فوق الحقائق وتارة يقول اعلى عروجاتها او في عروجات الحقيقة المحمدية وتارة يقول ما يلزم منه
ان صورة الكعبة هي هذه وتارة يقول شيء في لون الحقائق الامرية وانه بحيث يعجز العقل عن تشخيصها وكل هذا يدل
على انه ليس على بصيرة في امره **اقول** كله لغو لا طائل تحته فان البرزنجي قد ترك العبارة التي افادها المجدد
التي تدفع الايرادات كما تركوا وانتم سكارى في قالوا لا تقربوا الصلوة فانه افاد في حل العبارة ان حقائق الاشياء
عبارة عن الاسماء الالهية جل سلطانه وهي مبادي فيوض وجودهم وتوابعه وحقيقة الكعبة فوقها فتكون
حقيقة الكعبة متبوعة لحقائق الاشياء نعم ان سار كمل الاولياء فوق حقيقة الكعبة فيلتمس الكعبة من بركاتهم انتهى
فحل منه الاشكال الذي قد ذكره وليس فيه اشارة فضلا عن الصراحة بان المراد من صورة الكعبة صورة البيت
الحرام المبني بالطين والحجر وليس فيه دليل على ان حقيقتها ليست الحقيقة المحمدية فالدليل الذي ذكر من

فبسيل البشر بان خلا ملتفت باعادته ورده وما ادعى في النهاية من عراد الحقيقة والصورة فعجيب جدا فانه
ان قال احد ان زيدا انسان وعمرا انسان وبكرا انسان والانسان يكون كاتبا والانسان يكون ضاحكا
فالقول بالنهاية يكون مضحكة البتة فان حقيقة الكعبة هي الحقيقة المحمدية وهي الحقيقة الاحمدية وهي ذات الله تعالى
وهي فوق الحقائق وعروجاتها لا متناهي فانها يعجز العقل عن تشخيصها واقل ان اعلى عروجاتها اوسع عروجات
الحقيقة المحمدية وان صورة الكعبة هي هذه فهو افتراء عليه ع زيادة القول المحكي المقتبس في العمل * قال ثم
ان تصريحه بان حقيقة الكعبة هي المشتمل لعروجها وان كمل الانبياء والاولياء يقع لهم العروج فوق حقائقهم دليل
على ان الحقيقة المحمدية افضل وعلى ان حقيقة الكعبة ليست هي الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة صورتها والا لصح
عروجها فوق حقيقتها كما صح للانبياء اقول هذا الفقر مبني على فهمه فانه عروج حقيقة الكعبة والانبياء والاولياء
لا يستلزم ان الحقيقة المحمدية افضل ولا ان حقيقة الكعبة ليست هي الحقيقة الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة
صورتها بل لا يحصل لقوله ولا صورة الكعبة بصورتها وما قال والا لصح عروجها فوق حقيقتها بلغو لا طائل تحته والتحقيق
انه قد مر سابقا انه لتفاضل شتى بين اقدام اهل الله باعتبار المراتب فلا باس ان سار كمل الاولياء
فوق حقيقة الكعبة حسب مرام البرزنجي فليتبس الكعبة من بركاتهم فتامل فان فوق حقيقة الكعبة الربانية الصفات الحقيقية
وفوقها الشيون الذاتية وفوقها الذات البحت فان وقع العروج على حقيقة الكعبة فكيف بعد التماس الكعبة
من بركاتهم قال ثم راينا في الجزء الاول من مكتوبات والده الاوسط قد ذكر عن ابيه انه اثبت التعين
الحبي فوق التعين الوجودي في بعض مكاتيبه ومنع الترقي عنه ونقل عنه انه اراد بالتعين الحبي التعين الاول الذي
ليس فوقه الا اللاتعين وانه لا قدم لاحد في اللاتعين وعده من المحالات الترقي عنه ثم نقل عنه انه قال بعد
العروج به الى حيث قيل السلطان ليس في الدار وانه ظهر له ان هذا المقام مقام حقيقة الكعبة الربانية عرج الى
ما وراءه حتى وصل الى مقام الصفات الحقيقية الزائدة على الذات وهو فوق مقام الصور العلمية للصفات و
وراء صور الصفات الكائنة في مرتبة التعين الوجودي والتعين الحبي ثم عرج الى اصول تلك الصفات
التي هي الشيون الذاتية ثم منها الى الذات البحت المجرد من النسب والاعتبارات انتهى فاثبت لبعد
مقام حقيقة الكعبة مقام الصفات الحقيقية ثم مقام اصولها ثم الذات البحت وجعل التعين الحبي المراد به التعين
الاول دون مقام حقيقة الكعبة مع انه منع الترقي عنه كما مر واجاب ولده المذكور عن هذا التناقض بان الترقي
الممنوع الوصول القدمي والمثبت الوصول النظري انتهى ولا يخفى انه لا يحصل منه جواب لانه مصرح
بان التعين الحبي ليس فوقه الا اللاتعين فكيف يصح ان يكون فوقها تعينات الصفات الحقيقية ثم تعينات اصولها
وكل تعين فهو دون اللاتعين وكيف يصح الوصول الشهودي ولا شهود الا لمتعين متحقق ولا متعين

حيث لا تعين فلا وصول شهوديا بذا ان اراد بقوله النظر الشهودي وان اراد نظر العقل فهو بمعزل عن ذلك
وان يكن حقيقة الكعبة التي فوق التعين الحبي هي اللاتعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات البحت لم
يصح ان يكون فوق التعين الحبي الذي هو التعين الاول اقول كله لغو لا طائل تحته فاحسن الكلام كلام صحيح
من لسان فصيح في وجه صبيح فاعلم ان المراد بالتعين الحبي الحقيقة المحمدية والعروج فوقها لا يمكن الا ان يراد
بالحقيقة ظلها وهي عبارة عن اجمال حضرة العلم ح يشتبه الظل بالاصل ولا يتخلص عن الظل فالترقي يكون محالا
لان فوقه الوجوب كما هو مفصل في المكتوب المائة والثانية والعشرين من المجلد الثالث فظل التعين الحبي يكون
فوقه تعينات الصفات الحقيقية والتعين الحبي نفسه ليس فوقه الا اللاتعين لا يمكن العروج اليه الا بالوصول النظري
لا القدمي والمراد بالنظري الشهودي او التعين للقدمي لا للشهودي فارتفع المنافات وما قال بعده لغو لا طائل
تحته فانه ان يكن حقيقة الكعبة التي فوق التعين الحبي هي اللاتعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات البحت
فلم لا يصح ان يكون فوق التعين الذي هو التعين الاول قال عروة الوثقى رح فان قيل الحب فرع الوجود واذا
بدون الوجود لا يتصور فكيف يكون الحب اصلا للوجود قلنا قد سبق ان الحق جل سلطانه موجود بنفسه وصفاته الثمانية
تعالت موجودة بذات الحق ولا مدخل للوجود ولا الوجوب ثمة بل الوجود والوجوب من الاعتبارات المتنزلة
عن تلك الحضرة فاول اعتبار ظهر لايجاد العالم الحب ثم الوجود الذي هو مقدمة الايجاد لان لتلك المرتبة
المقدسة بدون هذين الاعتبارين غنا ذاتيا عن ايجاد العالم ان الله لغني عن العالمين وان شئت
تفصيل الكلام في هذا المقام وتحقيق المرام على التمام وان تعرف حقيقة مقام الخلة والمحبة والوجود فعليك
بكلام الامام غوث الانام شيخنا وقبلتنا جزاه الله سبحانه عنا خير الجزاء واعلم ان التعين العلمي الجملي المذكور
سابقا هو الذي يسميه الشيخ واتباعه قدس اسرارهم بالوحدة والتعين الاول والحقيقة المحمدية ويقولون هو اوسع
التعينات وهو مشهود الكل وهو التجلي الذاتي وله مقام التوحيد الاعلى ومبدأه هو منشأ الاعتبارات ومنبع النسب
والاضافات الظاهرة في الوجود والباطنة في حضرة التعقلات والاذهان والمنقول فيه انه وجود مطلق
واحد واجب ويقولون اطلاق اسم الذات على الحق تعالى لا يصدق الا باعتبار هذا التعين وما وراءه
مرتبة اللاتعين والوجود المطلق فاقول ليت شعري كيف حكموا بكون صفة من صفاته تعينا للذات المعراة
عن النسب والاضافات بل الاظهر ان يقال ان هذا التعين تعين صفة العلم وظهورها في مرتبة الشان
والصفة في الحقيقة غير الموصوف ولا ينبغي ان يقال انه تعين الذات بهذه الصفة لان الذات لا تعين
بالصفة وارباب المعقول قالوا في علم الشيء بالوجه ان المعلوم هو الوجه فبالنسبة الى ذات الشيء يتحقق الجهل
وقد تحقق بما تقرر ان هذا التعين حصة من حصص الوجود والتي تميز وتعين في تحصيل الوجود لكنها جميع الحصص و

وهو مسبوق بصفة الحيوة والحيوة مسبوق بمرتبتي الوجود الاجمالي والتفصيلي والوجود مسبوق بالمحبة والمحبة
مسبوقة بالحب والحب تعين اول واعتبار اسبق فالتعين العلمي الجملي متنزل عن التعين الاول بستة
مراتب وعما فوقه بسبع مراتب ومما ينبغي ان تعلم ان ليس معنى التعين عندنا ان الحق عز وجل تنزل فصار
حجابا او وجودا بل معنى التعين الصدور لانه اليق بالتنزيه والانسب بلسان الانبياء على اجمعهم عموما وعلى خاتمهم
خصوصا الصلوة والتسليمات والتحيات والبركات **قال** ثم قال ولده يفهم من بعض عباراته ان حقيقة الكعبة
فوق اعتبار الشيون والصفات ويفهم مما سبق من انه عرج من مقام حقيقة الكعبة الى الصفات الزائدة ثم الى
اصولها ثم الى الذات خلاف ذلك فاجاب عن هذا التناقض بان المراد من الصفات والشيون التي تكون
حقيقة الكعبة فوقها هي الصور العلمية للصفات في مرتبة التعين العلمي التي هي دون حقيقة الكعبة فلا ينافي ان
يكون فوقها الصفات الحقيقية ثم قال لاح من هذا البيان السابق ان حقيقة الكعبة الربانية فوق الحقيقة المحمدية
لان الحقيقة المحمدية ثابتة من مراتب التعينات وحقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات انتهى وهذا جواب تناقض
آخر لانه اجاب عن التناقض الاول بان حقيقة الكعبة فوقها تعينات الصفات الحقيقية وفوقها تعينات اصولها
ودونها الصور العلمية وههنا قال حقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات ثم انه لا جواب فيه عن التناقض الاول
بين قوله ليس فوق التعين الحبي الا لا تعين وقوله ان حقيقة الكعبة فوق التعين الحبي **اقول** هذا مبني على عدم
فهم المعنى المراد لان الصفات التي حقيقة الكعبة فوقها الصور العلمية للصفات التي هي في مرتبة التعين العلمي
فان في اصطلاح القوم مقام الصفات والشيون عبارة عن الصور العلمية التفصيلية كما انهم يقولون ان اجمال
هذه المرتبة هي مرتبة الذات وتجليتها تجلي الذات وايضا المراد من الصفات تفصيل مرتبة التعين الوجودي والواجب
تعالى موجود بذاته لا بالوجود وكذا الصفات الثمانية موجودة بذاته لا بالوجود بل ليس للوجوب ايضا في هذا المقام
دخل بالان للوجود والوجوب اعتبارات وذاته تعالى غني عن الاعتبار فيكون الصفات فوق حقيقة الكعبة
فلا تناقض وحقيقة الكعبة هي التعين الحبي كما مر فارتفع الاشتباه بحذافيره اذا القيت جلباب الحجاب
تعلم ما ثبت **قال** ثم قال ولده فان قيل انه قال في بعض مكاتيبه ان حقيقة الكعبة عبارة عن ذات الواجب الجل
الذي سلب عنه الكيف ولم يجد غبار الظلية والظهور اليه سبيلا المستحق للمسجودية والمعبودية ويلزم منه الفوق حقيقة
الكعبة على الصفات الحقيقية مطلقا وهو خلاف ما سبق من ان فوقها ليس الا على الصورة العلمية للصفات
قلنا اولا من المقرر عند القوم ان مرتبة اطلاق الذات فوق مراتب التعينات فلهذا عبر عنها بالذات المسلوب
عنها الكيف انتهى وانت تعلم ان هذا انما هو توجيه لاطلاق الذات المسلوب عنها الكيف على حقيقة الكعبة لكونها
فوق مراتب التعينات عنده واما التناقض بين كونها دون الصفات الحقيقية واصولها وبين كونها فوق

جميع التعينات فهو باق على ان المناسب انما هو توجيه اطلاق الكعبة على الذات لا بالعكس لانه قال الكعبة عبارة عن ذات
الواجب الوجود ولم يقل الذات عبارة عن حقيقة الكعبة مع انه مناقض لقوله فيما مر ان حقائق الاشياء اسماء
الله تعالى لان الذات المطلق غيره باعتبار اسم من الاسماء **اقول** لا تناقض بين كونها دون الصفات
الحقيقية واصولها وبين كونها فوق جميع التعينات لان الصفات الحقيقية موجودة بالذات البحت كما مر فتكون
حقيقة الكعبة فوق جميع التعينات ودون الصفات الحقيقية فان حقيقة الكعبة برزخ بين حقائق المخلوقات
وحقيقة الواجب تعالى جل سلطانه وهي مرتبة احدية الذات تعالى فان الكعبة مسجودة اليها للخلائق فلا بد ان
تكون حقيقتها ممتازة عن سائر حقائق الخلائق لان المسجود ذاته تعالى فلا بد للكعبة ان تكون ناشئة عن المرتبة
المقدسة فحقيقة الكعبة وان كانت ذات الله تعالى لكن اعتبار المسجودية التي من الصفات الاضافية ملحوظة فيها فلا
جرم ان تتنزل عن الذات البحت فتكون الصفات الحقيقية فوق حقيقة الكعبة واطلاق الذات على الحقيقة وعلى
العكس سيان لا غبار عليه وتقرير التناقض بان حقائق الاشياء اسماء الله لغو لا طائل تحته هذا اظهر من الشمس وابين
من الامس **قال** قال وثانيا يحتمل انه سمى تلك الحقيقة ذاتا لا كيف مجازا باعتبار ملابسة يكون بين البيت
وصاحب البيت اذ المسجود بالحقيقة والبيت واسطة انتهى وفيه انه سمى الذات حقيقة الكعبة لا بالعكس وقد مر انفا
ما فيه ومع هذا ان صح هذا المجاز فانما هو توجيه للاطلاق ولا دفع للتناقض فيه على انه لا قرينة على هذا المجاز
اذ ذات الواجب المسلوب عنه الكيف المنعوت بان غبار الظلية والظهور لم يجد اليه سبيلا لا ملابسة بينه وبين
البيت فان الملابسة انما هو للتعين المتجلي في البيت بوجه لائق بجامع للتنزيه وما لا سبيل للظهور اليه لا ظهور
له في البيت واي سامع من المؤمنين يفهم ذات الواجب المسلوب عنها الكيف الذي لا سبيل للظهور اليه من
اطلاق لفظ حقيقة الكعبة او بالعكس اذ من المعلوم بالضرورة ان الكعبة اذا اطلقت لا يفهم منها المؤمنون الا البيت
الحرام لا رب البيت الحرام ثم كيف يناسب هذا التاويل قوله الما مر انه قيل له السلطان ليس في الدار فاما كانت
حقيقة الكعبة نفس السلطان وذاته كيف يقال ليس السلطان في البيت نسال الله تعالى العافية **اقول** هذا
باطل وان الباطل كان زهوقا **اما اولا** فبان اطلاق الذات وعلى العكس سيان **واما ثانيا** فبان
الاعتراض المذكور في المكتوب بناءه على قوله ذاته بيچون فتوجيه الجواب الثاني ان اطلاق حقيقة الكعبة عليه
مجاز بالملابسة فبالحقيقة اطلاق الحقيقة على الذات باعتبار المسجودية فلا تكون فوق الصفات الحقيقية والحقيقة
القرانية **واما ثالثا** فبانه بين وجه الملابسة ان المسجود في الحقيقة ذات الواحد والبيت واسطة وهو معتبر في
حقيقة الكعبة وهذا القدر من الملابسة يكفي **واما رابعا** فبان حقيقة الكعبة ليست نفس السلطان وذاته بل باعتبار
المسجودية فيتضح الجواب بان السلطان ليس في الدار لان البيت واسطة كما مر في نتيجة العلوم قوله لم يزل

دعویٰ الوصال ینادی فی سری احب السلطان فانه یدعوک کنی بالسلطان عن الحضرة الالهیة العظیمة الشان
ومراده انه ما سلک فی طریق الله تعالیٰ الا بعد حصول المطلب له من جهة الله تعالیٰ باشارات کان یجدها فی نفسه
وهذا نظیر قول بعض العارفین من قصیدة له ؎ والله ما طلبوا الوقوف ببابه ٭ حتی دعوا واتاهم المفتاح ٭
قوله فطار طیر همتی الی باب القدس فوصلت الی سرادق جمال فقیل لی السلطان لیس فی البیت مراده
حکایة حاله فی کیفیة سلوکه فی طریق المعرفة الالهیة والسلطان کنی به عن الحق تعالیٰ من حیث ظهوره بالجلال و
الهیبة کما ذکرنا وقوله السلطان لیس فی البیت ای لیس هو فی شیء من الاکوان اصلا وجملة الاکوان خالیة
منه فجملة الاکوان بیته وهی مملکته ان ینفذ فیها امره ونهیه وقدره وفی الکعبة انها بیت الله فیجوز فی حقه اطلاق البیت
فاعتبار ظهوره فی الاکوان وهی خالیة عنه قائمة به متعلقة به وهو لازم لها بالقیومیة وهی لیست لازمة له لاستغنائه
به عنها انتهی قال قال وثالثا یحتمل ان یکون المراد بالذات بلاکیف الذات المقیدة باعتبار المعبودیة والمسجودیة
ونحو ذلک لا مطلق الذات المعراة عن النسب والاعتبارات انتهی وفیه ان الذات بلاکیف بمعنی الذات المطلق ضد
الذات المقید بشیء من القیود فهو من باب ارادة الشیء من ضده بل من نقیضه وبفرض تمامه انما یصح الاطلاق
ولا یدفع التناقض علی انه صرح فی المبدأ والمعاد بان حقیقة الکعبة فوق جمیع مراتب التعینات ولیس فی ذلک
الموطن شیون واعتبارات فتاویل الذات التی هی عبارة عنها بما یقید بامن القیود والاعتبارات مناقض
للوجه المصحح للاطلاق وبعد ذلک کله فهذه العبارات کلها مخالفة لصراح الشرع القویم اذ لا معنی لجعل الکعبة صورة
ذات الله ولا لاطلاق الکعبة علی ذات الله ولا فرق بین المسجودین فان الذات مسجود له والکعبة مسجود الیها وکل
هذه اباطیل اقول هذا مبنی علی عدم فهم معنی الکلام فان الصفات الحقیقیة والشیونات التی هی کاصولها
تفوق علی سائر الاعتبارات والذات مع الصفات الحقیقیة والشیونات کالمطلق والذات مع الاعتبار مقید
فیلحظ فیه الاعتبار کما فی علم الشیء بوجه فی علم المعقول فالمعلوم هنا ذلک الوجه فافترقا ولا تناقض اصلا واما
الاستشهاد بما افاده فی رسالة المبدء والمعاد فجوابه ان الشیون ان وخلطت کانها اصول للصفات فلا
تمایز اصلا ویکون الذات مع الصفات الحقیقیة والشیون واحدة فوق حقیقة الکعبة واما قیل انه مخالف للشرع
فنعم والقول بانه جعل الکعبة صورة الذات واطلق الکعبة علی الذات افتراء بلا امتراء والفرق بین المسجودین
خارج عن البحث لا طائل تحته فاظهر الحق فی کمل الوضوح والعیان وورد علی تلبیسات اهل العدوان فانشط
به کل ماهر وکامل وقصم ظهر کل مکابر مجادل وتحری ان البرزنجی لم یستعد بمطالعة کتب التصوف والحدیث
والآثار فتفوه بما تفوه من الجحود والانکار فان کان ریحا فقد صادفت الاعصار والله العاصم من زلل
الاقدام وعثار الافکار ؎ لیس فی هذا الکلام شیء ٭ یقتضی التکذیب والبهتان ٭ ولا ما خالف العقل

والنقل ٭ کما اوضحت لک بالبیان ٭ وعلی ما ادعاه نتیجة البحث ٭ وباقی الدلیل والبرهان ٭ بخلاف
الشارع عنه ولکن ٭ لیس یخلو من حاسد انسان ٭ المقالة الثانیة فیما بناه البرزنجی علی المقدمة الثانیة
قال ویبنی علی المقدمة الثانیة بطلان دعواه سقوط واسطة النبی صلی الله علیه وسلم فقد قال
فی المکتوب الثامن والثمانین من المجلد الثالث من مکتوباته ان امة کل نبی انما یصلون الی الله
بوسیلة ووسائط وفیه حائل بینه وبین الله الافرد من افراد هذه الامة یعنی نفسه فان نصیبه من الله تعالی
بالاصالة من الذات العلیة اقول اما اولا فبانه لیس فی المکتوب المذکور الافرد من افراد هذه الامة فان
هذا الافتراء عبارة المکتوب بهذا مگر آنکه فردے از افراد امت را بالاصالت از حضرت تعالیٰ نصیب بود تحریر آن
الفرد من افراد الامة نصیبه بالاصالة من الله تعالی فما نقل من افراد هذه الامة افتراء بلا امتراء فتفسیره خلاف
فحواه وبناء الاعتراض علیه بناء الفاسد علی الفاسد واما ثانیا فبانه افاد العلامة المشتی فی نتیجة العلوم ببیانه ان ذلک
الفرد والواحد هو مظهر الاسم الالهی الفرد وهو الحقیقة المحمدیة التی خلق الله تعالی منها کل مخلوق کما ورد فی الحدیث
الطویل علی ما صرح به العلماء فان نصیبه ای ذلک الفرد من الله تعالی بالاصالة لا بواسطة احد کما قال صلی الله
علیه وسلم لی وقت مع الله لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل ای لا یسعنی فی ذلک الوقت الذی لی مع الله
تعالی جبرئیل ولا انا من حیث انی نبی مرسل کما اشار الی هذا المعنی ابن کمال باشا فی رسالته فی الروح فهو
صلی الله علیه وسلم من حیث انه نبی مرسل له رتبة ومن حیث انه فی مقام الفردیة من تجلی الاسم الفرد له
رتبة اخری هی اعلی من الرتبة الاولی ثم انه صلی الله علیه وسلم من حیث رتبة الفردیة المذکورة یظهر فی کل
وقت الی یوم القیمة فی الصور المختلفة التی هی مخلوقة منه صلی الله علیه وسلم ای من نوره الاصلی الذی
هو اول ما خلقه الله من غیر واسطة کما ورد اول ما خلق الله نور نبیک یا جابر ثم خلق الله کذا وکذا الی آخره
ولا یظهر صلی الله علیه وسلم فی کل وقت من حیث انه نبی مرسل اعنی من هذه الرتبة فاذا ظهر فی صورة
انسان وعرف الانسان نفسه وانکشف له انه مخلوق من ذلک النور المحمدی کان هو ذلک الفرد المحمدی
کما ان تلک الصورة الانسانیة التی کان ظاهرا بها صلی الله علیه وسلم فی مکة وهاجر بها الی المدینة هی صورة
رتبة النبی المرسل لا یکون مثلها صورة اخری یظهر بها بعد ذلک الا انها یقال لها انها فی مقام الفردیة
وهو الفرد والمستمد من الله تعالی بلا واسطة ولا بد من ادراک معنی هذا الکلام ولا اظن انک تجد معنی ذلک ابدا
ولا تقدر ان تدرکه کشف الاجوبة الله تعالی فان جمیع المحسوسات والمعقولات مراتب علمیة لا غیر فی حضرة
الوجود الواحد الحق والوجود الواحد الحق ظاهر بها کلها علی السواء ولکن من ظهر بها علی التمام فی رتبتها العلم
الالهی لیس کمن لم یظهر بها کذلک قال الله تعالی قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

انما يتذكر اولوا الالباب والمنتسب الى السلطان مثلا من حيث ما هو عليه في نفسه مثل المنتسب الى الكناس او الوزير لا تختلف الصورة ولا الهيئة ولكن من حيث ما في النفس كل واحد منهما من قوة الحال باعتبار شرف ما انتسب اليه ليسا سواء وكذلك من عرف ان نفسه وصورته منتسبة الى الحقيقة المحمدية الفردية الناشئ هو عنها وليس له استقلال ومن هنا ليس مثل غيره الذي لا يعرف الا نفسه وهو مستقل بنفسه في الظهور انما يتذكر اولوا الالباب وليشير الى مقام الفردية العام في جميع الامة الخاص به صلى الله عليه وآله وسلم كما ذكرنا قوله صلى الله عليه وسلم في الحديث الصحيح الذي رواه مسلم وغيره عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عنه عليه الصلوة والسلام اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت له الشفاعة فان تلك المنزلة التي في الجنة المسماة بالوسيلة هي رتبة الفردية التي اشار اليها العارف السرهندي رضي الله عنه وقدس سره وهي حاصلة لرتبة النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم في حياته وموته صلى الله عليه وسلم لعلمه انها تنتقل بعد موته صلى الله عليه وسلم الى افراد امته الذين هم رتب ظهوراته الى يوم القيمة فقال صلى الله عليه وسلم وارجو ان اكون انا هو اي يرجو صاحب رتبة النبوة والرسالة وهو العبد النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم ان يكون ذلك العبد لعلمه صلى الله عليه وسلم انها من مراتب العباد الذين تغلب عليهم صفة العبودية في الكمال العرفاني والتحقيق الرباني دون غيرهم فمن غلبت عليهم حيواناتهم وضعف فيهم الانسانية من الغافلين الجاهلين بانفسهم وبكيفية خلق الله تعالى الاشياء من جميع الامة اعني اهل هذه الطريقة والله اعلم بحقائق الاحوال وقوله ان ذلك الفرد ليس تبعه اي ما هو تابع المرتبة النبي المرسل الذي هو محمد صلى الله عليه وسلم من حيث رتبة نبوته ورسالته التي لا تسع في ذلك الوقت الذي اخرجه الله تعالى كما ورد في الحديث السابق فان رتبة الفردية لا يكون معها شيء غيرها اصلا بل هي قائمة بمحض كرم الله تعالى وليس ذلك الفرد غير الحقيقة المحمدية الظاهرة في تلك الصورة الكونية المخلوقة منها ولا بد لك من المعرفة الالهية حتى تعرف هذا الكلام وتكشف عن معناه الذي عند اهله بذلك اذا تحول ادراكك الاول للمحسوسات والمعقولات فلم تشهدها مغايرة للنور الاصلي الا بحسب الرتبة الامكانية والله على كل شيء قدير من جاهد فانما يجاهد لنفسه اي لمعرفة نفسه وفي آخرها ان الله لغني عن العالمين فهو غني عن كل رتبة ظهر بها من كل من يسمي شيئا لان كل شيء هالك اي فان مضمحل الا وجهه اي الا ذاته كما مر انتهى **واما ثالثا** فبان السالك اذا فرغ من السير الى الله وشرع في السير في الله بمتابعة النبي صلى الله عليه وسلم ووساطته فاذا جذبه الله تعالى اليه بكمال فضله وكرمه ارتفع الوسائط كلها بينه تعالى وبين هذا المجذوب السالك حتى سمعه وبصره ورجله وجميع القوى وهي

دلالات ظاهرة ومع ذلك يرفع الله تعالى منه هذه القوى الظاهرة فاذا وصل العارف الى هذه المعرفة يأخذ العلم من الله تعالى بلا واسطة وهو العلم اللدني كما كان للخضر ع ونصيب لبعض العارف بانه قال تعالى وعلمناه من لدنا علما ويقال لهذه المرتبة في اصطلاحاتهم قرب النوافل كما دل عليه ما اخرجه البخاري عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى ولا يزال عبدي المؤمن يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها الحديث وقوله عليه الصلوة والسلام لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل فمن وصل الى هذه المرتبة بجذبه تعالى اليه وبفضله يأخذ المعارف والاسرار بلا واسطة من الله تعالى ولا يلزم الكفر لقوله اخذت العلم من الله تعالى بلا واسطة فمن ينكر هذه المرتبة فهو ينكر الحديث الصحيح وقال مولانا عبد الرحمن الجامي قدس سره في خطبة شرح الفصوص اما بعد فاعلم ان الحكم الفائضة من الحق سبحانه على قلوب كمل عباده وخلص عبيده على انواع منها ما يفيض عليهم بواسطة الملائكة المقربين بالفاظ وعبارات محفوظة من التغيير والتبديل مراده تلاوتها وهو القران المنزل على نبينا صلى الله عليه وسلم بواسطة الروح الامين ومنها ما يفيض عليهم بواسطة او غير واسطة معاني صرفة او معبرة بعبارات غير متلوة ومن هذا القبيل الاحاديث القدسية فهي اما مما افاضت عليه م معاني صرفة لكنه كساها السنة عباراته الخاصة او بعبارات مخصوصة غير مراد ضبطها وتلاوتها وهذا النوع ليس مخصوصا بالانبياء بل يعم الاولياء وصالحي المؤمنين ومنها ما يفيض من بعض الكمل على بعض انتهى وتقصوا من كلام الشيخ المجدد رح لفظ تبعيته بعد قوله من الذات العلية فيصير الكلام معها هكذا فان نصيبه من الله تعالى بالاصالة من الذات العلية بتبعيته اي بتبعية النبي صلعم لتحصيل الاخذ رفيعا فافهم هذا الكلام فانه ارفع من الغيث واقطع من السيف **قال** وقال ان المطلوب من الدعوة هو المحبوب يعني النبي ع والباقون مطلوبون تبعيته وتطفلية الا افراد من افراد امته فانه ليس بتبعيته بل بمحض كرم الله تعالى فهذا اقرار بتجرده عن متابعة النبي ع ووساطته فيما لدن الله تعالى وليس هو طفيليا له ع بخلاف غيره **اقول** هذا النقل ايضا على وجه المعترض لا يطابق المنقول بل هو افتراء فانه غير قول المجدد رح بالزيادة والنقصان فيه وهو في الاصل هكذا التبعية في فرد الامة باعتبار التشريع فان لم نسخ بشريعة النبي صلى الله عليه وسلم لم يحصل المطلوب وتبعية الانبياء لنبينا ع باعتبار ان النبي المتبوع يعني محمدا ع وصوله الى تلك الدرجة العالية اولا وبالذات ووصول الانبياء سواه اليها ثانيا وبالعرض لان المطلوب من الدعوة والضيافة المحبوب والطفيلي غيره بطفيله وتبعيته لكن كلهم جالسون على سفرة واحدة في مجلس واحد على تفاوت الدرجات ومستوفون التلذذات والتنعمات عليها وانهم يحملون الزلة التي تبقى بعد اكلهم على السفرة ولا يجلسون مع الانبياء على السفرة الا فرد من افراد امتهم وهو مخصوص وليس

مجلس الاكابر كما مر ومع ذلك لا امة امته ولا نبي نبي وان وصل ذلك الفرد العلو والعز وهو الدولة التي يحصل بها اسم
بر جل النبي وقال الله تبارك وتعالى ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين الاية انتهى وقوله الا فرد من افراد امتهم
مستثنى من قوله وانهم يحيلون الرسالة لا من قوله والباقون يطلبون بتبعيته وبطفيله كما فهم المعترض لسبب تحريفهم
عبارة الشيخ وليست هذه العبارات في مكتوبه **قال** فان قلت جبلة نفسه من الامة اقرار بالتبعية قلت كلا لجواز ان
يريد امة الدعوة وبهذا المعنى جميع الناس في امته حتى الكفار فكونه من الامة محتمل والاستثناء صريح فلا يكون
من امة الاجابة بنقض دعواه وقد صرح من ذلك ما قاله في المكتوب السابع والثمانين من المجلد الثالث من ان الله
تعالى لم يجعل في حقي من اسباب التربية غير السعادات ولم يجعل العلة الفاعلية في تربيتي غير فضله ومن كمال كرمه و
اهتمامه بي وغيرته على لم يجوز في حقي ان يكون لفعل الغير مدخلا في تربيتي او ان التوجه فيه الى غيره تعالى اي مراده
جل شانه ومحبتي كرمه الذي لا متناهي فهذا اوكد وصرح لفظا في نفيه الواسطة بينه وبين الله تعالى وهو يعين
دعوى خروجه عن اتباع النبي ﷺ **اقول** هذا هذيان صريح وبهتان قبيح فان كان الكذب ينجي فالصدق انجى
ع كل العداوة قد ترجى ازالتها ٭ الا عداوة من عاداك من حسد ٭ نعوذ بالله من هذا البهتان ونعم
ما يضرب من مثل سيف العداوة عمد فيه راسه الكان المجدوح من امة الدعوة فهل المعترض من امة الاجابة
حاشا فلله … ع والصبر يحمد في المواطن كلها ٭ الا عليك فانه مذموم ٭ والمراد من الغير غير النبي صلى الله عليه
واله ولانه صرح بقوله فان من لم يتبع لشريعة النبي صلى الله عليه واله وسلم لم يصل الى المطلوب كما صرح
في المكتوب الاثنين والعشرين والمائة من المجلد الثالث بما تعريبه ان وصول المطلوب بدون توسطه عليه الصلوة
والسلام محال فهو نبي الانبياء والمرسلين ورسالته رحمة للعالمين **قال** قال في آخر المكتوب اني مريد الله ومراده
وسلسلة ارادتي متصلة بالله من غير توسط احد يدي نائب مناب يد الله هو اشارة الى دعوى كونه نبيا
بعد الالف سنة **اقول** هذا مبني على عدم علم معنى المريد والمراد المصطلح عند المتصوفين قال صاحب بهجة الاسرار
في بيان الارادة والمريد والمراد اما الارادة فترك ما عليه العادة وتحقيقها نهوض القلب في طلب الحق وترك
ما سواه فاذا ترك العبد العادة التي هي حظوظ الدنيا والاخرى فتجردت له ارادته فالارادة مقدمة كل امر ثم
يعقبها القصد ثم الفعل فهو بدء طريق كل سالك واسم اول منزلة كل قاصد قال الله عز وجل لنبيه ﷺ ولا تطرد
الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه فنهى نبيه ﷺ عن طردهم وابعادهم وقال في اية اخرى
واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحياة الدنيا
فامره بالصبر معهم وملازمتهم وتصبير النفس في صحبتهم ووصفهم بانهم يريدون وجهه عز وجل ثم قال ولا تعد عيناك
عنهم تريد زينة الحياة الدنيا فبان بذلك ان حقيقة الارادة وجه الله عز وجل فحسب دون زينة الدنيا

وزينة الاخرى فالمريد والمراد فالمريد هو من كان فيه هذه الجملة واتصف بهذه الصفة فهو اذا مقبل على الله
عز وجل وطاعته مولى عن غيره واجابته يسمع من ربه عز وجل فيعمل بما في الكتاب والسنة ويصم عما سوى
ذلك ويبصر بنور الله سبحانه فلا يرى الا فعله فيه وفي غيره من سائر الخلائق ويعمى عن غيره فلا يرى له فاعلا
على الحقيقة غيره جل وعز بل يرى آلته وسببا يحركه بامره فالمراد ايضا ما قال النبي صلعم حبك الشيء يعمي ويصم
اي يعميك عن غير محبوبك ويصمك عنه لاشتغالك بمحبوبك فما احب حتى اراد وما اراد حتى تجردت ارادته
حتى قذفت في قلبه جمرة الخشية فاحرقت كل ما هناك قال الله عز وجل ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها و
جعلوا اعزة اهلها اذلة فنومه غلبة واكله فاقة وكلامه ضرورة يصيح لنفسه فلا يجيبها الا الى محبوبها ولذاتها فيصبح
عباد الله ويانس بالخلوة مع الله ويصبر عن معاصي الله ويرضى بقضاء الله ويختار امر الله ويستحي من نظر الله
ويبذل مجهوده في محاب الله ويتعرض لكل سبب يوصله الى الله ويقنع بالخمول والاحتقار ولا يختار حمد عباد الله
ويتحبب الى ربه عز وجل بكثرة النوافل مخلصا لله عز وجل حتى يصل الى الله سبحانه فيصل في زمرة احباب الله
ومراديه فحينئذ يسمى مراد الله فيحط عنه الاثقال سالكا طريق الله سبحانه ويغتسل بمياه رحمة الله ورافته ولطفه فيمشي
بيت في جوار الله فيخلع عليه انواع الخلع وهي المعرفة بالله والانس به والسكون والطمانية الى الله فينطق
بحكمة الله واسرار الله بعد الاذن الصريح بل الخبر عن الله عز وجل ويلقب بالقاب يتميز بها من احباب الله
فيدخل في خواص الله ويسمى باسماء لا يطلع عليها الا الله ويطلع على اسرار مخفية فلا يبوح بها عنه غير الله
فيسمع من الله ويبصر بالله وينطق ويبطش بقوة الله ويسعى في طاعة الله ويسكن الى الله وينام مع طاعة الله
وذكر الله في كلام الله وحزب الله فيكون من امناء الله وشهدائه واوتاد ارضه ومحل عبادته وبلاده واحبابه
واخلائه قال النبي صلى الله عليه وسلم حاكيا عن الله عز وجل لا يزال عبدي المؤمن يتقرب الي بالنوافل
حتى احبه فاذا احببته كنت سمعه وبصره ولسانه ويده ورجله وفؤاده فبي يسمع وبي يبصر وبي ينطق وبي
يعقل وبي يبطش فهذا عبد حمل عقله العقل الاكبر وسكنت حركاته الشهوانية لقبضته الحق عز وجل فصار
قلبه خزانة اسرار الله عز وجل فهذا مراد الله عز وجل وان اردت ان تعرفه يا عبد الله المريد المبتدي والمراد
المنتهي المريد الذي نصب بين التعب والتي في مقاساة المشاق والمراد الذي كفي الامر من غير مشقة
المريد متعب والمراد مرفوق به من ربه فالاغلب في حق القاصدين المبتدئين في سنة الله ما قد تم
وجرى من توفيق الله عز وجل للمجاهدات ثم ايصالهم اليه وحط الاثقال عنهم والتخفيف عنهم في كثير من الاعمال
وترك الشبهات والاقتصار على القيام بالفرائض والسنن في جميع العبادات وحفظ القلوب ومحافظة
الحدود والمقام والانقطاع عما سوى الحق عز وجل بالقلوب فتكون ظواهرهم مع خلق الله وبواطنهم

مع الله عز وجل والسنتهم بحكم الله وقلوبهم بعلم الله والسنتهم لنصح عباد الله واسرارهم لحفظ ودائع الله فعليهم سلام الله
وتحياته وبركاته ورحمته ما دامت ارضه وسماؤه وقام العباد بطاعته وحفظ حقه وحدوده والمريد تولاه سياسة العلم والمراد
تولاه رعاية الحق لان المريد يسير والمراد يطير فمتى يلحق السائر الطائر وينكشف لك ذلك بموسى ونبينا محمد صلوات
عليهما كان موسى مريدا ونبينا مرادا انتهى سير موسى م الى جبل طور سيناء وطار نبينا محمد صم الى العرش واللوح
المسطور فالمريد طالب والمراد مطلوب وعبادة المريد مجاهدة وعبادة المراد موهبة المريد موجود والمراد فان المريد يعمل
للعوض والمراد لا يرى العمل بل يرى التوفيق والمنن المريد بعيد في سلوك السبيل والمراد قائم على مجمع كل السبيل
المريد ينظر بنور الله والمراد ينظر بالله عز وجل المريد قائم بامر الله والمراد قائم بفعل الله المريد يخالف هواه والمراد تبرأ
من ارادته ومناه المريد يتقرب والمراد يتقرب به المريد يحيى والمراد يدلل ويتيم ويغذى ويحيى المريد يحفظ والمراد يحفظ
به المريد في الترقي والمراد قد وصل وبلغ الى الرب الذي هو المرقى ونال عنده كل لطيف انتهى لما كان معنى المريد
والمراد هذا فلا اشتباه ماذا فان المرادية تقتضي عدم الوساطة قال العلامة الدمشقي في منتجة العلوم قال سبحانه الرحمن
علم القرآن خلق الانسان علمه البيان وقال تعالى اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك
الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم وهذا في مطلق الانسان وقال تعالى في حق النبي صلى الله عليه وسلم
وعلمك ما لم تكن تعلم فاشرك تعالى بينه وبين غيره في التعليم فالتعليم كله من الله تعالى وحده والاخذ كله عن الله
تعالى وحده عند من يعرف ومن لا يعرف والعبد الشاكر هو الذي يرى التعليم منه تعالى وحده وكذا النعمة هو ابن نخل
عن ذلك قال ابو يزيد البسطامي قدس الله سره اخذتم علمكم ميتا عن ميت واخذنا علمنا عن الحي الذي لا يموت
انتهى **قال** ان طريقي سبحاني فان طريقي التنزيه منه وخلت على الذات الاقدس لم التفت باسم
وصفة لكن قول سبحاني مني ليس كقوله من ابي يزيد البسطامي فانه لا اساس لقوله لقولنا فان قوله خرج من
دائرة الانفس وقولنا وراء الآفاق والانفس وقوله تشبيه يكسى لباس التنزيه وقولنا تنزيه لم يمسه غبار التشبيه
وقوله صدر عن سكر وقولنا صدر من عين الصحو فانظر الى هذا الضال المضل كيف تفوق على اكابر الامة
بدعواه وكيف خرج عن اتباع محمد صم بصريح قوله وفحواه وكيف سجل على نفسه اتباع الشيطان وهواه **اقول**
ان المخاطب خلط الحابل والنابل فهو احرى من التفه في حقه ع شلت يمينك ان قتلت لمسلم ◆
وجبت عليك عقوبة المتعمد ◆ اعلم ان قول الشيخ رح ان طريقي سبحاني اي منسوب الى السبحان اي
تنزيه الله تعالى والياء فيه للنسبة لا ياء المتكلم فانه قد صرح بنسبة التقابل والتباين بين لفظ سبحاني
الذي صدر من ابي يزيد البسطامي رح وبين لفظ سبحاني الذي في مكتوبه ففي الاول ياء النسبة وفي الثاني
ياء المتكلم وهذا من قبيل تجنيس التلفيف ويظهر من ادنى تامل ان عبارته تدل على ياء النسبة حيث انه قال

سلسلتي سلسلة الرحمانية وانا عبد الرحمن مربى ارحم الراحمين وطريقي الطريق السبحاني وذهبت من سبيل التنزيه
وما اردت من الاسم والصفة الا الذات الاقدس تعالى هذا سبحاني ليس سبحاني الذي قال ابو يزيد البسطامي
لانه لا اساس له بهذا السبحاني لانه خرج من دائرة الانفس وهذا ما وراء الانفس والآفاق وسبحاني ابي يزيد تشبيه
لبس لباس التنزيه وهذا سبحاني تنزيه محض ما وصله غبار التشبيه وذلك سبحاني تفوه من منبع السكر وهذا سبحاني
ينبع من عين الصحو **قال** في المكتوب الموفي مائة من المجلد الثالث وان كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم
ليس له شريك في دولة الخاصة ولكن ينبغي ان يعلم انه بعد تخليقه وتكميله بقيت من طينته بقية جعلت خميرة
طينتي فجعلوني بتبعيته ووراثته شريك دولة الخاصة وهذا ايضا دعوى النبوة وان نبوته في مرتبة نبوة صلى الله
عليه وسلم ودولته في قوة دولته وهذا افحش في افساد الدين وصرح في الحادة وزندقته **اقول** كلمة مبني
على سوء الفهم فلا يخلو عن الخلل فمثله كمثل النعامة لا طير ولا جمل اما تعرف انه ما وقع جعلوني بياء المتكلم في مكتوبه
وهي محرفة بل في مكتوبه هذه العبارة وان لم يكن احد شريكه في هذه الدولة الخاصة المحمدية لكن هذا القدر يدرك
ان من دولته الخاصة له صلى الله عليه وسلم بعد تخليقه وتكميله بقيت بقية لان من لوازم اهل الكرم ان يبقى
بقية في سفرتهم بعد اكلهم وهو نصيب الخدم وتلك البقية اعطيت لاحد اصحاب الدولة من امته صلى الله عليه
وآله وسلم وجعلها خميرة طينته فجعل شريك دولته الخاصة عليه وعلى آله وصحبه الصلوة والتسليمات انتهى
والمراد بالطينة اما الدولة الخاصة اعني مرتبة الفناء الاتم وهو مختص بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم عند الصوفية
ويكون لبعض امته بتبعيته ووراثته فيكون متخلقا بالخلافة فلما تم هذه المرتبة تعطى له الوجود الموهبي ويكون
مع النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة بموجب قوله تعالى ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين
انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ذلك الفضل من الله
الآية وحديث المرء مع من احب او الاخلاق الحميدة الاصلية الحقيقية للنبي صلى الله عليه وسلم او المعنى الاصلي فالمراد
المجدد رحمه الله باعتبار جده لان سيدنا عمر رضي الله عنه كان جبلته من بقية طينة النبي عليه الصلوة والسلام
والشيخ من اولاده ولا يستلزم المساوات اخرج البخاري في تاريخه وغيره اكرموا عمتكم النخلة فانها خلقت من
طينة آدم فكما ان خلقة النخلة التي لا تساوي بني آدم في الفضل والكرامة من طينة سيدنا آدم لا يلزم
النقص في سيدنا آدم ع فكذا في النبي صم وكيف لا تشرف فرد من بني آدم بهذه الفضيلة وهو اشرف
من النخلة قال الشيخ محي الدين بن عربي في الباب الثامن من الفتوحات المكية ان الله تعالى لما خلق
آدم عليه السلام الذي هو اول جسم انساني تكون وجعله اصلا لجميع الاجسام الانسانية فضلت من خميرة
طينته فضلة فخلق منها النخلة فهي اخت لآدم عليه السلام وهي عمة لنا وقد سماها الشرع لنا عمة وشبهها

بالمومن ولها اسرار عجيبة دون سائر النبات وفضل من الطينة بعد خلق النخلة قدر السمسمة في الخفاء فخلق
من تلك الفضلة ارضا واسعة الفضاء اذا جعل العرش وما حواه والكرسي والسموات والارضون وما تحت الثرى
والجنات كلها والنار في هذه الارض كان الجميع فيها كحلقة ملقاة في فلاة من الارض وفيها من العجائب
والغرائب لا يقدر قدره ويبهر العقول امره وفي كل نفس يخلق الله فيها عوالم يسبحون الليل والنهار لا يفترون
وفي هذه الارض ظهرت عظمة الله وعظمت عند المشاهد لها قدرته وكثير من المحالات العقلية التي قام الدليل الصحيح
العقلي على احالتها موجود في هذه الارض وهي مسرح عيون العارفين العلماء بالله وفيها يجولون وخلق الله
من جملة عوالمها عالما على صورنا اذا ابصرهم العارف يشاهد نفسه فيهم وقد اشار الى مثل ذلك ابن عباس
فيما روي في هذه حديث الكعبة بيت واحد من اربعة عشر بيتا وان في كل ارض من السبع الارضين خلقا مثلنا
حتى ان فيهم ابن عباس مثلي وصدقت هذه الرواية عند اهل الكشف قال العلامة الدمشقي في نخبة العلوم وقوله
هذه الدولة المحمدية الخاصة به صلى الله عليه وسلم وان لم يكن له احد يشركه فيها الا انه لعبد تخلق بهذا اي بصورة
بالصورة الانسانية في احسن تقويم وتكميله بالاخلاق الفاضلة الكريمة بقيت بقية من طينته وهي الحصة الى
عليه وسلم فاطمة الزهراء فاعطيت تلك البقية لواحد من امته وذلك الواحد هو ولد فاطمة الحسن بن علي رضي الله
عنهما انتقلت اليه تلك البضعة وهي البقية الطينة المحمدية فكان الامام الحسن رضي الله عنه اشبه الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم كما ورد في الاحاديث وجعلوا اي تلك البقية خميرة طينته اي طينة ذلك الواحد من امته والتخمير
في جعلها الملائكة الموكلين بالارحام فالطينة من علي رضي الله عنه وهي نطفته وخميرتها من فاطمة الزهراء رضي الله
عنها وهي نطفتها فعملت الخميرة من الطينة لنطف من اولاده واولاد اولاده واخيه الحسين رضي الله عنه الى يوم القيامة وسرت
تلك الخميرة في اولاد الصلب واولاد العهد من السادة في عقد بيعة المشايخ النقشبندية وغيرهم من اصحاب العهود
في صدق الوفاء وتمكين الحب والصفاء والمس المذكور من قوله تعالى من قبل ان تمسوهن وقوله مخلقة وغير مخلقة
وذلك في المريدين الآخذين عن المشايخ وجعلوه اي ذلك الواحد شريك دولته الخاصة به صلى الله عليه وسلم
وسبب ذلك ظهوره رتبة فردانيته من تجلي الاسم الفرد في مظاهر رتبة مقام الذي هو مقام الفردية فيظهر من الفرد
في كل زمان ما كان منه صلى الله عليه وسلم من حيث باطن ولايته الخاصة لا من حيث رتبة نبوته ورسالته فان
تلك الرتبة ختمت بنبوته صلى الله عليه وسلم وذلك قوله عليه السلام العلماء ورثة الانبياء يحبهم اهل السماء وتستغفر
لهم الحيتان في البحر اذا ماتوا الى يوم القيامة وقوله عليه السلام العلماء مصابيح الارض وخلفاء الانبياء وورثتي
وورثة الانبياء وقوله عليه السلام العلم ميراثي وميراث الانبياء قبلي الاحاديث الثلاث اخرجها السيوطي في
جامعه الصغير فالعلماء بنا هم ورثة النبي صلى الله عليه وسلم وورثة بقية الانبياء عليهم السلام في مقام فردية

صلى الله عليه وآله وسلم وهي العلم الباطن فالمشاركة انما تضر لو كانت في زمان واحد واما اذا كانت بطريق تجديد
الدولة في صورة واختاره الله تعالى لذلك المقام فخلقها من تلك النور لذلك النور فلا ضرر ولا ضرار انما يتذكر اولوا الالباب
ثم ان الشيخ احمد السرهندي العارف الكامل قدس الله سره اعاد الكلام ليخبر عن نفسه بحصول ذلك المقام فقال
وان كان محمد صلى الله عليه وسلم ليس له شريك في الدولة الخاصة به لكن ينبغي ان يعلم انه بعد تخليقه وتكميله
صلى الله عليه وآله وسلم بقيت من طينته بقية جعلت خميرة طينتي اي وصلت تلك البقية التي ذكرناها الى طينته اي
نطفه من ابيه او امه قبل الولادة اذ كان له نسب في قريش او بعد الولادة بمصافحة ذي النسب او مصافحة العهد
من المشايخ وهو المس مخلقة وغير مخلقة كما ذكرناه فان المصافحة تلقيح في اهل الاستعداد فتسري الخميرة
في عجين الطينة فتحيل العجين تخميرا انتهى قال في المكتوب الثالث والسبعين ومائة من المجلد الاول
ان كلما يصح ان يرى او يعلم نفي ذلك بكلمة لا ضرورية فالمطلوب المثبت ما وراء ذلك ويلزم منه ان كل ما
هو مشهود محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مستحقا للنفي فان محمدا مع علو شانه كان من البشر متسم بسمت
الحدوث والامكان ماذا عسى ان يدرك البشر من خالق البشر والممكن من الواجب والحادث من القديم
جلت عظمته وكيف يحيط به لا يحيطون به علما النقش قاطع انتهى فانظر الى عبارته لم يجوز للنبي صلى الله عليه وسلم
ان يكون مشهوده الا ما ينفي من الممكنات اقول ان هذا القول في الاصل يوافق قول سيدنا ومولانا
الشيخ بهاء الدين رضي الله عنه والفاظه الفارسية هرچه ديده شد ودانسته شد وشنيده شد همه غير حق است بكلمه لا نفي بايد كرد
انتهى وفي المكتوب في بيان كلمة لا اله الا الله ان كل ما يجيء في العلم والبصر نفيه بكلمة لا ضروري حتى ان المقصود
المثبت وراء البصر والعلم فيلزم منه ان مشهود محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ايضا لائق للنفي والمطلوب المثبت
وراء ذلك متحقق يا اخي محمد صلى الله عليه وآله وسلم مع ذلك الشان العلو بشر وبعلاقة الحدوث والامكان
متسم والبشر من خالق البشر اي شيء يدرك والممكن من الواجب ما يدرك والحادث لا يحيط الله بكنه ذاته لا يحيطون
به علما النقش قاطع في حق جميع الخلائق نبيا كان او غيره انتهى فالمعنى ان كل ما يصح ان يرى في البصيرة احد
من البشر او يسمع او يعلم من المكاشفات والمشاهدات نفي ذلك بكلمة لا ضروري فالمطلوب المثبت وهو ذاته
تعالى وراء الوراء الذي خطر في بال البشر لا تعرف احد كنهه فانه تعالى الا هو لان ذات الله تعالى وكمالاته غير
متناهية والسير في الله لا نهاية له ولهذا قيل سبحانك ما عرفناك حق معرفتك والمعنى الثاني ان كل ما يرى في
بصيرة السالك او يعلم من الحوادث الكونية نفي الوجود الاصلي والتحقيق منه بكلمة لا اله ضروري وتثبت هذا
الوجود الاصلي الحقيقي لما وراء ذلك الكون وهو الله تعالى بالا الله وكذا وقع في فصل الخطاب لخواجه محمد پارسا
بعد الكرامين من اوله في بيان ذكر لا اله الا الله انه مركب من النفي والاثبات فالذاكر في طرف النفي ينفي وجود

جميع المحدثات الاصلية وفي طرف الاثبات يثبت وجود القديم جل وعلا انتهى بل هذا الامر منصوص عليه في الاخبار
الالهية والنبوية قال الله تعالى فاعلم انه لا اله الا الله اي لا موجود بحق الا الله قال الله تعالى كل شيء هالك الا وجهه
اي الا ذاته قال الله تعالى اينما تولوا فثم وجه الله تعالى اي ذاته كما في تفسيره وقوله صلى الله عليه وآله وسلم
اصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد ع الا كل شيء ما خلا الله باطل * والباطل خلاف الحق وقوله عليه السلام
كان الله ولا شيء معه وهو الآن على ما عليه كان فالباطل معناه ولا شيء مع الحق اذ الاشياء كلها بالحق تعالى
لا مع الحق تعالى فان الشيء من المشية فلولا المشية الالهية لما كان شيء اصلا واصل الشيء المشيء فهو شيء بيا من
فعيل بمعنى مفعول كقتيل بمعنى مقتول وجريح بمعنى مجروح فالاشياء كلها منفية في الشهود المحمدي بدليل
كان الله ولا شيء معه وهذا الخبر لا يعرفه الا الله من اصحاب الادراك الخاص كما افاد العارف الدمشقي في نتيجة
العلوم فما ثبت بالآيات والاحاديث فانكاره جسارة على جسارة فان هذا اعمى من عين العمى **قال**
في المكتوب التاسع والاربعين من المجلد الثالث لا يخفى انه لما حصلت لي النسبة الحضورية بذات الواجب
جل سلطانه لزم ان ينكشف لي كنه ذاته جل سلطانه وان يعلم بكنه ذاته كما هو وهذا وان كان مخالفا لما هو مقرر
عند العلماء لكنه علم حضوري متعلق بذات الواجب تعالى فهو كالرؤية بالنسبة الى ذاته تعالى فالانكشاف
موجود والدرك مفقود انتهى فانظر الى جسارته اجاز لنفسه انكشاف حقيقة كنه الذات وهذا هو اثبات للفوقية
على النبي عليه افضل الصلوة واكمل التحيات المباركات الطيبات بل وادعى ذلك لولده ايضا **اقول** هذا
افتراء بلا امتراء نامرفي الاستقامة وانت متوجهين نظر ذلك المكتوب وقل اين هذه العبارة فيه فاياك
اياك الكذوب فانها الى الشر دعاة وللشر جالبة بل مسلك المجدد ح ان معرفة ذاته وصفاته بالكنه والوجه
ممتنع افاد المجدد رحمه الله في المعارف اللدنية ما ترجمته ان معرفة الله تعالى واجبة باتفاق الصوفية واكثر
المتكلمين شكر الله تعالى سعيهم لكنهم مختلفون فيما بينهم في الطريق الموصل الى المعرفة فالصوفية قائلون ان المعرفة
بالرياضة وتصفية الباطن والمتكلمون من الاشاعرة والمعتزلة يقولون انها بالنظر والاستدلال ولعل النزاع
بينهم نزاع لفظي مبني على تفسير لفظ المعرفة فالصوفية يقولون ان المعرفة هو علم بسيط وجداني ومغايرة
للصورة التصديقية الايمانية والمتكلمون قائلون بانها صورة تصديقية ايمانية ولا شك ان طريق تحصيل المعرفة
بالمعنى الاول هي الرياضة وتصفية الباطن وبالمعنى الثاني هو النظر والاستدلال وما يقولون ان اول
ما يجب على المكلف معرفة الله تعالى المراد بها المعرفة بالمعنى الثاني لا الاول لان حصول المعرفة في المعنى
الاول يكون في حق اليقين وهو نهاية مراتب كمال اهل التسيد والفرق بين المعرفتين بتقرير آخر ان المعرفة
عند الصوفية عبارة عن علم حضوري بالحق تعالى يكون بعد الفناء والبقاء وتعبيرها بالفارسية شناختن ودانستن

وعند المتكلمين عبارة عن علم حصولي به سبحانه تعالى الذي هو نتيجة النظر والاستدلال بيانه ان العلم الحصولي
حصول الصورة او الصورة الحاصلة في المدرك فهو يحصل من الخارج والعلم الحضوري ما يتعلق بذات العالم فيكون
خلافه فالعارف بعد فناء الذات والصفات يبقى ببقاء الله تعالى فعلمه علم حضوري ولا يكون هذا من
قبيل الحلول والاتحاد نعوذ بالله منهما فطور الولاية وراء طور العقل وطريقها الكشف الصحيح ليس هنا مدخل
للنظر والاستدلال وما قال الحكماء والغزالي من ان معرفة ذات الله تعالى ممتنع فالمراد بها الصورة
التصديقية الايمانية كما يشهد به الادلة حيث قالوا ان معرفة ذات الله تعالى اما بالبداهة او بالنظر
وكل منهما باطل على ما هو مذكور في الكلامية وايضا امتنعوا معرفة كنه الله تعالى لا المعرفة بوجه لان المعرفة
بوجه حاصل لكل احد فانهم يعرفون الذات بالوصف الخالقية ام الرازقية وفرق بين معرفة الشيء بالوجه
والوجه فيما نحن فيه يكون الثاني لا الاول فان قلت هذا مسلم في الخلق والرزق لان وصف الخلق معلوم
منا الا الذات بوصف الخلق لكن لا نسلم في الخالقية لان المراد منها ذات له الخلق فيعرف الذات بهذا الوصف
قلت ان المراد من الذات اما مفهومه او مصداقه ان كان الاول فالمعلوم الوجه وان كان الثاني فهو مستلزم
علم كنه الذات لان كنه الشيء عبارة عن نفسه والذات ليس بمتجز لانه بسيط حقيقي فبفرض تعلق العلم يكون
العلم بالكنه وفي علم المخلوقات العلم بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه لان الحقيقة متجزئة فكلما كانت الحقيقة متجزئة فالعلم
بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه وان كانت بسيطة حقيقية لا تقتضي التجزي يكون علمه بالكنه كما في الواجب تعالى
فمعرفة كنهه تكون محالا فمعرفته تعالى بالمعنى المذكور مطلقا ممتنع بالكنه كان او بالوجه بل صفاته تعالى ايضا كذا
فانها غير معلومة لوجه مثلا علمه تعالى ليس كمثل علم المخلوقات لانه ليس له في انكشاف المعلوم مدخل والله تعالى
يعطي الانكشاف عقيبه جريا للعادة ولو سلم ان له تاثيرا في الانكشاف ولو في الجملة كما عند بعض المتكلمين
فنقول ان التاثير خلق فيه وليس هو مؤثر الحقيقة بل لا دخل للمؤثرية فيه فليس بين علم الخالق والمخلوق
مناسبة فالاشتراك في الاطلاق اسمي وكذا حال القدرة والارادة بينهما فان قدرته وارادته تعالى
مبدء صدور الافعال ومنشاء وجود المخلوقات بخلاف قدرة العبد وارادته فانهما ليس كذلك فان الله سبحانه
وتعالى يخلق الاشياء بطور جري العادة عقيبهما وليس لقدرة العبد في الايجاد مدخل ما وهكذا سائر الصفات
فكل معلوم لا يناسب العالم لا يعلمه فانه لا يدرك الشيء بما يضاده ويغايره فلا يدرك صفاته تعالى كما لا يدرك
ذاته تعالى وتقدس منهما اشكال قوي وهو انه لما كان الذات والصفات ممتنعا المعلومية فمعرفتهما تكون
محالا فما معنى وجوب المعرفة قلنا معرفة الذات هنا مثلا انه ليس بجسم ولا جوهر ولا عرض ومعرفة الصفات
انه ليس بجاهل او عاجز او اصم او ابكم غاية ما في الباب يعرف بهذا ذاته وصفاته قال بعض المتكلمين المعرفة

عبارة عن التمييز بين المحدث والقديم ومن هنا قال ابو حنيفة رضي الله عنه سبحانك ما عبدناك حق عبادتك ولكن عرفناك حق معرفتك فسبحان من لم يجعل للخلق اليه سبيلا الا بالعجز عن معرفته والمعرفة الخاصة بأهل التمكين حسب استعداد الطالب قال العارف بهاء الدين النقشبند قدس سره ان اهل الله بعد الفناء والبقاء ما ينظرون في ذاته وما يعرفون في ذاته حيرتهم في ذاتهم وفي انفسهم افلا يبصرون وهذه المعرفة نفس الحيرة قال ذو النون المصري رح المعرفة في ذات الله حيرة قال بعض العرفاء اعرفهم بالله اشدهم تحيرا فيه قال المجدد رح والكان اكثر المشائخ صرحوا بكذا في معرفة الذات اما عندنا معرفة الصفات ايضا عبارة عن الحيرة انتهى **قال** قال في كنز الهداية التاسعة عشر مخاطبا لوالديه لم يزل داعي الوصال ينادي في سري اجب السلطان فانه يدعوك فطار طير همتي الى باب القدس فوصلت الى سرادق عال فقيل لي السلطان ليس في البيت فعلمت ان ذلك مقام حقيقة الكعبة الربانية فاسرعت الى ما وراء ذلك وعرجت الى مقامات الصفات الحقيقية الموجودة بوجود زائد وهذا وراء الصور العلمية الصفات في مرتبة التعين العلمي وراء ذلك صور الصفات التي في مرتبة التعين الوجودي والتعين الحبي فعرجت عنه ايضا الى اصول تلك الصفات وهي الشيون الذاتية والاعتبارات المحضة في ذاته تعالى ثم الى الذات البحت المجرد عن النسب والاعتبارات وانتما ايها الاخوان يعني والديه كنتما معي في كل مقام من تلك المقامات فانظر الى هذه الخرافات والدعاوي الباطلة والاكاذيب المحضة تتعجب منه **اقول** عند البدال يظهر فضل الرجال اما تعرف ان كنز الهداية ليس من مصنفات المجدد رح وعلى تقدير التسليم ايلازم من هذا القول على قائله شيء اذ كثيرا ما يظهر للسالك في السير الى الله المشاهدات والمكاشفات وهي وراء طور العقل فيعجز الناس من فهمها وهو يذكر لمريديه ومحبيه بموجب اما بنعمة ربك فحدث ادخلهم السكر وكثير من الاولياء ذكروها فلا محذور فيه كما قال الغوث الصمداني الشيخ عبد القادر جيلاني رض في بعض قصائده

وامري بامر السلطان قلت كن يكن	وكل امور الله حكمي مقدر لي	فاسمعت الواد المقدس جالسا	على طور سيناء قد صعدت بخلوتي
ولطافتي بالاكوان من كل جانب	نصرت لها الا تحقيق نسبتي	ولي علم في ذروة المجد سائم	فيجمع البناء ناداني لكل [illegible]
فلا علم الا من بحار وردتها	ولا نقل الا من صحيح روايتي	على القدة البيضاء كان اجتماعنا	وفي قاب قوسين اجتماع الاحبة
وعاينت اسرافيل واللوح والرضا	وشاهدت انوار الجلال بنظرتي	وشاهدت ما فوق السموات كلها	كذا العرش والكرسي في طي قبضتي
وكل بلاد الله ملكي حقيقة	واقطابها من تحت حكمي وطاعتي	فلاحت لي الاسرار من كل جانب	ودانت لي الانوار من كل وجهة
وشاهدت معنى لوجه كشفه مستر	معصم ابطال الرياسات الدكتا	ومطلع شمس الافق ثم منيبها	وقد قطعت ارض الشمس خال خلوتي
انا قطب اقطاب الوجود حقيقة	على سائر الاقطاب قولي وحرمتي		

قال في المكتوب الخامس والتسعين من المجلد [illegible]

ولايتي وان كانت مرأة للولاية المحمدية والموسوية ومتطفلة على ولايتهما لكنها جامعة لهما مركبة من نسبة المحبوبية

والمحبية فان محمدا رئيس المحبوبين وموسى رأس المحبين لكن في ولايتي امر آخر ومعاملة على حدتها وذلك الامر مربوطة حيث ان اصلها من الولاية المحمدية الناشئة بالاصالة عن المحبوبية الصرفة وانضمت اليها ولاية موسى الناشئة عن المحبية الصرفة وانصبغت بلونها ايضا صارت وجودا آخر وحقيقة اخرى واثمرت ثمرة اخرى وانتجت نتيجة اخرى فيقال لهذا الضال المضل المغرور المكور ما معنى كون ولاية محمد من المحبوبية الصرفة وولاية موسى من المحبية الصرفة ان كان المراد ان محمدا صلى الله عليه وسلم ما كان يحب الله وموسى ما كان الله يحبه والعياذ بالله فقد ضللت ضلالا مبينا وهلكت هلاك الابد بل محمد صلى الله عليه وسلم كما انه رئيس المحبوبين فهو رأس المحبين وموسى كما انه رأس المحبين بأس من المحبوبين ايضا بل لا تكون محبة العبد ربه ما لم تتقدمها محبة الله عبده قال الله تعالى يحبهم ويحبونه وقال الله تعالى رضي الله عنهم ورضوا عنه ثم ان في كون ولايته حقيقة اخرى وثمرة ثمرة اخرى اعترافا بانه ليس على شريعة احد المرسلين لان شرع كل نبي لا يثمر الا ولاية ذلك النبي وشرع محمد صلى الله عليه وسلم لما كان جامعا لجميع الشرائع حيث امر صلى الله عليه وآله وسلم بالاقتداء بارباب تلك الشرائع كلهم ثمر ولاية جميع تلك الانبياء فلا يخرج ولايته عن ولاية صلى الله عليه وسلم فاذا وجدت ولاية غير ولاية صلى الله عليه وسلم واثمرت ثمرة غير ثمرتها كانت تلك الولاية ولاية ابليس نعوذ بالله من مكر الله **اقول** هذا كذب طريف وبهتان سخيف لو تاملت في عبارة المكتوب فلم تكن تجترئ على هذا المكذوب ولكن التعصب الفاحش وحب الباطل الفاحش غطى على سريرتك وغشي ضعيف بصيرتك الا ترى انه ليس في قوله لفظ اجمع اسم التفضيل ليلزم منه ان ولايته اجمع من دائرة ولاية محمد وموسى عليهما الصلوة والسلام بل فيه ان ولايتي مربوطة ولاية محمد صلعم وولاية موسى عليه السلام وبطفيلهما ولايتي مركبة من نسبتي المحبي والمحبوبي ورئيس المحبوبين سيدنا ومولانا محمد صلعم ورأس المحبين سيدنا موسى عليه السلام والا بوسيلة متابعة خاتم الرسل عليه الصلوة والسلام مع ولايتي امر آخر ومعاملة على حدة بها مربوطة وان كان اصل هذه الولاية ولاية محمد صلعم وهو الولاية المحمدية ومنشأها بالاصالة نسبة محبوبية صرفة لكن نشأ ولاية موسى ناشئ من المحبية الصرفة وهي متضمنة مع هذه الولاية ومنصبغة بلونها ايضا وصارت وجودا آخر ذا حقيقة اخرى وثمرة اخرى يعني الولاية مناسبة بها وخرج بوجه بها ونشأت منها وهما اصلها وهي فرعهما ولا محذور فيه قال العلامة الدمشقي رح في نتيجة العلوم قوله ولايتي وان كانت مرأة للولاية المحمدية اي ربتها الولاية المحمدية ونقلتني في اطوارها من السير من نفسي الى حضرة ربي ومن حضرة ربي الى حضرة ربي ثانيا ومن حضرة ربي الى نفسي بمعارج التحقيق في العرفان وهو معنى التبعية في الظاهر والباطن على وجه الكمال والموسوية اي مرأة ايضا للولاية الموسوية باعتبار الباطني في اشرها المخصوص على مقتضى قلب موسى عليه السلام في العرفان الالهي ومتطفلة يعني لاني

تلك على ولايتهما اى تابعة بولايتهما بطريق التطفل في المقام لان ولاية النبي اصل وولاية الولي فرع
لان حصولها بسبب الارث فالورثة لما استعدوا بالمتابعة للمورثين في الاعمال والاحوال كان لهم مناسبة
بهم وقرب معنوي فورثوهم عند موتهم والانبياء عليهم السلام لا يورثون الا العلم لا غير وهي الولاية لكنها اى
ولايتي جامعة لهما اى هي من المشربين المشرب المحمدي والمشرب الموسوي فلولايتي مقام الرؤية المحمدية
البصرية في التجلي بالصور بعد فناء التصور على حد ما يعرفه اهل المعرفة من الادراك الخاص باهل هذه الطريقة كما
قدمناه ولها ايضا مقام المناجاة والمكالمة الموسوية السمعية بعد فناء الحرف والصوت على حد معرفة اهل الادراك
الخاص المذكور ولا اظن انك تقدر ان تفهم شيئا من ذلك بعقلك فضلا عن التحقيق به وعن ذوقه ووجدانه الا
بمعونة الله تعالى لك والله على كل شيء قدير فصارت اى ولايتي المذكورة وجودا آخر وان كان الوجود واحدا
لا يتعدد اصلا لكن خصوص الرتبة المعنوية التي تظهر عنه تقتضي مغايرته كما اقتضت تعدده حقيقة اخرى يعني باعتبار
تلك الرتبة المذكورة واثمرت ثمرة اخرى باعتبار ما يناسب المكان والزمان كما قال تعالى لكل جعلنا منكم شرعة
ومنهاجا وان كان الشرع والمنهاج واحدا لكن اختلاف الاشخاص بحسب الاحوال والازمان تقتضي اختلاف
الاحكام وانتجت نتيجة اخرى كما ان ثمرة الشجرة تكون حلوة لعدم حموضة الشجرة نفسها الحاملة لتلك الثمرة لكون
ثمرة وعقد تخالفها في طعمها ومزاجها وهي منها متفرعة عنها وللشجرة الفضل التام على الثمرة ولا يصل الامداد
للثمرة الا من الشجرة قال تعالى وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون وهم اصحاب الادراك
الخاص الذي قدمناه وفيها اى في ولايتي المذكورة امر آخر ومعلوم ان ذلك الامر الآخر انما استفيد من
الاصل فان الفرع لا يأتيه الامداد الا من اصله ومعاملتي يعني التي بيني وبين الله تعالى وبيني وبين
غيري على حدتها اى منفردة الآن عن المتابعة وذلك لظهور النور المحمدي لنفسه في صورتي المخلوقة
منه له فذلك الامر المذكور مستقل لانه امر جديد لم يظهر بعد في الاكوان لعدم تكرر التجلي ومن خصوص النشو
الذي مربوطة اى دائرة معاملتي كلها على حكم ذلك الامر الخاص بي الذي ظهر بظهوري ذلك النور المحمدي
الذي انا متحقق به في نفسي على حسب ذلك الادراك الخاص الذي قدمناه انتهى اذا عرفت هذا فاعلم ان
ولاية الاولياء ظلال ولايات الانبياء عليهم الصلوة والسلام فلفظ المرئي في هذا المقام ينادي باعلى ندا
على اثبات هذا المدعى والمرام لا يكون غير ما يرى به الا ترى انك لو اخذت جرعة من ماء وما من بحرين في
كوز فتركب ذلك الماء الحاصل كيفيته بالامتزاج لكنه يكون فرع ماء البحرين ولا يكون حقيقة ماء الكوز علحدة ثم
وما قيل ان محمدا صلى الله عليه وسلم ما كان ان يحب الله وموسى ما كان الله يحبه فبناه على فهم المعترض لان المجدد
افاد في المكتوب السادس والتسعين من المجلد الثالث ان الاسم محمد واحمد من اسماء النبي صلى الله عليه وسلم

ولايتين خاصتين الولاية المحمدية وان كانت ناشئة من المقام المحبوبية لكن ليست فيها المحبوبية الصرفة بل ممتزجة من نشاء المحبية وولاية
الاحمدية ناشئة عن المحبوبية الصرفة ليس فيها شائبة المحبية وهذا مقام النبي صلى الله عليه وسلم فكما انه لا يقال انه
لما كان موسى كليم الله لا يكون محمد صلى الله عليه وسلم غير كليم الله فكذا لا يقال انه لما كان محمد رسول الله محبوب
الله لا يكون موسى عليه السلام محبوب الله وهذا بين جدا وما قيل ان شريعة المجدد رح غير شرائع رسولنا وموسى
عليهما الصلوة والسلام خيال فاسد ومتاع كاسد فان المجدد رح ليس بصدد بيان الشريعة بل هو بذكر الاحوال
والمواجيد والمقامات واين هذا من ذلك فالسب والشتم كله يرجع الى فهمه الباطل قال واصرح من ذلك
ما قاله في المكتوب الثالث والتسعين بعد ما ذكر نحوا من ذلك ان مركز دائرة المحبوبية الصرفة يتصور بصورة
دائرة مركزها المحبوبية الصرفة ومحيطها المحبوبية الممتزجة بالمحبية وهي نصيب فرد من افراد الامة يعني نفسه اقول
ان في هذه العبارة والمحبوبية الممتزجة بالمحبية نصيب فرد من افراد امته تبعية له صلعم وتبعية لموسى ايضا انتهى
فلا قبح فيه وترك المعترض لفظ تبعية له صلى الله عليه وسلم فمثل المعترض مثل البرغوث وما غذاه دمه قال
ويعلم ان المحيط بهذه الدائرة تقدم كثيرا على الدائرتين وهما اقرب الى من الله الاقرب ثم اورد سؤالا فقال ان
قلت كل كمال تيسر للجزء فهو ايضا تيسر للكل لان الكل عبارة عن ذلك الجزء مع بقية الاجزاء فما وجه سبق
الجزء الكل الجواب الكمال الذي يظهر في الجزء بطريق الاصالة فهو في الكل بتبعية الجزء ووساطته لا بطريق
الاصالة ولا شك ان الاصالة سابقة على التبعية وللاصل قرب ليس في الفرع فعلى هذا اذا تقدم مركز الدائرة
في الكمالات المخصوصة به فهو واسع ممكن والتحقيق في الجواب ان كمال الجزء انما يسري في الكل اذا
كان ذلك الكمال ناشئا من ماهيته الاصلية ولا يلزم سريانه في الكل مثلا اذا انقلب جزء من الفضة بعمل الاكسير
ذهبا لا يمكن ان يقال ان كمالات هذا الجزء المنتقل ذهبا تسري في الكل لانه بعد الانقلاب خرج عن الجزئية
انتهى وهذا المعنى قوله المار ان ولايتي صارت حقيقة اخرى فانظر الى هذا كيف انقلب على العقب بانقلابه الى
حقيقة الذهب وخرج عن اتباع سيد العرب ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وفيه قد ذهب
بهذه الدعوى حيث جعل نفسه اصلا في الكمال والنبي تابعا له فيه وان الكمال تسري منه اليه ثم نفى السراية
بالكلية فجعل نفسه مستقلا وشبه نفسه بالذهب والنبي صلى الله عليه وسلم بالفضة فقد ادعى التقدم على موسى
ومحمد عليهما الصلوة والسلام ثم ترقى وادعى التفوق على جميع الانبياء اقول هذا التقرير مبني على عدم
فهم المعنى المراد من المكتوب الثالث والتسعين من المجلد الثالث فاعلم اولا ان العبارة المنقولة ليست
في المكتوب المذكور بل فيه ان مركزية الشيخ المتقدم كثيرا وهي اقرب الى المبدء من كل اقربها ومركزية الثالث الولاية المحمدية صلى الله عليه وآله وسلم
فالدائرة الاولى دائرة الحلم والثانية دائرة الخلة والثالثة دائرة المحبوبية وهي اقرب الى ذاته ولا محذور فيه

وثانيا۔ ان محصل المكتوب ان التعين الاول الوجودي رب خليل الرحمن على نبينا وعليه الصلوة والسلام ومبدء تعينه وتعين خلته ومركز تعينه رب حضرة حبيب الله ومبدء تعينه وتعين محبته عليه الصلوة والسلام ثم اورد عليه ايرادات واجاب عنها منها انه كان التعين الاول رب الخليل فكيف التوفيق بينه وبين قوله عليه الصلوة والسلام اول ما خلق الله نوري ثم اجاب بان المركز اسبق اجزاء الدائرة والجزء مقدم على الكل فيكون مبدء تعين حبيب الله صلى الله عليه وسلم اسبق ومنها ان الكمال الحاصل للجزء يسري في الكل لان الكل عبارة من ذلك الجزء وجزء اخرى فما وجه حصول السبق والقرب في الجزء لا الكل فاجاب عن هذا الايراد بجوابين الاول تسليم التسري والفرق بينهما بالاصالة والتبعية فان الكمال في الجزء بالاصالة وفي الكل بتبعيته والثاني بعدم تسليم التسري بان كمال الجزء في وقت يسري في الكل ان كان الكمال ناشيا من ذلك الجزء وان كان الكمال في الجزء ناشيا بعد انقلاب ماهية الجزء فلا يلزم ان يسري فيه لان الجزء بعد الانقلاب ما لا يكون جزء للكل مثلا الفضة التي تصير طلاء بعمل الاكسير فلا يقال فيها ان كمالات ذهبية ذلك الجزء يسري في الفضة التي هي الكل لان ذلك الجزء على هذا التقدير ليس جزء في الحقيقة انتهى فالاعتراض بان المجدد رح انقلب على العقب بالقلابه الى حقيقة الذهب وخرج عن اتباع سيد العرب وغيره على ما ذكر كله هذيان فان الكلام في مبدء تعين خليل الرحمن وحبيب الله صلوات الله عليهما اجمعين والتفوق مبدء تعين حبيب الله الذي هو المركز على مبدء تعين خليل الرحمن عليه الصلوة والسلام الذي هو الكل ما لكنا هذيان فافهم ولا تكن من الغافلين ليس من العقل سرقة الخليل وادعاء التفوق على الانبياء عجب عجيب لا يخفى في المكتوب ما يشير الى ذلك اصلا قال في المكتوب التاسع عشر من المجلد الثالث كانت الانبياء والمرسلون يفرون من البلاء وانا في عين البلاء في عافية فيقال له يا ايها المغرور اي نبي فر من البلاء واي بلاء اردت ان اردت انهم فروا من البلاء الدنيوي فهو مع كونه كذبا صريحا كفر اليقين وان اردت البلاء في الدين فالفرار بالدين عين الكمال اقول ان في المكتوب المذكور بلفظ واجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فان الفرار مما لا يطاق من سنن المرسلين عليهم الصلوة والسلام ونحن في عين البلاء مع العافية فلله سبحانه الحمد انتهى قيل يعني ان البلاء الذي لا يطاق الفرار منه سنة اما الصبر في البلاء المطلق فالصابر فيه مثاب والصابر في البلاء الذي لا يقدر ان يفر منه مثاب ومن كان في مقام الرضاء البلاء عنده راحة ونعمة قال الله تعالى وليبلي المؤمنين منه بلاء حسنا فمثل هذه الاعتراضات لا يورد الا من له دني دراية وديانة قال ثم ترقى الى تنقيص القرآن فقد نقل الشيخ العارف ابن المحدث الشيخ عبد الحق الدهلوي ان بعضهم كتب اليه الحكم مع جلالة ما له عونه من المراتب لم لا يظهر منكم كرامة قال ان الكرامة اجل مما ابينه من الحقائق والمعارف التي تعجز

الناس عن بيانها ولن كان معجزة الرسول صلى الله عليه وسلم الا كلاما فانظر الى هذا الجاهل المكور المغرور كيف سوى كلامه بالقرآن العظيم وكيف اثبت المثل للقرآن المجيد وكيف رقى نفسه الى مرتبة خاصة بالتحدي ثم كون كلامه معجزا اقول ليس فيها التسوية ولا التنقيص بل فيه ثناءه زعم الواهم فانه كيف ينكر عظمة الكلام وكونه كرامة والقرآن من اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم قال العارف العلامة النابلسي في نتيجة العلوم قوله ان الكرامة اجل مما ابينه من الحقائق والمعارف فان البيان دليل الكشف عن ذلك والتحقق به فان من لا كشف له ولا تحقق في نفسه بربه لا بيان له عن شيء من الحقائق اصلا الا بطريق الحكاية عن الغير من قبيل نقل العبارة والنسخة حاصله من المحجوبين وانما العارفين في ان ما ياتون به من العلوم والاسرار ان ذلك كله بالملكة اماته محفوظا لهم من كلام غيرهم نظيره ما جحده الكافرون على الانبياء المخبرين من العلوم الالهية والشرائع النبوية حتى نسبوهم الى الجنون والكذب وغير ذلك وقالوا اساطير الاولين اكتتبها فهي تملى عليه بكرة واصيلا الاية وقالوا معلم مجنون ونحو مجنون وانه مسحور وقالوا ساحر كذاب وقالوا غير ذلك والله يعلم المفسد من المصلح وحاصله ان الذي جاءت به الانبياء عليهم السلام حق وصدق وهو من عند الله تعالى بطريق الوحي من جبريل عليه السلام وغيره من الملائكة والذي جاءت به الاولياء ايضا من العلوم التوحيدية والمعارف الالهية والحقائق العرفانية كله حق وصدق ايضا وهو من عند الله تعالى بطريق الالهام والفيض على قلوبهم بطريق الالهام من ملائكة الالهام وبعضهم لا يعطي العبارة عن ذلك ولا يقدره الله تعالى على بيانه نظيره النبي الذي اوحي اليه بشرع وامر بالتبليغ للامة وبعضهم لا يعطي العبارة عن ذلك ولا يقدر على بيانه نظير النبي الذي اوحي اليه بشرع ولم يؤمر بالتبليغ فلو بلغه خالف الامر فلا يقبل منه كما ان الولي الذي لم يعط العبارة لم يؤذن له في البيان فلو بين ذلك لا يقبل منه وربما اوذي على بيانه وطرد وبعد وبغض وربما قتل ومن اعطي العبارة قبل منه البيان واستحسن كلامه وانتفع به غيره فاذا سكت في محل الكلام اثم وعوقب من طرف الله تعالى او من طرف الخلق والله خير حافظا وهو ارحم الراحمين وقوله ان الكرامة اجل من ذلك البيان فهو امر معلوم عند اهله فان الكرامات التي تعجب العوام لا فائدة فيها للولي وان تضمنت حسن اعتقاد العوام بالولي فما انتفع فيها العوام لا الولي وذلك انما اعتنى الله تعالى بالعوام فاظهر له على يد الولي لينتفع بها العوام واما بيان العلوم الالهية والحقائق الربانية النافعة للسالكين والخواص المؤمنين يرتقون بها في معارج التحقيق ويتيقنون بفهمها عقبات الطريق وانما تضرر بها المتعدي على الاولياء بالانكار لعدم توفيقه وقلة ادعائه التكبر في نفسه ومراده ان يكون له ارتفاع مرتبة على ابناء جنسه قوله ولن كان كرامة محمد صلى الله عليه وسلم الا كلاما معجزا يعني القرآن العظيم الذي هو كلام الله تعالى الذي عجز الفصحاء والبلغاء ان ياتوا بمثله وهو متضمن المعاني التوحيدية والمعارف الربانية والحقائق العرفانية ويزيد على كلام الاولياء الذي ياتون به بالاحكام الشرعية

والشرائع النبوية والكل من عند الله تعالى لان كلام الاولياء الذي ياتون به هو معاني الكلام القديم الذي جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وانما جاءهم على بالفهم الجديد في الكلام القديم فكلام الاولياء كراماتهم اكرمهم بها الله تعالى وكلام الله تعالى الذي جاء به النبي صلى الله عليه وسلم معجزة له اكرمه الله تعالى بها والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم انتهى قال شيخ الاسلام الهروي في منازل السائرين والذي ثبت عندي بالتجربة ان فراسة اهل المعرفة انما هي في تمييز من يصلح لحضرة عز وجل ممن لا يصلح ويعرفون اهل الاستعداد الذي اشتغلوا بالله سبحانه ووصلوا الى حضرة الجمع فهذه فراسة اهل المعرفة واما فراسة اهل الرياضة والجوع والخلوة وتصفية الباطن من غير وصلة الى جناب الحق سبحانه فلهم فراسة كشف القبور والاخبار بالمغيبات المختصة بالحق تعالى فانهم لا يخبرون الا عن الخلق لانهم محجوبون عن الحق سبحانه اما اهل المعرفة فلاشتغالهم بما يرد عليهم من معارف الحق سبحانه فاخبارهم انما يكون عن الله تعالى ولما كان العالم اكثرهم اهل انقطاع عن الله سبحانه واشتغال بالدنيا مالت قلوبهم الى كشف القبور والاخبار عما غاب عن احوال المخلوقات فعظموهم واعتقدوا انهم اهل الله خاصة واعرضوا عن كشف اهل الحقيقة واتهموهم فيما يخبرون عن الله سبحانه وقالوا لو كان هولاء اهل الحق كما يزعمون لاخبرونا عن احوال المخلوقات فكيف يقدرون على كشف امور اعلى من هذه وكذبوهم بهذا القياس الفاسد وعميت عليهم الانباء الصحيحة ولم يعلموا ان الله تعالى قد حمى هولاء عن ملاحظة الخلق وحفظهم وشغلهم بما سواه حماية لهم وغيرة عليهم ولو كانوا ممن يتعرضون الى احوال الخلق ما صلحوا للحق سبحانه فاهل الحق لا يصلحون للخلق كما ان اهل الخلق لا يصلحون للحق تعالى وقد راينا اهل الحق اذا التفتوا ادنى التفات الى كشف القبور ادركوا منها ما لا يقدر غيرهم على ادراكه بالفراسة فمنها المعرفة وهي الفراسة فيما يتعلق بالحق سبحانه والقرب منه واما فراسة اهل الصفاء الخارجين المتعلقين بالخلق فلا يتعلق بجناب الحق سبحانه ولا اجر منه ويشترك المسلمون والنصارى واليهود وسائر الطوائف فيها لانها ليست شريفة عند الله سبحانه فيختص بها اهله انتهى **قال** قال في المكتوب الثاني من المجلد الثاني ان الصفات السبعة او الثمانية موجودة في الخارج وتميزه في الخارج عن الذات محيران الاشكال في زيادة الصفات قوي وهو ان الصفات اما ممكنة او واجبة لا سبيل الى الاول لاستلزام حدوثها وعدم اتصاف الحق تعالى بها ازلا ولا الى الثاني لان الواجب الوجود بذاته واحد ثم قال وحل هذا الاشكال ما ظهر وهنا الفقير هو انه تعالى موجود بذاته لا بالوجود لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد وصفات الواجب تعالى موجودة بذاته لا بالوجود اذ لا مجال للوجود في ذلك الموطن قال الشيخ علاء الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك الودود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب ايضا في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب

وهذه المعرفة وراء طور النظر والفكر انتهى وانت تعلم ان ما ليس عين الوجود ولا قائما به الوجود فهو المعدوم ليس الا ولا شيء من المعدوم بموجود فلا معنى لكونه موجودا بذاته لا بالوجود الا انه تعالى عين الوجود القائم بذاته المتعين بذاته فنفي كون الوجود عين الذات مع القول بانه تعالى موجود بذاته دليل على انه ليس على بصيرة في معنى الوجود ولا في معنى كونه تعالى موجودا بذاته واما قول علاء الدولة نفع الله به ان اراد به ان مرتبة الامكان فوق مرتبة الوجوب فهو صحيح ولا اشتباه فيه لان الوجود الذي هو عين الذات هو الوجود المطلق المعرى عن كل قيد زائد على ذاته القائم بذاته المتعين بذاته لا وجود الممكنات المتعين بمقتضى استعداد الماهيات فانه مقيد بتعين زائد على ذاته مفتقر الى ذلك التعين الذي هو مقتضى الماهية فلا يكون متعينا لذاته فلا يكون واجبا لذاته وان اراد انه تعالى ليس عين الوجود المطلق فهو مبني على ما فهمه من كلام الشيخ محيي الدين نفع الله به ان المطلق معناه الكلي الذي لا يوجد الا في ضمن افراده وهو فهم فاسد لان مراد الشيخ نفع الله به بقوله في الباب الثاني من الفتوحات انه تعالى موجود بذاته غير مقيد بغيره لغناه عن العالمين والمبني على الفاسد فاسد ثم قوله ان صفات الواجب تعالى موجودة بذاته لا بالوجود ان اراد انها موجودة بعين وجود الذات لا بوجود يغايره ناقض قوله انها موجودة في الخارج متميزة عن الذات وان اراد ان وجودها متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة به فلا ياتي منه نفي وجودها ونفي الامكان عن وجودها ثم الوجود اذا لم يكن عين الذات ولا قائما به فمعنى اطلاق الواجب عليه تعالى في قوله وصفات الواجب تعالى الخ مع القطع بان العلماء يريدون بهذا الاطلاق انه تعالى واجب الوجود لذاته ثم كون الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود من المسائل المقررة في الكتب العقلية كشرح الاشارات وشرح التجريد فقوله ان هذه المعرفة وراء طور النظر والفكر تلبيس ودليل على انه غير ناصح في دين الله ثم ان ذاته تعالى اذا لم يكن عين الوجود ولا متصفا بالوجود كان معدوما محضا لاستحالة ارتفاع النقيضين عن شيء واحد في حالة واحدة وهذا عين نفي الواجب القديم الواحد الاحد فقوله موجود بذاته مع كونه مناقضا لنفسه لا يدفع السيف عن رقبته ولا يدفع عنه التكفير ولا يجديه بنفع جليل او حقير **اقول** هذا الكلام مبني على عدم فهم المراد على وجه ان المعترض **اما اولا** فبانه قال المجدد في ذلك المكتوب ان الصفات السبعة او الثمانية للواجب تعالى التي على اختلاف الآراء من الصفات الحقيقية موجودة في الخارج وغير اهل الحق من الفرق المخالفة ليسوا قائلين بوجود صفاته تعالى على ان المتاخرين من الصوفية ايضا ينكرون وجود الصفات وينسبون زيادة الصفات الى العلم ويقولون ع از روئے تعقل ہمہ غیر اند صفات ؛ باذات تو از روئے تحقق ہمہ عین ؛ يعني ان الصفات في التعقل متغايرة وفي الخارج عين ذاته تعالى والحق ان قول اهل الحق هو الحق ومقتبس من مشكوة النبوة بنور الكشف والفراسة فاية ما في الباب ان الاشكال

الذي يردُه المخالفون في وجود الصفات قويٌّ فانهم يقولون ان كانت الصفات موجودة اما ممكنة او واجبة
فالاول يستلزم الحدوث لان كل ممكن حادث عندهم على انه يستلزم جواز انفكاك الصفات عن الذات
والثاني ينافي التوحيد وحل الاشكال على ما ظهر لي ان الواجب تعالى موجود بذاته لا بالوجود عينه او زائد عليه
وصفاته تعالى ايضا موجود بذاته لا بالوجود ولانه ليس للوجود في ذلك الموطن مدخل تعالى علائه الدولة فوق عالم الوجود وعالم الملك
والوجود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبتان بين الماهية والوجود
فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب بهذه المعرفة وراء طور النظر والفكر والمحبوسون عقيلة العقل لا يعرفون هذا
المرام وليس لهم الا الانكار انتهى فما نقله المعترض رح فيه تحريفات اعلاها انها زاد وتميزة في الخارج مع انها
ليست في المكتوب واما ثانيا فبان الوجود قد يراد به الماهية المتعينة والذات المتشخصة في الخارج وبهذا
المعنى عين الماهية والذات وهو المراد بقولنا الله تعالى موجود بذاته لا بالوجود فالمقصود من هذا القول تنزيه
ذات الله تعالى عن احتياجها الى شيء بان يقال انها محتاجة الى الوجود وان كان عينا وقد يراد بوجود الشيء
كونه في الخارج وثبوته فيه وهو بهذا المعنى زائد عليه وعرض عام وقد يراد الصفة الموجودة الزائدة على الذات
كالحيات مثلا فما قامت به صفة الوجود يكون موجودا ويكون محتاجا في موجوديته الى صفة الوجود كما قامت
به صفة الحيوة يكون حيا والله تعالى موجود بذاته لا بهذا الوجود فلا يكون ذاته محتاجا الى الوجود فيكون ذاته
العلي كافيا في تحققه غير محتاج الى الوجود ولا يكون للوجود ثمه مدخل عينا كان او زائدا قال عروة الوثقى
في مكتوب خمس وثمانين من المجلد الاول تحقيق مذهبنا ان طالب اليقين وصاحب الفطرة السليمة اذا رجع
الى وجدانه بفكر صائب وتامل صادق وانصف من نفسه ادرك ان الذات الله المقدس لا ينبغي ان
يحتاج في وجوده الى غيره ويكون في نفسه خاليا عن الوجود ويحتاج في ثبوته الى الوجود وادرك ايضا
ان ماهيته وحقيقته سبحانه لا ينبغي ان تكون هو الوجود لان الوجود مع كونه في نفسه من المصادر والاحداث
لا ضرورة لنا بالقول بكونه حقيقة للواجب الموجود في الخارج بوجود اصيل وان نصطلح عليه بواسطة عدم
احتياجه الى الغير ومع ذلك لم يرد الشرع به فالحق ان له سبحانه ماهيةً وحقيقةً وراء الوجود ثابتة بنفسها
مستغنية عن عروض الوجود ولها ما يترتب على الوجود يترتب على تلك الماهية بذاتها فهي موجودة بذاتها
المقدسة لا بالوجود عينا كان او زائدا وقولنا موجود بنفسه مجرد تعبير بقولنا هست لا ان الوجود امر زائد
ثابت قائم به تعالى او عينه فلا مدخل للوجود في تلك الحضرة العلية المعراة عن جميع النسب والاعتبارات
كما لا مجال للعدم ثمه فهو سبحانه لغاية تقدسه لا سبيل اليه نسبة لكونه خالقا لكلها فكلا النقيضين متنزلان عن
تلك المرتبة المقدسة غير متصورين ثمه حتى يتصور ارتفاع النقيضين فلا مناقضة لشيء بشيء في مرتبة الذات

المعراة عن جميع الاعتبارات حتى يستحيل ارتفاع النقيضين اذ الارتفاع والثبوت من الاعتبارات والنسب
المنفية عن تلك الحضرة الابرية الى ما افاده بعض المحققين من ان الجسم في مرتبة وجوده السابق على البياض
لا ابيض ولا لا ابيض وليس ذلك ارتفاع النقيضين المستحيل لان المستحيل ارتفاعهما بحسب نفس الامر مطلقا لا بحسب مرتبة من المراتب
فان الامور التي ليس بينها علاقة التقدم والتاخر والمعية ليس لبعضها في مرتبة الآخر وجود ولا عدم انتهى فلما ساغ
امثال هذه الامور في الممكنات فما ظنك في شان خالق الممكنات تعالى ولله المثل الاعلى فعلى هذا الاحتياج
في نفي احتياج الذات المقدس الى الغير الى اطلاق لفظ عليه يكون مفهومه اللغوي من المعقولات الثانية
والمعاني القائمة بالغير ولو كان كذلك لكان صاحب الشرع احق بالتعبير عن ذاته المنزه بالوجود والاخبار
كما اخبر به من سائر اسمائه وصفاته وكمالاته وليس فليس فالله عز وجل بذاته العلي مستغن عن عروض الوجود له
فما يتفرع على الوجود يتفرع عليه سبحانه وكذا الحال في سائر الصفات فكلما يتفرع عليها فذاته العلي كاف فيه
ومع ذلك له سبحانه صفات ازلية موجودة قائمة بذاته لورود الشرع بها ولما جرى عادته سبحانه بان كلما
ثبت في عالم الحقيقة ان يجعل له انموذجا في عالم المجاز ليستدل به عليه جعل الوجود انموذجا لوجوده بنفسه لا بالوجود
فان الوجود لو وجد كان موجودا بنفسه دون الوجود المجازي فسطرة الحقيقة فنحن نوافق جمهور المتكلمين في زيادة الوجود
على الذات الغني العلي وعدم كون الوجود عينا له ولكنا لا نقول باحتياج الذات المقدس الى الوجود واستكماله به
مع كمال غناه ونرجو ان يكون مراد السلف من زيادة الوجود هو هذا المعنى ان كان منهم رواية في هذا الباب لكن
الظاهر ان ليس من السلف في هذا النقل انما هو قول المتاخرين من اصحابنا رحمهم الله سبحانه بخلاف زيادة الصفات
فان النصوص معاضدة لها فالحاصل ان الحق عز وجل موجود بذاته وصفاته السبعة بل الثمانية موجودة بذات الحق
دون الوجود فالوجود كما هو متنزل عن مرتبة الذات المقدس كذلك متنزل عن صفاته الحقيقية فلم يتخلل في
حضرة الذات المقدس والصفات العلية وجود فلم يتخلل وجوب ولا امكان اذ الامكان والوجوب نسبتان بين الماهية
والوجود فحيث لا وجود لا وجوب ولا امكان فمن هذا التحقيق اندفع اشكال صعب يورد على الصفات الحقيقية بانها
اما ممكنة لذاتها او واجبة فعلى الاول يلزم حدوثها لان كل ممكن حادث عندهم وايضا يلزم جواز انفكاكها عن الذات
فيلزم جواز الجهل والعجز تعالى عن ذلك وعلى الثاني يلزم تعدد الواجب لذاته المنافي للتوحيد قال شيخنا والعلامة
الامام الرباني والحجة والا عف الثاني فذاته تعالى وصفاته سبحانه فوق هؤلاء الثلثة المنحصرة غاية ما في الباب اذا
تصور ذاته تعالى وتعقلت صفاته سبحانه بالوجوه والاعتبارات اذ لا سبيل الى الكنه عرض لذاته سبحانه في الوجود التصوري
العقلي الوجوب لما هو المناسب واللائق لذاته تعالى وعرض لصفاته سبحانه بالوجود الذهني الامكان لما هو لها
لاحتياجها الى الذات فذاته تعالى وصفاته سبحانه في حد انفسها فوق مرتبة الوجوب والامكان بل فوق

مرتبة الوجود ايضاً وباعتبار الوجود التصوري الظلي الوجوب يناسب الذات تعالى والامكان يناسب الصفات
تعالت وتقدست فالصفات تعالت من حيث الوجود الخارجي لا واجبة ولا ممكنة بل هي فوق الوجوب والامكان
وباعتبار الوجود الذهني ممكنة ولا يلزم من هذا الامكان الحدوث لما انه ليس لذواتها كما للممكنات بل الوجود واجبها
الظلية ويناسب هذه المعرفة ما قاله ارباب المعقول من ان الكلية والجزئية تعرضان للماهية باعتبار خصوصية الوجود
الذهني فلا يوصف بهما الماهية حال الوجود الخارجي فزيد الموجود في الخارج مثلاً قبل التعقل ليس بجزئي كما انه
ليس بكلي بل عرض له الجزئية بعد الوجود الذهني الظلي بل نقول جميع النسب والاضافات والاحكام الاعتبارات
التي تحمل عليه تعالى كالالوهية والربوبية والاولية والازلية غير الصفات الثمانية الموجودة انما يصدق عليه سبحانه باعتبار التعقل
والا فالذات من حيث هو غير متصف بصفة ولا مسمى باسم ولا محكوم بحكم فصاحب الشرع تعالى انما
اطلق على ذواته اسماء واحكاما باعتبار التناسب والتشابه لتكون تقريبة الى افهام المخلوقات ويكون التكلم معهم
على قدر عقولهم كما يقال لزيد الموجود في الخارج بدون ملاحظة وجوده الذهني انه جزئي على سبيل التشبيه
والتنظير ويكون حكمهم بالجزئية انسب واشبه من حكمهم بانه كلي فكذلك الحكم بالوجوب والوجود على الذات الغني المتعالي
اولى وانسب من الحكم بالامكان والامتناع والا فلا سبيل الى جناب قدسه تعالى وجوب ولا وجود كما لا سبيل
بجناب تنزيهه تعالى للامكان والامتناع فافهم هذه المعرفة الشريفة القدسية فانها اساس الدين وخلاصة
علم الذات والصفات تعالت وتقدست وما تكلم بها احد من العظماء ولا واحد من الكبراء استأثر الله سبحانه
هذا العبد بهذه المعرفة والسلام على من اتبع الهدى ومما افاده شيخي وامامي قدس الله سبحانه بسره السامي
ان الصفات الحقيقية موجودة في مرتبة الذات ولم يحصل من اثباتها تعين وتنزل في تلك الحضرة العلية
ومع كون الصفات تفاصيل للكمالات المندرجة في حضرة الذات لم يحصل منها مرتبة اخرى فحكمها ممتازة
عن احكام سائر الاجمالات والتفصيلات لان مرتبة احدهما ممتازة عن مرتبة الاخرى فمرتبة التفصيل دون
مرتبة الاجمال وهذا المعنى مفقود في تلك الحضرة المقدسة والتفصيل ثابت في مرتبة الاجمال وثبوت هذه المرتبة
دار العلم والخارج وتقسيم الوجود الذهني والخارجي انما هو في مرتبة الامكان فلا مجال في تلك الحضرة للخارج
ولا للعلم لانه لما لم يكن للوجود مدخل ثمة فالوجود الخارجي والعلمي فرعه وهذه المعرفة كشفية بل جميع ما بحثي وما ذكرنا
في تحقيق الوجود وغيره واثبات الصفات مع كون الذات المقدس كافيا فيما يترتب على الصفات العلية امور
ذوقية كشفية وما اورد في اثباتها من قبيل التنبيهات على البديهيات التي لا مساغ للبحث فيها وان العلم
الواجبي المتعلق بتلك الصفات في تلك المرتبة المقدس شبيه بالعلم الحضوري كعلمه سبحانه بذاته العلي وكمالاته
المندرجة في الذات وتلك الصفات مع زيادتها كانها نفس العالم وحضورها كحضور نفس العالم فمع عينها و

جم غفير من الصوفية العلية الى عينيتها مع ذات الواجب تعالى ونفي غيريتها والكلام الموافق لمذاق علوم الانبياء
على اجمعهم عموما وعلى افضلهم خصوصا الصلوات والبركات والتحيات والمطابق لآراء اهل السنة والجماعة شكر الله تعالى
سعيهم ان يسلب عينيتها مع القول بنفي غيريتها ويقال لا هو ولا غيره ولذا قلنا ان علمها شبيه بالعلم الحضوري
لعدم عينيتها والعالم فينتزع منه صورة وحضور انفسها كان من قبيل العلم الحضوري ولا يتوهم من هذا ارتفاع
النقيضين لان اتحاد الزمان والمكان شرط في حصول التناقض وليس في تلك الحضرة زمان ولا مكان فلا يتصور
التناقض وما يتعارف في لفظ الغير ويراد بالغير الغير المصطلح فالنظر الكشفي ينفي هذا التخصيص وينفي الغيرية باي معنى كان
فان ارباب الكشف يجدون بالذوق والفراسة الصحيحة المقتبسة من مشكوة النبوة ان الصفات كما انها ليست
عين الذات بزيادتها ليست غيرها وان كانت زائدة بينهما نسبة الاثنينية ففي تلك الحضرة انتقض قاعدة
ارباب المعقول ان الاثنان متغايران اذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه المرتبة المقدسة التي هي مرتبة الذات
مع الصفات الحقيقية تعالت وتقدست ظهورا في المرتبة الثانية بلا تغير وتبدل وذلك المرتبة مرتبة الوجود الذي
هو خير محض وكمال صرف وليس شيء غير الوجود قابلية مظهرية جميع الكمالات بطريق الظلية ولهذا ان
تعلق علمه بتلك المرتبة المقدسة وانتزع كمالاته لكان اول شيء ينتزع منها حضرة الوجود والكمالات
الاخر تابعة له ولهذا ذهب جماعة من الصوفية العلية وغيرهم الى عينية الوجود للذات المقدسة وتصوره مع كونه
تعينا بالاتعين وثبوت هذا التعين الوجودي مدار العلم والخارج لان الوجود الخارجي والعلمي من اقسام المطلق
الوجود ومرتبة المقسم فوق مرتبة الاقسام فحضرة الوجود من حيث هو سابق على كل الوجودين ولا يتصور ثمة وجود
خارجي ولا ذهني على ما مر وحضرة الوجود جامع بطريق الظلية لجميع الكمالات الذاتية والصفاتية اجمالا وتفصيلا
فالاجمال تعين اول والتفصيل كانه تعين ثان ففي مرتبة اجمال الوجود لا تميز كمال ولا صفة عن صفة وفي مرتبة
تفصيل الوجود امتاز الكمالات وظهرت الصفات فاول شيء ثبت في تفصيل الوجود الحيوة التي هي ام جميع الصفات
وهذه الصفة كانها ظل لصفة الحيوة التي لها ثبوت في مرتبة حضرة الذات المنزه ويصدق في حقها لا هو ولا غيره
وهذا الظل لما كان ثبوته في مرتبة هي دون مرتبة الذات تعالى لا يصدق في حقها لا هو ولا يصدق لا غيره بل كان
مغاير الذات الحق عز وجل وكذا حال سائر الصفات تعالت وبعد صفة الحيوة ظهر صفة العلم ثم الصفات الاخر من
الارادة والقدرة وغيرها والعلم مع كونه جزء من التعين الوجودي وحصة من حصصه جامع لجميع الصفات والصفات
الاخر مع استقلالها كانها اجزاء لصفة العلم لان لهذه الصفة نوع اتحاد مع موصوفها ليس لغيرها هذا الاتحاد
اذ العلم قد يتحد مع العالم والمعلوم والقدرة لا تتحد مع القادر والمقدور وكذا الارادة والسمع وغيرهما لا تتحد
مع الموصوف وصفة العلم لجامعيتها اجمالي لا يظهر فيه الصفات متميزة والتفصيل يظهر فيه الكمالات متميزة كما

للوجود والاجمال حكم مركز الدائرة والتفصيل حكم محيطها فمن ههنا اندفع ما قد توهم ان تميز الحيوة عن سائر الصفات انما هو
في تفصيل العلم الذي يسمونه بالواحدية واما في مرتبة الاجمال فلا تميز هناك لصفة من صفاته عن اخرى فكيف يحكم
بتقدم الحيوة على العلم المجمل على ما وقع في عبارات شيخنا وامامنا قدس سره والعجب من هذا المعترض كيف يورد اصطلاح
طائفة غير مسلم عند الخصم حجة عليه ومثال هذا من عدم الاطلاع على حقيقة مذهب الخصم واصطلاحه فيعد جهله اعتراضا
وقد عرفت ان التميز الحاصل لصفة الحيوة في تفصيل الوجود بعد اندماجه في حضرة اجماله سابق على العلم الجملي والتفصيلي
فالحاصل ان هناك تفصيلان تفصيل للكمالات المندمجة في اجمال الوجود والحيوة هناك متقدم على العلم وهو عينه والتفصيل
في حضرة العلم بما اندرج في اجماله والحيوة هنا متأخر عن العلم فالعلم المحاط مسبوق بالحيوة والمحيط سابق عليه وانت خبير
بان صفة الحيوة المسبوقة بالعلم ليس في الحقيقة صفة الحيوة بل صورة علمية لتلك الصفة فصفة الحيوة سابقة على العلم
الغيبة وصورتها العلمية مسبوقة بالعلم ومع قطع النظر عن جميع ما ذكرنا فتقدم شان الحيوة على شان العلم مما لا يحتاج الى
دليل وتنبيه عند ذوي فطرة سليمة انتهى واما ثالثا فبان كلام علماء الله وله رح لا ينبغي ان رتبة الامكان فوقه مرتبة
الوجوب وهو ليس بصدده هذا العيان وكلامه ظاهر جدا على ما ذكرنا فنقل الكلام من لفظه الى غير محله خلاف ما يسوقه الفاكر
والقول بصحته من قبيل الهذيان ومعنى هذا ما اراده انه تعالى ليس عين الوجود المطلق سفسطة لا ريب فيها واما رابعا فبان
توجيه التناقض في وجود الصفات مبني على فهمه على ما ذكر لانه ليس في المكتوب متميزة عن الذات بل هذه العبارة
من زيادات المعترض ومعنى هذا ما اراده ان وجودها متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة لانه ليس له هنا بل
ان الحق عز وجل موجود بذاته وصفاته السبعة بل الثمانية موجود بذات الحق دون الوجود على ما مر والمسعود رح في هذا
وشان تحقيق الحق اوثق تمسكت به هذا من فانه افاد في المكاشفات الغيبية بما تقريبه انه ذاته تعالى كاف من اعتبارات
الصفات بل مستغن عن نفس الصفات فما يترتب على صفات الذات المجردة عن الصفات كاف به مثلا ان
فرض انتفاء صفة الحيوة والعلم والقدرة والارادة عنه فيحصل الذات المجردة يترتب الاثار كما يترتب عليها لا بمعنى ان
الصفات ليست بموجودة او انها موجودة في العلم لا في الخارج لانه مخالف لمسلك اهل السنة والجماعة بل المعنى
ان الصفات مع الاستغناء الذاتي موجودة في الخارج بوجود زائد على الذات عز سلطانه كما هو مذهب اهل
الحق وتتضح هذه المسئلة بمثال واضح وهو ان الماء يميل بالطبع من الاعلى الى الاسفل ويصدر من حدوات الماء
فعل العلم والحيوة والقدرة والارادة فان كان له علم يميل الى الاسفل الخير ويصدر عنه فعل الارادة وهو تخصيص
احد المتساويين وحسن هذه الحركة الارادية صدر عنه فعل الحيوة والقدرة ولما بصير الماء جزء الحيوان فمع الميل
الطبعي يتصف بصفات زائدة ايضا مع وجود صفات طبعية ولله المثل الاعلى فذاته تعالى عز شانه مع الاستغناء
الذاتي وغناه عن الصفات في المرتبة الالوهية يتصف بصفات زائدة وجودية ويصدر منها افعال الكفي الذات

تحصلها فكذا الافعال في الماء المجرد عن الصفات انها عين ذاته لانه هنا ذات صرف بلا صفات فكذا الافعال
في ذاته تعالى جل شانه ان صفاته عين ذاته لانه مجرد عن الصفات في هذه المرتبة ولو اعتبرت الصفة وان كان
لا اعتبار عليها فكان العينية انتهى قال العارف الدمشقي عبد الغني النابلسي في نتيجة العلوم قوله ان الله تعالى موجود
بذاته لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد ومراده ان الله تعالى لا يدرك عند مخلوقاته اصلا من حيث ذاته العلية
ولما الموجود فانه يدرك بالعقل والحس والعقل والحس مكان قطعا بان الله موجود فلو قال ان الوجود عينه لزم ان يكون
تعالى مدركا ولو من حيث الوجود وقد قال سبحانه لا تدركه الابصار ولان الوجود الذي يدركه العقل والحس انما هو ظهور الوجود
الحق على الاشياء لانه هو الوجود الحق على ما هو عليه فليس الوجود الظاهر عينه ولا الوجود ايضا زائد عليه تعالى
بمعنى ان له ماهية غير الوجود فيكون تعالى مركبا من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية الزائدة على الوجود فيشابه
سبحانه الاشياء فان كل شيء مركب من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية المخصوصة ويكون تعالى مفتقرا الى
الوجود كما ان الاشياء مفتقرة الى الوجود وهذا كله محال عليه تعالى لانه تعالى لا يشابه شيئا ولا يشابهه شيء
ليس كمثله شيء وهو السميع البصير وانما يقال انه تعالى هو الوجود بالمعنى المدرك للعقل والحس فانه ظاهرية الحق وهو
معنى قوله رضي الله عنه انه موجود بذاته اي لا انه موجود باعتبار ما يشهده العقل والحس انه موجود اما موجود بوجود
هو عينه او موجود بوجود زائد عليه وكلاهما ممتنع عليه تعالى لانه تعالى ليس مما يدرك بالعقل والحس وانما يطلق
عليه تعالى بانه موجود باعتبار تنزله وظهوره للعقل والحس فان وجوده تعالى مطلق بالاطلاق الحقيقي حتى انه مطلق عن
قيد الاطلاق فان الاطلاق قيد والله تعالى منزه عن كل قيد فهو الغيب المطلق واليه الاشارة بقوله سبحانه الذين
يؤمنون بالغيب قال بعض المفسرين الغيب الذي يؤمنون به هو الله تعالى وقد استوفينا الكلام على هذا المقام
في كتابنا الوجود الحق والخطاب الصدق بما لا مزيد عليه انتهى واما خامسا فبانه لتحقيق ما يمتحن ان هذه المعرفة
وراء طور النظر والفكر ومن مسالك المجدد رح ومسلك المتكلمين بون وليس مرجع كونه تعالى موجودا بنفسه وكون الوجود
نفس ذاته كما هو مذهب الصوفية العلية واحد لان معنى كونه سبحانه موجودا بنفسه ان حقيقته سبحانه في نفسه وراء
الوجود كاف في ترتب آثار الوجود عليه بالوجود وتنزل من تلك المرتبة العليا على ما يجيء تحقيقه انشاء الله تعالى
في تبيين مذهب شيخنا وامامنا رضي الله تعالى عنه ومعنى كون الوجود نفس ذاته ان حقيقته سبحانه هو الوجود
ليس الا على ما استفادوا من تحقيقاتهم فاطلاق الوجود على تلك المرتبة المقدسة حقيقة عندهم والواجب
بعينية الوجود ان ما يترتب على الوجود يترتب عليه فكان اطلاق الوجود عليه سبحانه بطريق المجاز والتشبيه
والتنظير والمجاز ينفي فيصح نفي الوجود عنه ويكون الذات تعالى في نفسه غير الوجود والصوفية القائلون

بعينية الوجود لا يجوزونه كما لا يخفى على المتتبع في كلامهم الواقف على اطوارهم يقولون ان حقيقة الحق سبحانه وجود
بحت ليس الا وسلب الشيء عن نفسه محال ولولا اطلاق الوجود عليه تعالى عندهم بطريق الحقيقة لما كان الاختلاف
بين القائلين بعينية الوجود في كونه سبحانه وجودا مطلقا او فردا بمعنى محصلا وكيف لا يسوغ اطلاق الوجود على
تلك المرتبة العليا بطريق المجاز عندهم على ما افاد المردة الذي تفتح فادعاء التلبيس لغو قال ورأيت في بعض
مكاتيبه انه سئل عن هذا المعنى اعني عدم ظهور الخوارق منه فاجاب بان ظهور الخوارق من عدم الكمال ثم ان
عبد القادر قدس الله سره كان الى مرتبة الروح فقط وانه انقص في الارشاد وكلما كان النزول اتم كان
الارشاد اكمل اقول ان هذا كذب الصدق ينجي والكذب يهلك فان رايته في بعض مكاتيبه فقل في اي
مكتوب رايته قال ولعمري لو وقع له شيء من الكرامات لطار وابه في اقطار الارض ان هي الا دعاوي باطلة
اقول قد عد كراماته الى سبع مائة على ما هي في الزبر والاسفار مسطورة وعلى السنة العلماء والزائرين مذكورة
وان كانت هذه باطلة فلعله ينكر كرامات سائر الاولياء ويكذب جما غفيرا من العلماء فاصدق المقال
ما نطقت به الحال قال نقل عنه حفيده فرخ في رسالته انه قال كنت يوما جالسا في الاصحاب وكنت انظر
الى سوء اعمالي وغلب علي ذلك النظر بحيث رايت نفسي غير مناسب لقرب الله وفي هذه الاثناء بحكم من
تواضع لله رفعه الله نودي في سري غفرت لك ولمن توسل بك بواسطة او غير واسطة الى يوم القيامة
ويكرر هذا النداء حتى لم يبق فيه ريب عنده فانظر كيف امن مكر الله حيث اتقن بشيء موهوم اذ قد يكون المنادي
هو ابليس اقول قد استهزى البرزنجي باسم مولانا فرخ وهذا البيت جاء منه ه فلو كنت نبيا عرفت قرابتي
ولكن زنجي عظيم المشافر فاعلم ان مثل هذه المكاشفات بل ما على منها منقولة عن اكابر الاولياء من الاخيار
الاخيار قال الشيخ عبد القادر الجيلاني قدس سره قد وعدني الله عز وجل بفضله انه يدخل الجنة اصحابي واهل مذهبي
وتابعي طريقي ومن يحبني وقال ايضا انه سبحانه وتعالى اعطاني سجلا فيه اسماء اصحابي ومن تابعني الى يوم القيامة
وقال عز وجل قد غفرت لهم بك واستفسرت من مالك خازن النار اعندك من اصحابي احد فاجاب لا وعزة الله يدي
على حمايته من اتبعني مثل السماء على الارض ان لم يكن جيدا فانا جيد وعزة الله لا اذهب من عنده حتى ادخل
الجنة اصحابي فالجحود والانكار والسخرية على مثل هذه المكاشفات لا يناسب من اهل الحق والثبات والانصاف
وحسن الاوصاف قال في المكتوب الرابعة والتسعين من المجلد الثالث وما يقال من الانبياء لا يحتاجون
الى الاستمداد وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل صريح المكابرة انتهى فيجوز ان لا يحصل للانبياء الكمالات
بالفعل اقول ليس هذا محل الاستبعاد عقلا ولا نقلا فاجهل الناس من قل صوابه وكثر اعجابه قال المجدد رح
في المكتوب المذكور بما تعريبه ان النبي يحصل له بعض الكمالات بتوسط فرد من امته وتوسله ويصل الى بعض

بعض المقامات لكن لا يلزم منه نقص النبي ولا مزية عليه لانه حصل ذلك الكمال بمتابعة نبيه فيكون ذلك الكمال
من النبي في الحقيقة وهو كالخادم الذي يصرف من خزائن مخدومه له ويترتب لباسا لازدياد حسنه والامداد
من الخدام ليس نقصا للمخدوم بل هو كمال وموجب لازدياد الجلال فان السلاطين يدخلون الملك والحصون
بامداد عساكرهم ويكون هذا من عظمتهم وشرف خدامهم وما يقال ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لا يحتاجون
الى الامداد وجميع مراتب الكمال حاصل لهم بالفعل فهو مكابرة صريحة لانهم من عباد الله تعالى ويرجون فيوضه
وبركاته ويستدعون الترقي قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من استوى يوماه فهو مغبون وقال صلى الله
عليه وسلم سلوا لي الوسيلة وفي حديث الصحاح كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يستفتح بصعاليك
المهاجرين فهذه اعانة ومن لم يجوز امداد الانبياء فنظره الى عظمة مدارج الانبياء مع عدم توجهه الى عبوديتهم
واحتياجهم الى رب الارباب واستمداده واعانة الخدام والغلمان والا فلم نقل به انتهى تحقيق المقام وتوضيح المرام
على ما افاد العلامة ابن حجر المكي الهيتمي في الفتاوى الحديثية الكتاب والسنة والان على ان طلب الزيادة
له صلى الله عليه وآله وسلم امر مطلوب محمود قال تعالى وقل رب زدني علما وروى مسلم انه صلى الله عليه وسلم
كان يقول في دعائه واجعل الحيوة زيادة لي في كل خير وطلب كون الفاتحة او غيرها زيادة في شرفه طلب لزيادة
علوه وترقيه في مدارج كمالاته العلية وان كان كماله من جملة قد وصل الغاية التي لم يصل اليها كمال مخلوق فعلم
ان كلا من الآية الشريفة والحديث الصحيح دال على ان مقامه صلى الله عليه وسلم وكماله يقبل الزيادة في
العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلى ان غايات كماله لا حد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقي في تلك
المقامات العلية والدرجات السنية مما لا نطلع عليه ولا يعلم كنهه الا الله تعالى وعلى ان كماله صلى الله عليه وسلم
مع جلالته لا احتياج الى مزيد ترق واستمداد من فيض فضل الله وجوده وكرمه الباقي الذي لا غاية له ولا انتهاء
وعلى ان طلب الزيادة لا يشعر بان ثم نقصا اذ لا شك ان علمه صلى الله عليه وسلم اكمل العلوم ومع ذلك فقد
امره الله بطلب زيادته فلنكن نحن مامورين بطلب زيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم وقد ورد ايضا امرنا
بذلك فيما ندب من الدعاء عند رؤية الكعبة المعظمة اذ فيه ورد من شرفه وعظمه وحجه واعتمره تشريفا الى آخره
ونبينا صلى الله عليه وسلم كسائر الانبياء الذين حجوا البيت وهم كل الانبياء الا فرقة قليلة منهم على الخلاف
في ذلك داخل فيمن شرفه وعظمه وحجه واعتمره واذا علم دخولهم في ذلك العموم من دلالة العام الكلية قطعية
على الخلاف فيه علم انا مامورون بطلب الدعاء له صلى الله عليه وسلم ولغيره من الانبياء المذكورين بزيادة
التشريف والتكريم وان الدعاء بزيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم امر مندوب مستحسن ويؤيده ما رواه الطبراني
عن علي رضي الله عنه لكن نظر في سنده ابن كثير انه كان يعلم الناس كيفية الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم

وفيها ما يصرح بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في مضاعفات الخير وجزيل العطاء وبهذا الذي ذكرته وان لم ار من سبقني بالاستدلال في هذه المسئلة بشيء منه يظهر الرد على شيخ الاسلام صالح البلقيني في قوله لا ينبغي الجزم على ذلك الا بدليل فيقال له واي دليل اعلى من الكتاب والسنة وقد بان بما ذكرته دلالتهما على طلب الدعاء له صلى الله عليه وسلم بالزيادة في شرفه اذ الشرف العلو كما قال اهل اللغة والمراد به هنا علو المرتبة والمكانة وعلوها بالزيادة في العلم والخير وسائر الدرجات والمراتب وكل من العلم والخير قد امرنا بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم فيه بالطريق الذي قدمناه فلنكن مامورين بطلب زيادة الشرف له ورد على شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر في قوله هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استحضر ما قاله النووي لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقدمائهم وصاحبه الامام البيهقي وقوله ولا اصل له في السنة فيقال له بل له اصل في الكتاب والسنة معا كما تقرر على ان الظاهر انه انما قال هذا قبل اطلاعه على ما ياتي عنه ثم علم ان هذين الامامين لم ينازعا في جواز ذلك وانما نزاعهما في هل ورد دليل يدل على طلبه فيفعل اولا فينبغي فعله وقد علمت انه ورد ما يدل على طلبه ومن ثم لما كان النووي رحمه الله وشكر سعيه متحليا من السنة بما لم يتحل به احد ممن جاء بعده كما صرح به بعض الحفاظ دعى بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في شرفه في خطبتي كتابيه اللذين عليهما معول المذهب وهما الروضة والمنهاج فقال في خطبة كل منهما صلى الله عليه وسلم وزاده فضلا وشرفا لديه وهذه العبارة متداولة في ايدي العلماء منذ نحو ثلثمائة سنة لا نعلم احدا ممن تكلم على الروضة والمنهاج اعترضها بوجه من الوجوه ونقل هذين مخلا عنها بدليل قول الثاني هذا الدعاء مخترع من اهل العصر اذ لو استحضر ما قاله النووي لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقدمائهم وصاحبه الامام البيهقي وقد ذكرت عبارتهما في اختصار ابسط من هذا ومما صرح به الاول ان اجزال اجره صلى الله عليه وسلم ومثوبته وابداء فضله للاولين والآخرين بالمقام المحمود وتفضيله على كافة المقربين وان كان تعالى قد اوجب هذه الامور له صلى الله عليه وسلم فان كل شيء منها ذو درجات ومراتب فقد يجوز اذا صلى عليه واحد من امته فاستجيب دعاؤه ان يزاد النبي صلى الله عليه وآله وسلم بذلك الدعاء في كل شيء مما سميناه رتبة ودرجة انتهى المقصود منه وهذا تصريح منه بان طلب الزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم داخل في الصلوة عليه وقد امرنا بها فلنكن مامورين بها بالضمنية كما صرح به هذا الامام وناهيك به ومما صرح به الثاني في معنى السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته سلمك الله من المذام والنقائص فاذا قلت اللهم سلم على محمد انما تريد اللهم اكتب له في دعوته وامته السلامة من كل نقص وزد دعوته على مر الايام علوا وامته تكاثرا وذكره ارتفاعا انتهى المقصود منه فتأمل قوله من المذام والنقائص مع قوله من كل نقص وان ذلك هو مفهوم السلام الذي امرنا

تجده صريحا في ان الطلب زيادة الشرف مطلوب وان فرض على انه يدل على ما توهمه هذا المنكر الجاهل اذ غاية طلب الزيادة انه يدل على عدم الكمال المطلق ونحن نلتزمه اذ الكمال المطلق ليس الا لله وحده ونبينا صلى الله عليه وسلم وان كان اكمل المخلوقات الا ان كماله ليس مطلقا فيقبل الزيادة ومراتب تلك الزيادة قد يسمى كل منها عدم كمال بالنسبة لما فوقه من كمال آخر اعلى منه وهكذا ونقل الحافظ السخاوي عن شيخه ابن حجر انه جعل الحديث عن ابي رضي الله عنه وفي آخره قلت اجعل لك صلاتي كلها اي دعائي كله كما في رواية قال اذا تكفى همك ويغفر ذنبك اصلا عظيما لمن يدعو عقب قرائته فيقول اجعل ثواب ذلك لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانه قصد بهذا الرد على شيخه شيخ الاسلام السراج البلقيني في قوله لا ينبغي ذلك الا بدليل وهذا هو الذي اخذ عنه والده علم الدين مامر عنه وقد علمت رده بما مر ثم ذكر السخاوي عن شيخه ابن حجر ايضا ما حاصله ان من يقول مثل ثواب ذلك زيادة في شرفه مع العلم بكماله في الشرف لعله لحظ ان معنى طلب الزيادة ان يتقبل الله قراءته فيثيبه عليها واذا اثيب احد من الامة على طاعة كان للمعلم اجر وللمعلم الاول وهو الشارع صلى الله عليه وسلم نظير جميع ذلك فهذا معنى الزيادة في شرفه وان كان شرفه مستقرا حاصلا ومنها سئل اجعل مثل ثواب ذلك تقبله لحصل مثل ثوابه للنبي صلى الله عليه وسلم وحاصله ان طلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم يكون بنحو طلب تكثير اتباعه سيما العلماء اي برفع درجاته ومراتبه العلية كما مر عن الحليمي وقد رد شيخ الاسلام ابو عبد الله القاياتي مامر عن العلم وابنه فقال في الروضة ان القارئ اذا قرأ وجعل ما حصل من الاجر للميت كان دعاء بحصول ذلك الاجر للميت فينفعه وفي الاذكار المختار ان يدعو بالجعل فيقول اللهم اجعل ثوابها واصله لفلان وقد علم ان القدرة الالهية مهما تعلق لشيء يكون لا محالة وقد تقرر في علم الكلام ان قدرته سبحانه وتعالى لا تتناهى فخير الله لا ينفد والكامل الترقي في درجات الكمال هو ابدا كامل انتهى ووافقه صاحبه شيخ الاسلام الشرف المناوي كما افتى باستحسان هذا الدعاء ووافقهما ايضا صاحبهما امام الحنفية الكمال ابن الهمام بل زاد عليهما بالمبالغة في رفعة شان هذا الدعاء حيث جعل اكمل ما صح من الكيفيات الواردة في الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم موجودا في كيفية واحدة ومن جملتها الدعاء بزيادة الشرف وهي اللهم صل ابدا افضل صلواتك على سيدنا محمد عبدك ونبيك ورسولك محمد وآله وسلم عليه تسليما وزده شرفا وتكريما وانزله المنزل المقرب عندك يوم القيمة انتهى فجعل طلب زيادة الشرف له صلى الله عليه وسلم من جملة الاسباب المقتضية لتفضيل هذه الكيفية ولاشتمالها على معنى ما في الكيفيات الواردة عنه صلى الله عليه وآله وسلم وقد افتى بهم صاحبهم شيخنا شيخ الاسلام خاتمة المحققين المحيي زكريا الانصاري فانه سئل عن واعظ قال الحجة باجماع القاري القرآن والمحدث ان يهدي مثل ثواب ذلك في صحائف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم

وبه افتى المتقدمون والمتأخرون فاجاب بان ما ادعاه هذا الواعظ القليل المعرفة يستحق بكذبه على الاجماع
التعزير البالغ وزعمه ان ذلك لا يجوز الحق خلافه بل يجوز والعجب له كيف ساغ له دعوى اجماع المسلمين وائمة المتقدمين
والمتأخرين على عدم الجواز بل هذا الا مجازفة في دين الله فان جوازه كما ترى شائع ذائع في الاعصار
والامصار فان قلت الدعاء بالزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم ممتنع لانه يقتضي انه متصف بضده اعني تطلب له
الزيادة وهو محال في حقه قلت اعلم ان نبينا صلى الله عليه وسلم هو اشرف المخلوقات واكملهم فهو في كمال
وزيادة ابدا يترقى من كمال الى كمال الى ما لا يعلم كنهه الا الله تعالى فلا محال في تزايد كماله وترقيه بالنسبة الى
نفسه بعد كونه اكمل المخلوقات ونحن نطلب له الزيادة في الكمال الى تلك الدرجة التي لا يعلم كنهها الا الله
تعالى وفائدة طلبنا له ذلك مع انه حاصل له لا محالة بوعد الله تعالى له امور منها اظهار شرفه صلى الله عليه وسلم
وكمال منزلته وعظم قدره ورفع ذكره وتوقيره ومنها مجازاته صلى الله عليه وآله وسلم على احسانه الينا
ومنها حصول الثواب لنا ومزيد الاطلاع على ما ذكرناه ما في الحديث الصحيح كان صلى الله عليه وآله وسلم
اجود الناس الحديث فانظر ذلك وتامله فانه تخصيص بعد تخصيص على سبيل الترقي في فضل اجوده على
الناس كلهم وثانيا بجوده في رمضان على جوده في سائر اوقاته وثالثا جوده عند لقاء جبرئيل على جوده في
رمضان مطلقا ففيه تزايد وتفاضل باعتبار الحق على سبيل الترقي فاعتبر ما نحن فيه بهذا ونظير ما نحن فيه
من طلب الزيادة اللهم زد هذا البيت تشريفا في حق بيت الله تعالى الحرام فان الدعاء بزيادة الشرف
مأمور به ولم يقل احد ان ذلك ممتنع انتهى فتامل ذلك وما قبله تجد هذا المنكر قد ارتكب في انكاره ماثما من
عماية وخبط خبط عشواء وليت دينه سلم له كلا ان انكاره المباح بل المستحسن الترقي عن ذلك الى جعله
كفرا خطأ عظيم لانه كبير جرمه فعليه عقوبة ذلك في الدنيا والآخرة انتهى قال العلامة الدمشقي رح في فتح العلوم
ما يقال من ان الانبياء عليهم السلام لا يحتاجون الى الاستمداد وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل صريح
المكابرة اقول ان كمالات الانبياء عليهم السلام لا تتناهى كما يشير اليه قوله عليه السلام انه ليغان
على قلبي واني لاستغفر الله في اليوم والليلة اكثر من مائة مرة وهو صلى الله عليه وسلم دائم الترقي
فكلما وصل الى مقام هو اعلى وجد المقام الذي كان فيه ادنى فيستغفر الله منه وهلم جرا وقال ان
البوصيري في همزية المدائح ع يتباهى بك العصور وتسمو ٭ بك علياء بعدها علياء ٭ يعني انه صلى الله
عليه وسلم كلما اتى عصر تباهى به على العصر الذي مضى بوجوده صلى الله عليه وسلم في العصر المستقبل
بكمال لم يكن عليه في العصر الماضي وكذلك تفتخر به مرتبة علياء بعد مرتبة علياء فهو صلى الله عليه وسلم
وكذلك سائر الانبياء عليهم السلام في الدنيا وفي البرزخ وفي الآخرة دائموا الترقي الى الكمالات

وكمالاتهم لا تتناهى في الدنيا والبرزخ والآخرة ومعلوم ان اللا متناهي لا يدخل في الوجود كله دفعة ومن ثم
فصدق قول العارف السرهندي قدس سره وما يقال من ان الانبياء عليهم السلام لا يحتاجون الى الاستمداد
يعني استمداد الكمال من ذي الجلال وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل فان ذلك مكابرة صريحة بلا شبهة لا يقتضي
ذلك نقصان مقامات الانبياء عليهم السلام لا اقتضائه انحصار كمالاتهم وانقطاع امدادهم من الحق تعالى وانتفاء
قوله تعالى في العموم كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا اي ممنوعا عن احد وانما
ما ذلك الا جهل محض عند المنصف المدقق قال فان قلت قد يكون ذلك في السكر قلت قد صرح بانه
انما يتكلم بالحقائق في الصحو لا كابي يزيد وامثاله فانهم قالوا في السكر وان السكر نقص وان الكمال في الصحو
وانه مقام الانبياء فلا يجوز حمل اقواله على انه قالها في السكر اقول الجواب مثل السؤال انتهى وكله افتراء
عليه فقل اين صرح وانما احتاج هذا العارف الى ذكر هذه الابحاث التي يعسر فهمها على الكثير من علماء الرسوم
لان المخاطبين بذلك عنده هم جماعته واصحابه الذين يعرف منهم الانتفاع به في سلوكهم في طريق الله تعالى
وانهم اصحاب الادراك الخاص الذي قدمنا بيانه لا ان المخاطب بذلك منه غيرهم من علماء الرسوم الذين تمكنوا
في ادراكهم الخاص بهم من جمود الافهام والتباس الاوهام مما يشاركهم فيه جميع العوام من اهل الاسلام
وغير اهل الاسلام ولكنهم يدخلون فيما لا يعنيهم وكان لهم مندوحة عن الذم والاحتقار بان كان ذلك الى علم اهله
القهار وارفع من شانهم عند العوام بالتصريح جنبهم ان لهم ارفع مقام ولا يعرف الكلام الا اهله ولا ينظر فضيلة
الفرع الا اصله قال ولما اوردوا عليه راغ روغان الثعلب وهرب الى غير مهرب فقال في المكتوب
الواحد والعشرين بعد المائة من المجلد الثالث ان السكر الخاص للعوام وان مرادنا بالصحو الصحو الممتزج بالسكر
وان صحو الخواص لا ينفك عنه غاية ما في الباب ان للسكر مراتب كثيرة وكلما اكثر السكر غلب الشطح فيقال له اذا
ثبت ان مثل هذه الكلمات صدرت منك عن سكر فلم لم تمحها ولم اثبتها في مكاتيب تقرأ في المحافل وتدعوا اتباعك
الى اعتقاد ما فيها وقد كان الاوائل اذا صحوا عن سكرهم استغفروا وتابوا عن مقالاتهم التي قالوا في السكر
ومحوها من دفاترهم وكل من ثبت من تلك الكلمات شيئا فانما هي التي قالوها في الصحو عن اذن الهي
اقول هذا مبني على عدم الامتياز بين الصحو والسكر والصحو الممتزج به مع ان المعترض يدعي فن التصوف
فله البحث في السماء وهو ثابت في الماء طول المقال يمل وطول الكلام ممل ولا نعرف انه ما نسب انه قال
من مثل هذه الكلمات صدرت عن سكر افتراء محض نعم تجويز اختيار الاسرار والمباهات والافتخار واظهار الرتبة
على غيره يكون من بقايا السكر ولذا صاحب العوارف حمل الكلام المشهور قدمي هذه على رقبة كل ولي الله
على اثر السكر وقال البعض منه كلام في السكر فليس فيها كلام قابل المحو وما اعترض عليها المعترض مبني على سو

فيه على ما بينت وسنبين ان شاء الله تعالى لتظهر الصدق الحقي بالايمان والاذعان فرغ ودار الريب
وانزع الجانب للهوان وهدم بيت الكفر الناشئ من الطغيان فاقحم كل منكر خاسر والقم الحجر في فم كل جاحد قاصر
البصر بحجة في المواطن كلها. الا عليك فانه مذموم. المقالة الثالثة فيما بناه على المقدمة الثالثة

قال ومبنى على المقدمة الثالثة بطلان دعواه ان الولاية المحمدية والابراهيمية لم تحصلا له صلى الله عليه وسلم
الا بعد الالف سنة برسالته فانه قال في المكتوب الثامن والثمانين من المجلد الثالث وجود العالم ونظامه
كلاهما مربوط بالخلة وهي ابرك الاشياء وبركتها شاملة للموجود والمعدوم وهي بالاصالة مخصوصة بابراهيم
صلى الله عليه وسلم وولايتها ولاية ابراهيمية ولهذا كان يذكره النبي صلعم بالابوة بخلاف سائر الانبياء كان
يذكرهم بالاخوة وما ذكر في الصلوة كما صليت على ابراهيم لعله بسببه ان الوصول الى حضرة الذات تعالى وتقدس
بدون توسط التعين الاول الوجودي وبدون التوسل بجميع الكمالات الابراهيمية غير متيسر لان اول قباب
مرتبة الحضرة المقدسة هي لانهاية لامرات غيب الغيب وليس لاحد عن توسطه فلذا امر خاتم الانبياء بمتابعته
ليصل بتبعيته الى ولاية نفسه ومنها يجر الى حضرة الذات الاقدس انتهى وقال في المكتوب الرابع والتسعين
ماحاصله ان التعين الاول هو التعين الوجودي فمنشأ الولاية الابراهيمية وفوق ذلك مرتبة الذات الاقدس
لا يسع في شئ من التعينات لكن يتراءى في مركز دائرة التعين الاول هو منشأ الولاية المحمدية وجبال
محيط الدائرة شبيه الصباحة وجبال المركز شبه الملاحة وهي فوق الصباحة فالوصول الى الملاحة انما يتصور
بعد طي مراتب الصباحة ومالم يتيسر الوصول الى جميع المقامات الابراهيمية لا يمكن الوصول الى الذروة العليا
التي هي الولاية المحمدية ولا يتيسر من هنا امر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بمتابعة ملة ابراهيم ليصل الى ولاية
التي عبر عنها بالملاحة بتوسل الوصول الى الولاية الابراهيمية ولما لم يكن للنبي صلى الله عليه وسلم مناسبة
بالولاية الابراهيمية لامكانه الطبعي نقطة مركز دائرة الولاية الخليلية وسيره مقصور على راس مركز تلك الدائرة
فبالضرورة وصوله الى محيط الدائرة واكتساب كمالات ذلك المحيط تعسرت عليه لانه خلاف مقتضى طبيعته فلا بد
من متوسط من افراد امته يكون له تعين في عين المركز وله من طريق آخر مناسبة بمحيط الدائرة ليكتسب
ذلك الفرد كمالات تلك المرتبة الخليلية ويتحقق بحقيقته ثم بتوسطه يحصل للنبي صلى الله عليه وسلم تلك الكمالات
ويتحقق بها فيتحققا بعد ذلك بكمالات مرتبة نفسه صلى الله عليه وسلم بمقتضى قوله من سن سنة حسنة فله
اجرها واجر من عمل بها ومعنى كلامه انه لم يوجد هذا الفرد في الصحابة ولا في التابعين ولا فيمن بعدهم
وانما وجد بعد الف سنة قال فجاء هذا الفرد يعني نفسه ونائب محيط الدائرة وحصل الكمالات الابراهيمية
وذكر في سر ذلك ان نقطة مركز دائرة ولاية الخلة التي امتازت عن سائر نقطها بالمحبية وان كانت بسيطة

لكنها تتضمن اعتباري المحبية والمحبوبية تصورت بصورة دائرة محيطها اعتبار المحبية ومركزها اعتبار المحبوبية
وبعد الف سنة تتسع نقطة مركز هذه الدائرة الثانية وتتصور بصورة دائرة مركزها المحبوبية الصرفة ومحيطها
المحبوبية الممتزجة بالمحبية ومركز هذه الدائرة منشأ الولاية الاحمدية انتهى قال وانما حصلت له هذه المرتبة الثانية
من الولاية الموسوية فحصل هذا الفرد الولاية العظمى الجامعة لكمالات المركز والمحيط فحصل للنبي صلى الله عليه
وسلم بتوسط هذا الفرد كمالات محيط الدائرة وتيسرت له ولاية الخلة ثم حصلت له ولاية المحبوبية وهو ولاية صلى الله
عليه وسلم وقبل دعاؤه صلى الله عليه وسلم بقوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم
بعد الف سنة انتهى حاصله وهذا كما ترى فيه خلاف الشرع من وجوه احدها مخالفته للاحاديث [illegible]
ان الخلة حصلت له في حياته بل ان الخلة الابراهيمية حصلت له ليلة مولده وان التي حصلت له
ليلة المعراج وبعدها خلة اخرى فوق تلك الخلة واليها الاشارة في حديث الشفاعة العظمى ان ابراهيم
عليه الصلوة والسلام يقول انما كنت خليلا من وراء وراء ثانيها انه صلى الله عليه وسلم ما كان
حصل الكمال في حياته لان كماله متوقف بزعمه على حصول الكمال الابراهيمي وهو متوقف على توسط
رجل من امته ولم يات هذا الفرد الا بعد الف سنة واذا كان لم تحصل له الولاية فكيف حصلت له النبوة
وهي متاخرة عن حصول الولاية والله تعالى ...... يقول اليوم اكملت لكم دينكم ولا كمال الدين
الا بكمال نبيه صلى الله عليه وسلم ثالثها الطعن على جميع الصحابة رضي الله تعالى عنهم حيث لم يوجد
فيهم من يصلح لذلك التوسط لا ابو بكر ولا من بعده ولا جميع الصحابة من حيث المجموع رابعها سياتي قريبا
في الفصل بعده ان بعد مضي الف سنة لا يبقى لجده الشريف في زعم هذا الرجل لا عين ولا اثر
فمن الذي يتصف بتلك الكمالات الحاصلة له والمعدوم لا يتصف بالكمالات على انه قد اثبت
هذه المناسبة التي قال ما لم تتحقق هو بها لتحصيل الكمالات الابراهيمية اعني مناسبة بمحيط الدائرة
للنبي صلى الله عليه وسلم ايضا اقول كله مبني على عدم فهم كلام المجدد رح فان المعترض عرب بعض
عبارات المكتوب وقد ترك منها ما تزيل الاوهام فانه افاد في المكتوب الثمانية والثمانين ان بين الخلة
والمحبة عموم وخصوص الخلة عام والمحبة فرد كامل لها لان افراط الانس والالفة محبة وهي تقتضي التعلق
وعدم القرار والسكون والخلة باسر الانس والالفة والمحبة بذلك الاقتضاء امتازت من سائر افراد الخلة
فان فيها حزن وفي الخلة فرح وفرح وانس وانس ولذا اعطى الله تعالى لخليله اجر العمل في الدنيا
والآخرة وقال في حقه وآتيناه اجره في الدنيا وانه في الآخرة لمن الصالحين ولما كان الحزن
في المحبة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم متواصل الحزن وقال عليه الصلوة والسلام اذوي

بجبي مثل ما ذوديت لانه كان فردا كاملا في حصول المحبة فبمقتضى المحبة صار المحبوب المعشوق محبا له وورد في الحديث القدسي الا طال شوق الابرار الى لقائي واني اليهم لاشد شوقا انتهى فلما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم محبوبا كان خليلا لان الخاص لا يوجد بدون تحقق العام فالاعتراض الاول مبني على عدم فهم معنى المحبة والخلة واما الاعتراض الثاني فجوابه ان المجدد رح افاد في المكتوب الرابع والتسعين بما تعريبه انه لما كانت الملاحة فوق الصباحة فالوصول الى الملاحة بعد طي مراتب الصباحة ولا تيسر الوصول الى حقيقة هذه الولاية التي هي الذروة العليا والولاية المحمدية عليه الصلوة والسلام حتى يصل الى جميع مقامات الولاية الابراهيمية اي جميع المقامات التي يتوقف عليها حصول الولاية المحمدية ومراده بالملاحة الولاية المحمدية وبالصباحة الولاية الابراهيمية عليه الصلوة والسلام وبحقيقة هذه الولاية كنهها مع كنه جميع فروعها والولاية المحمدية صلى الله عليه وآله وسلم اصل جميع الولايات ومرجعها ومركزها فوقها وكل الولايات لجميع الانبياء والرسل عليهم الصلوة والسلام مندرجة فيها ونشأت منها وولاياتهم اجزاء ولاية صلى الله عليه وآله وسلم ولكل جزء منه مقامات ومراتب وكانت حاصلة لنبينا عليه الصلوة والسلام بعضها تفصيلا وبعضها اجمالا وكانت جميع مقامات الولاية الابراهيمية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وسلم تفصيلا الا البعض شيئا فشيئا وهو كان حاصلا له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملا ونسبة ذلك البعض الى الولاية المحمدية كنسبة الورقة الى الشجرة والشعرة الى الانسان والقطرة الى البحر اقل قليلا فاذا لم يكن تلك الورقة والشعرة والقطرة في الشجر والانسان والبحر مع ابويها اجزاء منها لم يكونا تامين لا في الكل ولا في التنقل فان حصلت تلك الورقة والشعرة والقطرة لهما بواسطة شيء لا يتصور انه كملهما وكانت ناقصة وكذا الايقال غير المؤمن لمن لا يرفع الحجر والمدر عن الطريق مع ان في الحديث الصحيح الايمان بضع وسبعون شعبة اعلاها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحاصل ان لكل شيء اجزاء متقومة له واجزاء غير متقومة له كالشعر للانسان والورقة للشجرة وتمامية دائرة الخلة بحصول الاجزاء الغير المتقوم لا بحصول الاجزاء المتقوم وفي بعض المكاتيب من المجلد الثالث صرح بان الحقيقة المحمدية حقيقة الحقائق وغير اجزاء له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انتهى والعاقل تكفيه الاشارة ولهذا امر خاتم الرسل بمتابعة ملة ابراهيم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ليصل صلى الله تعالى عليه بوسيلة هذه المتابعة حقيقة ولاية بمقدار فضله واستعداده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ومنها الى حقيقة ولاية التي عبرت بالملاحة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم المراد بحقيقتها كنهها مع كنه جميع فروعها وشيونها كما مر وكان لنبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مناسبة ذاتية بمركز دائرة ولاية الخلة الذي هو اقرب الى حضرة اجمال الذات ومحيطها الذي هو تفصيل كمال الذات تعالى اقل المراد بالمركز الاصل والمرجع والمتقوم والمتركز الطبيعي

كما مر وولاية كل نبي وولي جزء ولاية نبينا عليه الصلوة والسلام وكل نبي وولي وجعلت الولاية منها وهو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الكل وهي الكل وهي الطريق النظلية وباستهلاك الظل في الاصل لا يكون له كمله واشار بالمركز الى الواحدة والبساطة والقرب الى الاحدية فما لم يحقق بكمالات تلك الدائرة مفصلا بقدر فضله عند الله سبحانه بحصول ذلك الشان المجمل كما مر مع ان جميع المقامات والشيونات كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم تفصيلا بمقدار فضله الا ذلك الشان الواحد المجمل لا تتم ولاية الخلة تفصيلا بمقدار فضله واستعداده عند الله تعالى ولفظ لا تتم يدل على ان ولاية الخلة كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملا ولهذا جاز في الصلوة المأثورة كما صليت على ابراهيم اي جار فيها كما صليت الى آخرها ومعناها اللهم صل على محمد بمقدار فضله واستعداده عندك كما صليت على ابراهيم بمقدار فضله واستعداده عندك اي اللهم اعط مرتبة خليلك محمدا بمقدار فضله واستعداده عندك كما اعطيتها ابراهيم بمقدار فضله واستعداده عندك حتى يتيسر كمالات الولاية الابراهيمية بتمامها له صلى الله عليه وآله وسلم مفصلا بمقدار فضله واستعداده عند الله ولفظ بتمامها ايضا يدل على حصولها له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملا كما كانت حاصلة لصاحبها بمقدار فضله واستعداده عند الله تعالى ولما كان المكان الطبيعي للولاية المحمدية مركز دائرة ولاية الخليلية وسيره صلى الله تعالى عليه وآله وسلم منه ودخوله فيها والكتساب كمالاتها اي الكتساب تفصيلها وخروجه ايضا مقصور على السير المركزي في تلك الدائرة ليتيسر خروجه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم منه ودخوله فيها والكتساب كمالاتها اي الكتساب تفصيلها وهذه العبارة تدل على حصول الولاية المحمدية للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وحصول الولاية المحمدية تدل على حصول الولاية الابراهيمية للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لان تلك الولاية الابراهيمية موقوف عليها حصول الولاية المحمدية وحصول الموقوف يدل على حصول الموقوف عليه ودخوله وخروجه منه خلاف مقتضى الطبيعة لانه الحيز الطبعي له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فلابد ان يكون فرد من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم متوسطا كان تابعية له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في عين ذلك المركز ومن طريق آخر له مناسبة لمحيط تلك الدائرة اشار بقوله من طريق آخر الى آخره الى قول الصوفية بان كل ولي من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم على قلب نبي من الانبياء صلوات الله تعالى وسلامه على نبينا وعليهم وفي بحر المعاني قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان لله تعالى قلوب ثلثمائة قلوبهم على قلب آدم عليه السلام وله اربعون قلوبهم على قلب موسى عليه السلام وله سبعة قلوبهم على قلب ابراهيم عليه السلام وله خمسة قلوبهم على قلب جبرئيل عليه السلام وله ثلثة قلوبهم على قلب ميكائيل عليه السلام وله واحد قلبه على قلب اسرافيل عليه السلام وبهم رفع الله

الفناء من هذه الامة حتى يكتسب كمالات تلك المرتبة التي هي ذلك الشان المجمل غير المقوم وغير الموقوف عليه
الذي نسبته الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر وهذا الفرد بمنزلة الآلة كالسيف للمجاهد فالقاطع هو المجاهد
ويسند القطع الى السيف مجازا ويتحقق بها والنبي المتبوع بحكم من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
بتوسط وصوله وخدمته تبعية نبيه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اليها يتحقق بتلك الكمالات وهي تفصيل الخلة
بمقدار فضله وشرفه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ايضا ويتم مراتب الولاية الخليلية ومع
ذلك الشان المجمل الغير المقوم الذي كانت جميع مقامات الولاية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
سواء والاعمال الصالحة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قسمان قسم المباشرة بها وقسم غير المباشرة
بها وهو الاعمال الصالحة بمباشرة امته بها بموجب من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها وللنبي
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم تيسر كمالات محيط تلك الدائرة بمقدار فضله واستعداده عند الله تعالى
بحصول ذلك الشان المجمل وان كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مفصلة غير ذلك الشان من
رتبة الولاية الخليلية ايضا له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالحاق ذلك الشان المجمل الغير المقوم الذي
يدل عليه لفظ آل ونسبته الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر ودعاء اللهم صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم قرن بالاجابة بمقدار فضله واستعداده بعد الف سنة بدعاء الامة لحصول ذلك
الشان المجمل الغير المقوم لا لغيره من الكمالات لانها كانت حاصلة له صلى الله عليه وآله وسلم مفصلا والكمالات
حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في السير في الله الآن ايضا يوما فيوما لان السير في الله غير
متناه وكمالاته وفيوضه تعالى لا تحصى ولا تعد وبدعاء امته له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افاض الله
عليه التحيات الغير المتناهية وللنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعد تمام ولاية الخلة سير وسلوك
ونشاءة الذي اودع في المركز الذي عبر بالملاحة وفوض النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
حراسة امته ومحافظتها اليه لارشادهم الى صراط المستقيم في زمانه واستغرق في مشاهدة جمال
غيب الغيب واشتغل بالمحبوب والله تعالى اعلم حاصله ان للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
عروجا ونزولا فعروجه في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من عالم الشهادة الى عالم المثال
ومنه الى عالم الملكوت والارواح ومنه الى مرتبة الواحدية ومنها الى الوحدة وهي المسماة بالحقيقة المحمدية
وعالم الشيونات وهي مركزه وحقيقته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم واجمال ذاته تعالى وهذه المرتبة
خاصة لنبينا صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم ولبعض افراد امته صلى الله عليه وسلم نصيب منها
بالطفيلية صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهذه العروج من عالم الكثرة الى الوحدة التي اقرب الى

ذاته تعالى ونزوله من الوحدة الى الكثرة والتفصيل الى عالم الشهادة لهداية امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
وكان هذا السيران للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم دائما في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
وجميع الكمالات الممكنة للبشر في الدنيا حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لبعضها بواسطة جبرئيل وغيره
من الملائكة قال الله تعالى علمه شديد القوى ذو مرة قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان روح القدس
نفث في روعي وبعضها بلا واسطة مع انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افضل من جبرئيل عليه السلام
وبعد انتقاله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الى عالم القدس والرفيق الاعلى له عروج فقط ومقره في
مركز دائرة الخلة الذي هو الوحدة وكانت حركته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في حين حيوته الى عالم
الشهادة قسرية لا طبعية والى عالم القدس طبعية فيفوض حراسة امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
الى فرد من امته وله هذه المرتبة بالطفيلية صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كما صرح الشيخ رحمة الله تعالى عليه
في المكتوب الواحد والعشرين والمائة من المجلد الثالث لا يظن احد ان السالك لا يحتاج الى النبي
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لانه كفر والحاد والدقيقة من الدقائق والمعرفة من المعارف التي لهؤلاء
القوم لا تحصل لهم الا بتوسطه ومتابعته وطفيلته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سواء كانت مبتديا او متوسطا
او منتهيا ؎ محال ست سعدی که راه صفا ÷ توان رفت جز بر پئے مصطفا ÷ معنى البيت يا سعدي
هذا الامر مستحيل ان يصل احد الى الطريق المستقيم بلا تبعية النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وما حصل لذلك
الفرد من الكمالات فهو له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهو بمنزلة الآلة والخادم وفي المواهب في بيان
خصائصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال الشافعي ما من خير يعمله احد من امته صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم الا والنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اصل فيه قال في تحقيق النصرة فجميع حسنات
المسلمين واعمالهم الصالحة في صحائف نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم زيادة على ماله من الاجر
مع مضاعفة لا يحصرها الا الله تعالى لان كل مهتد وعامل الى يوم القيمة يحصل له اجره الى ان قال
وبهذا يجاب عن اشكال دعاء القاري له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بزيادة الشرف مع العلم بكماله
عليه الصلوة والسلام في سائر انواع الشرف انتهى وما عين الشيخ المجدد رحمة الله تعالى عليه ذلك الفرد من
امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وما قال انا ذلك الفرد فيمكن ان يكون ذلك الفرد الخضر والالياس
عليهما السلام او غيرهما وفي المواهب في بيان خصائص امته صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم
نعم هو اي عيسى عليه السلام واحد من هذه الامة لما ذكر من وجوب اتباعه لنبينا صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم والحكم بشريعته باق الى ان قال وكذلك من يقول من العلماء بنبوة الخضر وحيوته في الاصابة الخ

نبی وانہ باق لسے الیوم فانہ تابع لاحکام ہذہ الامۃ وکذلک الیاس علی اصحہ قال ابو عبد اللہ القرطبی انہ حی ایضا
ولیس فے الرسل من یتبعہ رسول الا نبینا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم وکفے بہذا شرفا لہذہ الامۃ
المحمدیۃ زادہا اللہ شرفا انتہے وما وقع فے الشفاء والفتاوی من ان تنقیص النبی صلے اللہ تعالے علیہ
وآلہ وسلم کفر فہو بالنسبۃ الی ما ہو غیر کمالات اللہ تعالی وصفاتہ وتعلیم النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم
من جبرئیل علیہ السلام الذی یدل علیہ قولہ تعالی علمہ شدید القوے ذو مرۃ مع ان جبرئیل علیہ السلام
مفضول والنبی علیہ الصلوۃ والسلام افضل منہ وکذا مس الشیطان جمیع اولاد بنی آدم وقت تولدہم
الا عیسے علیہ السلام وکذا قولہ صلے اللہ علیہ وسلم انا اول من یرفع راسہ بعد النفخۃ فاذا انا بموسے
اخذ بقائمۃ من قوائم العرش فلا ادری اقام قبلی ام جوزی بصعقۃ الطور رواہ البخاری وفے البدور
السافرۃ للسیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فی بیان الصعقۃ وہذہ الغشیۃ للانبیاء الا موسے فانہ حصل فیہ
تردد فان لم یحصل لہ فیکون قد حوسب بصعقۃ یوم الطور وہذہ فضیلۃ عظیمۃ فی حقہ ولکن لا یوجب
افضلیتہ علے نبینا علیہ الصلوۃ والسلام لان الشیء الجزئی لا یوجب امرا کلیا انتہی وغیرہا من الاشیاء التی
یدل التفضیل المفضول علے الفاضل لیست کلہا من قبیل التنقیص المذموم وترقے الدرجات التی للنبی
علیہ الصلوۃ والسلام یوما فیوما فے البرزخ لا یدل علے تنقیصہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم مع ان
کل درجۃ من الدرجات التی حصل لہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم الیوم اعلے مما قبلہ الی غیر النہایۃ
فکیف یقال لمن یقول کل الدرجات التی حصلت لہ صلے اللہ علیہ وسلم الیوم اعلے مما قبلہ ومع متصف
بجمیع صفات الکمال انہ تنقیصہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم واللہ اعلم ولیس فے کلام الشیخ المجدد
رحمہ اللہ تعالی ما یدل علے التنقیص وفی آخر مکتوب الرابع والتسعین من المجلد الثالث فی جواب من توہم
من ہذا الکلام فی بیان الملاحۃ والخلۃ ان ذلک الفرد کمل النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم صرح بان ذلک
الفرد خادم وتابع للنبی صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کلما حصل لہ فہو من خزانتہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
فان جاء العبد والخادم ہدیۃ الی المخدوم ویقبلہا منہ لا یلزم بہ نقصہ وذکر لدفع ہذا الوہم کلاما کثیرا فمن
اراد الوقوف علیہ فلیرجع الی مکتوبہ ولدفع ہذا الوہم تمثل بہذہ المسئلۃ المعقولۃ والمکشوفۃ بالمحسوسۃ ان
تتصور بستانا عظیما حولہ سور وہو بمنزلۃ دائرۃ الخلۃ وقصرا مرتفعا فی غایۃ الارتفاع فی وسط ہذا البستان
وہو بمنزلۃ المرکز وقد دخل فیہ النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ورائے کلما فیہ تفصیلا الاشیاء تطفیلا
ثم ارتقے علے ذلک القصر النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم واستغرق فی مشاہدۃ جمال ذاتہ تعالے
فیہ لا یتوجہ ولا یلتفت الی البستان والسور الذی ہو اسفل من مکانہ العالی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم

وذلک الفرد من الخدام والعبید یبلغ حقیقۃ ہذا البستان والسور الیہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم باعتبار بعض
الوجوہ والذی ہو مجمل کالملائکۃ السیاحین فے الارض یبلغونہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سلام الامۃ وصلواتہم
ویزید اللہ تعالی شرفہ ودرجتہ بواسطۃ دعائہم وصلواتہم یوما فیوما فلیس فیہ تنقیصہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ
وسلم مع انہ یعلم صلوۃ کل فرد من افراد الامۃ ویحصل ثوابہا لہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم بواسطۃ الملائکۃ
والامۃ فافہم وروی احمد والنسائی والحاکم حدیث تبلیغ الملائکۃ صلوۃ الامۃ الیہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
وترقی الدرجات للنبی علیہ الصلوۃ والسلام فے البرزخ یوما فیوما بسبب اعمالہ بنفسہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ
وسلم لان الاعمال الصالحۃ للامۃ فہی فے الحقیقۃ اعمالہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بمقتضی حدیث من سن
سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا کما ہو بیانہ وان فرضنا ان ہذا البحث ینجر الی الفضل الجزئی فلا یلزم التنقیص
ایضا لانہ جائز عند العلماء وان لم یفہمہ الناس ویدل علے الفضل الجزئی احادیث کثیرۃ منہا ما فی روایۃ الترمذی
قال النبی علیہ الصلوۃ والسلام یقول اللہ تعالی المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء
وروی ابو داود عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ان من
عباد اللہ لاناسا ما ہم بانبیاء ولا شہداء یغبطہم الانبیاء والشہداء یوم القیمۃ بمکانہم من اللہ تعالے
قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ہم قال قوم تحابوا بروح اللہ من غیر ارحام بینہم ولا اموال یتعاطونہا الحدیث
وعند من المشائخ رح ایضا اقوال تدل علے الفضل الجزئی وحصول مرتبۃ الخلۃ للنبی صلے اللہ تعالے علیہ
وآلہ وسلم بدعاء امتہ منہا قول الشیخ محی الدین بن العربی فے الفتوحات المکیۃ فے الباب التاسع والخمسین
وخمسمائۃ لا ینال الخلۃ محمد صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم صاحب الوسیلۃ فی جنۃ ربنا الا بدعاء امتہ
وان امتہ منہ فے الفضیلۃ ومع ہذا بدعائہم کانت لمحمد الوسیلۃ والمدعو لہ ارفع من الداعی وفی موضع
آخر فی ہذا الباب نال محمد صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم الوسیلۃ والخلۃ بدعاء امتہ ولذلک امرہم بالصلوۃ
علیہ کما ہو صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم امرہم ان یسألوا لہ الوسیلۃ انتہے وقال مولانا جلال الدوانی فی رسالۃ
فی بیان تشبیہ کما صلیت علی ابراہیم ان تفضیل المفضول علے الفاضل باعتبار بعض الوجوہ اذ فے الحدیث
للہ تعالے عبادا لیسوا بانبیاء یغبطہم الانبیاء انتہے ملخصا وفے البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالی قال لہ موسی
ہل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا ولا ینافی نبوتہ وکونہ صاحب شریعۃ ان یتعلم من غیرہ ما لم یکن شرطا
فی ابواب الدین فان الرسول ینبغی ان یکون اعلم ممن ارسل الیہ فیما بعث بہ من اصول الدین وفروعہ
لا مطلقا انتہے والخضر نبی فی قول ولیس بنبی فی قول وعلیہ اکثر العلماء کذا فی تفسیر الجلالین وفیہ ایضا روی
فی حدیث ان موسی اوحی اللہ الیہ ان لی عبدا بمجمع البحرین ہو اعلم منک انتہی وفے المواہب

روى احمد والدارمي والطبراني عن ابي عبيدة يا رسول الله احد خير منا اسلمنا معك وجاهدنا معك قال نعم قوم يكونون من بعدكم يؤمنون بي ولم يروني واسناده حسن وصححه الحاكم انتهى وفي المشكوة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اي الخلق اعجب اليكم ايمانا قالوا الملائكة قال وما لهم لا يؤمنون وهم عند ربهم قالوا فالنبيون قال وما لهم لا يؤمنون والوحي ينزل عليهم قالوا فنحن قال وما لكم لا تؤمنون وانا بين اظهركم قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعجب الخلق الي ايمانا القوم يكونون من بعدي يجدون صحفا فيها كتاب يؤمنون بما فيها وعن بريدة قال اصبح رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فدعا بلالا فقال بما سبقتني الى الجنة ما دخلت الجنة الا سمعت خشخشتك امامي الحديث وفي شرح العقائد العضدية للجلال الدواني فان افضل موضوعة للزيادة في معنى المصدر بوجه ما اعم من ان يكون بجميع الوجوه او بجميع صفات الفضائل من حيث المجموع والذي وقع الخلاف فيه ههنا هو الرجحان بهذا الوجه اعني من حيث الثواب لا الرجحان من الوجوه الاخر فلا ينافي ذلك رجحان الغير في آحاد الفضائل الاخر ولا في مجموع الفضائل من حيث المجموع وتمام تفصيله في الحواشي الجديدة لنا على شرح الجديد للتجريد انتهى واعلم ان حاصل كلام المجدد رح في بيان الخلة ومراده منه ان مرتبة الخلة كلي وله حصص ولكل نبي عليه الصلوة والسلام حصة منها على قدر استعداده وشرفه لانه اراد بها التفصيل لكمالات ذات الله تعالى ولكل نبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم حاصل تفصيل كمالات ذاته تعالى بقدر استعداده وشرفه وخص ابراهيم عليه السلام بالخلة لشهرته بها ولنبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم خلة على قدر استعداده وشرفه وهي اشرف واعلى درجة من الخلة التي لغيره صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من الانبياء والمراد بالصلوة في قوله اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم الخلة والرحمة معناه اللهم اعط الخلة والرحمة محمدا عليه الصلوة والسلام بقدر استعداده وشرفه عندك كما اعطيتها ابراهيم عليه السلام بقدر استعداده وشرفه عندك ولنبينا صلى الله عليه وآله وسلم حصلت حصة الخلة في حين حيوته وهي اشرف واعلى من الحصة التي لابراهيم عليه السلام باعمال نفسه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ولكنها تترقى درجة الخلة والرحمة لنبينا عليه الصلوة والسلام يوما فيوما في البرزخ ايضا لانها غير متناهية باعماله بنفسه لا بغيره وهي الاعمال الصالحة لامته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بموجب حديث من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها والاعمال الصالحة لامته كلها سنة حسنة سنها النبي صلى الله عليه وآله وسلم والآلة كذي الآلة لانه بحصول تلك الاعمال الصالحة للنبي صلى الله عليه وآله وسلم كالسكين للقاطع فاسنادها وكسب كمالات حصة الخلة الى فرد من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اسناد مجازي كاسناد القطع الى السكين ومقر النبي عليه الصلوة والسلام فوق مرتبة الخلة وهي الولاية المحمدية والمرتبة المحبوبية

وهي اشرف واعلى من الخلة ودعاء ذلك الفرد والامة بقول اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم لاتمام مرتبة الخلة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بقدر استعداده وشرفه عند الله تعالى قرن بالاستجابة وثمرة دعاءهم له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لازدياد شرفه والرحمة والقرب في مرتبة المحبوبية ودرجة عند الله تعالى بقول اللهم صل على محمد النبي الى يوم القيمة وهذه المعاني التي ذكرتها يدل عليها كلام المجدد رحمه الله تعالى على بعضها بدلالة لفظية وعبارته وعلى بعضها بالاشارة واقتضائه ولا يخفى فهم هذه المعاني من كلامه على سليم الطبع المنصف الذي استخبر من علم اصول الفقه والمعاني والبيان **واما الاعتراض الثالث** فهو ايضا لغو البتة لانه ليس في عبارة المجدد رح طعن وكيف يطعن وهو اول العلماء في الهند ممن رد على الشيعة ودفع الطعن من الصحابة الا ترى ان السلطان محمود فتح بلاد الهند فهل يكون طعنا على الصحابة و

اما الاعتراض الرابع فيظهر انه مبني على جهله **قال** في المكتوب الثامن والتسعين من المجلد الثالث ان الولاية المحمدية وان كانت ناشئة من مقام المحبوبية الا انه ليس هناك محبوبية صرفة بل فيه نشأة من المحبية ايضا وهذا المزج وان لم يكن له بالاصالة لكنه يمنع من المحبوبية الصرفة وان الولاية الاحمدية ناشئة من صرف المحبوبية وليس فيها شائبة المحبية اصلا وهذه الولاية اسبق من الاولى واقدم مرحلة انتهى فيقال له لم لا يجوز ان يكون للنبي باعتبار احمدية في مركز الدائرة التي محيطها الولاية الابراهيمية وباعتبار محمدية يكون له مناسبة بمحيط الدائرة فيكتسب بتلك المناسبة الكمالات الابراهيمية ويتحقق بحقيقتها ثم يتحقق بحقيقة كمالات نفسه ولا يحتاج الى توسط هذا الفرد الجائي بعد الف سنة ولا يمكنه ان يقول انه مقتضى خلاف الطبيعة ان ذلك انما يتاتى في الاحمدية واما المحمدية فمقتضى طبعه الامتزاج والمناسبة باعترافه كما مر آنفا والله اعلم **اقول** - اما اولا فبانه ليس هذه العبارة في المكتوب الثامن والتسعين بل في الستة والتسعين واما ثانيا فبان المركز والمحيط منوط على الملاحة والصباحة على ما هو مشرح في المكتوب الرابع والتسعين وما معنى الاحتمال الذي ذكره فكله لغو لا طائل تحته **قال** ثم انه قد نفى تبعيته في حصول تلك الكمالات للنبي وانكر وساطته له حقيقة وحكما وانما حصلت له بمحض فضل الله وان غيرة الله ابت ان يكون احد واسطة بينه وبين الله تعالى حتى تتم قوله بحكم من سن سنة حسنة فما اجاب به في آخر هذا المكتوب في تنبيه من ان حصول بعض الكمالات للنبي صلى الله عليه وسلم بتوسط فرد من افراد امته لا يلزم منه نقص النبي ولا يلزم مزية لذلك الفرد لان ما حصل لذلك الفرد انما هو بتبعية النبي فهو بمنزلة الخادم الذي يرتب الكسا الفاخرة لمخدومه بصرف من خزانته مردود من وجه احدها انه قد انكر ان يكون حصل له هذه المرتبة تبعية وبواسطته كما مر وثانيها انه ما سن هذه السنة الحسنة حتى يكون هذا الرجل نائبا له فيها وانما سنها هذا الرجل في عص

الولاية الاحمدية ناشئة من مقام المحبوبية

والنبی تابع له فیها فلا اجر اتباع النبی فی علیٰ زعمه الباطل وما ذکره من کونه بمنزلة الخازن فیقال له ان کان ذلک من
خزانة الله فقد اثبت التقدم علیه حیث انک تسبب بوصول الخلة الیه وان کان من خزانة النبی صلی الله علیه فقد
منعت ان تکون تلک الخلة فی خزائنه حیث حکمت بفقد حصول الخلة تین له وانهما انما حصلتا له بتوسطک فاین
المفر کلا لا وزر الی الحق المستقر وثالثها انه صلی الله علیه وسلم حین وجود هذا الرجل لم یبق من جسده الا عین ولا اثر
فی زعمه الفاسد کما مر والعجب کیف تأخر اتصافه هو بهذا الکمال الی الف سنة وخاصمها بلا توسط ابوبکر فی
ذلک او غیره من الصحابة او جمیعهم المشهود لهم بالخیریة فی نص القرآن کنتم خیر امة اخرجت للناس وفی نص الحدیث
ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین غیر الانبیاء والمرسلین الحدیث **اقول** کله مبنی علی عدم فهم کلام المجدد
رحمه الله **اما اولا** فبانه لما افاد فی المکتوب الرابع والتسعین من المجلد الثالث ان کل کمال تیسر لامته فهو
حاصل منبی تلک الامة بحکم من سن سنة حسنة انتهی والظاهر ان کلمة من عامة یشمل النبی وغیره اما ثانیا
فبان المجدد رحمه الله ما انکر التبعیة والوساطة وان هذا الافتراء **واما ثانیا** فبانه صلی الله علیه وسلم من هو ا
واما ثالثا فبانه وان کان کل الاشیاء من خزانة الله حقیقة لکن یقال فی هذه المقام باعتبار الظاهر انه
من خزانة النبی بحکم ذلک الحدیث **واما رابعا** فالقول باستغناء المجدد مبنی علی فهم المعترض **واما خامسا** فبانه
لا باس بتأخر الکمال الی الف سنة الا تری قال النبی صلی الله علیه وسلم اعطیت مفاتیح کنوز الارض و
قال وضعت مفاتیح کنوز الارض فی یدی وفی الصحیحین زویت لی الارض مشارقها ومغاربها وسیبلغ ملک
امتی ما زوی لی منها وفی روایة اخری ان الله زوی لی الارض مشارقها ومغاربها واعطی مفاتیح کنوز الارض
وجاء فی غیر احادیث الصحاح جاءنی جبرئیل بمفاتیح کنوز الارض علی فرس ابلق والظاهر ان الهند دخل فی بلاد
الاسلام بسعی مشکور من سلطان محمود الغزنوی والی الآن بلاد چین دخط خارجة عن احاطة الاسلام
وستفتح فی عهد المهدی وعیسی علیهما السلام وفی جامع الصغیر خیر امتی عصابتان عصابة تغزو الهند وعصابة
تکون مع عیسی بن مریم قال الشیخ محی الدین عربی فی باب خمسمائة وتاسع وخمسین من الفتوحات
ومن ذلک ایضاح السبیل فی الحاق محمد بالخلیل اللهم صل علی محمد کما صلیت علی ابراهیم فی العالمین
فمن هذه الحالة من الابرار ومن المقربین این هذه العلامة من قوله انا سید الناس یوم القیمة وانه یفتح
باب الشفاعة دون الجماعة للجماعة ومن الجماعة تخلیل بذلک المقام الخلیل کان لادم السجود ولمحمد المقام
المحمود بمحض الشهود وبالیت شعری بل تقوم الخلة بکون رسالة محمد تعم کل ملة وبها اوتی من جوامع مناهیج
الادلة ولا ینال الخلة الا من سد من الانام الخلة محمد صاحب الوسیلة فی جنته وما نالها الا بدعاء امته این
امته منه فی الفضیلة مع هذا بدعائهم کانت لمحمد الوسیلة المدعو له ابلغ من الداعی لما اورده من الصلوة

علی محمد کما الصلوة علی ابراهیم الحافظ الزعی فنحن المومنون الحاملون لسیادته وخصوصیته عبادته وان المقام
المحمود من مقام السجود مسجد للمقربین والابرار للبناء قائم من التراب والاحجار فالمجد والطریف والتسلید فمن تخصص
بالمقام الحمیدة **واما سادسا** فبانه قد ظهر مما قلنا آنفا ان الکمالات کلها ما حصلت فی عهد الخلفاء الراشدین
بل منها ما حصل بعده وبعضها متوقع الی عهد عیسی علیه السلام ولا باس به قال الشیخ الاکبر صاحب الفتوحات
فی فصل المزلفة قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد والمومنون آله کما صلیت علی ابراهیم وما اختص الا بالخلة
فکلما دعونا بها الرسول بانه اجاب الله دعاءنا فیه لتتخذ عنه یدا بذلک فصلی الله عنه علینا بذلک عشر انقام تم عن
نبیه مع المکافاة عنایة منه به وتشریفا لنا حیث لم تکمل المکافاة فی ذلک لملک ملیغره فقال النبی عند ذلک
لما حصلت الاجابة من الله فیما دعونا فیه لنبیه لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا وفی روایة البخاری
لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن صاحبکم یعنی نفسه خلیل الله ولو صحت له هذه الخلة من قبل دعاء
امته له بذلک لکان غیر مفید صلوتنا علیه او دعاءنا له بذلک فان تحصیل قد حصلت الخلة بدعاء الصحابة اولا فانما
دعاءنا ونحن مامورون فی هذا الوقت بالصلوة علیه مع حصول الخلة فهکذا حکم الاول فربما نال الخلة قبل دعاء
اصحابه وتکون نسبة دعائهم بها اله کدعائنا الیوم قلنا اما اولا فبان حکم الخلة ما ظهر ههنا وانما یظهر ذلک فی الآخرة
والحکم للمعنی لا یکون الا بحصول المعنی فمتی قام المعنی بمحل وجب حکمه لذلک المحل فقی الآخرة تنال الخلة تظهر
حکمها هناک واما الذی یظهر ههنا منها بالوارع هذا هو الصحیح واما ثانیا فبان لکل نفس حظا من محمد وهو الصورة التی فی باطنه
اعنی فی باطن کل انسان منه صلی الله علیه وسلم فهو فی کل نفس بصورة تعتقد فیه کل شخص فیدعو له بالصلوة
علیه المذکورة فتنال تلک الصورة المحمدیة التی عنده تلک الحال المدعو بها بدعائه والصلوة علیه فما حصلت له
الخلة من هذا الوجه الا بعد دعاء کل نفس وکذا یجده اهل الله فی کشفهم فاعلم ذلک **قال** ثم انه قال فی هذا المکتوب
ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم اختفی فی خلوة غیب الغیب بعده وهذا الفرد المتوسط من امته بحراسة الامة
وحفظها فیقال لهذا الضال ای حراسة حرست بها وای تجدید جددت ولیت شعری من لم یحرس لحیته
حیث یدحها تنتف فی مجلس سلطان جهانگیر کیف یحرس الامة **اقول** ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ووجه التشبیه فیه ان العلماء العالمین یرشدون امته صلعم الی الطریق المستقیم
ویهدونهم الی سبیل معرفة الله تعالی العظیم کالانبیاء فصح حراستهم للامة وهذا الفرد منهم ومشهور عند الصوفیة
ان قطب الوقت وهو الغوث یحرس امته وکذلک الاوتاد والابدال والنجباء والنقباء والنبی کان دائما مستغرقا
فی مشاهدة جمال ذاته تعالی فی مقام قاب قوسین او ادنی خصوصا بعد انتقاله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
الی الملاء الاعلی وما توجه الی العالم السفلی بموجب ما زاغ البصر وما طغی وزیده شرفه وقربه عند الله تعالی یوما فیوما

فان فوض حراسة امته الى فرد من امته فلا قبح فيه وكم من نبي أوذي من قومه فهذه سنة الله ولن تجد لسنة الله
تبديلا ٥ لا تخيل عندك تهديدا ولا امانى ٭ نجسد النطق ان لم يسعد الحال ٭ قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم
قوله ان النبي صلى الله عليه وسلم قد اختفى في خلوة غيب الغيب ومرجوعه صلى الله عليه وآله وسلم الى حقيقته الاصلية
التي هي النور المخلوق اي المقدس من نور الحق تعالى فهو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم روح الارواح لان الارواح
غيب الاجسام وهو صلى الله عليه وسلم غيب الارواح فهو في غيب الغيب لان نوره صلى الله عليه وسلم اول مخلوق
خلقه الله تعالى ولا يلزم من كونه صلى الله عليه وسلم في غيب الغيب ان لا يكون حيا في قبره فان حياته وقبره وكل
ذلك تعينات في حقيقته الاصلية التي خلق منها كل شيء وقوله ومنها الفرد متوسطا اي الذي هو بين الحقيقة
المحمدية التي هي في غيب الارواح وبين البشرية الظاهرة بالجسم في عالم الاجسام ومنها الفرد هو الوارث المحمدي
الذي يكون في كل عصر على قدم محمد صلى الله عليه وآله وسلم قال الشيخ الاكبر رضي الله عنه الاولياء على عدد
الانبياء فلا بد ان يكون في كل عصر مائة الف واربعة وعشرون الفا لا يزيدون ولا ينقصون لكل نبي ولي آخذ
فالفرد منهم هو الوارث المحمدي قوله لحراسة الامة اي هو ظاهر لذلك بالحال والقال ومحافظتها اي المحافظة
عليها والمحاماة عنها قد يكون ظاهرا وقد يكون مخفيا قال الشيخ الاكبر رضي الله عنه يشير الى ذلك من جملة ابياته
المعشرات ٥ ولله في رجال ما لهم دول ٭ وهم يقيمون ما في الدهر من دول ٭ لهم عنت اوجه الاملاك ساجدة
وما لهم ارب في علة العلل ٭ قال ومن العجائب قوله في المكتوب الحادي عشر من المجلد الاول بعد ان ذكر
مقاماته قال مرعليه الخلفاء قال والى طريقان احدهما رؤية النقص حتى انه يرى كل من في العالم حتى الكافر الافرنج
والملحد الزنديق افضل من نفسه ويرى نفسه اسوء منهم فيقال له كيف يرى الكافر افضل من المؤمن فان المؤمن له
راس الاعمال واساسها وهو الايمان والكافر اعماله كسراب بقيعة وان شك في ايمان نفسه فقد كفر والكلام باعتبار
الموافاة فعل الكافر يرزق الايمان وهو يسلبه فهذا هو لا يظن بالله ويائس من رحمة الله بالنظر الى نفسه وهما
ان لم يكونا كفرا فلا شك انهما كبيرتان وكما يجوز ان يسلم الكافر والملحد الزنديق فكذلك يجوز ان يبقى اسلامه بل هو
اولى لان الاصل بقائه وبقاء كفر الكافر وغاية التجويز التعلق المساوات لا الافضلية وليست الولاية التي تكون الكفر
والالحاد والزندقة خيرا منها اقول اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تحاسدوا ولا
تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا فاعلم ان المكتوب المذكور ارسله المجدد رح الى شيخه مولانا باقي بالله
رحمه الله فكتب فيه حاله كما هو شان المريدين الاطلاع على وارداتهم وحالاتهم فهو رقيه ما عند الطائفة
النقشبندية المجددية امر مسلم والاعتراض عليه مبني على عدم الاطلاع على اصطلاحاتهم فمن المقررات
عندهم ان حقائق الممكنات مركبة من اعدام اضافية وظلال صفات حقيقية يعني ان الاعدام لما يتقابل

الاسماء والصفات حصل لها مرتبة الثبوت في علم الهي فصار مرايا انوار الاسماء والصفات ومبادي تعينات العالم
موجود والوجود ظلي فتركبها من الوجود والعدم صار منشاء آثار الخير والشر فبالعدم الذاتي يكسبون الشر وبالوجود
الظلي يكسبون الخير ومن مظاهران في عالم الحس لما ينظر المرء على مرآة مصفاة مقابل من انوار الشمس يلاحظ انوار الشمس
والمرآة تختفي بخلاف غير هذه الحالة فعنده فقدان محاذاة الشمس ترى المرآة كما هي فالصوفي اذا ينظر الى الاشياء
الشريفة والحسنة يقع نظره على وجود ومظاهر تترائى منها واذا نظر نفسه يقع نظره على العدم الذاتي الذي هو
منشاء الشر ويجدها خالية من الخير والكمال المستعارين اكتسبهما من الوجود فلا بد ان يراها اخبث من الكافر وسائر الاشياء
الخبيثة فالصوفي الكامل لا ينسب الخير والشر الى نفسه ويخيله مستعارا وهذا معنى الفناء التام وحاصل الشهود وان نظر
الى الوجود والانوار دون العدم فيدعي بدعوى انا الحق كما ادعى حسين ابن منصور رحمه الله تعالى على رؤس الاشهاد
فهو في حالة السكر نظر الى جانب الوجود وما نظر للعدم فوقع منه عن بعض اكابر الاولياء الا من عصمه الله تعالى
ببركة حبيبه صلى الله عليه وسلم قال المجدد رح في مكتوب المائتين والاثنين والعشرين ان في الكافر نورانية
بواسطة عالم الامتزاج عالم الامر والخلق وزوال هذا الامتزاج في العارف الكامل انتهى ونعم ما قيل ان صدور
الاحرار كنوز الاسرار فالقول بالاخبثية من الكافر مبني على هذا الاصطلاح وليس المراد ان اخبثية العارف
من الكافر بكفر الكافر وايمان العارف العياذ منه بالله تعالى فبهذا الاصطلاح فتح باب الحق الظاهر على وجه كل
معاند ومكابر فلم يبق لاحد من ارباب الانصاف مجال للهمز وساغ للعن والطعن فلم يمكن التكفير وسمته وان
كان القريب في صحن احبابه حسنه ٥ يا جبل نعمان بالله خليا ٭ نسيم الصبا يخلص الى نسيمها ٭ فعليك
الانصاف والتجنب عن الاعتساف فعلل الافهام اشد من علل الاجسام وطعن اللسان اشد من طعن سنان
٥ نباد وار للهموم مجرب ٭ فاسمع مقالة ناصح لك قد نصح المقالة الرابعة فيما بناه على المقدمة
الرابعة قال ومبني على المقدمة الرابعة بطلان دعواه فناء جسده صلى الله عليه وسلم بعد الف سنة
وانقطاع عبادته ابدانهم وتعذيب الافادة والاستفادة بينهم وبين امتهم فقد قال في المكتوب السادس
والتسعين من المجلد الثالث ان لمحمد صلى الله عليه وسلم طوقي عبودية يعني حلقتي الميم وهما اشارتان الى تعينيه
احدهما تعينه الجسدي وهو بشرية والثاني تعينه الروحي وهو ملكية ولما فتر تعينه الجسدي بالموت قوي
تعينه الروحي لكن كان تعينه الجسدي بقية فلما مضى الف سنة زالت تلك البقية ولم يبق تعينه الجسدي
اثر فانقطع طوق عبودية جسده وطرأ عليه الزوال والفناء فقام الف الالوهية مقامه فصار محمد احمد ثم تعلقت
الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية انتهى الغرض منه ففي هذا الكلام وجوه من الكفر والضلالة احدها في تصريحه بفناء
جسده الشريف صلى الله عليه وآله وسلم وقد دلت الاحاديث ببقاء اجساد الانبياء وثانيها تصريحه بانقطاع

عبادته الجسدية وان الانبياء احياء في قبورهم يصلون وان عباداتهم لا تنقطع في البرزخ ثم انتهى قوله فقام
الف الالوهية مقامه ان كان المراد ان العبد صار الها وانقلبت العبودية الوهية فهذا هو الكفر الصراح وان
كان المراد ان العبد فنى وبقي الاله فالعبد هو مجموع الروح والجسد لا الجسد وحده حتى يلزم الفناء بفناء العبودية
وان كان المراد انه يتركب من الالوهية والعبودية فهذا اعجب العجب فان هذا الرجل لا يقول بوحدة الوجود حتى يقول
بشهود وجه الله في جميع الكائنات **اقول** خ ارد من بارهمدان فاعلم ان مبنى الاعتراضات على حمل الفناء
بمعناه المتعارف المشهور وهو في اصطلاح المتصوفين عدم الاحساس بعالم الملك والملكوت بالاستغراق
في عظمة الباري ومشاهدة الحق واليه اشار المشائخ بقولهم الفقر سواد الوجه في الدارين يعني الفناء في العالمين
والظاهر ان ارباب العلوم ينطقون حسب اصطلاحهم فانتساب الكفر بناء الفاسد على الفاسد واذا استبد الانسان
برائه عميت عليه المراشد **اما ازاحة الاعتراض الاول** فبانه ما قال المجدد رح بفناء الجسد فان هذا الافتراء
بلا امتراء فمعنى حمل الفناء على المعنى المصطلح عند المتصوفين يكون المعنى عدم احساسه بعالم الملك والملكوت
واستغراقه في عظمة الباري ومشاهدة الحق واللاهوت وهذه منقبة لا منقصة والاحاديث لا تبطلها اما ترى
انه قال في اخر المكتوب المذكور ما تعريبه ان الفناء والبقاء اللذين الولاية بهما مربوطة فناء وبقاء شهودي لان
فان كان الفناء والزوال فهو باعتبار النظر وان كان البقاء والثبات فهو ايضا بهذا الاعتبار فالصفات البشرية
مستترة ومتخلية عن الجسد منضمة بالروح وفي ذلك البقاء العبد لا يكون معبودا الا انه يتقرب به قربا تاما ويجرد
عن الاحكام البشرية فهذا العروج يوصله الى الذروة العليا حتى لا يكون الغيرية فيه فيحيط النور الذي
يقع على الامة بواسطة البشرية ويقل التوجه الذي كان مبذولا عليها لانه مصروف بالمحبوب ومن هنا
يستولي الكفر والبدعة بعد الالف ويضمحل نور الاسلام والسنة انتهى **واما ازاحة الاعتراض الثاني**
فبانه اخرج من حمالة الحطب لان المجدد رح ما قاله **واما ازاحة الاعتراض الثالث** فبانه لا ضرورة الى
تبيين المراد من تلقاء نفسه اذا بين القائل مراده فان المجدد رح قال وانقلبت الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية
فليس المراد ان العبد فنى وبقي الاله ولا انه مركب من الالوهية والعبودية ليحتاج الى القول بوحدة الوجود
بل ههنا بيان صيرورة الحقيقة المحمدية حقيقة احمدية على ما سياتي تفصيله قال العلامة الدمشقي في تجبير العلوم
قوله فقام الف الالوهية مقامه ومراده بالف الالوهية الالف التي هي اصل جميع الحروف فانها لا تسمى حرفا لعدم
انحرافها لانها مستقيمة فاذا انحرفت فهي جميع الحروف وجميع الحروف انحرافات حقيقتها الالف وهذه الانحرافات
كلها في ان واحد ووقت واحد ولهذا سميت الفا لتاليف الحروف كلها منها وسميت حروفا لانحرافها الى جهات
مختلفة وهو قوله تعالى اينما تولوا فثم وجه الله وقوله كل شيء هالك الا وجهه ولا اظن انك تفهم شيئا من هذه المعاني

فضلا عن وجدانه وذوقه فاياك ان تكون ممن قال تعالى لهم وتجعلون رزقكم انكم تكذبون **قال** وقال
في المكتوب التاسع والمائتين ان نبوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا تعلق لها بنشأته العنصرية
باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين الاحمدية والمحمدية لكن غلبت نشأته العنصرية المحمدية على الملكية
الاحمدية لتحصيل المناسبة بينه وبين الامة والافادة والاستفادة ولهذا امر بقول انا بشر مثلكم
فالبشرية بها تتم ولبعد ارتحاله من النشاة العنصرية غلب جانب الروحانية ونقص جانب البشرية ونقص
نورانية الدعوة وغلبت الظلمة ولما مضى من رحلته الف سنة غلب جانب الروحانية وعدمت البشرية فاذا
بصبغ عالم الامر فبالضرورة رجع عالم خلقه الى عالم الامر واتحدت المحمدية بالاحمدية انتهى فكانه يقول لما فني
الجسد الشريف في زعمه الباطل عدمت البشرية التي هي شرط في دعوة الامة وانتفت المناسبة بين
الرسول والامة وتعذرت بينهما الافادة والاستفادة فاحتاج الامر الى فرد يكون في الصورة البشرية
حتى يدعو الناس الى الله ويمكنه الارشاد والتربية ويتاتى الافادة والاستفادة فكان هو ذلك
الفرد ولا يمكن ان يكون ذلك المهدي لانه لم يولد بعد ولا عيسى لانه اذ ذاك روحانيته غالبة على البشرية
وهذا معنى قوله السابق في الفصل الاول ان المراد بالحقيقة الكعبية الاحمدية التي هي تعينه الامكاني الامري
وبالحقيقة المحمدية تعينه الامكاني الخلقي فبعد مضي الف سنة تغلب الروحانية التي للاحمدية على البشرية
التي كانت للمحمدية فينصبغ عالم خلقه بصبغ عالم امره ثم ارجع من خلقه الى المحمدية يعرج حتى يلتحق بالاحمدية
ويتحدان وقال في موضع آخر ان المحمدية تبقى شاغرة حتى ياتي عيسى فيعرج اليها فيمنها فكانه يقول انه حج
تغلب البشرية فيوجد المناسبة بينه وبين الامة وتتاتى الافادة والاستفادة واما قبل ذلك فلا
يصلح للارشاد لغلبة روحانيته فوجب ان يكون ذلك الفرد هو بزعمه فيقال له يا جاهل ان كان الموت
هو السبب في فناء البشرية فقد وجد السبب فوجب ان يوجد المسبب عقيبه بلا فصل وان كان
البلى كما في زعمك الباطل ان الانبياء تبلى اجسامهم والعياذ بالله وجوزت تطرق الفناء والبلى الى
جسده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فالبلى لا يتاخر الى الف سنة ولا الى مائة سنة ولا سيما في ارض
المدينة الشريفة كما هو مشاهد فكيف تاخر الى الف سنة ولعله تتصل النوبة اليه من بين جميع الامة
ثم ان جميع ذلك خلاف الاحاديث الكثيرة الشهيرة الدالة على انه صلى الله عليه وسلم حي وان البشرية
باقية وان رسالته مستمرة وان امداده لامته متصل وان اهتمامه بامر الامة من الاستغفار لهم متكفل فتكذيب
ذلك كفر **اقول** ان كلام المجدد رح صاف عن غبار الاعتراضات الواهية الواردة عليه فلنذكر منها اصطلاحا
ليتضح الامر وينقطع الشبهة في صلة ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق وهو [illegible] الخرق

والتجزي والالتئام ومن عالم الامر وهو ما لا يقبل الخرق والتجزي والالتئام ورتب عالم خلقه صلى الله عليه وسلم
العليم ورتب عالم امره صلى الله عليه وآله وسلم شان العليم ومنشأهما الحقيقة المحمدية عبارة ههنا عن الحقيقة الامكانية
العنصرية والحقيقة الاحمدية كناية عن تلك الامكانية النورانية والنبي صلى الله عليه وسلم باعتبار عالم امره مربي
عالم ملكوت السموات والارض وباعتبار عالم خلقه يرشد العالم العنصري لمناسبة عالم خلقه البشرية بالعالم العنصري
وبعد انتقاله صلى الله عليه وسلم عن العالم العنصري الى العالم الروحاني انتقص هذه المناسبة بسبب انتقاص
آثار النشأة العنصرية كالاكل والشرب والنوم والمرض وغير ذلك من الصفات الجسمية العنصرية وبقي فيه
من الصفات البشرية التوجه الى العالم السفلي لارشاد امته وبعد مضي الزمان المديد زال ذلك التوجه والالتفات
الى العالم العنصري ايضا وهو المراد عنده بفناء جسمه صلى الله عليه وآله وسلم لا الهيكل المخصوص الجسدي
واستغرق في بحر مشاهدة جمال ذاته تعالى والمراد بالفناء ما اراد القاضي عياض كما صرح في الشفاء في القسم
الثالث فيما يجب للنبي صلى الله عليه وسلم وما يستحيل او يجوز عليه فظواهرهم واجسادهم وبنيتهم متصفة باوصاف
البشر طار عليها ما يطرى على البشر من الاعراض والاسقام والموت والفناء ونعوت الانسانية وارواحهم
وبواطنهم متصفة باعلى من اوصاف البشر متعلقة بالملأ الاعلى انتهى والاولياء لا يتوجهون الى نعمة الجنة
من الاكل والشرب ومرادهم في الجنة رضاء الله تعالى ولقاءه تعالى فكيف يلتفتون الى النعمة الدنيوية
الخسيسة وتغلب روحانيته صلى الله عليه وسلم على جسمانيته وقرب الجسمانية الى الروحانية وهذا معنى عروج
الحقيقة المحمدية والحاقها بالحقيقة الاحمدية وخلو مكانه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مع انه جسده الشريف
باق على حاله ولم يبل منه شيئ والمراد بعروج سيدنا عيسى عليه السلام بعد نزوله الى المقام المحمدية اقامة مقامه
لارشاد امته وترويج شريعته صلى الله عليه وآله وسلم بتبعيته له صلى الله عليه وآله وسلم كما كان النبي صلى الله عليه وسلم قبل
عروجه حقيقة يهدي الخلائق ويرشدهم وبعد ارتحاله صلى الله عليه وسلم الى العالم القدس والرفيق الاعلى انتقص نورانيته
هدايته وارشاده وظهرت الظلمة ولهذا قال بعض اصحابه ما فرغت من دفنه الا وقد وجدت قلبي منفاوتا كما
ورد في الحديث في رواية الترمذي عن انس انفضنا ايدينا عن التراب وانا لفي دفنه حتى انكرنا قلوبنا
ويدل على هذا المراد من زوال الجسد قوله في المكتوب التاسع والمائتين من المجلد الاول متى مضى
الف سنة تغلب جانب روحانيته صلى الله عليه وسلم على البشرية يعني صفات جسده على نهج لون تمام جانب بشرية
بلون نفس الروح وتصبغ عالم خلقه بصبغ عالم الامر انتهى والمراد بقوله واحد من طوق العبودية انقطاع
الحقيقة الاحمدية مظهر اسم الله المستجمع لجميع صفات الكمال ومرتبة هذا القرب من الله تعالى افضل من التوجه
الى العالم السفلي ولا يصح قول المعترض فينزلها فكانه يقول انه صلى الله عليه وسلم غلب بشريته فتوجد المناسبة بينه وبين الامة

الى آخره لانه ما قال هذا ولم نفهم من كلامه فمن اين يفترونه بل قال في المكتوب المذكور بما تعريبه لما ينزل
عيسى عليه السلام من مقامه ليعرج الى مقام الحقيقة المحمدية ويصل اليه تبعية للنبي صلى الله عليه وسلم ويقوي دينه انتهى
والمراد بزوال اثر تعين الجسد هي بعد مضي الف سنة آخذا احد طوق العبودية وهو عبارة عن الميم الاول من
اسم محمد واقامة الف الالوهية مقامه والانخلاع من الجسد الى الروح وزوال هذا التوجه الى العالم السفلي للارشاد
والتفاته صلى الله عليه وسلم اليه لا البلاء الجسد كما مر بيانه ونقص نهاية الامر ان هذه المسئلة كشفية ما ورد الرواية
فيها قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم قوله ان نبوته صلى الله عليه وآله وسلم تتعلق بنشأته العنصرية لتحصيل
المناسبة بينه وبين الامة كما قال تعالى قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي وتتأتى الافادة والاستفادة
كما قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم وتقرير الكلام واما مقام الولاية الخاصة به
صلى الله عليه وسلم وهي مقام فردانيته فهي تتعلق بروحه الشريفة التي هي روح الارواح كلها قوله ومن ههنا
اي ومناسب ما ذكرناه ههنا انهم نقلوا عن الشرائع المتقدمة ان بعد كل الف سنة من رحلة كل واحد
من اولي العزم من الرسل العظام يبعث رسول آخر ومراده ان هذا الامر كان في الامم الماضية وفي هذه الامة
صارت الافراد والمجددون لهذا الدين قائمين مقام الانبياء لانهم ورثة الانبياء ويعني الله تعالى بهذه الامة
خصائص في كل مائة سنة يكون ذلك التجديد كما ورد في الحديث السابق انتهى فقول البرزنجي بالكفر مبني
على زعمه الباطل فالآن اوضح الحق الصائب وقد رجم كل معاند خائب بالشهاب الثاقب ٥ اهل اللوم
عاذل والعتاب الى قولي ان اصبت لقد اصاب ٥ **المقالة الخامسة في ما بناه على المقدمة الخامسة**
قال ومبنى على المقدمة الخامسة دعواه التفوق على الصديق رضي الله تعالى عنه وعلى بقية الصحابة رضي الله
تعالى عنهم اجمعين فقد قال في المكتوب الحادي عشر من المجلد الاول المقام الذي كنت رأيت نفسي فيه لما
لاحظته رأيت الخلفاء الثلثة قد عبروا عليه الى ان قال في آخره لاحظته ذلك المقام مرة ثانية رأيت مقامات
أخر بعضها فوق بعض ولما وصلت الى مقام فوق المقام السابق علمت انه مقام ذي النورين رضي الله عنه
وقد مر عليه لبقية الخلفاء وهذا المقام ايضا مقام التكميل والارشاد وهذان مقامان فوق ذلك مستندكرهما
وظهر لي فوق هذا المقام مقام آخر فلما وصلت اليه علمت انه مقام الفاروق رضي الله عنه وقد مر عليه
لبقية الخلفاء وفوقه مقام آخر هو مقام الصديق الاكبر رضي الله تعالى عنه وقد مر عليه لبقية الخلفاء وفوقه
لا يعرف مقام الا مقام الرسول صلى الله عليه وآله وسلم وظهر لي في محاذاة مقام الصديق مقام آخر اعظم منه
والنور لم يقع نظري عليه مثله قط وكان ارفع من مقام الصديق كارتفاع الصفة عن وجه الارض وعلمت
ان ذلك مقام المحبوبين وذلك المقام ملون منقش ورأيت نفسي منقشا ملونا من انعكاس ذلك المقام

قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم [illegible]

في ووجدت نفسي لطيفا في لون الهواء وقطعة غيم منتشر في الآفاق ورأيت حضرت الشيخ الكبير في مقام الصديق ورأيت نفسي في ذلك المقام المحاذي له المذكور انتهى فهذا دعوى منه بان مقامه ارفع من مقام الصديق وتقدم في المقدمة الرابعة انه ليس احد بعد الانبياء والمرسلين افضل منه ولا احد بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد ذكر الشيخ الكبير الشهاب السهروردي نقلا عن الجنيد ان مقام حق اليقين مقام ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه اقول قال الرشيد ازاد البلجرامي في سبحة المرجان في آثار هندوستان واستدل العلماء بهذا القول على ان الشيخ المجدد يدعي ان مقامه فوق مقام الصديق الاكبر رضي الله عنه فشددوا النطاق على خصامه واحضروه عند السلطان جهانگير والي الهند وقال السلطان للشيخ المجدد سمعت انكم كتبتم ان مرتبتكم فوق مرتبة الصديق الاكبر رضي الله عنه فاجاب الشيخ المجدد انكم تطلبون الادنى من خدامكم عندكم لاجل خدمة فتلطفون عليه وتسرون حديثا اليه فلابد ان يعبر اليكم ذلك الادنى

[illegible]

بعد طي مقامات الامراء ثم يرجع الى محله فيقف به ولا يلزم من هذا ان تكون مرتبة هذا الادنى فوق مرتبة الامراء فسكت السلطان بهذا الجواب وطوى كشحه عن العتاب وفي هذه الاثناء عرض رجل من الخصماء على السلطان ارأيتم تكبر هذا الشيخ ما يسجد لكم مع انكم ظل الله وخليفته بل ما عمل تواضعا معمولا بين الناس فغضب عليه السلطان وحبسه في گواليار بضم الكاف الفارسية والواو والالف وكسر اللام والتحتانية والالف والراء الساكنة وهي قلعة حصينة شهيرة في الهند واليه اشرت في قولي شعر لقد برع الاقران في الهند ساجع ٭ وجده فن العشق بالمغرد ٭ فلا عجب ان صاده متقنص ٭ الم تر في الاسلاف قيد المجدد ٭ وكان السلطان شاه جهان ابن السلطان جهانگير مخلصا لجناب الشيخ وقبل ان يحضر الشيخ عند السلطان ارسل شاه جهان رسولين افضلخان والخواجه عبد الرحمان المفتي مع بعض كتب الفقه الى الشيخ وقال جوز العلماء سجدة التحية للسلاطين فانتم ان تسجدوا السلطان عند الملاقات فانا ضامن ان لا يصل اليكم ضرر من السلطان فلم يقبل الشيخ وقال هذه رخصة والعزيمة ان لا يسجد لغير الله سبحانه وقد اجيب عما يرد على كلامه الذي مضى باجوبة منها انه قال الشيخ في كلامه وجدت نفسي ملونة منقشة بانعكاس ذلك المقام وما قال وصلت وبين الوجدان والوصول بون بعيد رب فقير يجد نفسه في حالة السكر سلطانا وهو ما شم رائحة من السلطنة ومنها انه قال وجدت نفسي ملونة بانعكاس ذلك المقام لا بذلك المقام كما ان الشمس مقامها الفلك الرابع وضوؤها يقع على الارض وبهذا لا تصل الى مقام الشمس ومنها انه قال الشيخ المجدد قدس سره في بعض مكتوباته ومن اغلاط الصوفية ان السالك في مقامات العروج ربما يجد نفسه فوق من هو افضل منه بالاجماع بل ربما يقع هذا الاشتباه بالنسبة الى الانبياء الذين هم افضل الخلائق قطعا عليهم الصلوات والتسليمات فمنشأ غلط البعض ان كلا من الانبياء والاولياء عروجهم اولا الى الاسماء التي هي مبادي تعينات وجودهم ويتحقق بهذا العروج اسم الولاية لهم وعروجهم ثانيا في تلك الاسماء ومنها الى ما شاء الله سبحانه ومع هذا العروج مأوى كل منهم ذلك الاسم الذي هو مبدأ التعين الوجودي لكن ثم من يطلبهم في مقامات العروج يجدهم في تلك الاسماء على الاكثر الا ان الامكنة الطبعية لهم في مراتب العروج من تلك الاسماء والعروج والهبوط من تلك الاسماء بعروض العوارض فالسالك الخالي الفطرة اذا يقع سيره فوق تلك الاسماء فلا جرم يصعد فوق اسم من هو افضل منه ويحدث له توهم فضلية نفسه منه العياذ بالله سبحانه من ان يزيل ذلك التوهم اليقين السابق ويحدث الاشتباه في افضلية الانبياء عليهم الصلوات والتسليمات واولوية اولياء الذين هم افضل الناس بالاجماع وهذا المقام من مزال الاقدام ولا يعلم ذلك السالك ان هؤلاء الاكابر عرجوا الى معارج لا نهاية لها ووصلوا الى فوق الفوق وايضا لا يعلم ان تلك الاسماء امكنة طبعية لهم وله

ايضا ثم مكان طبيعي هو ادون من تلك الاسماء وانزل منها لان افضلية كل شخص باعتبار اقدسية
اسمه الذي هو مبدء تعينه ومن هذا القبيل ما قاله الشيخ ابن العارف في مقامات العروج بالحجة البرزخية
الكبرى من حالة ويترقى باواسطتها وكان مرشدنا الخواجه عبد الباقي يقول للجماعة البصرية من تلك الجماعة
وهولاء الجماعة وقت عروجهم اذا يمرون فوق الاسم الذي هو مبدء تعين البرزخية الكبرى يتوهمون ان البرزخية
الكبرى ليست بحالة والمراد بالبرزخية الكبرى حضرة الرسالة الخاتمية عليه وعلى آله الصلوات والتسليمات
وحقيقة المعاملة ما مرت قبل ومنشاء غلط البعض ان سير السالك يقع في الاسم هو مبدء تعينه وذلك
الاسم جامع لجميع الاسماء على سبيل الاجمال وجامعية لجامعية ذلك الاسم فلا بد ان يقع في سيره اسماء
هي تعينات المشائخ الآخر على سبيل الاجمال ويمر على كل منها الى ان يصل الى منتهى اسمه وحينئذ يتوهم
فوقية نفسه عليهم ولا يعلم ان ما رأى من مقامات هولاء ومر عليها انموذج من مقاماتهم لا حقيقتها وهو يجد نفسه
في هذا المقام جامعا ويجد الآخرين اجزاء نفسه لاجرم يتوهم اولوية نفسه وفي هذا المقام يقول الشيخ البسطامي لوائي
ارفع من لواء محمد ولا يعلم من غلبة السكر ان لواءه ليس بارفع من نفس لواء محمد بل من انموذجه الذي صار
مشهودا في ضمن حقيقة اسمه ومن هذا القبيل ما قال هو في سعة قلبه ان وضع العرش وما فيه في زاوية قلب العارف
لم يكن شيء منه محسوسا وههنا ايضا اشتباه الانموذج بالحقيقة والا فالعرش الذي وصفه الله تعالى بالتعظيم لا
اعتبار ولا مقدار لقلب العارف في جنبه والظهور الذي في العرش ليس عشر عشيره في القلب وان كان
من العارف الا ترى ان الرؤية الاخروية تتحقق بظهور العرش ونحن نوضح هذا المقال بمثال الانسان الجامع
للعناصر والافلاك اذا نظر الى جامعية نفسه يلاحظ العناصر والافلاك اجزاء نفسه واذا غلبت هذه الملاحظة عليه
فليس ببعيد ان يقول انا اعظم من الارض والسموات وفي هذا الوقت يفهم العقلاء ان عظمته بالنسبة الى اجزاء
نفسه والارض والسموات ليست من اجزائه في الحقيقة بل جعلت انموذجاتها اجزائه وعظمته بالانموذجات
التي هي اجزاء لا بحقيقة الكرة الارضية والسماوية والاشتباه انموذج الشيء بحقيقة الشيء قال صاحب الفتوحات
المكية الجمع المحمدي اجمع من الجمع الالهي لان الجمع المحمدي يشتمل على الحقائق الكونية والالهية فيكون اجمع ولا
يعلم ان هذا الاشتمال هو اشتمال على ظل من ظلال مرتبة الالوهية وعلى انموذج من انموذجاتها لا على حقيقة المرتبة
المقدسة بل لا مقدار للجمع المحمدي بالنسبة الى المرتبة المقدسة التي من لوازمها العظمة والكبرياء ما للتراب ورب
الارباب وفي هذا المقام اذا يقع سير السالك في اسم هو مبدء ربه يحسب ان بعض الاكابر الذين هم افضل منه
باليقين وصلوا بتوسطه الى البعض درجات الفوق وترقوا بوصله وهذا ايضا من مزال اقدام السالكين العياذ
بالله سبحانه من ان يحسب نفسه افضل بهذا التوهم ويتصل بالخسارة الابدية واي عجب واي افضلية ان ورد

تلك عظيم الشان من مملكته ناحية لها تمس وبتوسطه العيل الى بعض المقامات ونقيتها غاية ما في الباب
ان ههنا فضلا جزئيا وهو خارج عن المبحث لان كل فرس وحائك يكون له مزية من بعض الوجوه المخصوصة
على عالم ذي فنون وحكيم الى فلاطون وهذه الافضلية خارجة عن الاعتبار انما الاعتبار للفضل الكلي الذي
هو ثابت للعالم والحكيم ومنها ما افاده الشيخ المجدد قدس سره ايضا في دفع هذه الشكوك والشبهة وقال
قال ارباب المعقول الدخان مركب من الاجزاء الارضية والاجزاء النارية ويعرج بالقسر القاسر قالوا ان كان الدخان
قويا يتحقق عروجه الى الكرة النارية وفي هذا العروج تصل الاجزاء الارضية الى مقامات الاجزاء المائية
والاجزاء الهوائية التي لها الفوق بالطبع ويعرج منها الى الفوق وفي هذه الصورة لا يحكم بان مرتبة الاجزاء
الارضية فوق مرتبة الاجزاء المائية والاجزاء الهوائية لان تفوق تلك باعتبار القاسر لا باعتبار الذات والاجزاء الارضية بعد
وصولها الى الكرة النارية تهبط وتصل الى مركزها الطبيعي فيكون مقامها دون من مقام الماء والهواء ففي ما نحن
فيه عروج السالك الى المقامات باعتبار القسر والقاسر ههنا افراط حرارة المحبة وقوة جذب العشق وباعتبار
الذات مقامه تحت المقامات ثم الجواب الذي قلنا مناسب بحال المنتهي اما اذا احدث هذا التوهم للسالك
فالابتداء ويجد نفسه في مقامات الاكابر فوجهه ان لكل مقام في الابتداء والوسط ظلا ومثالا والمبتدي
والمتوسط حين يصلان الى الظلال يتخيلان انهما شاركا الاكابر في المقامات وليس كذلك بل ثم اشتباه
ظل الشيء بنفس الشيء اللهم ارنا حقائق الاشياء كما هي وجنبنا عن الاشتغال بالملاهي بحرمة
سيد الاولين والآخرين عليه وعلى آله وصحبه من الصلوات والتسليمات اتمها واكملها ومنها ما افاده
الشيخ المجدد قدس سره ايضا وقال ليس هذا اول قارورة كسرت في الاسلام بل الكلمات المتشابهات
واقعة من القديم ولقد جاء في كلام الله لفظة اليد والساق واستوى وهذه الالفاظ امالت طائفة من الناس
عن الطريق وجعلتهم مجسمة وجاء في الحديث ان الله خلق آدم على صورته ورأيت ربي على صورة امرد
شاب في سكك المدينة وقال الشيخ ابو يزيد لوائي ارفع من لواء محمد كما مر تفصيله وقال الشيخ محي الدين
ابن العربي خاتم النبوة لبنة الفضة وخاتم الولاية لبنة الذهب وقال ايضا خاتم النبوة ياخذ المعارف والعلوم
من خاتم الولاية وقال الخواجه بهاء الدين نقشبند سره في مقامات الشيخ الحلاج والشيخ ابي يزيد البسطامي والشيخ
جنيد البغدادي وصلت الى حيث وصلوا حتى وصلت الى مقام لم يكن مقام ارفع منه والهمت انه
المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام فما اجترئت وما فعلت ما فعل ابو يزيد وقال الخواجه بهاء الدين ايضا
قال ابو يزيد كنت اسير في صفات الانبياء فوصلت الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام واردت ان اسير
في صفته عليه الصلوة والسلام فسحوا ايداه على جبهتي وصلت بالعناية الالهية في سير المقامات الى هذا المقام

فما جريت ووضعت راسي على عتبة العلية عليه الصلوة والسلام فخطف على واد فظلني هذا المقام انتهى ما نقله الخواجه بهاء الدين عن البسطامي فظاهر ان من وصل الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام لابد ان يصل فوق مقامات سائر الانبياء والخلفاء فالتاويل الذي يصرف بهما يصرف ثم قال الشيخ فريد الدين العطار كما ان للانبياء وخلفائهم اماكن خاصة في عالم الشهادة ياتيها المسافرون والزوار ويزورون ويستفيدون منها كذلك لهم مقامات في عالم الغيب ياتيها سلاك الطريقة لتحصيل الفتوحات وطلب النعم ويتضرعون في جنابهم ويسئلونهم فتح الباب وكثيرا ما لم يروا فتح الباب فياتون العتبة العلية النبوية عليه الصلوة والسلام و ياخذون منها الفيض انتهى **قال** على انه قد ذكر في مقامات الخلفاء الثلثة انها قد وقع عليها عبور بقية الخلفاء ولم ينقل في مقامه انه مر عليه احد **اقول** لا فصل له لانهما في المفهوم متواحدان وقد خان تبرك العبارة فانه قال المجدد رح لا تفاوت الا في العبور والمقام والمرور والثبات فبهذا يظهر ان التغاير بينهما غلطية فان في العبور والعبور والمقام والمقام والمرور والمرور والثبات والثبات او عدم الثبات فروق لا تتناهى **قال** وذكر ان الشيخ النقشبند كان معه الى مقام الصديق ولم ينقل في مقام نفسه انه معه **اقول** لعل المراد منه انه سوء ادب كلا فان الاطفال اذا يسيرون يكون اكابرهم معهم ليحفظوهم وينظروهم فيقولون الاطفال اني ذهبت الى مقام فلان وكان ابي او امي جدي معي ولا يتفوهون باني كنت مع الاب او الجد فكذا هذا **قال** انه ذكر فوق مقام الصديق الا مقام النبوة فمعنى كلامه انه دخل مقام النبوة ولذا لم يقع عليه عبور الخلفاء **اقول** هذا غلط فاحش فانه ليس في عبارة المجدد رح ما يكون معناه انه دخل مقام النبوة فانه افاد وفوق مقام الصديق لا يكون مفهوم الا مقام النبوة فشتان بين المفهوم والدخول ثم التعليل عجيب جدا فان دخوله في مقام لا يقتضي عدم عبور الخلفاء وان سلم هذا فكيف وقع عبور المجدد والخلفاء في مقام ذكره **قال** ثم انه اسقط عليا عن الذكر لكونه نازلا عن مرتبتهم بكثير **اقول** هذه من العجائب لان ذكر العروج يقتضي ان يتبين ما وقع العروج عليه لان عليه سائر مقامات العروج اعم من ان يقع العروج عليه ام لا فما وقع العروج على مقام الخلفاء الثلثة ذكره فالتعليل الذي ذكره من سوء الظن ان بعض الظن اثم **قال** في الفصل الثالث من المجلد الاول ان نهاية كمال ولاية اولياء الامة الخاصة الغوثية و نهاية الكمال لا يتيسر الا بولاية الانبياء في اولياء الامة الا امته ونهاية كمال كمالات النبوة في غير النبي الخلافة وقد ظهر لي سر هذا المعنى معنى الحقيقة خلافة الشيخين مستقيمة وكانت في غاية القوة والعدل لان جانب كمالات النبوة التي كانت فيهما كان غالبا وخلافة ذي النورين كان برزخا بين الولاية والنبوة فلهذا وقع النزاع في آخر في خلافته وخلافة علي رضي الله تعالى عنه كان جانب الولاية غالبا فيه فلهذا دخله الخلل التام لكن لما كان صاحب مرتبة واحدة وهي الامامة الحقيقية لم يكن مقبولا في باب الخلافة ولما كان خلافة عثمان برزخا

بين حقيقة الامامة والخلافة فصل وفي نظري ان [illegible] اهل الشريعة في الامامة الحقيقية انتهى وقد يترتب الى في المكتوب [illegible] الماتين يستفيد بعظيم ان منصب النبي ختم [illegible] من كمالات [illegible] نصيب [illegible] النتيجة الاتباعية فنصيب كامل وكانت هذه الكمالات في طبقة الصحابة اكثر في التابعين قليلا ثم استترت وخلفت ولاية الكمالات الظلية لكن الان بعد مضي الف سنة تجددت تلك الدولة وتظهر الكمالات الاصلية وتستتر الظلية انتهى فانظر انه جوز لنفسه الكمالات النبوية بل [illegible] ولم يجوز لعلي رضي الله عنه وقد قال علي رضي الله عنه انا الصديق الاكبر لا يقولها بعدي الا كذاب ولو كان قتل عثمان لما ذكر لما قتل عمر والاختلال في خلافة ابي بكر رضي الله عنه كان اكثر واكبر حيث ارتد الناس في خلافته ومنعوا الزكوة وادعى جماعة النبوة لكن ضرب بالسيف حتى استقام وانظر الى ولاية عبد الملك بن مروان واتباعه الاربعة كيف استقام مع انه مردود في ذمهم من الاحاديث وانظر [illegible] هذا الاقتصاص كيف لم يستقم وهم افضل الناس ابدا **اقول** على الناقل تصحيح النقل والظاهر انه غلط فاحش فانه من طالع المكاتيب الشريفة يعرف ان المجلد الاول منه ليس مبوبا ولا مفصلا مع انه قيل انه في الفصل الثالث من المجلد الاول فلما لم يكن فيه الفصل الاول ولا الثاني فكيف يكون الثالث وقد تدلس المعترض في نقل عبارة مكتوب الماتين والستين لانه قال بعد العبارة المنقولة والمهدي عليه الرضوان بالظاهر والباطن مروج هذه النسبة العلية ومن مسلمات القوم ان بعد من كثير شيوع البدع والاهواء الكمالات الاصلية بظهور مهدي عليه السلام فلا غبار عليه فالان ازال الهواجس وازاح الوساوس واثبت الحق المحقق بالاتباع والاقتفاء المبني حقائق النفائس بلا اعتراء وادحض الباطل المطرود [illegible] الانكار والجحود [illegible] ولا اتعب [illegible] عن [illegible] وتوالت [illegible] الاعداء فالحمد لله على ما اجبت جوابات شافية ولا انجام المعترضين كافيا مع اني [illegible] عن الهفوات وقابل السيئات بالحسنات والصلوة [illegible] على [illegible] الاول [illegible] الاكمل [illegible] المرتبة الرابعة [illegible] الاختراعات [illegible] نور كل شيء [illegible] خزائن الحكمة [illegible] الملك والملكوت قطب دائرة الجمال وياقوت تاج محاسن الجلال [illegible] الوجود [illegible] عقد السلوك وشرف الافلاك والملوك [illegible] في سموات الدقائق وشمس الصوارف في بروج الحقائق مفتاح الغيب الازلي [illegible] السر الكلي [illegible] الصفات القدسية [illegible] الطريقة [illegible] الاعظم [illegible] الاقوم [illegible] العالم وكليات [illegible] علويه وسفليات [illegible] ووسائط ومركبات وبسائط [illegible] الصفات مظهر التجليات [illegible]

بحمد الحق تعرفت في الملك بشرعه وجلاله والرحم في الملكوت برحمته وجماله عين عينك الكاملة وخليفتك
على الاطلاق في مملكتك الشاملة مفيض المعارف على القلوب من حضرات الملكوت والغيوب
فلا شيء الا وهو منوط اذ لولا الواسطة لذهب الموسوط صل اللهم على مرآة الذات ومظهر انوار الصفات الجمال
المطلق والفخر المحقق السر الاجلا والنور الاحلا السابق من الانقا والقلب الاتقى والجلال الظاهر والمختص
الظاهر الرحمة الشاملة والنعمة الكاملة مبتدى الامر والختام وواسطة عقد النظام مفتاح الملك والملكوت
ومستودع خزائن الرحموت فاتح خزائن المعارف ومفيض الاسرار واللطائف نور الانوار وسر الاسرار
مقر التنزلات ومحل التجليات بالمعنى الروحي والذكر المسبوقي روح الارواح والحقيقة الانسانية خطيب
خطبة الوصال بخطاب الاتصال بذي الجمال والجلال من اهل الكمال اللهم صل وسلم عليه صلوة يهب
اعرفه بالتحقيق في كل موطن وبرق فارق في دورات الزمان بسريان سره في الاكوان ويعرفنا بها
اسرار معارف الحقيقة المحمدية وانوار لطائف الحقيقة الاحمدية وحقيقة الكعبة الربانية والحقيقة القرآنية اللهم حققنا
بحقائق علومه وبيانه في حضرات عيانه وانزل علينا من بركات تنزلاته ما نفوز به من تجلياته في جميع حضراته
اللهم اجعل قلوبنا معمورة بمعارفه العلية وارواحنا منورة بانواره الخفية وعقولنا زاكية لما موراته ونفوسنا
مجتنبة عن منهياته وابداننا منقادة لذلك الهدى ما حيينا ابدا اللهم اجعل حياتنا على سنته وموتنا
على ملته واجعله المجيب عنا في البرزخ عن السوال والشفيع لنا عندك يوم القيمة من الاشكال وعظيم الاهوال
اللهم اجعله لنا جارا في دار ثوابك ومجيرا من عذابك اللهم اجعلنا عنده من اهل العناية في البداية والنهاية
وصل على آله وصحابه كذلك والحمد لله على ذلك

خاتمة الطبع

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العزيز الحكيم الذي خلق الانسان في احسن تقويم والصلوة على رسوله وحبيبه الكريم الذي انزل عليه سبع من المثاني
والقرآن العظيم وعلى آله واصحابه الذين هم هداة صراط المستقيم ونجوم سماء الدين القويم اما بعد فان [illegible]
والاشارات اللطيفة والمعاني الظريفة اعني الكتاب المستطاب والنسخة المطبوعة لطبائع اولي الالباب الموسوم بالكلام المنجي برد
ايرادات البرزنجي من مشايخ [illegible] جامع كمالات المعنوي والصوري
المولوي [illegible] احمد سكندرپوري [illegible] في شهر رمضان المبارك سنة الف وثلث مائة وثمان عشرة
من هجرة النبي عليه الف الف تحية باهتمام [illegible] محمد عبد الاحد في المطبع المجتبائي الواقع في دهلي
[illegible]

فہرس الكلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

تمام شد



ان رسائل کے مؤلف

مولانا وکیل احمد سکندر پوری ؒ

ایک ذی علم بزرگ اور صوفی تھے،

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں

بہت سے رسائل لکھے گئے، لیکن ان تین

رسائل کے مطالب ایسے عمدہ ہیں کہ

دوسرا نہیں لکھ سکا۔

شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور